القرآن الحکیم

معہ اردو ترجمہ مستند دو

از مترجمین

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ - و - حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ

اور

تفسیر سراج البیان

از

مولانا محمد حنیف صاحب ندوی

ملک سراج الدین اینڈ سنز - پبلشرز - کشمیری بازار - لاہور (۸)

۴۷- إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ○

۴۷- قیامت کی خبر کا خدا ہی کی طرف حوالہ ہے اور جو میوے اپنے غلافوں میں سے نکلتے ہیں اور جو عورت حاملہ ہوتی اور جنتی ہے وہ اُسی کے علم میں ہے اور جس دن اللہ انہیں پکاریگا کہ میرے شریک کہاں ہیں تو کہیں گے کہ ہم تجھے جتا دیتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اس کا اقرار کرنے والا نہیں ہے ○

۴۸- وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ○

۴۸- اور جنہیں وہ پہلے پکارتے تھے وہ اُن سے گم ہوجائینگے اور گمان کریں گے کہ ان کو کہیں خلاصی نہیں ○

۴۹- لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ○

۴۹- آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور جو اُسے بُرائی چھوئے تو مایوس نا امید ہو جاتا ہے ○

۵۰- وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا

۵۰- اور اگر ایک تکلیف کے بعد جو اس کو لگی ہوئی ہو ہم اپنی طرف سے اُسے رحمت چکھائیں تو کہتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا۔ تو میرے لئے اسکے یہاں بھلائی ہے سو ہم کافروں کو

پورا پورا علم صرف اللہ کو ہے

ف یہ غرض ہے کہ کوئی انسان یہ نہیں جان سکتا۔ کہ مستقبل میں کیا ظہور پذیر ہونیوالا ہے۔ اور فطرت کی آغوش میں کون حوادث پنہاں ہیں۔ کوئی یقینی طور پر اسکے متعلق پیشگوئی نہیں کرسکتا۔ اور نہیں کہہ سکتا۔ کہ آئندہ چل کر تقدیر سے کیا تو آگے ہونیوالا ہے۔ اس باب خاص میں سب لوگ نادانستہ اور بے بہرہ ہیں۔ ہاں انبیاء علیہم السلام کو بعض حالات سے مطلع کردیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ کیا ہونیوالا ہے۔ مگر ہر واقعہ اور ہر بات کے متعلق وہ بھی جواب نہیں دے سکتے۔ قیامت کے وقوع کے متعلق بار بار مانگنے والوں نے پوچھا۔ کہ قیامت کب ہے۔ ایان مرسٰھا۔ مگر حضور قرآن کی زبان میں یہی جواب دیتے ہیں۔ کہ میں نہیں جانتا۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں۔ وہی بتا سکتا ہے۔ کہ کب یہ دنیا اپنی زیبائش و آرائش سمیت فنا کے پردوں میں منہ چھپالے گی۔ نہ صرف یہ بلکہ انسانی علم تو یہ بھی نہیں بتا سکتا۔ کہ کوئی پھل اپنے خول اور شگوفوں سے کب اور کس طرح کا نکلے گا۔ اور یہ کہ ماں کے پیٹ میں کس طرح کا بچہ ہے۔ یہ ساری باتیں اللہ کے دائرہ علم سے تعلق رکھتی ہیں۔ انسان ان کو جاننا بھی چاہے تو نہیں جان سکتا۔ پھر کس قدر ان لوگوں کی جہالت کس درجہ افسوسناک ہے۔ جو ایسے علیم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں۔ جن میں سرے سے علم کی استعداد ہی نہیں ہے جو اپنی فطرت کے لحاظ سے علم کی صلاحیتوں سے یکقلم محروم ہیں۔ یہ کیونکر انکی راہنمائی کرسکتے ہیں۔ اور کیونکر انکی معروضات سن سکتے ہیں۔ فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انکو پکار پکار کر کہے گا کہ بتاؤ۔ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں۔ جن پر تم کو دنیا میں بڑا ناز تھا۔ اس وقت انکی آنکھیں کھلیں گی۔ اور کہیں گے کہ ہم تو ان جاہلانہ اعتقاد نہیں رکھتے۔ اور ادھر وہ معبودان باطل غائب ہوجائیں گے جیسے یہ کہ انکی خلاصی کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔ (باقی صفحہ [illegible] پر)

حل لغات: اکمامہا۔ کم کی جمع ہے۔ پھل کا غلاف۔ شگوفے۔ لا یسئم۔ اکتا نہیں جاتا ہے۔

محیص۔ [illegible]۔

قنوط۔ ہراساں۔ ناامید۔

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ○

جائیں گے جو وہ کرتے تھے اور ہم انہیں ایک گاڑھا عذاب چکھائیں گے ○

۵۱- وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ○

۵۱- اور جب انسان پر نعمت بھیجتے ہیں تو وہ ٹلا جاتا ہے اور اپنی کروٹ موڑ لیتا ہے اور جب برائی پہنچے تو چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے ○

۵۲- قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ○

۵۲- تو کہہ بھلا دیکھو تو یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہوا، پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے زیادہ گمراہ کون ہے، جو دور کی مخالفت میں ہے ○

۵۳- سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○

۵۳- عنقریب ہم ان (قریش) کو اطراف (دنیا) میں اور خود ان کی جانوں میں اپنی نشانیاں دکھلائینگے یہاں تک کہ ان پر کھل جائیگا کہ وہ (قرآن یا خدا) حق ہے ہاں تیرا رب کافی نہیں کہ وہ ہر شے پر گواہ ہے ○

۵۴- أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ○ ع

۵۴- سنتا ہے وہ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں سنتا ہے وہ ہر شے کو گھیر رہا ہے ○

آیاتہا ۵۳	(۴۲) سُورَةُ الشُّورَىٰ مَكِّيَّةٌ (۶۲)	رکوعاتہا (۵)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

(۴۲) سورہ شوریٰ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

بقیہ کا حاشیہ صفحہ ۱۱۵۳

ف قرآن حکیم میں ایک بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ یہ ان تمام نفسیاتی تبدیلیوں سے کہ جو انسان میں پائی جاتی ہیں۔ اور ایک ایک کر کے ان سب چیزوں کو بیان کرتا ہے تاکہ ہر شخص کے تمام مواقع اسے معلوم رہیں۔ اور وہ کسی حالت میں بھی کبھی اللہ تعالیٰ سے محروم نہ رہے۔ فرمایا کہ یہ انسان اپنی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتا ہے۔ اور ترقی کی خواہش سے اس کو کبھی بھی سیری نہیں ہوتی۔ جب اسکی توقعات کے خلاف ہوتا ہے۔ اور آزمائش و تکلیف کا موقع پیش آتا ہے۔ تو نہایت مایوسی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اگر تکلیف کے بعد پھر اللہ آسائش و تنعم کے سامان مہیا کر دے۔ تو غرور و نخوت کے مرض میں مبتلا ہو کر کہنے لگتا ہے۔ کہ یہ سب متاع راحت میری عقلمندی اور مساعی کا نتیجہ ہے۔ اور یہ قیامت کا مسئلہ محض ڈھکوسلہ ہے۔ میں اپنے اعمال کیلئے اللہ کے سامنے جوابدہ نہیں ہوں۔ اور اگر وہاں جانا پڑا۔ تو پھر آخر وہاں بھی یہی جگہ مل کر رہے گی۔ ارشاد فرمایا۔ کہ یہ وہم باطل ہے۔ اہل ثروت اور سرمایہ داری کا اعتبار نہ ہوگا۔ وہاں صرف اعمال دیکھے جائیں گے۔ اور وہ لوگ جو سرمایہ داری کے نشے میں ہیں۔ شدید ترین عذاب کے مستحق ہوں گے۔ اور ان سے کوئی رعایتی سلوک نہیں روا رکھا جائیگا۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف۱ مطلب یہ ہے کہ جب بھی قرآن حکیم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو یہ لوگ اور [illegible] پیغام کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ کیا تم نے کبھی سوچا ہے۔ کہ اگر یہ کتاب عزیز واقعی اللہ کی طرف سے ہو۔ اور تم یونہی شور و سرکشی اور تمرد پر قائم رہو۔ تو پھر تمہارا انجام کیا ہوگا۔ تم اللہ کو کیا جواب دو گے۔ یہی وہ باتیں ہیں۔ جو انسانی کلام نہیں ہے۔ [illegible] اس صورت میں بھی اس کو تسلیم کر لینا اس لحاظ سے مفید ہے کہ اس میں جو تعلیمات ہیں۔ وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ہیں۔ [illegible] اور اگر صورت حال یہ ہے۔ تو پھر تمہارے پاس اس محرومی اور بدبختی کا کیا جواب ہے کیا اندیشہ ہے۔

قرآن کی صداقت پر خارجی اور باطنی شواہد

ف یہ پیشگوئی ہے۔ کہ ہم قرآن کی حقانیت کے ثبوت میں پوری کائنات کو حرکت میں لے آئیں گے۔ اور آفاق میں ایسے ایسے دلائل مہیا کریں گے۔ کہ ہر حق پسند متاثر ہو جائیگا۔ نیز انفس میں [illegible] پیدا کریں گے۔ اور [illegible] حقائق آشکارا ہوں گے۔ کہ وہ خود بخود اسلامی نظریات کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ [illegible] اس کی تین صورتیں ہیں:۔

۱۔ اسلامی فتوحات کی کثرت [illegible] بے سرو سامان جماعت کا ساری دنیا پر چھا جانا۔ [illegible] ثابت کرتی ہے کہ اللہ کی تائید ان کے شامل حال ہے۔ [illegible]

۲۔ ان دلائل فطرت کا اسلام کی تصدیق میں پیش کرنا۔ جو آفاق میں پھیلے ہیں۔ ان مظاہر و شواہد کو [illegible] بیان کرنا [illegible]

۳۔ آئندہ [illegible] نبوت کی تصدیق کریں۔

حل لغات۔ [illegible]۔ عریض: چوڑی یعنی لمبی چوڑی زیادہ۔ شقاق: مخالفت اور عناد کرنا۔ الآفاق: افق کی جمع ہے یعنی کنارہ آسمان، اطراف عالم۔ [illegible]

۱-۲ حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○

۳- كَذٰلِكَ يُوحِيٓ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

۴- لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ○

۵- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِن فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ أَلَآ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○

۶- وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَآءَ اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ○

۷- وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ

۱-۲ حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○

۳- اللہ غالب حکمت والا ایسے ہی تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف اسی طرح وحی بھیجتا ہے ○

۴- جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُسی کا ہے اور وہی بلند مرتبہ سب سے بڑا ہے ○

۵- قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی تسبیح کرتے اور زمین والوں کے گناہ بخشاتے ہیں۔ سنتا ہے اللہ جو ہے۔ وہی بخشنے والا مہربان ہے ○

۶- اور جنہوں نے اللہ کے سوا رفیق پکڑے ہیں۔ وہ اللہ کو یاد ہیں (انہیں ضرور سزا دے گا) اور تُو ان پر داروغہ نہیں ہے۔

۷- اور اسی طرح تجھ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا۔ تاکہ تو بڑی بستی (مکہ) اور اُس کے آس پاس والوں کو ڈرائے اور جمع ہونے کے [illegible]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۴ [illegible] ہماری رائے یہ ہے کہ تعبیر و تفسیر کی یہ صورت زیادہ صحیح ہے۔ آج کا سائنس اور تجربہ اسلامی نظام حیات کو درست [illegible] کے قریب سمجھتا ہے [illegible] قیامت کا حرف تھا [illegible] سائنس [illegible] ہر وقت اس کا امکان ہے [illegible] کا اظہار [illegible] آج لوگ تسلیم کر رہے ہیں کہ [illegible] نہیں ہو سکتا اور معاشی نظام [illegible] ہے۔ [illegible] ہے اور تمام دنیا کو قبول کرنا پڑ جاتا ہے اسی طرح نفسیاتی طور پر لوگوں نے [illegible] عظیم الشان روحی انکشافات منظر عام پر آ رہے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کے متعلق قرآن نے جو کچھ پیش کیا تھا۔ وہی صحیح ہے۔ اور اگر موت کو دیکھ کر کوئی جھٹلا [illegible] سکتی ہے۔ [illegible] وقت بہت قریب ہے جبکہ سارے [illegible] انہ الحق [illegible]۔

سورۃ الشوریٰ

ف۱ یہ سورت مکی ہے۔ اس میں حقائق و زندگی کے اہم مسائل بیان فرمائے گئے ہیں اس میں رسالت کا ذکر ہے۔ توحید کی بحث ہے۔ حق کی [illegible] کا بیان ہے اور بعض اہم شکوک و شبہات کا ازالہ ہے۔ جو اس وقت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئے

[illegible] سکتے ہیں۔

خدا کا جلال و جبروت

ف۲ آیت کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت کا تعلق ہے آسمان اس کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے اگر اس کی زبردست قدرت اس کو نہ تھام رکھے۔ آسمان پھٹ جاوے اور [illegible] تقاضا یہ ہے کہ یہ سارا نظام [illegible] زمین پر آ رہے۔ دوسرے یہ کہ مشرکین جو شرک کا ارتکاب کر کے خدا کی جناب میں سخت گستاخی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ قریب ہے کہ اجرام سماوی ان کو برداشت نہ کریں۔ اور ان پر گر پڑیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کرم ہے کہ اس نے ہر شخص کو اپنے اعمال میں آزادی دے رکھی ہے اور وہ مجبور نہیں کرتا۔ کہ ہر شخص اس کے آستانہ جلال و تقدس پر جھکے۔ البتہ فطرت اور عقل کا مطالبہ یہی ہے کہ انسان اپنے ذاتی شرف کو محسوس کرے اور صرف اللہ کے سامنے تذلل و عبودیت کا اظہار کرے۔ اور کائنات میں اپنے آپ کو سب سے افضل و اعلیٰ قرار دے۔ ارشاد فرمایا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ حالانکہ اس کی پاکیزہ ترین مخلوق یعنی فرشتے ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں۔ ([illegible])

حل لغات [illegible] یوم الجمع قیامت [illegible]

لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝

۸- وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُم مِّن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

۹- أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۱۰- وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

۱۱- فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

دن سے ڈرائے جس میں شک نہیں۔ ایک فریق بہشت میں ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں ○

۸- اور اگر چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت میں بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور جو ظالم ہیں ان کا نہ کوئی رفیق اور نہ مددگار ○

۹- کیا انہوں نے اللہ کے سوا رفیق پکڑے ہیں۔ سو اللہ جو ہے وہی کام بنانے والا اور وہی مُردے جلاتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے ○

۱۰- اور جس چیز میں تم اختلاف کرو گے اس کا فیصلہ اللہ کے حوالہ ہے۔ یہ اللہ ہی ہے جو میرا رب ہے۔ اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ○

۱۱- آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس نے تم ہی میں سے تمہارے لئے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں وہ تمہیں اس (جوڑا بنانے) میں پھیلاتا ہے اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۵- اس زندگی کا نصب العین ہی یہ ہے۔ کہ وہ ہر اطاعت سے بچیں اور اسکے حکموں کی قطعاً مخالفت نہ کریں۔ پھر ان میں یہ خوبی بھی ہے کہ یہ انسانوں کیلئے بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور حظیرۃ القدس سے انوار چھینٹے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ باوجود لغزشوں کے بے شمار گناہوں کے غفور ایسی ہے منضبط ہے۔

ف حضور کو ان مشرکین سے بڑی ہمدردی تھی آپ دل سے یہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ ہدایت سے بہرہ مند ہو جائیں۔ اور پھر جب آپ دیکھتے۔ کہ یہ لوگ قرآن کو نہیں مانتے اور توحید کے اسرار کو نہیں سمجھتے ہیں۔ تو آپ کو سخت قلق ہوتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آپ ہدایت کے ذمہ دار نہیں۔ اگر یہ لوگ نہیں مانتے۔ تو نہ مانیں۔ آپ کیوں فکر کریں۔ اور بہرحال اپنے فرائض تبلیغ میں مصروف رہیں۔ یعنی قرآن کتب سابقہ کی طرح صداقت اور حقانیت کا حامل ہے۔ انکو عربی میں اس لئے نازل کیا گیا ہے۔ تاکہ مکہ والوں کے لئے اتمام حجت ہو جائے۔ اور وہ یہ عذر نہ کر سکیں۔ کہ ہم قرآن کو سمجھ نہیں پاتے۔ یہی غرض ہے کہ اس کے سمجھنے والے لوگ یہ اعتراض نہ کریں کہ عجمیت ہماری راہ میں حائل ہوئی۔ اگر ہماری بولی میں قرآن نازل ہوتا تو ہم ضرور تسلیم کر لیتے۔ اسکے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ قرآن کا پیغام عربوں کے لئے ہی صرف مخصوص ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ کم از کم ایک قوم کو اللہ تعالیٰ بالکل تیار کر دے۔

قیادت کے منتخب کر لیا جاتا ہے۔ جبلی انفعال دوسروں کے لئے اسوہ اور نمونہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ پہلی جماعت کو ایسی ہونی چاہیے۔ کہ وہ مطالب قرآن کو پہلے حضور ہی سے سمجھ سکے! اس کے لئے کوئی عذر مسموع نہ ہو۔ جن کی وساطت سے ساری دنیا میں پیغام اسلام پہنچے وہ یقینی عملی اور قطعی ہو۔

حاشیہ صفحہ ہذا:- ف غرض یہ ہے۔ کہ تفرقہ بازی کی تقسیم بالکل فطری ہے۔ اور اللہ کی مصالح کے مطابق ہے۔ وہ اگر چاہتا تو ہر نوع کے اختلافات کو مٹا دیتا۔ اسکے لئے یہ بہت آسان اور سہل تھا۔ اور جب کہ اس نے ان اختلافات کو باقی رکھا ہے۔ تو ان سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ بلکہ شدہ چیزوں کو کوشش کر جانا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے۔ اسکی نتیجہ کیا ہو یہ معلوم نہ ہو سکے۔

وہ حکم خدا ہے

ف جب اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ اختلاف خیالات بالکل طبعی اور فطری بات ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ کیا پھر فیصلہ کی کوئی صورت نہیں اور کیا حق و باطل میں کوئی امتیاز نہیں معلوم ہو سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فیصلہ کی صورت یہ ہے۔ کہ اللہ کے حکم کو مان لیا جائے۔ اور اپنے ذاتی خیالات و افکار کو ترجیح نہ دی جائے۔ کیونکہ سارے جھگڑے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب ہر شخص اپنی ذاتی رائے پر اصرار کرے اور اپنے سے م

مجبور ہو کر عقل والے کے سامنے سر نیاز نہ جھکائے [illegible] موضوع اس حقیقت کو اپنے سامنے رکھے کہ [illegible] نہیں [illegible]

۱۲ - لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

۱۳ - شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○

۱۴ - وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ○

۱۲ - آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے ہاتھ میں ہیں جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ بیشک وہ ہر شے کو جانتا ہے ○

۱۳ - اس نے تمہارے لئے دین کی وہ راہ مقرر کی جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جو بھیجنے والے محمدؐ تیری طرف وحی کی ہے اور جو ہم نے ابراہیم اور موسٰی اور عیسٰی کو حکم دیا تھا یہ کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو، مشرکوں پر وہ بات بھاری ہے جس کی طرف تو انہیں بلاتا ہے۔ اللہ جسے چاہے اپنی طرف چن لے اور اپنی طرف اُسے راہ دکھاتا ہے جو رجوع ہوتا ہے ○

۱۴ - اور انہوں نے آپس کی ضد سے علم آنے کے بعد پھوٹ ڈالی، اور اگر وہ بات نہ ہوتی جو تیرے رب سے ایک وقت مقرر تک کے لئے نکل چکی ہے تو ان میں فیصلہ ہو جاتا۔ اور وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے ان کی طرف سے قوی شک میں ہیں ○

حاشیہ صفحہ ۱۱۵۶ ... ہم نے انبیاء اور رسولوں کی شخصیت کو کوئی اہمیت نہیں دی ... ہے جو راہ راست پر ... میں اللہ کی اطاعت ... کرتے ہیں۔ اور ان کے حکموں کو بلا شرط و قید تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر ... خیالات میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے۔ ... انسان کی ذہنی و فکری مشکلات میں آخری وجہ استشہاد ہے۔ ... میرا پروردگار ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور اسی کی جانب ... جھکتا ہوں۔

وہ بے نظیر ہے

... صفات الٰہی کا تذکرہ ہے۔ کہ وہ خدا جو حکم ہے۔ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہی ہے۔ اسکو وسائل و ذرائع کی قطعاً احتیاج نہیں۔ اس نے بالکل عدم سے کائنات کو پیدا کیا۔ اور وہ جو کہ قدرت سے نوازا۔ پھر اس نے ... ان کو جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ تاکہ اس طرح انکی نسل میں افزائش ہو۔ اور ... بے مثل اور بے نظیر ہے۔ دنیا کی کوئی چیز بھی ذات میں اور صفات میں اس کی ... مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ صانع عالم، مکان کو پیدا کرنے والا ہے۔ اور ساری کائنات ... ہے۔ وہ لوگوں کی سنتا ہے اور حالات و کوائف کو جانتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اس کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہے زیادہ روزی سے بہرہ مند کرے۔ اور جس کو چاہے کم۔ وہ ہر مصلحت سے آگاہ ہے۔ اور ہر بات کو کامل طور پر جانتا ہے۔

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ تم لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک روا رکھو کیونکہ وہ تم ہی میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ بہر صورت تعلقات استوار کرو۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ میں بظاہر یہ اشکال ہے کہ نفی تو اس بات کی کی گئی ہے کہ اللہ کی مانند کوئی چیز نہیں ہے۔ نہ اس بات کی کہ اللہ کی مثل کا ہونا بھی ناممکن ہے اس لئے یہ بالکل خلاف مقصد ہے۔ جواب یہ ہے کہ عرب جب کہتے تھے کہ مثلی لا یفعل کذا کہ میری طرح کا آدمی یوں نہیں کر سکتا تو ان کے معنی یہی ہوتے تھے۔ کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ محاورہ ہے۔ اس طرح اس کے معنی بھی یہی ہونگے۔ کہ اللہ کی ذات کے اندر کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ مثل سے مراد ذات ہے۔ یعنی مماثل نہیں۔

حل لغت

وَصّٰی۔ تاکید فرمائی۔ وحدت ادیان کی طرف تلمیح ہے۔ کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ حق۔ صداقت کے اعتبار سے بالکل وہی چیزیں پہلے انبیاء کو دی گئیں۔ سَبَقَتْ۔ یعنے پہلے طے ہو چکا۔

١٥- فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؕ

١٥- سو تو اسی کی طرف بلا اور قائم رہ جیسے تجھے حکم ملا ہے اور ان کی خواہشوں کا پیرو نہ ہو اور کہہ کہ میں ہر کتاب پر جو اللہ نے نازل کی ہے ایمان لایا اور مجھے حکم ملا ہے کہ تم میں انصاف کروں۔ اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع کریگا۔ اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ○

١٦- وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ○

١٦- اور جو لوگ اللہ کے بارے میں اسکے بعد کہ خلق اس کو مان چکی حجتیں نکالتے ہیں۔ انکی حجت انکے رب کے نزدیک باطل ہے اور ان پر غضب ہے اور انکے لئے سخت عذاب ہے ○

١٧- اَللّٰهُ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ○

١٧- اللہ وہ ہے جس نے کتاب سچے دین پر اتاری اور ترازو بھی نازل کی، اور تو کیا جانے شاید قیامت قریب آگئی ہو ○

١٨- يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ

١٨- جو قیامت کو نہیں مانتے وہ اسے جلد مانگتے ہیں اور جو اسے مانتے ہیں وہ اس سے کانپتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے

اہل کتاب کی بددیانتی

ف۱ یعنی اہل کتاب خوب جانتے ہیں۔ کہ حضورؐ صدق و حقانیت کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ ان پر اتمام حجت ہو چکی ہے۔ یہ تمام علوم و معارف نبوت کو دیکھ چکے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ اس میں کسی طرح کے شک و شبہ کو دخل نہیں ہے یہ محض انکی ضد ہے غرور اور تفاخر ہے۔ کہ محض کچھ اپنی مصالح دنیوی کی وجہ سے تفرقہ ڈالے بیٹھے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات طے نہ ہوتی۔ کہ ان کو انکی تکذیب کا بدلہ قیامت میں دیا جائیگا۔ تو یہ اپنی خیانت اور بددیانتی کی وجہ سے کبھی کے ختم ہو چکے ہوتے۔ یہ تو اللہ کا کرم ہے۔ کہ تمام گناہوں کی سزا کو ایک مقررہ دن کیلئے اٹھا رکھا ہے۔ ورنہ یہ ممکن تھا۔ کہ قانون حق و صداقت سے انکار کریں۔ اور فطرت کے انتقام سے بچ جائیں۔ فرمایا۔ انکی اس بددیانتی کی وجہ سے جو کتاب لائے ہیں پریشان ہیں۔ کہ کیا کریں۔ مانیں یا نہ مانیں۔ جب یہ لوگ دیکھتے ہیں۔ کہ اہل کتاب کے علماء جو جانتے بوجھتے ہیں وہ اسلام کی صداقتوں کو قبول نہیں کرتے۔ تو پھر لا محالہ انکے دلوں میں اس طرح سے شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ [illegible] ہو جاتے ہیں۔

پیغمبر کا استقلال

ف۲ ارشاد ہے۔ کہ ان لوگوں کی محرومی اور مخالفت کی وجہ سے آپ کے عزم و ہمت میں کوئی کمزوری نہیں پیدا ہونی چاہئے۔ آپ بدستور اللہ کی طرف ان کو بلاتے رہیئے۔ اور اس قدر بلند ہو کہ آپ کے پائے استقلال میں ذرہ بھی لغزش پیدا نہ ہونے پائے۔ آپ انکے جذبات اور خیالات کی پرکاہ برابر بھی پرواہ نہ کریں۔ بس یہی کہتے جائیے۔ کہ میرا ایمان تو اللہ کی کتب پر ہے۔ میں اسی کو مانتا ہوں اور مکلف ہوں۔ کہ اسی کی روشنی میں تمہارے درمیان عادلانہ طرز عمل اختیار کروں۔ اللہ ہمارا تمہارا پروردگار ہے۔ ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔ اور تم اپنے اعمال کے۔ اور اصولاً تم میں اور ہم میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ایک وقت مقررہ پر ہم سب کو جمع کریگا۔ اسکے حضور میں سب کو جانا ہے۔ وہاں جا کر معلوم ہو گا۔ کہ کون حق و صداقت پر ہے اور کون گمراہ ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱۵۹ ملاحظہ)

حلِ لُغات:۔ دَاحِضَةٌ۔ باطل۔
اَلْمِيْزَانَ۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو نازل فرمایا ہے۔ اسی طرح انکی صداقتوں کو تولنے کیلئے معیار بھی نازل فرمائے ہیں۔

إِنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ○

سنتا ہے جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔ وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں ○

۱۹- اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ○

۱۹- اللہ اپنے بندوں پر نرمی کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ قوی غالب ہے ○

۲۰- مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ ○

۲۰- جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی میں اسے زیادہ دینگے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسے اس میں سے کچھ دینگے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ بھی نہیں ○

۲۱- أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

۲۱- کیا ان (اہل مکہ) کے اور شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے دین میں وہ راہ ڈالی ہے جس کا اذن اللہ نے نہیں دیا اور اگر فیصلہ کی بات (قیامت پر) نہ ہوتی تو ان میں (ابھی) فیصلہ ہو جاتا اور بیشک جو ظالم ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے ○

۲۲- تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

۲۲- تو ان ظالموں کو دیکھیگا کہ جو کچھ انہوں نے کمایا ہے اس سے ڈر رہے ہونگے اور وہ ان پر پڑ کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵۸۔ یہ انداز بیان کا اشارہ ہے بجز مقصود خیر ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ پیغمبر سے تم غلط قسم کی توقعات نہ رکھو۔ وہ ہر حال اللہ ہی رہیگا۔ اور عبدیت و استقامت کے ساتھ اللہ کے پیغام کو تم تک پہنچائیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ تمہاری خواہشات نفس کی پیروی کرے۔ اہل کتاب جھوٹے جہاں مسلمانوں سے کہتے تھے۔ کہ کیوں نہ ہم اور تم ان انبیاء پر متفق ہو جائیں۔ جن پر تمہارا بھی ایمان ہے اور حضورؐ کی نبوت کو جو مختلف فیہ ہے۔ چھوڑ دیں۔ اس کا جواب دیا ہے کہ جبکہ حضورؐ میں اور دیگر انبیاء میں کوئی فرق نہیں سب کے پیغام میں یکسانی اور وحدت ہے اور معجزات و خوارق بھی انکی تائید میں تم دیکھ چکے ہو۔ تو پھر کیوں ان کی نبوت کو تسلیم کر لیا جائے۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

اللہ نہایت شفیق ہے

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں بدرجہ غایت مہربان ہے۔ جس کو چاہتا ہے حسب ضرورت اپنی ربوبیت عامہ سے بہرہ مند کرتا ہے۔ رزق اور دولت کے تم ضرورت مند ہو۔ چاہتے ہو کہ تمہاری جھولیاں لعل و جواہر سے بھر دے کوئی شخص ان کے ارادوں میں کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا۔ وہ صاحب قوت و اقتدار ہے اور عزیز ہے اس کی قدرت کے آگے تم لوگ عاجز ہو۔ اور اس کی مہربانیاں

کو حاصل کرو۔ اور قوت و منفعت کی آرزو رحمت کو پا لو۔ تو اس کی صورت یہی ہے کہ دیں۔ بہ کریم و قدیر ہے کہ ۔۔۔ وہ سے سیکھے چلو۔ اور اس کے منشا کو پورا کرو۔ پھر دیکھو کہ تم میں قوت پیدا ہو جاتی ہے یا کس طرح تم مالا مال ہو جاتے ہو۔ ۔۔۔ تم کو اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس منبع فیوض و برکات کے ساتھ ذاتی انتساب بھی برتری اور علو حاصل کرنے کیلئے کافی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ تم اس کے ساتھ عبودیت اور نیاز مندی کا تعلق جوڑو اور تم دنیا میں مارے مارے پھرو۔ جب ایک معمولی دوست اپنے دوست کی توہین گوارا نہیں کرتا۔ تو وہ کیونکر اپنے دوستوں، عقیدتمندوں اور اپنے غلاموں کی توہین برداشت کر سکتا ہے ؎

دوستاں را کجا کنی محروم ٭ تو کہ با دشمناں نظر داری

وہ لطف و شفقت کا پیکر ہے اس نے اپنے اوپر عفو و کرم گستری کو لازم قرار دے لیا ہے۔ وہ ماں باپ سے زیادہ اپنی مخلوق کو چاہتا ہے۔ وہ بیکار کو اپنے ایوان جلال میں سب کو بلاتا ہے۔ اور دعوت اجابت دیتا ہے۔ تم مجھ سے اگر مانگتے نہیں وہ تو کہتا ہے کہ باب قبولیت کو کشادہ کیا ہوا ہے تمہاری معروضات کو سنوں گا ○

حل لغات:۔ لطیف۔ باریک بیں۔ اور نہایت درجہ شفیق اور مہربان۔

الصّٰلِحٰتِ فِیْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ۝

انہوں نے نیک کام کئے وہ بہشت کے سبزہ زاروں میں ہوں گے۔ اُن کے لئے جو بھی، وہ اپنے رب کے پاس چاہیں گے موجود ہے۔ یہی تو بڑا فضل ہے ۝

۲۳- ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

۲۳- یہ وہ ہے جس کی بشارت اللہ اپنے بندوں کو دیتا ہے۔ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے تو کہہ میں تم سے اس (قرآن) پر سوائے رشتہ کی محبت کے اور کچھ مزدوری نہیں مانگتا اور جو نیکی کمائے گا ہم اسکے لئے اس نیکی میں خوبی بڑھائینگے۔ بیشک اللہ بخشنے والا قدر دان ہے ۝

۲۴- اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ ؕ وَ یَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

۲۴- کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سو اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہر لگادے اور اللہ اپنی باتوں سے جھوٹ کو مٹاتا اور حق کو ثابت کرتا ہے۔ بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے ۝

۲۵- وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

۲۵- وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور برائیاں معاف کرتا اور جو تم کرتے ہو جانتا ہے ۝

۲۶- وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

۲۶- اور ایماندار ونگی جو بھلے کام کرتے ہیں دعا قبول کرتا ہے

زندگی کی دو راہیں

ف فرمایا کہ دو قسم کی زندگیاں ہیں اور یہ تمہارے انتخاب پر موقوف ہے کہ تم لوگ کس قسم کی زندگی کو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اختیار و انتخاب میں پوری پوری آزادی دے رکھی ہے اگر کشت آخرت چاہتے ہو۔ تو اللہ کی مہربانیاں تمہارے شامل حال ہونگی۔ اور تم ہر نوع کی برکات سے نوازے جاؤ گے اور اگر کشت آخرت کی ضرورت نہیں ہے۔ دنیا کی [illegible] ہو اور دائمی زندگی کو بھلا چاہتے ہو۔ تو یہ بھی تم کو مل سکتی ہے۔ مگر [illegible] آخرت کے حقوق [illegible] ہوں تم دنیا کو کسی صورت سے محروم نہیں رہو گے۔ [illegible] اگر تم نے صرف دنیا کو حاصل کیا۔ تو پھر وہاں کچھ نہیں ملیگا۔ ان دونوں باتوں کو خوب سمجھ لو اور اپنے لئے ایک راہ متعین کر لو۔ دنیا کی راہ تو عقبیٰ کی منزل سے یکسر محروم کر دیتی ہے۔ اور آخرت کی راہ میں [illegible] سعادتیں موجود ہیں۔

حضورؐ کے اقرباء کی محبت

ف اہل بیت سے محبت اور عقیدت رکھنا بلا ریب جزو ایمان ہے اور وہ [illegible] بدبخت ہے جو اس سعادت سے محروم رہنا پسند کریگا۔ حضورؐ کے اقارب سے تعلقات ارادت اس بات کی علامت ہے۔ کہ دلوں میں تقویٰ اور پاکیزگی موجود ہے اور حب پیغمبر کا جذبہ موجزن ہے۔ اور درحقیقت یہ عشق نبوی کا لازمی نتیجہ ہے۔ جب حضورؐ سے محبت ہوگی۔ تو پھر آپؐ کے اقرباء سے محبت نہ رکھنا کوئی معنے ہی نہیں رکھتا۔ یہ ایسا پاک جذبہ ہے کہ امام [illegible] اس بات پر فخر و ناز کرتے ہیں کہ ؎

ان کان رفضا حب آل محمد ۔ فلیشهد الثقلان انی رافضی

کہ اگر آل محمدؐ سے محبت رکھنا رفض ہے۔ تو زمین اور آسمان گواہ رہیں۔ کہ میں رافضی ہوں [illegible] نہیں ہیں۔ کہ اس آیت میں اسی محبت کی طرف اشارہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ایسا مطالبہ نہیں کرتے۔ جس کا تعلق اساس دین سے ہو۔ اقارب کی عزت و حرمت تقاضائے ایمان ضرور ہے۔ (باقی صفحہ ۱۱۶۱ پر)

حل لغات: روضت۔ روضہ کی جمع ہے۔ بمعنے باغ۔ [illegible]

[illegible]

وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ○

اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے اور جو منکر ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے ○

۲۷- وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ○

۲۷- اور اگر اللہ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کرے تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگیں۔ لیکن جس قدر چاہتا ہے اندازہ سے اُتارتا ہے وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا دیکھتا ہے ○

۲۸- وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ○

۲۸- اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد بارش نازل کرتا اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی کام بنانے والا لائق تعریف ہے ○

۲۹- وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ○

۲۹- اور اُسکی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین اور ان جانوروں کی پیدائش ہے جو اُن دونوں کے درمیان پھیلائے ہیں اور وہ جب چاہے انہیں جمع کرلینے پر قادر ہے ○

۳۰- وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ○

۳۰- اور جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ ہے اور بہت باتوں سے درگزر کرتا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۰ اور معترض زبان سے اس کو تعلق نہیں ہے یہ تو ہم ہے صرف اللہ کی اطاعت اور حضورؐ کی پیروی کا۔ یہ دو آخر ہیں۔ اسلام کے سارے نظام حیات کے۔ انکے علاوہ تمام پاک شخصیتیں اپنی جگہ پر قابل تکریم ہیں مگر دین نہیں ہیں۔ اسلام صرف حقائق کا نام ہے۔ صدق تو سے تعبیر ہے شخصیتوں کو اس میں دخل نہیں ہے۔ پھر اگر آیت کے یہی معنے ہوں۔ جو عام طور پر پیش کئے جاتے ہیں تو سخت شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ معاذ اللہ حضورؐ نے یہ سارا کھڑاگ ہی اس لئے کھڑا کیا تھا۔ کہ بعد میں انکے اعزہ و اقربا فتوحات اور دولت کا فائدہ اٹھائیں۔ حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہے حضورؐ دوسرے انبیاء کی طرح اپنی تبلیغی مساعی پر اجر نہیں چاہتے تھے۔ کہ لوگ انکی پاک کوششوں کو مانیں اور جانیں۔ اور اسلام کو قبول کرلیں۔ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ کے معنے یہی ہیں کہ میں یہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے اپنا عزیز اور قریبی سمجھیں اور مجھ سے وہی سلوک روا رکھیں جو اقربا سے روا رکھا جاتا ہے۔ مجھے اپنا دشمن قرار نہ دو۔ اپنا ہمدرد سمجھو اور میری باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔

ملے ختم علی قلبک۔ دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ پر افترا کر رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر بھیجیں گے تو آپ کے قلب پر مہر کر دیتے جس طرح ان کی ہے اسی طرح یہ ممکن ہے۔ کہ آپ غلط سلط باتیں اللہ کی طرف منسوب کریں۔ دوسرے یہ کہ لوگ تو اس طرح کے الزامات سے آپکے دل پر دل آزاری کرتے ہیں۔ معاذ اللہ چاہیگا۔ تو آپکے دل پر آپکی طمانیت کی مہر ثبت کر دیگا۔ تاکہ اس طرح عمل کا اثر آپ تک نہ پہنچے اور آپ استقلال و عزیمت کے ساتھ اللہ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاتے رہیں۔

مادیات میں غور و فکر

ملے قرآن حکیم اس بات پر بار بار زور دیتا ہے۔ کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ان مظاہر کو غور و تعمق کی نظر سے دیکھیں جو کارگاہ حیات کو زندگی بخشتے ہیں۔ اسکے نزدیک جس طرح یہ ضروری ہے کہ شریعت اور فقہ کا مطالعہ کیا جائے معاشرتی قوانین کی تاریخ پر غور کیا جائے۔ روایت و اخلاق کے مسائل کو زیر بحث لایا جائے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ قدرت، طبیعت اور کائنات کا مطالعہ کیا جائے۔ کائنات کے اسرار و مکنون کو معلوم کیا جائے کیونکہ جس طرح صحیح معاشرتی اور اخلاقی تعلیم سے انسان کو روحانی سعادت حاصل ہوتی ہے اور اسکے مشکل ترین مسائل سلجھ جاتے ہیں اور زندگی نہایت پرسکون اور پرطمانیت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صحیفہ قدرت کی تصریح سے استنباط مسائل ہماری مادی قوتوں میں اضافہ کرتا ہے۔ اور تمدن کو زیادہ وسیع زیادہ شاندار بناتا ہے۔

حل لغات: یقدر۔ یعنی ایک اندازے کے ساتھ اس طرح کہ کائنات کا انتظام باقی ہے۔ قنطوا۔ مایوس ہوگئے۔ قنوط سے ہے۔

۳۱ - وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

۳۱۔ اور تم زمین میں بھاگ کر عاجز کر دینے والے نہیں ہو۔ اور اللہ کے سوا تمہارے لئے کوئی کارساز اور مددگار نہیں ہے ۝

۳۲ - وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝

۳۲۔ اور اسکی نشانیوں میں سے سمندر میں چلتے جہاز ہیں جیسے پہاڑ ۝

۳۳ - إِن يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝

۳۳۔ اگر وہ چاہے تو ہوا بند کر دے پس جہاز سمندر کی پشت پر کھڑے رہ جائیں۔ بیشک اس میں ہر صابر شاکر کیلئے نشانیاں ہیں ۝

۳۴ - أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَن كَثِيرٍ ۝

۳۴۔ یا انکو انکی کمائی کے سبب تباہ کر دے اور بہت تقصیریں تو معاف کر دیتا ہے ۝

۳۵ - وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ۝

۳۵۔ اور تاکہ وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں جان لیں کہ انکے لئے کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں ہے ۝

۳۶ - فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ

۳۶۔ سو جو تمہیں کچھ دیئے ملا ہے سو حیات دنیا کی بہرہ مندی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۱۔ قرآن کا منشا یہ ہے۔ کہ سابقہ مذاہب نے جو انسانوں میں یکسر بے کاہی اور تعطل پیدا کر رکھا ہے۔ وہ دور ہو اور غور و فکر کیلئے فراخ اور شاداب میدان مہیا ہوں۔ تاکہ انسانی تسخیرات اور فتوحات کیلئے ایسے تعلیم و تعمیر کو چاہیے۔ کہ کبھی وہ نہیں ختم نہ ہو۔ اس لئے آپ اس کتاب عزیز میں دیکھیں گے کہ آسمانوں اور زمین کی وسعتوں پر غور کرنے کیلئے بار بار آمادہ کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ تمام مظاہر قدرت پر غور و فکر کرو۔ اور سوچو۔ اور پھر اسی نتیجہ پر پہنچو۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں کس درجہ وسیع ہیں اور وہ کس درجہ لائق اکرام و احترام ہیں۔

فرمایا ستارے اجرام سماوی کو پیدا کیا ہے۔ زمین کو بھی تمہارے پاؤں تلے بچھایا۔ اور جس طرح زندہ کائنات میں پھیلا رکھی ہے۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ وہ جب چاہے انسانوں کو حساب کے لئے جمع کر سکیگا۔ کہ بتاؤ تم نے دنیا میں رہ کر ہماری نعمتوں سے کس حد تک استفادہ کیا؟

اسی طرح اسکی نشانیوں میں سے بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز ہیں۔ کہ سمندر میں پہاڑوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کھینچنے کیلئے کچھ قانون مقرر کر رکھے ہیں۔ اگر وہ ہواؤں کو روک لے اور ان قانونوں کو حرکت میں نہ لائے تو کشتیاں اور یہ جہاز ایک قدم آگے نہ بڑھ سکیں۔ جو لوگ جو صبر کے زیور سے آراستہ ہیں اور جو اسکی نعمتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ان مظاہر قدرت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اہل یورپ نے ان کو تو قرآن پاک

کرتا ہے۔ سمندروں پر حکومت دوسری قوموں کی ہے۔ آج وہ جانتے ہیں۔ کہ کیونکر بڑے بڑے جہازوں کو سمندر کی سطح پر چلایا جا سکتا ہے اور جن کو انکی طرف توجہ دلائی تھی۔ وہ محض نا آشنا ہیں۔

درمیان میں بعض بڑے حقائق کو بھی بیان فرمایا ہے۔ اور بعض غلط فہمی کو دور کیا ہے۔ مثلاً لوگ یہ سمجھتے تھے کہ جو مصیبتیں آتی ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا ہے۔ کہ جہاں تک اجتماعی مصائب کا تعلق ہے۔ وہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ اور تمہارے اکثر جرائم تو ایسے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سے یکسر درگزر فرما دیتے ہیں۔ اور ان کی سزا نہیں دیتے۔ ورنہ تمہارے لئے جینا مشکل ہو جائے۔ اسی طرح ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا ہے۔ کہ تمہاری مخالفانہ کوششوں سے۔ اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہے۔ فرمایا یقین رکھو۔ کہ تم اللہ کو عاجز اور مجبور نہیں کر سکتے پھر اسی طرح دنیا کے رہنے کے متعلق جو ان لوگوں کا خیال تھا۔ اس کی تردید فرمائی۔ اور کہا کہ حقیقی اور اصلی زندگی عقبیٰ اور آخرت کی زندگی ہے۔ اور اللہ کے نیک بندے اسی زندگی کے حصول میں کوشاں رہتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

حل لغات:۔ کالاعلام۔ پہاڑوں کی طرح۔ اعلام جمع علم کی ہے۔

یوبقھن۔ تباہ کر دے۔

الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○

ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ایمانداروں اور ان کیلئے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں بہتر اور پائیدار ہے ○

۳۷- وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ○

۳۷- اور ان کیلئے جو کبیرہ گناہ اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اور جب انہیں غصہ آتا ہے۔ تو وہ معاف کر دیتے ہیں ○

۳۸- وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ○

۳۸- اور لوگ ان کے لئے جنہوں نے اپنے رب کا فرمان مان لیا اور نماز پڑھی اور انکا کام انکے درمیان مشورے سے ہوتا ہے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ○

۳۹- وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ○

۳۹- اور انکے لئے کہ جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلہ لیتے ہیں (یعنی کفار سے جہاد کرتے ہیں) ○

۴۰- وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ

۴۰- اور بدی کا بدلہ اسی کی مانند بدی ہے۔ پھر جس نے معاف کیا اور صلح کی تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ بیشک وہ

اہل عقبیٰ

ف ان آیتوں میں ان لوگوں کی صفات کا تذکرہ ہے۔ جن کے لئے عاقبت کی زندگی ہے۔ اور جو آخرت میں روحانی سعادتوں سے بہرہ مند ہونگے۔ فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مصائب و شدائد میں اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور سراسر پاکباز ہیں۔ وہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ ان کا دامن کبیرہ گناہوں سے آلودہ نہ ہو۔ ان میں یہ صلاحیت اور قوتِ برداشت ہوتی ہے۔ کہ جب جذبات میں اشتعال پیدا ہو۔ فضا غضب آلود ہو۔ تو اس وقت وہ اپنے خصم اور مخالف کو معاف کر دیں۔ جو لوگ اللہ کے حکم کے تابع ہیں ہر ابتلاء کو جو اس کی طرف سے ہو۔ خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ اور نماز کو اس کی تمام شروط ظاہری و باطنی کے ساتھ ادا کریں۔ پابندیٔ وقت کے ساتھ پڑھیں۔ معنے اور مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور مقام احسان کو حاصل کریں۔ جہاں بندہ اپنے مولا کے قرب کو حاصل کر لیتا ہے۔ وہ اس طرح عبادت میں معروف ہوتا ہے۔ کہ گویا کہ اپنی بصیرت کی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہا ہے۔ جو زکوٰۃ دیں اور اپنے مال و دولت کو اسی کی راہ میں خرچ کریں۔ اور وہ لوگ جو شریر و دشمن کے مقابلہ میں عاجز اور کمزور نہ ہوں۔ جو بدلہ لینا چاہیں اُن سے بزور بدلہ لے سکیں۔ اور ان کو ان کے مفسدانہ طرز عمل سے باز رکھ سکیں۔ کیونکہ برائی اور شرارت کی جزا بھی اُسی قدر ہونی چاہیئے۔ ہاں جو شخص چاہے کہ باوجود قابو پا سکنے کے اور غصہ و غضب کے اپنے مخالف کو معاف کر دے۔ تو یہ بھی اور سلوک احسن اور بہتر اور پسندیدہ ہے۔ اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اور عفو کا مقام ایسا ہے۔ جس کا مرتبہ عام لوگوں سے بلند اور برتر ہے ۰

یہ واضح رہے۔ کہ اسلام نے جو دین فطرت ہے ایک طرف تو عفو کی فضیلت کو بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ یہ عادت عزیمت کی عادت ہے۔ اور دوسری طرف سزا اور بدلہ کی بھی تعریف کی ہے اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اصل میں نہ عفو بہتر ہے۔ اور نہ سزا و انتقام دیکھنا یہ ہے۔ کہ مقام اور حالات کے مطابق ان دونوں حربوں میں سے کون حربہ زیادہ مفید رہیگا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خاطی مہربانی اور کریمانہ طرز عمل سے متاثر ہوتا ہے۔ اور مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شریر کا نفس نرمی سے اور شہ پکڑتا ہے۔ اور وہ اسکو عاجزی اور ضعف پر محمول کرتا ہے۔ لہٰذا اسلام کہتا ہے کہ تم ان دونوں چیزوں کو اپنے سامنے رکھو اور جو موزوں سمجھو کرو۔ تمہیں کسی ایک چیز کیلئے مجبور نہیں

حل لغات۔ الفواحش۔ بے حیائیاں۔ استجابوا۔ یعنی انہوں نے حق کی دعوت کو قبول کیا [illegible]

لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○

ظالموں کو پسند نہیں کرتا ○

۴۱- وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ○

۴۱- اور جو کوئی ظلم سہنے کے بعد بدلہ لے گا تو ان پر کوئی راہ (ملامت) نہیں ہے ○

۴۲- اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

۴۲- راہِ ملامت صرف ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ انہیں کیلئے دکھ کا عذاب ہے ○

۴۳- وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

۴۳- اور البتہ جس نے صبر کیا۔ اور بخش دیا۔ بیشک یہ بات ہمت[ف۱] کے کاموں میں سے ہے ○

۴۴- وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ○

۴۴- اور جسے اللہ نے گمراہ کیا۔ اسکے لئے اللہ کے بعد کوئی کارساز نہیں اور تو ظالموں کو دیکھیگا۔ کہ جس وقت وہ عذاب دیکھیں گے کہیں گے کہ بھلا پھر جانے کی بھی کوئی

ف۱ یعنی وہ لوگ جن سے بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ توفیق ہدایت چھین لے۔ وہ چارہ سازی سے محروم رہیں گے۔

گھاٹے میں کون ہے

وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کیا۔ اور کفر و شرک اختیار کر کے اپنے قلب و وجدان پر ظلم کیا ہے۔ ان سے عالم عقبٰی میں بہت ہی ذلیل کن طرزِ عمل روا رکھا جائیگا ان کی روح انتقام کو کچل ڈالا جائے گا۔ اور اس تمام غرور و کبر کو جس کی وجہ سے یہ قرآن حکیم تسلیم کرتے پاؤں تلے مسل دیا جائے گا۔ محسوس کریں گے۔ کہ ذلت و نکبت نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ دوزخ روبرو لائے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سخت غصے اور غضب کا اظہار کریں

(باقی ۱۱۶۵ پر)

حلِ لغت

اِنْتَصَرَ۔ بدلہ اور انتقام لیا۔ انتصار سے ہے۔

۴۵- وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ○

۴۵- اور تو انہیں دیکھے گا کہ دوزخ پر ذلت سے عاجزی کرتے ہوئے پیش ہونگے چھپی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اور ایمان والے کہیں گے بیشک زیاں کار وہ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن آپکو اور اپنے لوگوں کو نقصان میں ڈالا۔ سنتا ہے ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہونگے ○

۴۶- وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ○

۴۶- اور اللہ کے سوا کوئی اُن کے دوست نہ ہونگے، کہ اُنکی مدد کریں اور جسے اللہ نے گمراہ کیا۔ اس کے لئے کوئی راہ نہیں ○

۴۷- اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ○

۴۷- اپنے رب کا حکم مان لو ف۱ اس سے پہلے کہ اللہ کی طرف سے وہ دن آئے جس کا پھیرنے والا کوئی نہیں اس دن تمہارے لئے نہ کوئی جائے پناہ ہوگی اور نہ تم انکار ہی کر سکو گے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۳

جس وقت ان کی نظریں اوپر کو نہ اُٹھیں گی۔ مسلمانوں کو یہ دیکھیں گے۔ مگر دزدیدہ نگاہوں سے۔ وہ بھی تاڑ جائیں گے اور ان سے کہیں گے۔ کہو آج کون خسارے میں ہے۔ دُنیا میں تو تم لوگ کہتے تھے۔ کہ مذہب کو قبول کر کے اپنی آزادی کو کھوتا ہے۔ لذتوں اور مسرتوں سے محروم ہوتا اور گھاٹے کو قبول کرتا ہے۔ آج بتاؤ کون ہر طرح کی نعمتوں سے بہرہ مند ہے۔ کون باغوں اور نہروں میں رہتا ہے۔ کس کے عفیف اور جمیل حوریں تابع ہیں۔ کون رب رحیم کے الطاف گوناگوں سے مشرف ہے۔ کس کے لئے جابجا شراب مہیا ہیں۔ کس کی روح میں بالیدگی اور نکھار ہے۔ کس کے لئے روحانی ترو تازگی اور نزہت ہے۔ اور کون ہے۔ جو ہر قسم کی مسرتوں سے محروم ہے۔ دُکھ اور تکلیف میں ہے۔ دوزخ کے عذابوں میں مبتلا ہے۔ اللہ کی رحمتوں سے دُور ہے۔ یاد رکھو۔ ظالم اور بُرے لوگ اللہ کے مقام رضا کو کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور ان میں یہ اہلیت ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ جنات نعیم کی آسائشوں کو پا سکیں یہ محل اور جنتی زندگی ہے۔ کہ اللہ کے ان مقربین کو

وہ انعامات کے لئے پسند کرے۔ اور وہ رضوان خلد میں بجز اس کے یہ زندگی نہیں ہے۔ کہ دنیا میں متاع عارضی کی وجہ سے اتنے سرمست اور مدہوش ہو جاؤ۔ کہ اللہ سے بالکل غافل ہو جاؤ اور اس کے حکموں کو کوئی وقعت نہ دو۔ سب سے بڑی کوفت ان کے لئے یہ ہوگی۔ کہ جن لوگوں کو دنیا میں اپنا چارہ ساز سمجھتے تھے جن سے عقیدت تھی۔ اور جن کو یہ اپنا نجات دہندہ قرار دیتے تھے۔ یہ اُن سے بالکل بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اور قطعاً ان کو شر اور عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

ف۱ اس دن سے پہلے پہلے اللہ کی اطاعت کا عہد کرو۔ اور کامل انقیاد اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ کیونکہ اس دن گنہگاروں کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ اور نہ یہ ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص اس دن اللہ سے جھگڑ سکے اور بحث کر سکے۔

حل لغات:۔ طَرْفٍ خَفِيٍّ دزدیدہ نگاہ سے بچشم نگاہ سے۔ مُقِيْمٍ ۔ دائمی۔ اَوْلِيَاۗءَ ۔ ولی کی جمع ہے۔ یعنی دوست اور مددگار۔ چارہ ساز۔ مَرَدَّ ۔ ہٹنا۔ ٹلنا۔

۴۸ - فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝

۴۸ - پھر اگر وہ منہ موڑیں تو ہم نے تجھے اُن پر نگہبان نہیں بھیجا۔ تیرے ذمہ صرف پہنچانا تھا اور جب ہم اپنی طرف سے آدمی کو رحمت چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور جو اُن کے کاموں کے بدلے میں ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ناامید ہو جاتے ہیں، سو آدمی بڑا ناشکرا ہے ۝

۴۹ - لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝

۴۹ - آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہے بیٹیاں بخشے اور جسے چاہے بیٹے دے ۝

۵۰ - اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

۵۰ - یا انہیں جوڑے دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کرے بےشک وہ جاننے والا ہے قدرت والا ہے ۝

۵۱ - وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا

۵۱ - اور کسی آدمی کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے باتیں کرے

اولاد اللہ کے اختیار میں ہے

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کاملہ کے معنی یہ ہیں۔ کہ انسان جملہ تمام اختیارات کو اسی جانب منسوب کرے۔ اور ہر حالت میں خوش و خرم رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لڑکیاں دے۔ جب بھی اعتراض نہ کرے۔ اور اگر لڑکے ہی عطا کرے۔ تو بھی کبر و غرور کا اظہار نہ کرے۔ اگر دونوں قسم کی اولاد یعنی لڑکے اور لڑکیاں ملیں۔ تو بھی خوش رہے۔ اور اگر اولاد سے محروم رکھا جائے۔ تب بھی گلہ نہ کرے۔ اور بہر حال اللہ ہی کی حکمتوں پر بھروسہ رکھے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ وہ میرے حالات اور میری ضروریات سے مجھ سے زیادہ آگاہ ہے۔ اگر وہ مجھے اولاد سے بہرہ مند کرنا چاہے گا۔ تو میں ضرور صاحب اولاد ہو جاؤں گا۔ اس کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اولاد کا ہونا محض اللہ کا فیضان ہے۔ اسلئے اس خواہش کا اظہار کرنا ہو تو اسی سے کرنا چاہئیے۔

حل لغات

كَفُوْرٌ۔ نہایت ناشکر گذار۔
يَهَبُ۔ بخشتا ہے۔
عَقِيْمًا۔ بانجھ۔
مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ۔ پس پردہ۔
رُوْحًا۔ یعنی کتاب حیات۔

أَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

مگر بذریعہ وحی کے یا پردہ کے پیچھے سے یا کوئی پیغام لانے والا (فرشتہ) بھیجے پھر وہ (فرشتہ) اسکو اللہ کے حکم سے جو چاہے پہنچا دے بیشک وہ بلند مرتبہ حکمت والا ہے ○

۵۲- وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْإِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَإِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

۵۲- اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تیری طرف ایک روح (یعنی فرشتہ جبرائیل) بھیجی تو نہ جانتا تھا کہ کتاب اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ لیکن ہم نے اسے ایک نور بنایا (سو اپنے بندوں) میں جسے ہم چاہیں اُس (کتاب) کے ذریعے سے ہدایت کریں۔ اور تو البتہ راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے ○

۵۳- صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۭ أَلَآ إِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْأُمُوْرُ ۝

۵۳- اور اس اللہ کی راہ کی طرف جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے بستا ہے۔ اللہ ہی کی طرف سب کام پھرتے ہیں ○

ع ۵

مکالمہ کی تین صورتیں

ف بندوں کو اللہ تعالیٰ جب شرف مکالمہ سے نوازتے ہیں۔ تو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو قلب میں القا ہوگا۔ اور لوح دل پر منقش یا مرتسم ہو جائیگا۔ یا پیغمبر اور الہام کے درمیان کوئی حجاب اور واسطہ ہوگا بلکہ وہ پیغام پیغمبر تک پہنچ جائے گا۔ اور یا یہ صورت ہوگی کہ جبرائیل امین بنفس نفیس تشریف لائیں گے۔ معلومات فراہم [illegible] سے آگاہ فرمادیں گے۔ جہاں تک نفس الہام کا تعلق ہے۔ یہ عقلاً ممکن ہے۔ کیونکہ اپنے سینے کے خیالات کو دوسرے تک منتقل کر دینا بالکل ممکن ہے۔ مسمریزم میں یہ ہوتا ہے۔ کہ عامل وسیط (میڈیم) میں اپنے خیالات کو منتقل کر دیتا ہے۔ اور یہ درمیانی آدمی عامل کے نقطہ نگاہ سے سوچتا اور دیکھتا ہے۔ بلکہ اس کی تمام حرکات اس کے تابع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جن بندوں کو نبوت کے لئے چن لیتے ہیں۔ اور اپنے الہامات، تجلیات اور تعلیمات کو ان تک پہنچا دیتے ہیں۔

کتابِ زندگی

ف یعنی آپ کی نبوت میں کوئی بدعت اور انوکھا پن نہیں۔ بلکہ آپ بھی انہی ذرائع الہام کو استعمال کیا گیا ہے۔ اور سابقہ پیغمبروں کی طرح آپ کو گویا یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ کہ اللہ نے آپ سے گفتگو فرمائی ہے۔ اور اُس چیز کو آپ کی طرف منتقل فرمایا ہے۔ جو انسانیت کیلئے بمنزلہ روح کے ہے۔ جس کی وجہ سے انسانی ہیئت اجتماعیہ میں زندگی اور تازگی ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرت اور تہذیب و تمدن کا بقا ہے۔ آپ اس سے قبل کتاب و صحیفہ کے نام سے آگاہ نہیں تھے۔ اور نہ آپ یہ جانتے تھے۔ کہ ایمان کی حقیقت مفصلہ کیا ہے؟ ہم نے آپ کو ایک کتاب عنایت کی ہے۔ جو نور اور روشنی ہے۔ اور اس سے استفادہ وہی لوگ کر سکیں گے۔ جن کو ہم توفیق دیں گے۔ آپ لوگوں کو صراط مستقیم کی جانب دعوت دے رہے ہیں۔ یعنی اسی صراط مستقیم کی جانب جو اس اللہ کی مقرر کردہ ہے۔ جس کی آسمانوں اور زمین میں پوری پوری بادشاہت ہے۔ اور انجام کار سب امور جس کی جانب لوٹیں گے۔

آیاتہا ۸۹ | (۴۳) سُورَۃُ الزُّخْرُفِ مَکِّیَّۃٌ (۶۳) | رکوعاتہا ۷

(۴۳) سُورہ زخرف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

۱- حٰمٓ ○

۲- وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○

۳- اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

۴- وَاِنَّہٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ ○

۵- اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اَنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ○

۶- وَکَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- حٰمٓ ○

۲- واضح کتاب کی قسم ○

۳- ہم نے اُسے عربی قرآن بنایا۔ تاکہ تم (اہل عرب) سمجھو ○

۴- اور بےشک وہ ہمارے پاس اصل کتاب میں بلند مرتبہ حکمت بھرا ہے ○

۵- تو کیا ہم اس بناء پر کہ تم لوگ حد سے باہر نکلے ہوئے ہو منہ موڑ کر تم سے اس کا ذکر ہٹالیں گے! ○

۶- اور ہم نے پہلوں میں بہت نبی بھیجے تھے ○

سورہ زخرف

ف کتاب مبین کی قسم کھائی اور اس کے بعد یہ کہا کہ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ عربی زبان میں وضوح مطالب کی استعداد دنیا کی تمام زبانوں سے زیادہ ہے یعنی قرآن کو عربی زبان میں خدا نے نازل کر کے تمام دنیا پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس وقت بھی جتنی زبانیں موجود ہیں۔ ان میں چند ہی زبانیں ایسی ہیں۔ جو دینیات کے اظہار کے لئے بدقت کارگر ہو سکتی ہیں۔ ان میں دو بنیادی نقص ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ بوجہ قدامت کے زندہ نہیں ہیں۔ اور ان کے اسالیب بیان کہنہ اور بوسیدہ ہو چکنے کی وجہ سے ناقابل فہم ہو گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلام کو جس نہج اور سادہ انداز بیان کی ضرورت تھی۔ جو توحید و رسالت ایسے مسائل کو پوری طرح سے جامعیت کے ساتھ پیش کر سکے۔ اس کا ان زبانوں میں ملنا محال ہے۔ عبرانی اور کلدانی زبانیں بہت پرانی ہیں۔ ان کا ادب بھی غیر مکمل ہے۔ سنسکرت میں زندگی نہیں۔ ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنے ہیں۔ اور بالخصوص بیان توحید کے لئے۔ تو قطعاً غیر کافی ہے۔ سب سے بڑی دقت تو یہ ہے۔ کہ اس زبان میں خدا کے متعلق زندہ اور معجزہ قبول کوشش کرنا بدرجہ غایت مشکل ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ عربی میں اسلامی حقائق کی تخم ریزی کے لئے جس قدر عمدہ زمین مہیا تھی۔ اس کا دوسری جگہ پانا قطعاً ممکن نہیں تھا۔ اس لئے مصلحت الٰہی کا تقاضا یہی تھا کہ کلام کے لئے ایک زندہ، موثر، بلیغ اور واضح انداز بیان رکھنے والی زبان کو منتخب کیا جائے اور ایک ایسی قوم میں اس کی تبلیغ کی جائے۔ جو صحیح معنوں میں اس پیغام کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اس لئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہم نے کتاب مبین کو عربی میں اس لئے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ تم لوگ اس کے پیش کردہ معارف سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکو۔ اور اچھی طرح سمجھ سکو۔ یہ اللہ کے ہاں نہایت بلند پایہ اور پُرمغز حکمت کتاب ہے۔ کیا بعض محض اس وجہ سے کہ تم لوگ حد اعتدال سے آگے بڑھ چکے ہو ہم تم سے تعرض کرنا چھوڑ دیں۔ عذاب نہ بھیجیں اور تم کو ہلاک نہ کریں یاد رکھو۔ تم سے پہلے بھی قوموں میں انبیاء آتے رہے ہیں۔

حل لغات

اُمّ الکتاب۔ لوح محفوظ۔

مُسرفین۔ حد سے تجاوز کرجانے والے۔

۷- وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

۷- اور جو نبی ان کے پاس آتا اُس سے ٹھٹھا ہی کرتے تھے ○

۸- فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ○

۸- سو ہم نے ان (قریش) سے زیادہ زور والوں کو ہلاک کیا اور اگلوں کی کہاوت گزر چکی ہے ○

۹- وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ○

۹- اور البتہ اگر ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ؛ تو ضرور کہیں گے۔ کہ ان کو غالب دانا نے پیدا کیا ہے ○

۱۰- الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○

۱۰- وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لئے راہیں بنائیں تاکہ تم راہ پاؤ ○

۱۱- وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ

۱۱- اور جس نے آسمان سے اندازہ سے پانی اُتارا۔

اور اُن کو بھی سمجھ[illegible] اور سوچنے کی پوری پوری مہلت دی گئی ہے۔ پھر جب انہوں نے ان کو ٹھٹھا بنایا ۔ تو اللہ کی گرفت نے اُن کو آلیا ؛ تم بھی یہی چاہتے ہو ؛ سو سُن رکھو۔ کہ یہ بات بھی دُور نہیں ہے ❊

ف یعنی یہ لوگ جہاں تک ان کی فطرت سالمہ کا تعلق ہے خدا کی توحید کے منکر اور معترف ہیں جب ان سے پُوچھا جاتا ہے ۔ کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے۔ تو صاف کہہ دیتے ہیں۔ کہ خدائے عزیز و علیم نے جس نے زمین کو فرش کی طرح پاؤں تلے بچھا رکھا ہے۔ اور اس میں مختلف راہیں پیدا کی ہیں۔ جس نے آسمان سے اندازہ کے ساتھ پانی اتارا ہے۔

حلِ لغات

بطشا۔ سخت گرفت۔ پکڑ۔

فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ○

پھر ہم نے اس سے مُردہ شہر کو اُبھارا۔ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ○

۱۲- وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ○

۱۲- اور جس نے کل چیزوں کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو ○

۱۳- لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ○

۱۳- تاکہ تم ان کی پشت پر چڑھ بیٹھو، پھر جب ان پر بیٹھ چکو، تو اپنے رب کی نعمت یاد کرو اور کہو کہ وہ پاک ہے۔ جس نے اسے ہمارے قابو میں کیا اور (حالانکہ) ہم اس پر قابو پانے والے نہ تھے ○

۱۴- وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ○

۱۴- اور ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹیں گے ○

۱۵- وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ○

۱۵- اور انہوں نے اللہ کیلئے اُسکے بندوں میں سے اولاد قرار دی ہے بیشک آدمی بڑا ہی صریح ناشکرا ہے ○

اور مُردہ زمینوں کو اس سے زندگی بخشی ہے؟ فرمایا۔ اگر یہ حقیقت درست ہے۔ تو پھر تمہیں حشر و نشر میں کیا شبہ ہے؟ کیا وہ اسی طرح تمہیں دوبارہ زندہ کر دینے پر قادر نہیں؟

ایک چھوٹا سا مگر عظیم القدر سبق

اسلام میں ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ اپنے ماننے والوں میں ایسی روح پھونکتا ہے۔ کہ وہ کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کریں۔ ہر منزل اور ہر مقام میں اللہ کو یاد کریں۔ اس کا نام لیں۔ اور اس کے ذکر سے زبان کو حلاوت بخشیں۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہو یا گھوڑے پر بیٹھو۔ تو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اور زبان سے ان کا اظہار کرو۔ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ۔ یعنی وہ خدا شرک کی ہر آلودگی سے پاک ہے۔ جس نے ان سرکش قوموں کو ہمارے مسخر کر دیا ہے۔ حالانکہ ہم ان کو اپنے قابو میں نہیں کر سکتے تھے۔ اور بالآخر ہم سب لوگوں کو اس کے حضور میں جانا ہے

یہ چھوٹا سا سبق کتنا عظیم الشان سبق ہے۔ اس سے ایک طرف تو انسان میں احسانِ منت پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہمارا خدا ہمارے لئے کس درجہ شفیق ہے۔ اس نے ہمارے آرام اور ہماری سہولتوں کے لئے طرح طرح کی سواریاں بنائی ہیں۔ اور دوسری طرف تفاخر و غرور کا جذبہ مٹ جاتا ہے۔ جب کہ وہ عین مسرت کے وقت یہ کہتا ہے۔ کہ بالآخر ہمیں اس کے پاس جانا ہے اس لئے ضروری ہے۔ کہ تیاری کریں۔ اور اپنے میں وہ قابلیت پیدا کریں۔ جو ہم کو اس کے سامنے پیش ہونے کے لائق بنا دے۔

حلِ لغات

مُقْرِنِينَ۔ مسخر کرنے والے۔ قابو میں کرنے والے۔

كَظِيمٌ۔ غصہ پی جانے والے۔

۱۶- اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰکُمْ بِالْبَنِیْنَ ○

۱۷- وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْھُهٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمٌ ○

۱۸- اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَھُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ○

۱۹- وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِکَةَ الَّذِیْنَ ھُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَھِدُوْا خَلْقَھُمْ ؕ سَتُکْتَبُ شَھَادَتُھُمْ وَیُسْـَٔلُوْنَ ○

۲۰- وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰھُمْ ؕ

۱۶- کیا اُس نے مخلوقات میں سے آپ بیٹیاں رکھ لیں اور تمہیں بیٹوں کیلئے چُن لیا! ○

۱۷- اور جب اُن میں کسی کو ایک چیز کی بشارت دی جاتی ہے جو رحمٰن کیلئے کہاوت ٹھہراتا ہے تو اُس کا منہ سیاہ ہوجاتا ہے اور دل میں گھٹ کر رہ جاتا ہے ○

۱۸- کیا جو (وہ شخص) کہ زیور میں پالا جائے اور وہ جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے (یعنی لڑکی)! ○

۱۹- اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورت ٹھہرایا ہے۔ کیا وہ انکی پیدائش کو دیکھتے تھے؟ انکی یہ گواہی لکھی جائیگی اور ان سے پوچھ ہوگی ○

۲۰- اور کہتے کہ اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان فرشتوں کو نہ پوجتے

اللہ کے بیٹیاں نہیں ہیں

ف۱ عرب والوں میں کچھ لوگ ایسے تھے۔ جو حمق و جہالت کی وجہ سے فرشتوں کو کہتے تھے۔ کہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ ان آیات میں اس مسلک کی تردید فرمائی ہے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ یہ اللہ کی کس درجہ ناشکر گذاری ہے۔ اور یہ کس درجہ غلط اتہام ہے۔ کیا تم لوگ بیٹیوں کے انتساب سے خوش ہوتے ہو۔ تمہاری حالت تو یہ ہے۔ کہ اگر تم یہ سُن لو۔ کہ تمہارے ہاں لڑکی تولد ہوئی ہے۔ تو تمہارا چہرہ مارے غصے کے سیاہ پڑ جاتا ہے۔ اور تم اس وقت اپنے جذبات غیظ و غضب کو چھپا نہیں سکتے ہو۔ پھر جب تمہارے نزدیک ان کا انتساب معیوب اور قابل تعریف نہیں ہے۔ تو پھر میری جانب ان کو منسوب کرنے کے کیا معنی ہیں! کیا میں ان کمزور اور ناتوان عورتوں کو اپنی بیٹیاں بناؤں گا۔ جو بناؤ سنگھار کی خواہش میں پلتی اور جوان ہوتی ہیں۔ اور جن میں یہ استعداد بھی نہیں ہوتی۔ کہ کھل کر بات چیت بھی کر سکیں۔ غرض یہ ہے۔ کہ اگر میرے اولاد ہوتی تو تمہارے معتقدات کے مطابق اولاد ذکور ہونا چاہئے تھی۔ کیونکہ عورتوں کو تم قدر و منزلت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہو۔ ان آیتوں سے غرض یہ نہیں۔ کہ ان کا انتساب باپ کیلئے وجہ رُسوائی ہے۔ بلکہ بلکہ ان کے طرز عمل کے تضاد کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ یہ کیا تماشا ہے۔ کہ ایک طرف تو تم ان کو ذلیل سمجھتے ہو۔ اور دوسری جانب ان کی پوجا کرتے ہو۔ اور ان کو خدا کی جانب منسوب کرتے ہو۔ کیا یہ عقیدہ اور عمل کا تضاد تمہارے نزدیک قابل غور نہیں ہے۔ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ کہہ کر حقیقت واقعی کے مقصود کا اظہار کیا ہے۔ کہ عورتوں کو زیبائش کا بہت زیادہ شوق ہوتا ہے اور یہ اپنے اظہار جذبات پر قادر نہیں ہوتیں۔ وہ مردوں کی طرح طلاقتِ لسانی سے بہرہ مند نہیں ہوتیں۔ اسلئے ان کا خدا کی بیٹیاں ہونا تو اور بھی بعید از عقل ہے۔

حلِ لغات: ۔ اَلْخِصَامِ۔ جھگڑا۔ بحث و مباحثہ

وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

میں اس سے بڑھ کر ہو جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ تو بھی نہ مانو گے، وہ بولے کہ جو پیغام تمہارے ہاتھ بھیجا گیا ہے ہم اسے منکر ہیں ○

۲۵- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

۲۵- پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا سو دیکھ کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا ○

۲۶- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ○

۲۶- اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ میں ان کی عبادت سے جنہیں تم پوجتے ہو بیزار ہوں ○

۲۷- اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ○

۲۷- مگر جس نے مجھے پیدا کیا سو وہ مجھے راہ دکھلائے گا ○

۲۸- وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

۲۸- اور ابراہیم یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گیا۔ تاکہ وہ رجوع رہیں ○

۲۹- بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ○

۲۹- بلکہ میں نے ان (قریش) کو اور ان کے باپ دادوں کو بہرہ مند کیا یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور کھول کر سنانے والا رسول آ پہنچا ○

ف۱ یعنی ابتداء سے لوگ اس مذہب قدامت پسند رہے ہیں۔ کہ جب جب ان کے انبیاء نے انہیں تنبیہ دلائی۔ کہ ہم جو چیز تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ وہ تمہارے قدماء کے پیش کردہ چیزوں سے بہتر ہے۔ مگر انہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ ہمیں یہ منظور نہیں۔

ف۲ ان کی اسی سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ صفحۂ ہستی سے مٹ گئے۔ اور قدامت پرستی کے عمیق غاروں میں مدفون ہو گئے۔

ف۳ ان آیات میں حضرت ابراہیم کے مواعظ کا تذکرہ ہے۔ کہ کیونکر انہوں نے اپنی مشرکانہ اشغال و عواطف رکھنے والی قوم کی دلیرانہ مخالفت کی۔ اور علی الاعلان اللہ کی توحید کو پیش کیا۔

حلِ لغات

عَقِبِهٖ - اولاد۔

۳۰- وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

۳۰- اور جب ان کے پاس حق (قرآن) آیا تو بولے کہ یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے ○

۳۱- وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○

۳۱- اور بولے کہ یہ قرآن ان دو بستیوں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے شخص پر نازل کیوں نہ ہوا! ○

۳۲- اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

۳۲- کیا وہ لوگ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے اُنکے درمیان دُنیا کی زندگی میں اُنکی معیشت تقسیم کر دی ہے اور ہم نے انہیں بعض کے بعض پر درجے بلند کئے ہیں تاکہ بعض بعض کو محکوم بنائیں اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ لوگ جمع کرتے ہیں ○

۳۳- وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ

۳۳- اور اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی دین پر ہو جائیں گے تو جو لوگ رحمٰن کے منکر ہیں اُنکے لئے ہم اُنکے گھروں کی

نبوت خدا کی دین ہے

وہ لوگ تھے جو محض اس بات کی ہمت نہیں رکھتے تھے کہ نبوت اور رسالت کیلئے حضورؐ کو کیوں منتخب کیا گیا۔ حالانکہ مال و دولت اور دنیوی وجاہت و عزت کے لحاظ سے ہم زیادہ مستحق رکھتے تھے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مکے اور طائف میں جو آدمی زیادہ وجیہہ اور دنیا وہ دنیوی مسندوں کا حامل نظر آتا اس کے سر پر تاج نبوت رکھ دیا جاتا۔ یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ ایک یتیم اور بیکس انسان کو اس منصب جلیلہ کیلئے کیوں چن لیا گیا ہے، جس کے پاس دولت ہے نہ اعوان و انصار ہیں نہ وہ بڑے بڑے لوگوں کی صف میں شمار ہونیکے لائق ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ نبوت اللہ کا انعام ہے اور ایک نعمے کی بخشش اور عطا ہے۔ تم حسد کیوں کرتے ہو۔ وہ جس کو چاہے اس منصب پر فائز کرے۔ اور جس کو چاہے محروم رکھے۔ یہ تمام اختیارات اس کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ جس طرح دنیا کے انعامات میں تفاوت ہے۔ کوئی مال و دولت کے انبار اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ اور کوئی نان شبینہ کا محتاج ہے۔ اسی طرح ان بخششوں میں جن کا تعلق اخلاق و روحانیت سے ہے تفاوت ہے۔ کہ کچھ لوگ تو اس درجہ سعادتمند ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ اور گفتگو کا شرف حاصل ہے اور کچھ ایسے بدبخت اور محروم ازلی ہیں۔ کہ نشہ دماغ میں سوائے کفر و حسد کے اور کچھ نہیں۔ کائنات کا نظام ابھی متوقع اسی تقویٰ پر قائم ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اس انتخاب کے لئے بھی کچھ معیار ہے۔ اور ان معیاروں سے تم آگاہ نہیں ہو۔ جس شخص کو تم حقیر سمجھتے ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ اللہ کی نظروں میں بھی حقیر ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ یتیمی روحانی سعادت اور قوت سے سلطنت کا تاج بر فائق ہو۔ تم جس مال و دولت پر فخر کرتے ہو۔ وہ مال اس کے قدم چومے گا۔ اور وہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دے گا۔ اپنے رفقاء اور دوستوں پر جنہیں ناز ہے۔ مگر اس کے صحابہ خدائیت اور عظمت روحانی میں حیرت انگیز انقلاب کا مظاہرہ کریں گے۔ اور تاریخ ان کی مانند قطعی لوگ پیدا نہیں کر سکے گی جنہیں اپنے اثر و رسوخ پر غرہ ہے۔ مگر جانتے ہو۔ کہ مستقبل قریب میں اس کا قبضہ دل پاک باطن کی گہرائیوں پر ہو گا۔ اور مکہ و طائف اس کے ساتھ عقیدت رکھنے کو مدار نجات قرار دیں گے

حل لغت

سُخْرِيًّا۔ محکوم ○

سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ○

چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور زینے بھی جن پر وہ چڑھتے رہتے ○

۳۴- وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ○

۳۴- اور اُن کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ○

۳۵- وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

۳۵- اور سونے کے بھی اور یہ سب کچھ اس سے زیادہ نہیں کہ صرف دُنیا کے جیتے جی کا فائدہ ہے اور آخرت تیرے ربّ کے پاس متقیوں کے لئے ہے ○

۳۶- وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○

۳۶- اور جو کوئی رحمٰن کے ذکر سے آنکھیں چرائے گا ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے سو وہ اس کا ہم نشین ہو جائے گا ○

۳۷- وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

۳۷- اور شیاطین آدمیوں کو راہ سے روکتے ہیں اور آدمی سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں ○

ف ارشاد فرمایا۔ تمہارے نزدیک سونے اور چاندی کی بڑی قدر و منزلت ہے اور تم ان چیزوں کو معیارِ عظمت قرار دیتے ہو۔ مگر ہم اس کو نہایت حقیر جانتے ہیں۔ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ کمزور عقل و دین والے ابتلاء اور آزمائش میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اور اپنے لئے کفر کو اختیار کر لیں گے۔ تو ہم یہ ساری دولت اپنے دشمنوں کو دے دیتے۔ ان کے گھر چاندی اور سونے کے ہوتے۔ گھروں کی چھتیں چاندی اور سونے کی ہوتیں۔ دروازے اور سیڑھیاں اور استعمال میں آنے کی تمام چیزیں چاندی اور سونے کی ہوتیں۔ اور بحیثیت مجموعی ان کی زندگی بڑی آرائش اور ٹھاٹ کی ہوتی۔ ہم اس متاع کو متاعِ غرور سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے پاکباز بندے بھی ان اشیاء کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک آخرت زیادہ قابلِ اعتنا اور بیش قیمت ہے۔

حلِ لغات

زُخْرُفًا۔ سونا۔
نُقَيِّضْ۔ مقرر کر دیتے ہیں۔

۳۸- حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ ○

۳۸- یہاں تک کہ جب آدمی ہمارے پاس آئے گا تو (شیطان سے) کہیگا کاش کہ مجھ میں اور تجھ میں مغرب و مشرق کی دوری ہوتی تو کیا برا ساتھی ہے ○

۳۹- وَ لَنْ یَّنْفَعَكُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○

۳۹- اور آج جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے یہ بات تمہیں کچھ مفید نہ ہوگی کہ تم سب عذاب میں شریک ہو ○

۴۰- اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَ مَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

۴۰- سو کیا تو بہروں کو سنا سکیگا یا اندھوں کو اور اس کو جو صریح گمراہی میں ہے راہ دکھائیگا ○

۴۱- فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ○

۴۱- پھر اگر ہم تجھے (دنیا سے) لے جائیں تو بھی ہمیں اُن سے بدلہ لینا ہے ○

۴۲- اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ○

۴۲- یا ہم تجھے وہ دکھلادیں جو ہم نے اُن سے وعدہ کیا ہے تو بھی ہم ان پر قادر ہیں ○

۴۳- فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

۴۳- سو جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اُسے مضبوط پکڑے رہ۔ بیشک تو سیدھی راہ پر ہے ○

یہ بہرے اور اندھے ہیں

ف۱ یعنی ہر چند ان لوگوں کو اسلام کے معارف و حقائق سے آگاہ کیا گیا ہے مگر یہ ہیں کہ ان میں پذیرائی اور قبولیت کی قطعاً استعداد موجود نہیں ہے۔ یہ کانوں کے بہرے ہیں۔ کلمۂ حق کو سننا ہی نہیں چاہتے۔ آنکھوں سے اندھے ہیں۔ مظاہر صدق و صفا اور خوارق و معجزات کو دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہیں۔ اس صورت میں اور گمراہی کی اس منزل میں آپکا کہنا بالکل بے کار اور عبث ہے جب قومیں اس درجہ پست اور ذلیل ہو جائیں۔ کہ سچائی کو قبول کرنا ان کے لئے موجب ننگ ہو۔ تو پھر ان کی سزا قدرت کی طرف سے یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کو مٹا دیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں کو اللہ کی شدید ترین سزا کے لئے ہر لحظہ تیار رہنا چاہئے۔ اور جاننا چاہئے۔ کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ یہ ذلت و رسوائی سے دو چار ہوں۔ یہ لوگ اس دنیا میں تمہارے سامنے بھی محسوس کریں گے۔ کہ ہم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہیں۔ اور آپ کے بعد آخرت میں بھی محسوس کریں گے کہ ہم عذاب الیم میں گرفتار ہیں۔ آپ بہرحال نہایت استقلال اور عزیمت کے ساتھ اللہ کے احکام کو پہنچاتے رہئے۔ اور یہ یقین رکھئے۔ کہ اللہ کی جانب سے آپ صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ ان لوگوں کی قسمت میں اگر یہ نہیں ہے۔ کہ یہ اس نور و ہدایت سے اکتساب کریں۔ تو قومیں اور بہت سی ہیں جو اس کو تسلیم کر لینے کے لئے بے قرار ہیں ●

حل لغات

قرین۔ ساتھی۔ ہمنشین ●

غرض یہ ہے۔ جب آدمی خدائے رحمٰن سے تعلقات عبودیت کو منقطع کر لیتا ہے۔ تو پھر خود بخود شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔ اور اپنی زندگی کو برباد کر لیتا ہے اسکے دل پر غفلت اور تساہل کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ اور روحانی احساسات یکقلم مردہ ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر نیکی کی باتوں سے اسکے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور برائی مرغوب ہو جاتی ہے ● الصُّمّ۔ اصم کی جمع ہے۔ یعنی بہرے ● العُمی۔ اعمیٰ کی جمع ہے۔ یعنی اندھے ●

۴۴- وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝

۴۴- اور یہ تیرے اور تیری قوم کے لئے ایک نصیحت ہے اور عنقریب تم سے پوچھا جائیگا ۝

۴۵- وَسْئَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝

۴۵- اور جو رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان سے پوچھ کہ کیا رحمٰن کے سوا اور معبود مقرر کئے ہیں کہ پوجے جائیں؟ ۝

۴۶- وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

۴۶- اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف بھیجا تو کہا کہ میں جہانوں کے رب کا رسول ہوں ۝

۴۷- فَلَمَّا جَاءَهُم بِآيَاتِنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَضْحَكُونَ ۝

۴۷- سو وہ جب ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس آیا تو وہ ان نشانیوں کی ہنسی اڑانے لگے ۝

۴۸- وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ

۴۸- اور جو نشانی ہم انہیں دکھاتے تھے، وہ اپنی بہن

کیا ایک خدا ساری دنیا کا مالک ہے

ف اِن لوگوں کے لئے جو تعلیم سب سے زیادہ ناقابل قبول تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ ایک خدا کی پرستش کرنا چاہیئے۔ اور صرف اسی کی جو کھٹ پر جھکنا چاہیئے۔ یہ لوگ کہتے تھے۔ کہ ہم کیونکر اپنے آباء و اجداد کی تقلید چھوڑ دیں۔ اور اپنے معبودان باطل ترک کر دیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پرانے عقائد سے دست بردار ہو جائیں۔ اور یکہ و تنہا خدا کو ساری دنیا کا مالک قرار دے لیں۔ فرمایا۔ یہ توحید کا عقیدہ کوئی نادر اور انوکھا عقیدہ نہیں ہے۔ بڑا پرانا عقیدہ ہے۔ تمام انبیاء اسی کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے آئے ہیں۔ سب کی زندگی کا مقصد یہی رہا ہے۔ کہ مولا سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو مولا کے آستانۂ جلال پر لا کھڑا کریں۔ اس لئے اگر تمہیں قدامت ہی سے محبت ہے۔ جب بھی پرانا عقیدہ یہی توحید ہے۔ تم کو بلا تامل اسکو قبول کر لینا چاہیئے۔

ف ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ صرف تم لوگ ہی حق و صداقت کے منکر نہیں ہو۔ تم سے پہلے لوگوں نے بھی بڑی سرکشی اور تمرد کا اظہار کیا ہے۔ اور پھر اللہ نے ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا ہے۔

فرعون کو اور اس کے بڑے بڑے سرداروں کو جب حضرت موسیٰ تشریف لائے۔ اور انہوں نے ان کو اللہ کا پیغام سنایا۔ تو وہ از راہِ تحقیر ہنسنے لگے۔ انہوں نے معجزات دکھلائے۔ تو ان کو جادو اور سحر سے تعبیر کرنے لگے۔ اس پر اللہ کی غیرت جوش میں آئی اور یہ خدا کے غضب و خفت کا شکار ہو گئے۔

حلِ لغات

یَضْحَکُوْنَ۔ خندہ و تحقیر مُراد ہے۔

اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

(دوسری نشانی) سے بڑی ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا شاید وہ رجوع لائیں ○

۴۹- وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ○

۴۹- اور کہنے لگے کہ اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب کو پکار جیسا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے۔ ہم بیشک راہ پر آئیں گے ○

۵۰- فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○

۵۰- پھر جب ہم نے اُن سے عذاب ہٹا لیا۔ تو فوراً ہی انہوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا ○

۵۱- وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○

۵۱- اور فرعون نے اپنی قوم میں پکارا، کہا اے میری قوم کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں؟ اور یہ نہریں میرے نیچے بہتی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں؟ ○

۵۲- اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ○

۵۲- بلکہ میں اس شخص سے بہتر ہوں کہ وہ عزت نہیں رکھتا اور صاف نہیں بول سکتا ○

یہ پرانا اعتراض ہے

ف مکے والوں نے حضورؐ پر یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ یہ امیر اور بڑا آدمی نہیں ہے۔ اس لئے ہم ایسے صاحب دولت و ثروت لوگ کیونکر اس کی اطاعت کر سکتے ہیں۔ اس کا جواب دیا ہے۔ کہ یہ اعتراض انبیاء کے باب میں بہت پرانا ہے۔ موسٰی علیہ السلام جب تشریف لائے اور فرعون کو ایمان کی دعوت دی۔ تو اس نے بھی یہی کہا تھا۔ کہ میں ارضِ مصر کا بادشاہ ہوں۔ جس میں نہریں رواں ہیں۔ میں اس سے بہتر ہوں۔ اور یہ میرے مقابلہ میں کہیں کم حیثیت ہے۔

حلِ لغات

مَهِيْنٌ۔ ضعیف۔ ذلیل۔ کم حیثیت۔

۵۳- فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِکَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ۝

۵۳- پھر اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ ڈالے گئے یا اسکے ساتھ پرا باندھ کر فرشتے آتے ۝

۵۴- فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝

۵۴- غرض اس نے اپنی قوم کی عقل کھو دی سو انہوں نے اس کا کہا مانا۔ بیشک وہ فاسق لوگ تھے ۝

۵۵- فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

۵۵- پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ سو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ۝

۵۶- فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ۝ ع

۵۶- پھر بنے انہیں گیا گزرا اور پچھلوں کیلئے کہاوت بنا دیا ۝

۵۷- وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ۝

۵۷- اور جب مریم کے بیٹے (مسیحؑ) کی مثال بیان کیجاتی ہے تب ہی تیری قوم کے لوگ اس سے تالیاں بجاتے ہیں ۝

۵۸- وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝

۵۸- اور کہتے ہیں کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ جو اس کو مثال کے طور پر تیرے سامنے پیش کرتے ہیں تو محض جھگڑے کے لئے پیش کیا۔ بلکہ یہ جھگڑالو لوگ ہیں ۝

۵۹- اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَجَعَلْنٰهُ

۵۹- وہ کیا ہے صرف ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا

ف: یعنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں۔ اور وہ یہ اشارہ حاشیت میں بتا کر رہا وہ رضا کے قابل قبول ہے۔ کہ اسکے آگے پیچھے فرشتے کھڑے نظر آتے ہیں۔ قوم نے فرعون کے اس طرز استدلال کی تائید کی۔ اور موسیٰ کی تعلیمات سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باوصف اس عجز و بے سامانی دنیا کے حضرت موسیٰ کو سامنے بنی اسرائیل کا قائد قرار دیا گیا۔ اور اسکی زندگی کو تمام قوت تسخیر اور اطاعت بنا دیا گیا۔ اور یہ فرعون اپنی مغرور قوم سمیت دریا میں غرق ہو گیا آج وہ موسیٰ بنی اسرائیل کی شکل میں اور اپنی تعلیمات کی شکل میں زندہ ہے۔ جو دنیوی وجاہت سے محروم تھا۔ اور وہ فرعون جس کے سونے کے کنگن تھے۔ جو شاندار محلوں میں رہتا تھا۔ مُردہ ہے۔

لَا یَکَادُ یُبِیْنُ سے مراد یا تو یہ ہے۔ کہ موسیٰ اپنے دعاوی کو واضح طور پر بیان نہیں کرتا۔ اور یہ نہیں بتلاتا۔ کہ آخر اس کی غرض و غایت کیا ہے؟ کیا وہ مصر کا بادشاہ بننا چاہتا ہے؟ قیادت و سیادت کا خواہاں ہے یا مال و دولت کا طالب ہے؟ اور کیا بنی اسرائیل کا روحانی مقتدا بننا چاہتا ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ فرعون کے سامنے حضرت موسیٰ بچپن کے زمانے میں ہکلاتے تھے تو اسکو یہ خیال ہوا۔ کہ شاید ابتک ان میں یہ مرض موجود ہے۔ حالانکہ انہوں نے اللہ سے دعا مانگی تھی۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ کہ اے اللہ میری زبان کی گرہ کھول دے۔ اور اللہ نے فرمایا تھا۔ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی کہ اے موسیٰ تیری دعا قبول ہے۔ کیونکہ منصب نبوت کیلئے یہ ضروری ہے کہ فصاحت لسانی سے بہرہ وافر حاصل ہو۔ اور وہ پیغمبر لیکن زمانے کا بہتر خطیب ہو۔

ف: حضورؐ نے جب قرآن کی آیتوں میں حضرت مسیحؑ کا ذکر کیا۔ تو کفار نے یہ سمجھے۔ کہ شاید انکا مطلب یہ ہے۔ کہ مسیح کی طرح انکی بھی پوجا ہو۔ اس خیال سے انہوں نے کہا۔ کہ ہمارے معبود تو بہر حال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر ہیں۔ کیوں نہ انہی کی پرستش کی جائے؟ اسکے جواب میں فرمایا یہ محض غلط فہمی ہے۔ اور یہ محض دھوکا ہے۔ حالانکہ مسیحؑ تو ایک بندے تھے جنکو ہم نے نبوت کے انعام سے نوازا تھا اور بنی اسرائیل کیلئے مقتدا قرار دیا تھا اور اس مقام عبودیت کی تشریح و توضیح کیلئے انکا ذکر کیا تھا۔ یہ مقصود نہ تھا۔ کہ تم خواہ مخواہ اسکو غلط معنے پہنچاؤ۔

حل لغات:- اَسْوِرَةٌ۔ سونے کے کنگن۔ یہ امارت و تمول کی نشانی تھی۔ اِنْتَقَمْنَا بجے سزا دی۔ انتقام بے جیسے کے منتے عربی میں ہیں۔

یَصِدُّوْنَ۔ اظہار مسرت کرنے لگے۔ چلانے لگے

مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ۝

اور اُسے بنی اسرائیل کیلئے ایک مثل (یعنی نمونہ) ٹھہرایا ہے ○

٦٠- وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ۝ ٦٠

٦٠- اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے نکالیں کہ وہ زمین میں جانشین ہوں ○

٦١- وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝

٦١- اور وہ عیسیٰ تو قیامت کی نشانی ہے سو تم قیامت میں شک نہ کرو اور میرے تابع ہو جاؤ۔ یہ سیدھی راہ ہے ○

٦٢- وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝

٦٢- اور تمہیں شیطان نہ روکے بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے ○

٦٣- وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِٱلْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

٦٣- اور جب عیسیٰ روشن دلیلیں لیکر آیا تو کہا کہ بیشک میں تمہارے پاس پکی بات لایا ہوں اور اسلئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے بعض وہ باتیں بیان کروں جنمیں تم اختلاف کرتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○

٦٤- إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝

٦٤- بیشک وہی ہے میرا رب اور وہی تمہارا رب ہے سو تم اُسی کی عبادت کرو۔ یہ سیدھی راہ ہے ○

حضرت مسیح کی دوبارہ آمد

ف۱ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حضرت مسیح قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔ اور انکی یہ تشریف آوری قیامت کی شروط میں سے ہے۔ اس لئے تم لوگ اس میں مطلقاً شک نہ کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ اور یاد رکھو۔ کہ شیطان عقل و خرد تم کو اس عقیدے سے باز رکھنے کی کوشش کریگا۔ اور کہیگا۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ حضرت مسیح دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں۔ اور قیامت کے علائم میں سے ہوں تمہیں یہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور اسکی باتیں محض تمہیں گمراہ کرنے کیلئے ہیں۔ اسلئے ان پر اعتماد نہ کرو۔

یہ واضح ہے کہ جن لوگوں کی نظریں اس وقت یورپ والوں پر ہیں۔ اور وہ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ سرعت اس عالم کیلئے انکا وجود زبردست خطرہ ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جو مادیت سے مسلح ہو کر مذہب کے قلعوں پر حملہ آور ہیں۔ اور آج انکی وجہ سے روحانیت کے تمام نظریے پامال ہو رہے ہیں۔ انکے نزدیک ضرورت ہے۔ حضرت مسیح کی جو دنیا میں آ کر اپنی اُمت کے ان لوگوں کو بتلائیں۔ کہ حرص و آز کی آنکھیں اور جسم و قالب کی آلائشیں ترقی ہی کا منتہا کمال نہیں۔ وہ ان میں اور تمدن کے اس ہلاکت آفریں پہلو کو یکسر بدل دیں۔ اور یورپ کو روحانیت سے معمور کر دیں۔ آج یہ سفید فام قومیں گمراہی میں دور نکل گئی ہیں۔ کہ انکو پھر سے واپس لانا عام انسانوں کے بس میں نہیں۔ حالات کا اقتضاء اور زمانے کے احتیاجات یہ ہیں۔ کہ کوئی زبردست روحانی شخصیت مبعوث ہو۔ اور وہ دنیا میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دے۔ جس کی وجہ سے انسانیت اپنی کھوئی ہوئی سعادتوں کو دوبارہ حاصل کرے۔

ف۲ ان آیات میں حضرت مسیح کی پہلی بعثت کا ذکر ہے۔ کہ جب یہ تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ میں آیات و براہین کے ساتھ آیا ہوں۔ تاکہ تمہیں زندگی کے حکیمانہ نکات سے آگاہ کروں! اور دین و مذہب کے تمام مسائل جو تم نے اختلافات پیدا کر رکھے ہیں۔ انکو مٹا دوں۔ اور تقویٰ و اطاعت کے جذبات تم میں ترقی کی روح پھونک دوں۔ دیکھو اللہ ایک ہے۔ وہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ اسکی عبادت سے منہ نہ موڑو۔ اس تک پہنچنے کی سیدھی راہ یہی ہے۔ کہ توحید کے اسرار سے واقفیت حاصل کرو۔ اور اپنے کو بجز اسکے آستانہ جلال و قدس کے اور کسی کے سامنے نہ جھکاؤ۔

حل لغات:- الشیطٰن۔ یعنی گمراہ کن شخص۔

٦٥- فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝

٦٦- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

٦٧- اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝

٦٨- يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

٦٩- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝

٧٠- اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝

٧١- يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ

٦٥- پھر جماعتوں نے اپنے درمیان اختلاف ڈال لیا سو دکھ دینے والے دن کے عذاب سے ظالموں کیلئے افسوس ہے ۝

٦٦- کیا یہ لوگ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں کہ اچانک ان پر آ کھڑی ہو اور انہیں خبر بھی نہ ہو؟ ۝

٦٧- متقیوں کے سوا جتنے باہم دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے ۝

٦٨- اے میرے بندو۔ آج نہ تم پر کچھ خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے ۝

٦٩- جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے ۝

٧٠- تم اور تمہاری عورتیں جنت میں داخل ہو جاؤ کہ تمہاری عزت کی جائیگی ۝

٧١- ان پر سونے کے طباق اور آبخورے لئے پھریں گے اور وہاں وہ چیز ہوگی جس کو دل چاہے اور جس سے آنکھیں لذت پائیں،

ان کی قوم نے یہ باتیں نہ سنیں۔ اور حب و ستور انکو کوئی اہمیت نہ دی۔ انکار و تمرد کو شیوہ بنالیا۔ اور مسیح کی جان کے لاگو ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ لوگ ظالم ہیں۔ اور عذاب الیم کے مستحق ہیں۔ یعنی قیامت میں لوگوں کی یہ حالت ہوگی۔ کہ ہر نوع کے باہمی تعلقات مودت و عقیدت منقطع ہو جائیں گے۔ بلکہ یہ ایک دوسرے کی مخالفت کرینگے۔ سوائے مومنین کے ان کے دل جس طرح دنیا میں حسد و بغض کے جذبات سے پاک تھے۔ یہاں بھی پاک رہیں گے۔ انکے لئے جنت میں ہر طرح کی آسودگی مہیا ہوگی۔ اور ان کو کسی قسم کا خوف اور غم نہ ہوگا۔

جنت اسلامی نقطہ نگاہ سے

اسلامی نقطہ نگاہ سے جنت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ وہ زندگی کا کامل اور جامع ترین مفہوم ہے۔ جہاں نفس کی تمام خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے جہاں وہ سب کچھ مہیا ہے۔ جس کے حصول کے لئے انسان دنیا میں تگ و دو کرتا ہے۔ جہاں غم واندوہ اور احتیاج نہیں ہوتی ہے۔ جہاں مسرت و انبساط کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ اور تسکین و طمانیت کی نہریں رواں ہیں جہاں مادہ اپنی پوری زیبائش کے ساتھ موجود ہے۔ اور روح اپنی ساری آرائش کے ساتھ جلوہ گر۔ جہاں انسان باہم دشمن نہیں ہوتے جہاں پورا امن و سکون ہوتا ہے۔ اور اللہ کا قرب، اور اسکی حضوری میسر ہوتی ہے۔ جہاں ہر لحظہ اور ہر آن اسکے جلوہ ہائے گوناگوں نظر اور فکر کو نزہت بخشتے ہیں۔ اور جہاں انسان کو ظاہر و باطن کے لحاظ سے شادابیاں عطا ہوتی ہیں۔

حلِ لُغت

اَلْاَحْزَاب۔ گروہ۔ حزب کی جمع ہے۔

بَغْتَةً۔ اچانک۔ خلاف توقع۔ ناگاہ۔

صِحَاف۔ طبق۔ بڑا پیالہ۔ صحفۃ مفرد ہے۔

اَكْوَاب۔ آبخورہ۔ کوب کی جمع ہے۔

وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ۔ اور آنکھیں لطف اندوز ہونگی۔

وَاَنۡتُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۞

اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے ۞

۷۲- وَتِلۡكَ الۡجَـنَّةُ الَّتِىۡۤ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۞

۷۲- یہ وہی بہشت ہے[^1] جسکے تم ان نیک کاموں کے بدلے جو تم کرتے تھے وارث کیے گئے ۞

۷۳- لَـكُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ كَثِيۡرَةٌ مِّنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۞

۷۳- وہاں تمہارے لئے بہت میوے ہونگے جن میں سے تم کھاؤ گے ۞

۷۴- اِنَّ الۡمُجۡرِمِيۡنَ فِىۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ۞

۷۴- البتہ جو گنہگار ہیں وہ ہمیشہ دوزخ[^2] کے عذاب میں رہیں گے ۞

۷۵- لَا يُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَهُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ۞

۷۵- ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائیگا اور وہ اسمیں نا امید بیٹھے ہونگے ۞

۷۶- وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِيۡنَ ۞

۷۶- اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ ہی ظالم تھے ۞

۷۷- وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ‌ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ۞

۷۷- اور پکاریں گے کہ اے مالک (دوزخ کے داروغہ) چاہیئے کہ تیرا رب ہم پر موت بھیجدے وہ کہیگا تم ہمیشہ رہنے والے ہو ۞

۷۸- لَقَدۡ جِئۡنٰكُمۡ بِالۡحَـقِّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَكُمۡ لِلۡحَـقِّ كٰرِهُوۡنَ ۞

۷۸- ہم تمہارے پاس سچا دین لائے ہیں لیکن تم میں بہت ہیں کہ سچی بات کو مکروہ جانتے ہیں ۞

۷۹- اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ‌ ۞

۷۹- کہ انہوں نے ایک بات کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو ہم بھی پختہ ارادہ کرنے والے ہیں ۞

[^1]: ف جنت کے معنے اللہ کے مقام رضا کے ہیں۔ اور جب وہ خوش ہو جائے۔ جو آسمانوں اور زمینوں کا رب اور مالک ہے۔ جس کے خزانے بے شمار اور معمور ہیں جو بمجرد اپنے ارادے کے ہزار در ہزار عوالم پیدا کر سکتا ہے۔ تو پھر نوازشوں اور مسرتوں کا احاطہ کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ یہ کھانے پینے کی چیزیں بھی اس لئے ہیں۔ کہ وہاں کی زندگی کا کچھ اندازہ کر سکو۔ ورنہ یہ ظاہر ہے۔ کہ وہاں وہ بوقلمون نعمتیں ہیں۔ کہ جن کو دنیا کی زبانوں میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ مسرتیں ہیں جن کی تعبیر کے لئے الفاظ میسر نہیں۔ بس یوں سمجھ لیجئے۔ اُس وقت وہ خوش ہو گا۔ جو ساری کائنات کا پروردگار ہے ۔

[^2]: ف یہ جہنم ہے۔ جو اللہ کے مقام غضب و غصہ کا مظہر ہے۔ یہاں تکلیف ہے۔ دکھ ہے، سزا ہے۔ توہین ہے۔ اور زندگی کا وہ مفہوم ہے۔ جو نہایت ذوقیت دہ ہوتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے۔ بدعملی کا۔ فسق و فجور کا۔ ناشکر گزاری کا اور نافرمانی اور معصیت کا ۔

حل لغات

فَاكِهَةٌ ۔ وہ کھانا جو بطور تفکہ کے کھایا جائے۔ پھل میوہ وغیرہ ۔
مُبۡلِسُوۡنَ ۔ ابلاس سے ہے۔ یعنی مایوس ۔
مٰلِكُ ۔ فرشتہ جہنم سے خطاب ہے ۔

۸۰- اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ○

۸۰- کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انکا بھید اور مشورہ نہیں سنتے! کیوں نہیں اور ہمارے رسول انکے پاس لکھتے ہیں ○

۸۱- قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ڰ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ○

۸۱- تو کہہ اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہو تو میں اسکی سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں ○

۸۲- سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

۸۲- آسمانوں اور زمین کا رب اُن اوصاف سے پاک ہے' جو وہ بیان کرتے ہیں ○

۸۳- فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○

۸۳- سو تو اُنہیں چھوڑ کہ بک بک کریں اور کھیلیں۔ یہانتک کہ اپنے اس دن سے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں ملاقات کریں ○

۸۴- وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○

۸۴- اور وہی ہے جو آسمان میں معبود ہے اور وہی حکمت والا اور جاننے والا ہے ○

۸۵- وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ

۸۵- اور بڑی برکت والا ہے وہ جسکی بادشاہت آسمان اور زمین میں ہے اور ان چیزوں میں بھی جو ان دونوں کے درمیان

ف۱ ان لوگوں سے خطاب ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی جلالت قدر سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور اس کے لئے اولاد کو ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ باطل غلط عقیدہ ہے۔ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کے کوئی بیٹا ہوتا۔ تو میں انکار کرنے سے کیا بنتا۔ آپ لوگ دیکھتے۔ کہ ہم سب سے پہلے اس کی پوجا اور پرستش کرتے۔ کیونکہ ہمیں جب اس سے محبت ہے۔ تو ان لوگوں سے بھی قدرتاً محبت ہوتی۔ اور جو اس کے عزیز اور رشتہ دار ہوتے۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس کی ذات ہر نوع کے شرک سے پاک اور بلند ہے۔ اس کا کوئی رشتہ دار نہیں۔ وہ مجرد اور بسیط حقیقت ہے۔ آسمان کی بلندیوں سے لیکر زمین کی پستیوں تک ہر چیز اسکے تابع اور مسخر ہے۔ وہ عرش بریں کا مالک ہے۔ اسکو کسی طرح کی احتیاج اور ضرورت نہیں۔ یہ لوگ اس قسم کے خیالات کا اظہار کر کے اس کے حضور میں گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اس سرکشی کی سخت سزا پائیں گے ●

حل لغات:- اَلْعٰبِدِيْنَ۔ عبادت کرنیوالے۔ اور جحد کے معنے انکار کرنیکے بھی ہوتے ہیں۔ اس صورت میں آیت کا ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ اگر اللہ کے کوئی بیٹا ہوتا تو ہم ایسے اللہ کا سب سے پہلے انکار کر دیتے ●

السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

میں ہے اور اسی کو قیامت کا علم ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ○

۸۶- وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

۸۶- اور جن کو (اہل عرب) اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ مگر وہ جنہوں نے سچی گواہی دی اور ان کو خبر تھی ○

۸۷- وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ○

۸۷- اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے کہ انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ○

۸۸- وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ○

۸۸- اور رسول کے یوں کہنے کی قسم کہ اے رب یہ وہ لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔ (یعنی ان کی شرارت حد سے بڑھ گئی) ○

۸۹- فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○ ع

۸۹- سو تو ان سے منہ موڑ لے اور کہہ سلام ہے عنقریب وہ معلوم کر لیں گے ○

آیاتہا (۵۹)	(۴۴) سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ (۶۴)	رکوعاتہا (۳)

(۴۴) سورۂ دخان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- حم ○

۱- حم ○

ف۱ یعنی جس خدا کی آسمانوں میں بھی پرستش ہوتی ہو اور زمین میں بھی۔ جو سینے کے بھیدوں کو جانتا ہو۔ جس کے ہر چیز تابع اور مسخر ہو۔ جو کائنات کو تہ وبالا کر دینے پر قادر ہو۔ اور اس کے متعلق کامل معلومات بھی رکھتا ہو۔ جس کے پاس سب بھولوں اور چوکوں کو جاتا ہو۔ اور اپنے اعمال کو محاسبہ کے لئے پیش کرتا ہو۔ جس کے ہاں کسی کی سفارش نہ چلے بجز ان لوگوں کے جو اہل حق و صداقت ہیں۔ اور جن کو وہ خود اجازت دے گا۔ اور جس کی وحدانیت کی گواہی فطرت انسانی دے۔ اور پکار اٹھے۔ کہ اس کے سوا اور کوئی کائنات کا خالق نہیں ہے۔ اس کو اولاد کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ اور عزیز داری کی کیا حاجت؟ اس کی ذات کی بلندی اور رفعت کا تقاضا ہے۔ کہ یہ ہر چیز سے بے نیاز ہو۔ اور اپنی صفات عالیہ میں کسی دوسری شخصیت کا شریک و سہیم نہ ہو۔ غور تو فرمائیے جو ساری کائنات کا مالک اور آقا ہو۔ اس کو بیٹوں اور بیٹیوں کی کیا حاجت ہے؟ اس کی ذات والا جلال کے سامنے سب حقیر اور عاجز ہیں اور اس کی صمدیت کے قائل اور معترف ہیں۔ تو پھر کون ہے جو اپنے کو اس کا ہم کفو اور ہمسر کہہ سکے ◆

حل لغات

وَقُلْ سَلَامٌ۔ یعنی ان لوگوں کی بے ہودگیوں کے متعلق آپ کوئی اثر نہ لیں۔ اور قطعاً ان سے بیزاری کا اعلان فرما دیں ◆

۱۱- يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

۱۲- رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝

۱۳- اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝

۱۴- ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝

۱۵- اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝

۱۶- يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝

۱۷- وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝

۱۸- اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝

۱۹- وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ

۱۱- جو لوگوں کو ڈھانپ لیگا۔ یہ دُکھ دینے والا عذاب ہے ○

۱۲- اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہٹا ہم ایمان لاتے ہیں ○

۱۳- مگر انکے لئے نصیحت پکڑنا کہاں ہے اور ان کے پاس کھول کر سُنانے والا رسول آچکا ○

۱۴- پھر انہوں نے اُس سے مُنہ موڑ لیا اور کہا کہ سکھلایا ہوا دیوانہ ہے ○

۱۵- ہم تھوڑے دنوں عذاب ہٹاتے ہیں مگر تم پھر وہی کرنیوالے ہو ○

۱۶- جس دن ہم بڑی پکڑ میں پکڑ لینگے بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں ○

۱۷- اور ان سے پہلے ہم نے قوم فرعون کو آزمایا اور ان کے پاس عزت والا رسول آیا ○

۱۸- کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالہ کر دو۔ میں تمہارے لئے رسول امانت دار ہوں ○

۱۹- اور یہ بھی فرمایا کہ تم خدا سے سرکشی مت کرو، میں تمہارے

دھوئیں کا عذاب

ف مکے والوں نے جب حضورؐ کے پیغام توحید کو ٹھکرایا اور انتہائی تحقیر و تذلیل کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔ تو اس وقت آپ کی زبان الہام ترجمان سے یہ کلمات بے اختیار نکل گئے۔ کہ اے اللہ ان لوگوں پر اس قحط کا عذاب نازل کر جو تو نے یوسف کے زمانہ میں نازل کیا تھا۔ بس ان الفاظ کا حضورؐ کے منہ سے نکلنا تھا۔ کہ اجابت نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ آسمان نے رحمت کے دروازوں کو ان پر بند کر لیا۔ زمین خشک ہو گئی۔ اور قحط و جوع نے قریش کو آزمائش میں ڈال دیا۔ اس قدر فاقے ہونے لگے۔ کہ بھوک کے مارے ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے دھواں سا معلوم ہونے لگا۔ زندگی کے لئے یہ لوگ مجبور ہو گئے۔ کہ مُردار کھائیں۔ اور کتّوں کے گوشت تک کو نہ چھوڑیں۔ جب صورت حالات یہ ہو گئی۔ تو اس وقت انہوں نے یہ محسوس کیا۔ کہ یہ عذاب ہے۔ اور ہماری بغاوت اور سرکشی کا نتیجہ ہے۔ اس وقت ان کو ندامت ہوئی۔ اور انہوں نے درخواست کی۔ کہ ہم پر سے عذاب دُور کر دیا جائے۔ ہم حق و صداقت کو تسلیم کر لیں گے۔ اور حضورؐ کی نبوت پر ایمان لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ یہ تو ہم کو معلوم ہے۔ کہ یہ عذاب سے اس وقت ضرور متاثر ہوں گے۔ مگر پھر سرکشی اور تمردان میں عود کر آئے گا۔ بہرحال ہماری رحمت کا تقاضا ہے۔ کہ عذاب ان پر سے ختم کر دیں اور دیکھیں کہ یہ کہاں تک اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہیں۔

ان آیات میں اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ یہ آیتیں اس وقت نازل ہوئیں۔ جب کہ یہ لوگ نہایت تمول اور دولت مندی پر فخر و غرور کا اظہار کر رہے تھے۔ کہ یہ اس طرح بھوک اور افلاس سے دوچار ہوں گے۔

حل لغات

اَلذِّكْرٰى۔ نصیحت پذیری۔

اَلْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى۔ سخت پکڑ۔ بہت بڑی گرفت۔ یوم حساب سے تعبیر ہے۔

رَهْوًا۔ سکون کی حالت میں یعنی اپنی حالت پر۔

جُنْدٌ۔ لشکر۔

عُيُوْنٍ۔ بہ یتین۔ چشمے۔

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

۲۰- وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝

۲۱- وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝

۲۲- فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ۝

۲۳- فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝

۲۴- وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝

۲۵- كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝

۲۶- وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝

۲۷- وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝

۲۸- كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا

سامنے ایک واضح دلیل (اپنی نبوت کی) پیش کرتا ہوں ○

۲۰- اور میں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں ○

۲۱- اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ○

۲۲- پھر اپنے رب کو پکارا کہ یہ لوگ مجرم ہیں ○

۲۳- (جواب ملا) سو میرے بندوں کو رات میں لے کر چل (البتہ) تمہارا پیچھا کریں گے ○

۲۴- اور سمندر کو خشک چھوڑ جا (البتہ) وہ لشکر غرق ہونے والے ہیں ○

۲۵- کتنے باغ اور چشمے وہ چھوڑ گئے ○

۲۶- اور کھیت اور نفیس گھر ○

۲۷- اور نعمت جس میں باتیں بناتے تھے ○

۲۸- یونہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا دوسرے لوگوں کو

ایمان و کفر کی آویزش

ف۱ ان آیات میں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کا قصہ ہے۔ کہ کیونکر ان کو فرعون ایسے ظالم و مستبد بادشاہ کے چنگل سے رہائی نصیب ہوئی۔ اس کو اپنی قوت پر ناز تھا۔ اپنے عساکر اور فوجوں پر غرہ تھا۔ اپنے محلوں اور اونچے اونچے تختوں پر فخر تھا۔ یہ بات اس کے ذہن سے بہت دور تھی کہ غریب اور مفلس و مظلوم قوم کبھی اتنے طاقتور بادشاہ کا مقابلہ کر پائے گی۔ اور اس کی مخلصی کے سامان غیب سے مہیا ہو سکیں گے۔ مگر اللہ کی طرف سے مقدر ہو چکا تھا۔ کہ ایمان و کفر کا تصادم ہو۔ افلاس اور تمول میں ٹھن جائے۔ موسیٰ اور باجبروت و سطوت شخصیت میں معرکہ آرائی ہو۔ اور فتح ہو ایمان کی۔ کامیابی کا تاج رکھا جائے۔ غریبوں اور مفلسوں کے سر پر اور کامرانی بخشی جائے ضعیف اور ناتوان موسیٰ کو۔ چنانچہ ایک رات جب فرعون اور اس کے سپاہی آسودگی اور تنعم کی نیند میں سرمست تھے۔ اللہ کی طرف سے حکم ملا۔ کہ اب ارض مصر سے چل نکلو تمہارا تعاقب کیا جائیگا۔ اور بالآخر دشمن تمہارے سامنے دریا میں غرق ہو جائیگا۔ چنانچہ بنی اسرائیل دریا کے پار ہو گئے۔ اور دریا نے پایاب ہو کر ان کے لئے راستہ بنا دیا۔

حل لغات

فٰكِهِيْنَ۔ لطف اندوز ہونے والے۔

اٰخَرِيْنَ ۝ — وارث کر دیا ۝

۲۹- فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝

۲۹- سو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ ملی ۝

۳۰- وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

۳۰- اور ہم نے بنی اسرائیل کو ذلّت کے عذاب سے نجات دی ۝

۳۱- مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

۳۱- جو فرعون کی طرف سے تھی۔ بیشک وہ سرکش حد سے باہر نکلا ہوا تھا ۝

۳۲- وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝

۳۲- اور ہم نے بنی اسرائیل کو جان بوجھ کر سارے جہان کے لوگوں سے پسند کیا ۝

۳۳- وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰۗـؤٌا مُّبِيْنٌ ۝

۳۳- اور ہم نے ان کو وہ معجزات دیئے جن میں صریح آزمائش تھی ۝

لیکن جب فرعون کے لاؤ لشکر نے اس میں سے گزرنا چاہا۔ تو دریا جوش میں آ کر زوروں سے بہنے لگا۔ عقل و خرد کے لئے یہ بات اب تک حیران کن ہے۔ کہ دریا میں یہ طرح کا انقلاب کیونکر ہو گیا۔ کہ وہ تھم گیا۔ اور اس میں بنی اسرائیل کے استقبال اور خیر مقدم کے لئے جگہ بن گئی۔ مگر ایمانی اس کو یُوں حل کر لیتا ہے۔ کہ وہ خدا جس نے چٹانوں میں سے پانی کے چشمے جاری کئے ہیں۔ جس نے زمین میں سے سوتے پیدا کئے۔ جس نے پانی کو یہ روانی بخشی۔ اس میں یہ استطاعت بھی ہے۔ کہ وہ دریا کو روک دے۔ پانی کی روانی اس سے چھین لے۔ اور اپنے بندوں کے لئے پانی میں آنے جانے کے لئے دروازے پیدا کر دے۔ وہ ان چیزوں کو نہایت آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے۔ وہ خود ہی قانون اور ضابطہ ہے۔ وہ چاہے تو لوہے کی نہریں رواں کر دے۔ اور پانی میں پتھر ایسی صلابت پیدا کر دے۔ اور چاہے تو آسمان کی بلندیوں کو زمین کی پستیوں سے بدل دے۔ اور فرشِ زمین کو عرش تک بلند کر دے۔

فرمایا۔ یہ فرعون جب غرق ہوا ہے۔ تو اُس وقت نہ تو آسمان نے غم کا اظہار کیا۔ اور نہ زمین روئی۔ اور نہ اُن کو مہلت دی گئی۔ اس طرح ہم نے ان لوگوں کو کامل آزادی اور استقلال کی نعمت سے بہرہ مند کیا۔

حل لغات

بَلٰٓؤٌا۔ آزمائش۔ انعام۔

۳۴۔ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ○

۳۴۔ یہ لوگ کہتے ہیں ○

۳۵۔ إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ○

۳۵۔ کہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ صرف ہماری یہی پہلی موت ہے اور ہمیں پھر اٹھنا نہیں ○

۳۶۔ فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○

۳۶۔ سو اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لا موجود کرو ○

۳۷۔ أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ○

۳۷۔ بھلا یہ بہتر ہیں یا قوم تبع اور جو ان سے پہلے ہو گزرے کہ ہم نے انہیں ہلاک کیا بے شک وہ لوگ گنہگار تھے ○

۳۸۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ○

۳۸۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان میں ہے اس کو کھیل نہیں بنایا ○

۳۹۔ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

۳۹۔ ہم نے تو ان کو ٹھیک کام پر پیدا کیا ہے۔ لیکن ان میں بہت لوگ نہیں جانتے ○

۴۰۔ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ○

۴۰۔ بیشک ان سب کا وعدہ فیصلے کا دن ہے ○

ہم نے کائنات کو بلا مقصد نہیں پیدا کیا

ل مادیت کا نظریہ ہے۔ کہ یہ کارگاہ حیات کا نتیجہ ہے محض بخت و اتفاق کا اور مجازفہ و تخمین کا۔ یہ عالم حیات یونہی بلا کسی غرض اور غایت کے پیدا کر دیا گیا ہے۔ یا پیدا ہو گیا ہے۔ اور اسکی تخلیق میں کسی اخلاقی، نصب العین کو کوئی دخل نہیں۔ قرآن حکیم اس نظریہ کی مخالفت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو محض لہو و عبث کے طور پر نہیں پیدا کیا ہے۔ کہ اس کا کچھ مقصد بھی نہ ہو۔ بلکہ ان کے بنانے میں حکمت ضرور ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ زندگی کی تکمیل ہو۔ اور انسان کو مواقع دیئے جائیں۔ کہ وہ آخرت کے لئے تیاری کرے۔ اور اپنی روح میں اتنی قوت اور بالیدگی پیدا کرے۔ کہ اس کو اللہ کا قرب حاصل ہو۔ اس سے یہ بھی واضح ہے۔ کہ غرض اور مقصد کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ کو کائنات کے پیدا کرنے سے اپنی ذات کی تکمیل منظور ہے۔ اور اس نے اس لئے انسان کو منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا ہے۔ کہ اس سے اس کا کوئی اپنا مطلب نکلتا ہے۔ اور ایک یہ کہ جہاں تک اس عالم پر غور کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ انسان کو جو انہی نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔ تو آخر فاطر السمٰوات کی طرف سے کچھ مطالبہ ہونا چاہیئے۔ جس کی تکمیل خود اس کے لئے مفید ہو۔ ورنہ اتنا بڑا آسمان پیدا کرنا بے کار ہے۔ یہ عریض اور وسیع زمین جو انسان کے پاؤں تلے بچھا دی گئی ہے۔ بے سود ہوگی۔ اور یہ نجوم و کواکب جو اس کے لئے سرگرداں ہیں۔ بے معنے ہوں گے۔ ذرا غور سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غرض اور مقصد کی یہ دوسری تعبیر صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ معطل بلا غرض نہیں ہے۔ ان کو اپنی ذات کی بڑائی و رفعت کے لئے اس ساری کائنات میں کسی چیز کی بھی احتیاج نہیں۔ یہ سب کچھ اگر فنا ہو جائے۔ اور مٹ جائے۔ تو اس کی عظمت اور جلالت قدر میں کوئی کمی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور وہ اپنی ذات میں بہمہ وجوہ کامل اور لائق ستائش ہے۔ بہرآئینہ ان آیتوں کا مفہوم یہ ہے۔ کہ انسان دنیا بھر اس نقطہ نظر سے غور کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں اس کو پیدا کیا۔ اور اس کو بنی آدم سے کیا توقعات ہیں؟ کیونکہ ایک دن مقرر ہے۔

۴۱- يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

۴۲- اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

۴۳- اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝

۴۴- طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝

۴۵- كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝

۴۶- كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝

۴۷- خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ۝

۴۸- ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝

۴۹- ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝

۵۰- اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝

۴۱- جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ انہیں مدد ملے گی ۝

۴۲- مگر جس پر اللہ نے رحم کیا بے شک وہی ہے غالب مہربان ۝

۴۳- کچھ شک نہیں کہ تھوہر کا درخت ۝

۴۴- گنہگار کا کھانا ہے ۝

۴۵- پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے ۝

۴۶- جیسے کھولتا پانی ۝

۴۷- پکڑو اس آدمی کو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لیجاؤ ۝

۴۸- پھر اس کے سر پر پانی کا عذاب ڈال دو ۝

۴۹- مزا چکھ تو بھی بڑا عزت والا سردار ہے ۝

۵۰- بیشک یہ وہی ہے جس میں تم شک کرتے تھے ۝

جب سب لوگ اس کے حضور میں بھیج کئے جائیں گے۔ اور ان سب سے پوچھا جائے گا۔ کہ انہوں نے نفیس حیات کو کس حد تک مفید بنانے کی کوشش کی ہے۔ اُن سے سوال کیا جائے گا۔ کہ اُنہوں نے عمر عزیز کے لمحات گرانقدر کن مشاغل میں صرف کئے ہیں۔ پھر اعمال کے اعتبار سے وہاں دو ہی جگہیں ہیں۔ دوزخ جہاں بدعمل لوگ جائیں گے۔ اور جنت جہاں اہل اور صالح لوگ سکونت رکھیں گے۔ اب سوچنا یہ ہے۔ کہ تم اپنے لئے کس مقام کو پسند کرتے ہو۔ جہنم کو جو مقام غضب و غصہ ہے۔ جہاں تو تھوہر کھانے کو ملے گا۔ یا جنت کو جو جائے رحمت اور رافت ہے۔ جہاں زندگی کے تمام تکلفات مہیا ہوں گے۔

حل لغات

کالمھل۔ تیل کی تلچھٹ کی طرح ۔

۵۱- اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ○
۵۲- فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○
۵۳- يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○
۵۴- كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ○
۵۵- يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ○
۵۶- لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○
۵۷- فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○
۵۸- فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

۵۱- بیشک متقی چین کی جگہ میں ہوں گے ○
۵۲- باغوں اور چشموں میں ○
۵۳- باریک اور گاڑھے ریشم کی پوشاک پہنیں گے۔ ایکدوسرے کی طرف منہ کئے ہوں گے ○
۵۴- اسیطرح ہوگا اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں انسے بیاہ دینگے ○
۵۵- ہر ایک میوہ خاطر جمعی سے وہاں منگوا لیں گے ○
۵۶- وہاں سوائے اس موت کے جو پہلے مر چکے اور موت نہ چکھیں گے اور انہیں عذاب جہنم سے اللہ نے بچا لیا ○
۵۷- یہ تیرے رب کا فضل ہے۔ یہی بڑی مراد ملنی ہے ○
۵۸- سو سمجھئے یہ قرآن تیری بولی میں آسان کر دیا۔ شائد وہ نصیحت قبول کریں ○

قرآن کیونکر سہل اور آسان ہے

ف اس آیت میں ایک نہایت ہی لطیف انداز میں یہ جتایا ہے۔ کہ قرآن حکیم کو ہم نے سہل اور آسان قرار دیا ہے۔ تو تیری تشریحات کے ساتھ اور تیری بیان کردہ تفصیلات کی وجہ سے۔ یعنی اگر درمیان میں تیرا وجود نہ رہے۔ رموز و اسرار کی عقدہ کشائی کے لئے تیری زبان فیض ترجمان نہ موجود ہو۔ تو پھر محض عربی ادب کے بھروسہ پر اس کو سمجھنا اور اس کے معارف و نکات تک رسائی حاصل کر لینا سخت دشوار ہے۔ اس کی تعلیمات سے صحیح معنوں میں تذکیر اور عبرت پذیری اسی وقت ممکن ہے۔ جب مشکوٰۃ نبوت کی روشنی سے دل و دیدہ منور ہوں۔ اور جب کہ یہ دیکھا جائے۔ کہ اللہ کے پیغمبر اور کلام الٰہی کے اولین مخاطب نے اس کو کیونکر سمجھا ہے؟ یہ بات کس درجہ بعید از عقل اور محال ہے کہ ایک کتاب کو اس کے ماحول سے قطع نظر کر کے اور اس کو پیش کرنے والے کی تفہیمات سے بے نیاز ہو کر سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ یہ درست ہے کہ پیغمبر رشد و ہدایت بدرجہ غایت سہل اور آسان ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ اس کو سمجھنے کے لئے ضروری شروط وہ لوازم کی بھی احتیاج نہیں۔ آسان سے آسان کتاب کو بھی اگر آپ فہم کی ضروری شرائط سے الگ کر لیں گے۔ تو وہ چیستان ہو کر رہ جائے گی پھر قرآن سے یہ کیوں تم توقع رکھتے ہو۔ کہ اس کو عصر نبوی کی روایات سے بالکل جدا کر کے محض لغت کی رو سے آپ سمجھ سکیں گے۔ جس کو بہت بعد میں مرتب کیا گیا ہے۔ اسی لئے جن لوگوں نے حدیث کا انکار کیا ہے۔ اور پیغمبر کو یہ حق نہیں دیا۔ کہ وہ ہم کو اللہ کا پیغام تفصیل کے ساتھ سنائیں۔ وہ اختلاف و تشتت کی سخت الجھنوں میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ اور معروف و متعین باتوں میں بھی، عام مسلمانوں سے اختلاف کرنے لگے ہیں۔ بلکہ خود آپس میں ان مسائل کا کوئی تصفیہ نہیں کر سکے۔ جن کا تعلق دین کی اولیات سے ہے۔

حل لغات: سُنْدُسٍ۔ نازک اور لطیف ریشم۔
اِسْتَبْرَقٍ۔ دبیز ریشم۔
وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔ یعنی گوری گوری بڑی آنکھوں والی حوریں ان سے نکاح میں دیدی جائیں گی۔
بِلِسَانِكَ۔ یعنی تیری زبان کی تشریحات کی مدد سے۔

۶۰۔ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝

۵۹۔ اب تو بھی راہ دیکھ اور وہ بھی راہ دیکھتے ہیں ۝

رکوعاتھا (۴)	سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۵) (۴۵)	آیاتھا (۳۷)

(۴۵) سُورۃ جاثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ حٰمٓ ۝

۱۔ حٰمٓ ۝

۲۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

۲۔ اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو غالب حکمت والا ہے ۝

۳۔ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۳۔ بیشک آسمانوں اور زمین میں مومنوں کیلئے نشانیاں ہیں ۝

۴۔ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝

۴۔ اور تمہاری پیدائش میں اور جتنے جانور وہ بکھیرتا ہے۔ ان میں یقین کرنیوالوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝

۵۔ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

۵۔ اور رات دن کے بدلنے میں اور جو اللہ نے آسمان سے رزق اتارا۔ پھر اس سے زمین کو اسکے مر گئے پیچھے جلایا اس میں اور ہواؤں کے پھرنے میں عقل مند لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ

ف قرآن کتاب فطرت ہے۔ اس لئے یہ اپنی تصدیق میں صحیفہ قدرت کو پیش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تم سب کائنات کو عمیق نگاہوں سے دیکھو گے۔ اور آسمانوں اور زمین کے متعلق وقت نظر سے مطالعہ کرو گے اور خود اپنی ذات کے متعلق سوچو گے۔ اور علم الحیوانات کو حاصل کرو گے۔ تو تمہیں اس کی صداقت میں بہت دلائل مل جائیں گے۔ تمہیں یہ نظر آئے گا ہے۔ کہ لیل و نہار کے رد و بدل میں اور ہم الریاح میں خصوصیت کے ساتھ غور و فکر سے کام لو۔ یہ سب مظاہر قدرت اپنے اندر عقل و ایقان کا بہرہ وافر رکھتے ہیں۔ قرآن کو علوم طبعی کے ارتقاء میں نہ صرف کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ بلکہ قرآن کی خواہش ہے۔ کہ لوگ ان علوم میں بیش از بیش ترقی کرینگے مذہب کے حقائق زیادہ روشنی میں آتے جائیں گے۔

حل لغات

فَارْتَقِبْ۔ پس انتظار کیجئے۔ ارتقاب سے ہے۔

۶- تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○

۶- یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم ٹھیک ٹھیک تجھے پڑھ کر سناتے ہیں پھر یہ لوگ اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد کونسی حدیث پر ایمان لائینگے ○

۷- وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○

۷- ہر جھوٹے گنہگار کے لئے خرابی ہے ○

۸- يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

۸- کہ اللہ کی آیتیں جو اسکے سامنے پڑھی جاتی ہیں سنتا ہے پھر تکبر سے (کفر پر) اڑا رہتا ہے گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں سو تو اسے دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سُنا ○

۹- وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

۹- اور جب ہماری آیتوں میں سے کوئی شے معلوم کرتا ہے تو اُسے ٹھٹھے میں اڑاتا ہے ایسوں ہی کیلئے ذلت کا عذاب ہے ○

۱۰- مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

۱۰- اُن کے پرے جہنم ہے اور جو انہوں نے کمایا اُن کے کچھ کام نہ آئے گا، اور نہ وہ کام آئیں گے جنہیں اللہ کے سوا انہوں نے کارساز ٹھہرایا تھا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ○

قرآن صحیفہ رشد و ہدایت ہے

ف نضر بن حارث ایک شخص تھا جس کو حضور سے سخت عداوت تھی۔ یہ عجمی قصے اور افسانے خرید لاتا۔ اور جب حضور لوگوں کو قرآن سناتے، تو وہ کہانیاں لے بیٹھتا۔ اور لوگوں سے کہتا۔ کہ قرآن سے تو یہی داستانیں زیادہ دلچسپ ہیں۔ ان کو سنو۔ اور قرآن کی طرف توجہ نہ کرو۔ اس کا خیال تھا۔ کہ یہ قرآن کی موثریت کا جواب ہے۔ ان آیات میں اسی قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے۔ کہ جو جھوٹے قصے سنتے ہیں۔ اور لوگوں کو تھوڑی جھوٹی کہانیاں سناتے ہیں۔ قرآن کی آیتوں کو بوجہ کبر و غرور سُنی اَن سُنی کر دیتے ہیں۔ اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ ان لوگوں کے لئے خدا کے ہاں دردناک عذاب ہے۔ جو ان کے لئے نہایت درجہ رسوا کن ہے۔ جو اپنی کیفیات کے لحاظ سے عظیم ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جن لوگوں پر آج ان کو اعتماد ہے۔ کہ وہ وہاں ان کی نجات اور خلاصی کا باعث ہوں گے۔ وہ وہاں ان سے قطعی بیزاری کا اظہار کریں گے یا اُن کے ساتھ جہنم میں مبتلائے عذاب ہوں گے۔ یہ قرآن ہی صحیفہ رشد و ہدایت ہے۔ یہ زندگی کا پورا پروگرام ہے۔ اس میں تمام انسانی مشکلات کو سلجھایا گیا ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ ہر زمانے کے لوگ اس کو اپنا دستور العمل قرار دیں۔ اس لئے جو شخص اس کا انکار کرتا ہے۔ وہ صرف ایک کتاب کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ ایک نظام حیات کی مخالفت کرتا ہے۔ جو خیر و صلاح کا التزام ہے۔ اور ایک صحیح لائحہ عمل کو ماننے سے انکار کرتا ہے۔ جس پر سعادت انسانی کا انحصار ہے۔ اس لئے یہ پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ اور پوری جمعیت اجتماعیہ کا مخالف۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ یہ مجرم اس قابل ہے۔ کہ اس پر شدید ترین سزا دی جائے۔

حل لغات

بَعْدَ اللّٰهِ۔ مضاف محذوف ہے۔ یعنے اللہ کی توضیحات کے بعد۔

اَفَّاكٍ جھوٹا۔ دروغ گو۔

يُصِرُّ۔ اصرار سے ہے۔ یعنی جاننے کے باوجود گناہ پر علی الاعلان جما رہنا اڑا رہنا۔

۱۱- هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝

۱۱- یہ ہدایت ہے۔ اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں کے منکر ہوئے اُنکے لئے سخت قسم کا درد دینے والا عذاب ہے ۝

۱۲- اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

۱۲- اللہ وہ ہے جس نے دریا کو تمہارے قابو میں کیا۔ تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل (روزگار) تلاش کرو۔ اور شاید کہ تم شکر کرو ۝

۱۳- وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

۱۳- اور اسی نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ بیشک اس میں دھیان کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۝

۱۴- قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

۱۴- تو ایمانداروں کو کہہ کہ جو لوگ اللہ کے دنوں کی اُمید نہیں رکھتے ان کو معاف کریں۔ تاکہ اللہ ایک قوم کو ان کی کمائی کے موافق سزا دے ۝

۱۵- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ

۱۵- جس نے نیک کام کیا تو اپنے ہی لئے ہے اور جس نے بدی کی تو اسکا

قرآن کا عقلمندوں سے خطاب ہے

ف قرآن حکیم، ایک ایسی کتاب ہے، جو اپنے لئے اُن لوگوں کو منتخب کرتی ہے۔ جو صاحب غور و فکر ہیں۔ وہ ان کو دعوت دیتی ہے۔ جو مظاہر کائنات پر فکر و تدبیر کی تطرین دوڑائیں۔ اور دیکھیں۔ کہ کہاں تک اسلامی حقائق فطرت کے مطابق اور موافق ہیں۔

فرمایا۔ کہ تم جن لوگوں کی پرستش کرتے ہو۔ وہ قطعاً اس احترام کی اہلیت نہیں رکھتے، پوجا کے لائق وہ ذات ہے جس نے تم کو تسخیر بحر کے علوم سے بہرہ ور کیا ہے۔ جنکی وجہ سے تم سمندر کے سینہ پر کشتیاں اور جہاز چلاتے ہو۔ اور اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کی تلاش میں کہاں سے کہاں نکل جاتے ہو۔ اور وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے۔ کیا ان حقائق میں تمہارے لئے فکر و تدبیر کا سامان نہیں؟

ف مخالفین میں کچھ ایسے ذلیل لوگ تھے، جن میں یہ جرأت تو نہ تھی۔ کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیں۔ مگر محض تسکین نفس کے لئے وہ مسلمانوں کو گالیاں دے کر دل کے پھپھولے پھوڑ لیتے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو ان کے بلند اخلاق کے نام پر کہا ہے۔ کہ وہ ان حقیر اور مذبوحی حرکات کو بالکل ناقابل التفات سمجھیں۔ اور قطعاً ان سے تعرض نہ کریں۔

حل لغت

مِن فَضْلِهِ۔ مال و دولت کو اس سے تعبیر کیا ہے۔ تاکہ مسلمان ازد و رہبانیت اسکے حصول میں کوتاہی نہ کریں۔

أَيَّامَ اللَّهِ۔ خدا کے وہ دن جن میں وہ مجرموں کو سزا دیتا ہے۔

فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

وبال، اسی پر ہے۔ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹو گے ۝

۱۶- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

۱۶- اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکمت اور نبوت دی اور اچھی چیزیں کھانے کو دیں، اور تمام جہانوں پر انہیں فضیلت بخشی ۝

۱۷- وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

۱۷- اور دین کے بارہ میں ہم نے انہیں روشن دلائل دیئے، پھر پھوٹ جو ڈالی تو علم آنے کے بعد آپس کے حسد سے ڈالی۔ بیشک تیرا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا۔ جس بارہ میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے ۝

۱۸- ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ

۱۸- پھر ہم نے تجھے دین کی ایک شریعت پر کر دیا۔ تو تو اسی شریعت (یعنی راستے) کا تابع رہ، اور

بنی اسرائیل پر انعامات

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ہر طرح کی نعمتوں سے مشرف فرمایا تھا انہیں تورات دی۔ خاص فہم اور فصل خصومات کی قابلیت بخشی۔ اور نبوت کے فیض عمومی کو ان میں جاری رکھا۔ فراعنہ کے مال و دولت کا ان کو وارث بنایا۔ اور من و سلویٰ ایسی لطیف چیزیں بلا محنت اور بغیر طلب کے ان کو دیں۔ اور اس زمانے کے لوگوں پر ان کو فضیلت دی۔ اور پھر اصل دین اور نفس شریعت سے ان کو آگاہ کیا۔ ان کو بتایا۔ کہ جہاں یہ صداقتیں پاؤ۔ بلا تسلیم کرو۔ اور بغیر ادنیٰ تامل اور جھجک کے اللہ کے پیغام کے سامنے جھک جاؤ۔ مگر ہوا یہ کہ جب حضور تشریف لائے۔ اور آپ نے شریعت موسوی کی تکمیل کی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبوت کے دروازوں کو بند کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں وہی رنگ لے کر آیا ہوں۔ جو سابقہ قوموں اور نسلوں کے لئے باعث حیات ثابت ہوئی۔ میرے پاس وہی قانون اور فلسفہ ہے جو صحف انبیاء میں مذکور ہے۔ مگر آخری تفصیلات کے ساتھ، تم لوگ اللہ کے انداز بیان سے واقف ہو۔ اس لئے تمہارا فرض ہے۔ کہ مجھ پر ایمان لانے میں سبقت کرو۔ اور اپنی پاک نفسی اور مذہب شناسی کا ثبوت دو۔ اور اللہ کی نعمتوں کا عملاً شکر ادا کرو۔ تو انہوں نے محض بغض جلن اور حسد میں کہ حضور نے یہ باتیں کیوں کہی ہیں۔ انکار کر دیا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ نبوت محض بنی اسرائیل سے مختص ہے۔ اور بنی اسمٰعیل کو یہ استحقاق نہیں ہے۔ کہ وہ اس منصب جلیل کے حامل ہو سکیں۔ فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن بتائیں گے۔ کہ تمہارے مزعومات غلط تھے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب تھا۔ جس کے ماننے والے آج میرے انعامات کے وارث ہیں ۔

حل لغات

اَلْحُکْمَ۔ حکمت۔ علم۔ معاملات میں قطع عداوت کا سلیقہ۔

مِّنَ الْاَمْرِ۔ یعنی تفصیل دین۔ اور اصل دین۔

شَرِیْعَۃٍ۔ اسلوب۔ ہدایت۔

لا يعلمون ○

ناداںوں کی خواہشوں پر نہ چل ○

١٩- إنهم لن يغنوا عنك من الله شيئا وإن الظلمين بعضهم أولياء بعض والله ولي المتقين ○

١٩- وہ اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہ آئیں گے اور ظالم لوگ تو بعض بعض کے دوست ہیں۔ اور اللہ متقیوں کا دوست ہے ○

٢٠- هذا بصائر للناس وهدى ورحمة لقوم يوقنون ○

٢٠- یہ لوگوں کیلئے سوجھ کی باتیں اور یقین کرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے ○

٢١- أم حسب الذين اجترحوا السيئات أن نجعلهم كالذين آمنوا وعملوا الصلحت سواء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون ○

٢١- وہ جنہوں نے بُرائیاں کمائی ہیں کیا ایسے سمجھتے ہیں۔ کہ ہم انہیں ان کے برابر کر دیں گے۔ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ ان سب کا مرنا جینا ایک سا ہوگا! بُرے دعوے ہیں جو وہ کرتے ہیں ○

٢٢- وخلق الله السموت والأرض بالحق ولتجزى كل نفس بما كسبت وهم لا يظلمون ○

٢٢- اور خدا نے آسمانوں اور زمین کو جیسا چاہیئے پیدا کیا اور تاکہ ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے اور ان پر ظلم نہ ہوگا ○

پیغمبر تابع عوام نہیں ہوتا!

ف١ حضور کو بتایا ہے۔ کہ آپ شریعت موسوی کی آخری کڑی ہیں۔ اور اصل دین اور معین امر کے حامل ہیں۔ اس لئے یہ جاہل اور حقائق مذہب سے ناآشنا لوگ آپ سے یہ توقع نہ رکھیں۔ کہ آپ ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے۔ کیونکہ پیغمبر کا یہ منصب نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کے جذبات کو ٹٹولے۔ اور ان کے خیالات و افکار کی اطاعت کرے۔ وہ لوگوں کے خواہشات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔ وہ حق و صداقت کی تعلیم دیتا ہے۔ کامل راہ نما ہوتا ہے۔ لوگوں کے پیچھے پیچھے نہیں دوڑتا۔ اور دنیا والوں سے بالکل بے نیاز ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا پیغام خالصاً اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور اس میں کسی شخص کو یا کسی شخصی نظریہ کو احترام کی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اور نہ یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ اس کی تعلیمات عوام کے لئے قابل پذیرائی ہوں۔

ف٢ قرآن کی ایک حیثیت یہ ہے۔ کہ اس میں ہر شخص کے لئے بلا لحاظ دین اور بلا تفریق مذہب عقل و دانش کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ جو لوگ کا بلا اسکے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے لئے اس میں زندگی کے تمام شعبوں پر مشتمل ہدایت اور راہ نمائی ہے۔ اور ایسے ذرائع و وسائل کا ذکر ہے جو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں۔

حل لغت

اجترحوا۔ اجتراح سے ہے۔ جس کے معنے اکتساب کے ہیں۔

۲۳- اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

۲۳- بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹھہرایا اور جانتا بوجھتا اللہ نے اُسے گمراہ کیا اور اسکے کان اور دل پر مہر لگائی اور اسکی آنکھ پر پردہ ڈالا پس اللہ کے بعد کون ہے کہ اُسے ہدایت کرے ؟ پھر کیا تم سوچتے نہیں ؟ ○

۲۴- وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ○

۲۴- اور کہتے ہیں کہ اور زندگی نہیں ہے صرف ہماری یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں سوائے زمانے کے اور کوئی نہیں مارتا اور انکو اس کی بھی کچھ خبر نہیں نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں ○

۲۵- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

۲۵- اور جب اُنکے سامنے ہماری کھلی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ تو اُن کا یہی جھگڑا ہوتا ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لے آؤ ○

۲۶- قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ

۲۶- تو کہہ اللہ تمہیں جلاتا ہے، پھر تمہیں مارتا ہے۔ پھر تمہیں

خطرناک روگ

ف روحانی طور پر سب سے بڑا مرض اور سب سے زیادہ خطرناک بیماری اعجاب نفس اور غرور ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اللہ کے احکام کو بھی عزت و احترام کی نگاہوں سے نہیں دیکھتا۔ اور یہ سمجھتا ہے۔ کہ میرا محدود دماغ اس قابل ہے کہ تمام مصالح و حکم کا بیک وقت احاطہ کر سکے۔ اور بس کہ مجھ کو کسی دوسرے کی ہدایات کی قطعاً ضرورت نہیں۔ میں خود دانا اور سمجھ دار ہوں۔ معاملات میں بصیرت تامہ رکھتا ہوں۔ اور خیر و شر میں جو فرق ہے۔ اسکو خوب محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے مذہب اور دین اگر میرے عندیے کے مطابق ہے۔ تو درست ہے۔ اور اگر میرے عندیے میں اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ تو پھر وہ درست نہیں۔ کیونکہ میرے افکار و تصورات میں قطعیت و حتمیت کی پوری استعداد موجود ہے۔ ان میں کسی غلطی کا امکان نہیں۔ مکے والوں کی بالکل یہی ذہنیت تھی۔ اور اسی روحانی روگ میں مبتلا تھے۔ کہ ہمارے دماغ دنیا کی بہترین عقل و دانش ہیں۔ یہ اپنی خواہشات اور خیالات کو انہوں نے خدا سمجھ رکھا تھا۔ اور ان کا احترام اسی طرح کرتے تھے۔ جس طرح خدا کے احکام کا احترام کیا جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ کہ یہ لوگ باوجود جاننے اور علم رکھنے کے بھی گمراہ ہیں۔ کیونکہ دماغ کبر و غرور سے حق کی آواز سننے کے لئے تیار ہی نہیں۔ اور دل اس کے متضاد مادہ ہیں۔ کہ اگر کچھ حق پائیں۔ تو اس کو دل میں جگہ دیں۔ یہ مفسدہ آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ تاکہ واقعات اور حالات کی زندہ شہادت اور گواہی انکو ایمان و ایقان پر مجبور نہ کر دے۔ اور جب مریض اس منزل پر پہنچ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت چھین لے۔ تو پھر صحت کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔

ف یہ ان کے ملحدانہ عقائد کی تشریح ہے۔ کہ ان میں سے بعض لوگ خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ ان کا نظریہ ہے کہ سوائے مادی تصورات کے اور دنیا میں کسی چیز کا وجود نہیں۔ یہ زندگی یہیں تک ہے۔ اسکے بعد کا حساب و مکافات کا اصول ناقابل فہم ہے۔ اور ہماری موت و حیات میں صرف زمانہ اثر انداز ہے۔

(ربانی صفحہ ۱۹۸ جلد ۲)

حل لغات

اَضَلَّهُ اللّٰهُ۔ یعنی اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اس سے توفیق ہدایت چھین لی۔

خَتَمَ۔ مہر کر دی۔ یہ تعبیر ہے۔ سامعہ و قلب کی اس کیفیت سے جس کے بعد ان میں قبولیت کی استعداد باقی نہیں رہتی۔

غِشٰوَةً۔ حجاب کبر و غرور۔ اَلدَّهْرُ۔ زمانہ۔

يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

قیامت کے دن جس میں شبہ نہیں جمع کریگا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ۝

۲۷- وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ۝

۲۷- اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور جسدن قیامت قائم ہوگی اسدن جھوٹے خراب ہونگے ۝

۲۸- وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

۲۸- اور تو ہر امت کو زانو پر بیٹھا دیکھے گا۔ ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی۔ جیسا تم کرتے تھے۔ آج بدلہ پاؤ گے ۝

۲۹- هَٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

۲۹- یہ ہماری کتاب ہے۔ تم پر سچ بولتی ہے۔ جو کچھ تم کرتے تھے لکھواتے جاتے تھے ۝

۳۰- فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

۳۰- سو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۹۷۔ فرمایا۔ کہ ان عقائد کے لئے یہ کسی علمی تحقیق کو پیش نہیں کر سکتے۔ ان کے پاس دہریت کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں۔ یہ محض حقائق کے ساتھ ایک نوع کا سوءِ ظن ہے۔ اور تخمین و قیاس ہے۔ جہاں تک دلائل کا تعلق ہے۔ ایک رب کائنات کو تسلیم کیا جائے۔ جو اس کارگاہ عظیم کو اپنی حکمتوں اور قدرتوں کی بناء پر چلا رہا ہے ۝

ف۲ یعنی جب ان کے سامنے حشر و نشر کی کیفیات سے متعلق دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ پھر تو جب مانیں گے۔ جب ہمارے سامنے آؤ دادا آکر کھڑے ہو جائیں۔ اور وہ ہو کر اس عقیدے کی صداقت پر گواہی دیں۔ فرمایا۔ کیا زندگی اور موت کا رد و بدل تم روزانہ ملاحظہ نہیں کرتے۔ کیا یہ نہیں دیکھتے۔ کہ کروڑ لاکھوں انسان ہر روز کتم عدم سے عالم وجود میں آتے ہیں۔ اور لاکھوں زندگی کی دنیا سے موت کی دنیا میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ کیا اس بات کا ہر زبر ثبوت نہیں۔ کہ سب لوگوں کو اسی طرح ایک وقت زندہ ہونا ہے۔ اور خدا کے حضور میں اپنے اعمال کا حساب پیش کرنا ہے ۝

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

کامیابی کا اصلی مفہوم

ف۱ قرآن حکیم منکرین کے مدہوش لوگوں کو کہتا ہے۔ کہ یہ ضروری نہیں کہ تمہاری دولت مندی ہمیشہ تمہارا ساتھ دے۔ اور تم اپنی بدعملیوں پر ناز کرتے رہو۔ بلکہ ایک وقت آئے گا۔ جب تم نہایت تضرع و الحاح کے ساتھ زانو کے بل گر پڑو گے۔ اور اپنے نامۂ اعمال کو دیکھو گے۔ اس وقت تم سے کہا جائے گا۔ کہ آج مکافات کا دن ہے۔ آج تم سے تمہاری مدہوشیوں اور غفلتوں کا انتقام لیا جائے گا۔ آج تم کو بتایا جائے گا۔ کہ غرور و نخوت کا انجام کیا ہے۔ یہ نامۂ اعمال اور صحیفۂ کردار ہوگا۔ اور ایک ایک کرکے تمہارے گناہوں کو شمار کرتا جائے گا ۝

حل لغات

جاثیۃ۔ زانو کے بل ۝

فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ○

کئے انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں[ف] داخل کریگا۔ یہ جو ہے یہی بڑی مُراد ملنی ہے ○

۳۱- وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ○

۳۱- اور جو منکر ہوئے ان سے کہا جائیگا کہ کیا تم پر ہماری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ پھر تم نے تکبر کیا اور تم گنہگار لوگ ہو رہے ۔ ○

۳۲- وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُم مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِن نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ○

۳۲- اور جب کہا گیا کہ اللہ کا وعدہ سچ ہے اور قیامت جو ہے اس میں شک نہیں تو تم نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہوتی ہے ہم ایک ضعیف سا گمان کرسکتے ہیں۔ اور ہمیں یقین نہیں آتا ○

۳۳- وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ

۳۳- اور جو کام انہوں نے کئے تھے۔ اس کی بدیاں ان پر ظاہر ہوں گی۔ اور جس پر

ف اس وقت اللہ کے وہ بندے جنہوں نے دنیا میں ایمان کی دولت کو پالیا تھا۔ اور ایقان و تسکین نفس کی نعمتوں سے جھولیوں کو بھر لیا تھا۔ اپنے کو اللہ کی رحمتوں اور بخششوں کے سایہ تلے تصور کریں گے۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا۔ کہ غور سے دیکھو، کھلی اور واضح کامیابی یہ ہے۔ جو ان سعید روحوں کے حصہ میں آئی ہے۔ اور محروم لوگوں سے صاف صاف کہہ دیا جائے گا۔ کہ آج تمہارے لئے کوئی آسودگی نہیں۔ کیا تمہارے پاس ہمارا پیغام نہیں پہنچا تھا۔ اور تم نے متکبرانہ اس کو ٹھکرا نہیں دیا تھا۔ اور جب تم سے کہا گیا تھا۔ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور ایک دن قیامت آکر رہے گی۔ تب یہ دنیا کے دول اپنی تمام دلچسپیوں سمیت کتم عدم میں جا کر منہ چھپائے گی۔ تم نے بڑی بے نیازی کے ساتھ کہا تھا۔ ہم نہیں جانتے۔ قیامت کیا بلا ہے۔ ہمیں اسکے واقع ہونے میں قطعی شبہ ہے آج تمہارے گناہ رونما ہوکر تمہارے سامنے ہیں۔ اور تمہارے لئے تکلیف واذیت کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اور تم کو تمہارے مذاق اور تمسخر کی پوری پوری سزا مل رہی ہے۔

حل لغات

مُجْرِمِينَ۔ گناہ گار۔

مَا السَّاعَةُ۔ قیامت۔ متعین گھڑی۔

وَحَاقَ۔ احاطہ کرے گا۔ گھیر لے گا۔

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

۳۴- وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

۳۵- ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

۳۶- فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۳۷- وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ٹھٹھا کرتے تھے وہ انہیں گھیر لیگا ۝

۳۴- اور کہا جائیگا کہ آج ہم تمہیں بھلائیں گے جیسے تم اپنے اس دن کی ملاقات کو بھولے ہوئے تھے اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ۝

۳۵- یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا ٹھہرایا اور دُنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا سو آج وہ دوزخ سے نکالے نہ جائینگے اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائے گی ۝

۳۶- سو سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا ربّ اور سارے جہان کا ربّ ہے ۝

۳۷- اور آسمانوں اور زمین میں اسی کو بڑائی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ۝

آج جس طرح تم لوگوں نے قیامت کو بُھلا رکھا تھا۔ اور آج کے مقتضیات کی پرواہ نہیں کی تھی۔ تمہیں فراموش کر دیا جائے گا۔ اور قطعاً نظرِ عنایت و التفات سے نہیں دیکھا جائے گا۔ آج کا دن تمہارے لئے سزا کا دن ہے۔ تم نے جس دن کا انکار کیا تھا۔ آج دیکھ لو۔ کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ آج وہ لوگ کہاں ہیں؟ جن کی نصرت اور اعانت پر تمہیں بھروسہ تھا۔ یہ سزا اس بناء پر ہے۔ کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو استہزاء کے ساتھ سُنا۔ اور اس دنیا کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دی۔ اور مغرور ہوئے ۝

حلِّ لغات

نَنْسٰىكُمْ۔ ترکِ التفات کریں گے ۝
اَلْكِبْرِيَآءُ۔ عظمت۔ ورفعت۔ بڑائی ۝

آیاتہا (۳۵) (۴۶) سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ (۶۶) رکوعاتہا (۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱۔ حٰمٓ ○

۲۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

۳۔ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○

۴۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(۴۶) سورہ احقاف

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱۔ حٰمٓ ○

۲۔ کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے۔ جو غالب حکمت والا ہے ○

۳۔ ہم نے جو آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو پیدا کیا ہے تو ایک ٹھیک کام کیلئے اور ایک وقت مقرر تک کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور جو کافر ہیں وہ جس چیز سے ڈرائے جاتے ہیں منہ پھیر لیتے ہیں ○

۴۔ کہہ بھلا دیکھو تو اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو۔ مجھے دکھلاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا یا آسمانوں میں انکو کچھ ساجھا ہے؟ اگر تم سچے ہو تو میرے پاس اس قرآن سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی علمی روایات لاؤ ○

عالم بے مقصد نہیں

۱۔ قرآن حکیم بار بار اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔ کہ یہ کائنات جو آسمانوں اور زمین کی وسعتوں سے تعبیر ہے۔ یونہی بلا مقصد اور بغیر غرض کے نہیں پیدا کی گئی ہے۔ یہ مادہ کے اندھے تصورات کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس کو محض فطرت کے مجازف کے نام سے نہیں موسوم کیا جا سکتا۔ یہ اپنی ساخت کے اعتبار سے اس درجہ کامل اور معقول ہے۔ کہ دیکھنے والا بادنیٰ تامل پکار اٹھتا ہے۔ کہ یہ کسی خلاق اور صاحب حکمت و معرفت کی کارفرمائیاں ہیں۔ اس تصویر میں ایسی جبر مندی اور تخیل کا اظہار ہے۔ کہ بجز خلاق اکبر یہ بیان بے نے کے اور کوئی چارۂ کار ہی نہیں۔ آپ غور فرمائیے۔ کہ دنیا میں یہ جو حسن و جمال ہے۔ کہاں سے آیا ہے۔ کیا یہ مادہ کی مجاز نوازی ہے؟ اور کیا آپ اس چیز کو عقلاً تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ بے شعور ذرے بھی یہ سلیقہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اس دنیائے بسیط کو اس طرح سنوار دے۔ اس عالم رنگ و بو کو دیکھ کر یہ استدلال خود بخود ذہن میں آجاتا ہے۔ کہ کوئی بڑی حسین ذات ہے۔ جس نے آفتاب و ماہتاب کو پیدا کیا ہے۔ اور بڑی عقل و حکمت والی ذات ہے۔ جس نے ہر چیز کو ایک خاص استعداد کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔ قرآن کا مطالبہ ہے۔ کہ تم لوگ اس غرض و غایت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ جو دنیا کی تعمیر اور تخلیق کا موجب ہے۔ اور منکرین کی طرح دانستہ اس سے اعراض نہ کرو۔ کیونکہ یہ زندگی اور زندگی کے تمام مظاہرات ایک وقت مقررہ تک ہیں۔

حل لغات

بالحق۔ یعنی غرض و مقصد کے ساتھ۔

اجل مسمّی۔ میعاد مقررہ کے لئے۔

شِرْكٌ۔ ساجھا۔

اَثٰرَةٍ۔ منقول۔

۵- وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○

۵- اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت کے دن تک اُسے جواب نہ دیں؛ اور وہ اُن کی پکار سے غافل ہیں ○

٦- وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

٦- اور جب آدمی جمع کیے جائینگے تو وہ معبود ان کے دشمن ہونگے اور اُنکی عبادت کا انکار کریں گے ○

۷- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

۷- اور جب ہماری واضح آیتیں اُنکے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو کافر حق بات کو جب وہ اُن کے پاس آئی کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے ○

۸- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

۸- کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) اس نے اپنی طرف سے بنالیا ہے؛ تو کہہ اگر میں نے وہ بنالیا ہے تو تم میرا اللہ کے سامنے کچھ بھلا نہیں کرسکتے جن باتوں میں قرآن کے بارہ میں لگے ہو اللہ خوب جانتا ہے، وہ میرے اور تمہارے درمیان

بت پرستوں سے سوالات

یہ لوگ جو اللہ کو چھوڑ کر پتھروں کو خدا سمجھتے ہیں۔ یا دوسرے معبودانِ باطل کو حاجت روا قرار دیتے ہیں۔ اللہ اُن سے پوچھتا ہے۔ کہ تم یہ بتاؤ۔ ان معبودوں کا تخلیق کائنات میں کتنا حصہ ہے۔ کیا انہوں نے زمین کے کسی گوشہ کو بنایا ہے۔ یا آسمانوں کی تکوین میں ان کا حصہ ہے۔ یا کسی مذہبی صحیفہ میں لکھا ہے۔ کہ غیر اللہ کی پوجا کرو۔ یا عقلی دلائل کا تقاضا یہ ہے۔ کہ رب السمٰوات والارض کو چھوڑ دیا جائے۔ اور پتھر و بے جان چیزوں کو مقدس جان لیا جائے۔ یعنی آخر جب تم اتنی کھلی ہوئی حقیقت کی مخالفت کرتے ہو۔ تو پھر کچھ تو اس کی وجہ ہونی چاہئیے؛ وہ بیجان سنگ جن کو تم مافوق الفطرت قوتوں کا مالک سمجھتے ہو۔ کیوں کائنات کی تعمیر و تخریب میں اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کو صرف نہیں کرتے۔ کیوں نئی زمین ان کے ہاتھوں سے نہیں بچھائی جاتی۔ تاکہ یہ توحید کے احسانات سے سبکدوش ہوسکیں۔ اور بڑے ناز سے ان معبودوں پر فخر کرسکیں۔ یا اگر تقرب الی اللہ کے لئے ان درمیانی وسائل کی ضرورت اور اختیار کیے ہیں؟ اور تمہارے خیال میں انسان اس وقت تک معرفت کی منزلوں تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ اپنے نفس کو ذلیل نہ کرلے۔ اور ان اصنام بے اختیار کے سامنے نہ جھک جائے۔ تو پھر الہامی کتابوں میں اس کا ذکر ضرور ہونا چاہئیے تھا۔ یا کوئی عقلی دلیل ہی ہوتی۔ جو اس دعوٰے شرک کی تائید میں پیش کی جاسکتی، اور جب کیفیت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ تو پھر یہ کتنی بڑی گمراہی ہے۔ کہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کی جائے۔ جو قیامت تک آرزوؤں کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ●

حل لغات

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ۔ یعنی قرآن کے باب میں جس طرح تم واہی سے باتیں کرتے ہو ●

الرَّحِیْمُ ۝

۹- قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

۱۰- قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

۱۱- وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ

کافی گواہ ہے۔ اور وہی گناہ بخشنے والا ہے ۝

۹- تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں ہوں اور میں (عقل قیاس سے) نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ (البتہ جو جانتا ہوں وہی خدا سے یقینی جانتا ہوں) میں تو اسی کا تابع ہوں۔ جو بذریعہ وحی مجھ پر نازل ہوتا ہے اور میں تو صرف کھول کر ڈر سنانے والا ہوں ۝

۱۰- تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ (قرآن) اللہ کے یہاں سے ہو اور تم نے اسکو نہ مانا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ ایک ایسی کتاب (یعنی توراۃ) کی گواہی بھی دے چکا پھر وہ یقین بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا (تو اس صورت میں کیا تم ظالم نہ ہوگئے) بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ۝

۱۱- اور کافروں نے ایمانداروں کے حق میں کہا کہ اگر یہ (اسلام) کچھ بہتر ہوتا تو اس کی طرف سے وہ ہم سے پہلے نہ دوڑتے

میں جھوٹا نہیں ہوں

نہ ماننے والے آخر تک یہ فیصلہ نہیں کر پائے۔ کہ قرآن کو کتب صحائف میں کس وجہ سے جگہ دی جائے۔ کبھی وہ اسکی آیتوں کو سنتے۔ تو اسکی اثر پذیری کو جادو سے تعبیر کرتے۔ کبھی یہ کہتے۔ کہ حضور کے ذہنی افترا کا نتیجہ ہے۔ کبھی یہ کہتے۔ پہلی کتابوں میں سے نقل اور کچھ حصہ اپنے گرد ترتیب کر دیا گیا ہے۔ اور کبھی کہتے۔ کہ دراصل دوسرے شخص کی دماغی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ اور حضور نے اس سے سیکھ لیا ہے۔ اور اپنے نام سے منسوب کر لیا ہے۔ غرضیکہ انہوں نے اس بات کا پورا ثبوت دیا۔ کہ ان میں کتاب اللہ کی اہمیت کو محسوس کرنے کی ذرہ برابر بھی صلاحیت نہیں۔ وہ کتاب جو انسانی عقول سے بالا ہے۔ جس میں فصاحت و بلاغت کا وہ التزام ہے۔ جو طاقت بشری سے باہر ہے جس میں زندگی کا وہ قانون مذکور ہے۔ جس کی نظیر صدیوں سے تجربہ بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اور تمام دینی کتابیں جس میں اعلیٰ پایہ کی تعلیمیں ہیں۔ اسکے متعلق اس نوع کے شبہات کا اظہار محض نادانی اور جہالت ہے۔ فرمایا۔ آپ ان سے کہہ دیجئے۔ کہ مجھ ایسے آدمی کو افترا کرنے کی کیونکر جرأت ہو سکتی ہے۔ جب کہ مجھے معلوم ہے۔ کہ آپ میں سے کوئی بھی اس کی گرفت سے بچا لینے والا نہیں۔ اور کسی میں یہ قدرت نہیں۔ کہ اگر وہ مجھے اس جھوٹ کی پاداش میں پکڑے تو وہ کہہ سکے کہ چھوڑ دو۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ میں اپنے دعوے میں جھوٹا نہیں ہوں۔ کیونکہ اگر میں اسکی جانب سے نہ ہوتا۔ اور یہ آوازِ نبوت محض افترا ہوتا۔ تو پھر اللہ کی رحمتیں اور بخششیں جنکو تم بھی محسوس کرتے ہو میرے شامل حال نہ ہوتیں۔ اور اس عزیمت و استقلال کے ساتھ میں اس کے پیغام کو تم تک نہ پہنچا سکتا۔ اور پھر قبول و فحول لوگ اس دین میں داخل نہ ہوتے۔ یہ اس کی تائیدیں اس بات کا صریح ثبوت ہیں۔ کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ اور میں اس کے حضور میں جھوٹا نہیں ہوں بھی مقتضی ہیں۔ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کے ۔

حل لغات

بِدْعًا ۔ انوکھا ۔ نادر ۔

يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ○

اور جب انہوں نے قرآن سے ہدایت نہ پائی تو اب یوں کہیں گے کہ یہ تو پرانی مدت کا جھوٹ ہے ○

۱۲- وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ○

۱۲- اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت اور یہ ایک کتاب ہے، جو اسکو سچا کرتی ہے۔ عربی زبان میں ہے تاکہ جو لوگ ظالم ہیں انکو ڈرائے اور نیکی کرنے والوں کے لئے بشارت ہو ○

۱۳- اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

۱۳- بیشک جنہوں نے دل کی زبان سے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ثابت رہے۔ انہیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○

۱۴- اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۱۴- وہ بہشت کے لوگ ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ بدلہ اُن کے اعمال کا ○

۱۵- وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ

۱۵- اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنیکا حکم

پیغمبر بشر ہوتا ہے

ف قرآن میں یہ خوبی ہے۔ کہ اس نے نبوت کے مفہوم پر کوئی غبار نہیں رہنے دیا۔ صاف صاف اس حقیقت کا اظہار کر دیا ہے۔ کہ پیغمبر باوجود جلالت قدر کے ایک انسان ہوتا ہے اور اس میں وہی بشری لوازم ہوتے ہیں جنکا ہونا انسان میں ضروری ہے مکہ والے اس بناء پر کہ پیغمبر فوق البشر ہونا چاہیئے حضورؐ سے بعض مخصوص معجزات کا مطالبہ کرتے تھے اور یہ کہتے تھے۔ کہ آپ ہمکو چند غیب کی باتوں سے اطلاع دیں۔ اس آیت میں اس چیز کو واضح کیا ہے۔ کہ حضور کی نبوت میں کوئی جدت اور انوکھا پن نہیں ہے۔ آپ بھی اس قسم کے پیغمبر ہیں۔ جس طرح کہ پہلے انبیاء گزر چکے ہیں جس طرح وہ محض وحی اور الہام کے تابع تھے۔ اس طرح آپ بھی پابند ہیں۔ اپنی جانب سے کسی خرق عادت پر قادر نہیں۔ اور نہ بغیر اللہ کے آگاہ کرنے کے کسی غیب کی بات سے مطلع ہو سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ باوجود قرآن ایسے عظیم الشان غیب کے حامل ہونیکے یہ نہیں جانتے۔ کہ مستقبل میں کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے ؟

رَبُّنَا اللّٰهُ کہنے کے معنی

ف خدا کو پروردگار مان لینے کے بعد بہت سی ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں جنکا نباہ دشوار ہو جاتا ہے اور جسکے ضمن میں عزیمت و استقامت کی شدید ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ خدا کو اپنا رب قرار دینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ اسکے سوا ہر استانہ عظمت کا انکار کر دیا جائے۔ ہر ربوبیت کو ٹھکرا دیا جائے۔ اور ہر خوف ہراس کو دل میں سے دور کر دیا جائے اسکے احکام کی تعمیل میں بڑی سے بڑی قوت سے دوچار ہونا پڑے تو دریغ نہ ہو۔ اور بڑی سے بڑی مصیبت کو جھیلنا پڑے تو تامل نہ ہو۔ اور مرد مومن ہر چیز سے بالا اور بے نیاز ہو جائے۔ اس کا مقصد نصب العین ہو کہ اپنے اعمال سے اسکو خوش کیا جائے اور اس سلسلہ میں اگر ساری دنیا ناراض ہو جائے تو پرواہ نہ کرے۔ گویا رَبُّنَا اللّٰهُ کہنے کے معنے کامل بے نیازی۔ اور کامل عزیمت و استقامت کے ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ کہ جو خدا کی بنا چارہ ساز مان لیتا ہے۔ اور پھر اس عقیدہ پر عملاً جما رہتا ہے۔ اسکے لئے آخرت میں تعطل اعمال کا خوف نہیں اور نہ اسکے لئے کسی طرح کا غم و حزن مقدر ہے۔ وہاں شادمانی ہے

حل لغات:۔ رَبُّنَا۔ قائم۔ وَوَصَّيْنَا۔ توصیۃ سے ہے۔

ہ جس کے معنے حکم موکد کے ہیں ؟

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ؕۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○

دیا ہے۔ اس کی ماں نے اُسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے اُسے جنا اور اُس کا حمل میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے[ف] یہاں تک کہ جب اپنی قوت (یعنی جوانی) کو پہنچا اور چالیس برس کا ہُوا تو کہا کہ اے رب مجھے توفیق دے کہ تیری اس رحمت کا شکر کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو دی اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جس سے تو راضی ہو اور میری اولاد مجھ کو نیک دے۔ میں تیری طرف رجوع کیا اور میں مسلمانوں (یعنی عزبرداروں) میں ہوں ○

۱۶- اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ○

۱۶- یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم اُن کے عمدہ سے عمدہ عملوں کو جو انہوں نے کئے ہیں قبول کرتے اور اُن کی بُرائیوں سے درگذر کرتے وہ جنت کے لوگوں میں ہیں اس سچے وعدہ کے موافق جو انہیں دیا گیا تھا ○

ف وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا کے معنے یہ ہیں۔ کہ حمل کی اقل مدت چھ مہینے ہیں۔ اور باقی دو سال دودھ پلانے کے لئے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ جب حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب کہ اس نے چھ مہینے کے بعد وضع حمل سے فراغت پائی۔ تو حضرت علیؓ نے انکو روک دیا۔ اور ثبوت میں یہ آیت پیش فرمائی۔

حل لغات

كُرْهًا۔ مشقت و کلفت۔ اَشُدَّهٗ۔ پوری عمر۔

وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ (واقعہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے مطابق عمر کا وہ حصہ جس میں انسان صحیح معنوں میں شکر و امتنان کی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے۔ چالیس سال کا ہے یہی وجہ ہے۔ انبیاء بھی اسی عمر میں پہنچ کر عہدہ نبوت پر فائز ہوتے ہیں۔ اور اصل کام کرنے کا وقت اس منزل سے گزر جانے کے بعد ہوتا ہے۔ مگر آج کل ہمارے نوجوان تیس سال کی عمر میں خاصے بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں زندگی کا کوئی ولولہ موجود نہیں رہتا۔ اور چالیس سال کی زندگی میں تو وہ تبرکاً فرش میں جا سوتے ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

(بقیہ صفحہ ۱۲۰۴) علاوہ یہ واضح ہے۔ کہ اس بے نوری کا تعلق اعمال و عبرت سے نہیں ہے بلکہ ان اوہام و تقدرات سے ہے جو آئندہ زندگی میں سکتے ہیں۔ کیونکر مومن جنت میں جانے کے بعد بھی ہیبت کبریائی سے مرعوب ہے۔ اور اس کی شان و شوکت سے متأثر۔

ووصینا الانسان سے مراد ہے۔ کہ مذہب کا دائرہ صرف عبادات تک محدود نہیں۔ بلکہ اس کی حدود اخلاق و آداب کی جزئیات تک ہیں۔ جس طرح حقوق اللہ میں نماز کو اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح ضروری ہے۔ کہ والدین کی خدمت کی جائے۔ اور فرائض سے کچھ زیادہ کے ساتھ سلوک روا رکھا جائے۔ اور حتی المقدور ان کو خوش کرنے کی کی جائے۔ کیونکہ یہ والدین بڑی تنگیوں اور مشقتوں کو برداشت کر کے اس قابل ہوتے ہیں۔ کہ اپنی اولاد کی ضروریات سے بہرہ مند ہو سکیں اس کو سمجھئے کہ بچاری تیس مہینوں تک برابر حمل اور تربیت کو سہتی ہے۔ تب جا کر کہیں بچہ اس لائق ہوتا ہے۔ کہ دنیا اور رہنے کے لئے اپنے میں تھوڑی سی استعداد پیدا کرے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۷- وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○

۱۸- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ○

۱۹- وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

۲۰- وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ

۱۷- اور جس نے اپنے والدین سے کہا۔ کہ میں تم سے بیزار ہوں کیا تم مجھے وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا اور مجھ سے پہلے اتنی اُمتیں گزر چکیں (اور کوئی بھی قبر سے نکلتا نہیں دیکھا)؟ اور اسکے والدین اللہ سے فریاد کرتے ہیں ہائے تیری خرابی ایمان لا۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ یہ سب اگلوں کی کہانیاں ہیں ○

۱۸- یہ وہ لوگ ہیں جن پر جنوں اور آدمیوں کی دوسری اُمتوں کے سمیت جو ان سے پہلے ہو گزری ہیں۔ وعدہ عذاب ثابت ہوا ہے بیشک وہ لوگ زیاں کار ہیں ○

۱۹- اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہر کسی کے لئے درجے ہیں تاکہ خدا ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ○

۲۰- اور جس دن کافر آگ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

بد بخت بیٹا

ف اس سے قبل کی آیتوں میں ماں باپ کی خدمت کی اہمیت پر زور دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ ان کے ساتھ بیش از بیش حسن سلوک روا رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اپنے جذبات شفقت و محبت میں ربوبیت کبریٰ کا مظہر ہیں۔ ان آیتوں میں اُس بدبخت اور نالائق لڑکے کا ذکر ہے۔ جس کے والدین ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہوں اور اس کو بھی دعوت دیتے ہوں۔ کہ وہ بھی اپنے دامن کو اللہ کے ان انعامات سے بھر لے۔ اور وہ بجائے اس نیک مشورہ کو قبول کرنے کے تمسخر کے ساتھ ان کی اس پاک خواہش کو ٹھکرا دے۔ اور کہہ دے کہ میں تو حشر و نشر کے نظام کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں میرے نزدیک تو یہ محض افسانہ ہے۔ جس کو پہلے لوگوں نے وضع کر رکھا ہے۔ فرمایا۔ ایسے ناعاقبت اندیش گھاٹے اور خسارے میں رہیں گے۔ ان کے باب میں اللہ کا فیصلہ پورا ہو چکا ہے۔ اور طے شدہ ہے۔ جس میں کوئی تبدیلی اور ترمیم نہیں ہو سکے گی۔ یہ واضح رہے۔ کہ بعض لوگوں نے آیات کو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر پر محمول کیا ہے۔ کہ اوّلاً انہوں نے اسلام کی دعوت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ اور اسی لئے امیر معاویہ نے جب یزید کو اپنا نائب مقرر کیا۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا۔ کہ کیا تم اسلام میں ہرقلیت کی ابتدا کرنا چاہتے ہو۔ تو اس پر امیر معاویہ نے جواب دیا۔ کہ تم وہی ہو۔ جن کے متعلق یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ سو یہ غلط بات ہے حضرت عائشہؓ تک جب یہ واقعہ پہنچا۔ تو آپ نے اس کی تردید فرمائی۔ اور کہا۔ کہ آل ابی بکر کے متعلق سوائے سورہ نور کی آیات کے اور کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ خود سیاق یہ بتا رہا ہے۔ کہ کسی متعین شخص کا ذکر نہیں ہے۔ یہ تو ایسا نافرمان اور نابکار شخص ہے۔ جس کے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ وہ جہنم میں جائے گا۔

حل لغات

اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ۔ پہلوں کی کہانیاں۔ اُسطُورة کی جمع ہے۔

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۝

(تو کہا جائے گا کہ) تم اپنی دنیا کی زندگی میں اپنے مزے اڑا چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے سو آج تم ذلت کے عذاب کی سزا پاؤ گے اس لئے کہ تم ملک میں ناحق تکبر کرتے تھے۔ اور اس لئے کہ تم نافرمان تھے ۝

۲۱- وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

۲۱- اور قوم عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو جب اس نے احقاف میں (کہ ملک یمن میں ایک میدان ہے) اپنی قوم کو ڈرایا اور ہود کے پہلے اور پیچھے بہت ڈرانے والے گزرے چکے ہیں یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت عذاب کے دن کا ڈر ہے ۝

۲۲- قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ

۲۲- وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دے۔ سو اگر تو سچا ہے

جہنم والوں سے کہا جائے گا۔ کہ تم نے دنیا کو دین پر مقدم جانا۔
منافع عاجلہ کو اخروی ثواب وا جر پر ترجیح دی۔ تم دنیا میں تمام
لذتوں اور مسرتوں سے شاد کام ہو چکے۔ اس لئے آج تمہارے لئے
ذلت اور رسوائی کا عذاب ہے۔ اور یہ اس تکبر کا عوض ہے۔ جو تم
روا رکھا۔ اور اس فسق کی پاداش ہے۔ جس کا تم نے ارتکاب کیا ۔
حضرت ہود ایسی قوم میں تشریف لائے۔ جو ریگستانوں میں
رہتی تھی۔ اس مناسبت سے ان کی جگہوں کو احقاف کے نام سے
تعبیر کیا گیا۔ جس کے معنے ریت کے تودے کے ہوتے ہیں۔ ان کی
تعلیم بھی انبیاء کی طرح یہی تھی۔ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اور
صرف ایک معبود کو اپنا پروردگار قرار دو ۔

حضرت ہودؑ کی قوم

تذکیر بایام اللہ کے اصول کے مطابق گزشتہ قوموں کے حالات
بیان ہوئے ہیں۔ کہ کیونکر نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے ان پر اللہ
کا عذاب آیا۔ حضرت ہود کا ذکر تھا۔ کہ انہوں نے آکر اپنی قوم کو
بتوں کی پرستش سے روکا۔ اور کہا۔ کہ اگر تم ایک اللہ کی عبادت نہیں

کرو گے۔ اس خالق ارض و سما کے سامنے نہیں جھکو گے۔ اور
اپنی بندگی اور معبودیت کا ثبوت نہیں دو گے۔ تو مجھے ڈر ہے کہ
اس یوم عظیم میں تمہارے لئے عذاب مقدر نہ ہو۔ ایسا نہ ہو تم لوگ
اپنی گمراہی کی وجہ سے اللہ کے غضب و خشم کو آزماؤ۔ انہوں نے
بجائے اس کے کہ اس خیر و برکت کی تعلیم کو تسلیم کر لیتے۔ اور عقیدۂ
توحید کو مان لیتے۔ صاف انکار کر کے کہہ دیا۔ کیا آپ ہم سے ہمارے
معبودوں کو چھڑاتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ ہم ان دیوتاؤں سے
بدظن ہو جائیں۔ جن کو برسوں پوجا ہے۔ اور عمریں گزری ہیں۔ کہ انہیں
کی عبادت کرتے چلے آئے ہیں۔

حلِ لغات

عَذَابَ الْهُونِ۔ ذلت و رسوائی کی سزا ۔
تَفْسُقُونَ۔ فسق سے ہے۔ جس کے معنے حدود اخلاق اور
شریعت سے تجاوز کرنے کے ہیں ۔

الصّٰدِقِيْنَ ○

۲۳- قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○

۲۴- فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

۲۵- تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○

۲۶- وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَ

تو جس عذاب کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے ہم پہ لے آ ○

۲۳- بولا یہ خبر (کہ عذاب کب آئیگا) تو اللہ ہی کو ہے اور جو پیغام میری معرفت بھیجا گیا ہے وہ تمہیں پہنچا دیتا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کرتے ہو ○

۲۴- پھر جب انہوں نے عذاب (ایک بادل کی صورت میں) دیکھا کہ انکے میدانوں کی طرف آتا ہے تو کہا کہ یہ ایک بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ کوئی نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے جسکی تم جلدی طلب کر رہے تھے ایک ہوا ہے جسمیں دردناک عذاب ہے ○

۲۵- اپنے رب کے حکم سے ہر شے کو اکھاڑ مارتی پھر وہ ایسے ہو گئے کہ سوائے انکے مکانوں کے کوئی نظر نہ آتا تھا گنہگاروں کو ہم یوں سزا دیا کرتے ہیں ○

۲۶- اور ہم نے انہیں وہ مقدور دیا تھا جو تمہیں نہیں دیا۔ اور

جب سے ہم نے آنکھیں کھولی ہیں۔ باپ دادا کو انہیں کا حلقہ بگوش پایا ہے۔ آج آپ کے کہنے پر ان دیرینہ تعلقات کو کیسے توڑ دیں۔ اور کیونکر گوارا کر لیں۔ کہ یہ معبود ہم سے ناراض ہو جائیں۔ آپ کو اختیار ہے۔ آپ اپنی سی کر دیکھیں۔ اور اللہ کو متوجہ کریں۔ کہ وہ ہمیں اس گستاخی کی پاداش میں عذاب سے دوچار کرے۔ اگر واقعی آپ اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ تو پھر عذاب کو ہم پر ضرور نازل کروائیے۔ ہم اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت ہودؑ نے ان کی اس جہالت اور بے وقوفی پر ترس کھا کر کہا۔ کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہے۔ کہ وہ کب تم پر عذاب بھیجنا چاہتا ہے۔ میں تو اس کا پیغامبر ہوں۔ اور میرا کام تو صرف یہ ہے۔ کہ اس پیغام کو تم تک پہنچا دوں۔ جس کو لے کر میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور حتے الامکان کوشش کروں۔ کہ تم اللہ کی ناراضی سے بچ جاؤ۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ تم بالکل جاہل ہو۔ اور خود اپنے نفع و ضرر سے آشنا نہیں ہو۔ تم ضرور عذاب کو حاصل کر کے رہو گے۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے دیکھا۔ کہ بادل افق سے اٹھا۔ اور انکی وادیوں کے بالکل مقابل آ گیا۔ اس پر یہ خوش ہونے لگے۔ کہ خوب بارش ہو گی۔ اور ہمارے کھیت سرسبز و شاداب ہو جائیں گے۔ حالانکہ وہ عذاب تھا۔ اور ان کی جلد بازی کا نتیجہ تھا۔ بادل کے ساتھ تیز اور تند ہوا چلی۔ اور ان کی آبادیاں چند لمحوں میں ہلاک ہو کر رہ گئیں۔

حلِ لغات

عَارِضٌ۔ بادل۔ ابر۔

تُدَمِّرُ۔ ہلاک کر دے گا۔ تدمیر سے ہے۔

مَكَّنّٰهُمْ۔ تمکنت اور قوت عطا کر رکھی تھی۔

جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

ہم نے ان کو ہاتھ اور کان اور آنکھیں اور دل دیئے تھے سو نہ اُن کے کان کچھ کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ ان کے دل۔ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور جس بات پر وہ ٹھٹھا کرتے تھے اُسی نے اُن کو آگھیرا ○

۲۷- وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

۲۷- جتنی بستیاں تمہارے آس پاس ہیں انکو ہم نے ہلاک کیا اور ہم نے ان سے پھیر پھیر کر آیتیں بیان کیں شاید وہ رجوع کریں ○

۲۸- فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

۲۸- پھر کیوں نہ مدد کی انکی ان لوگوں نے پکڑے سوائے اللہ کے واسطے تقرب کے معبود۔ بلکہ کھوئے گئے اُن سے اور یہ ہے جھوٹ انکا اور جو کچھ تھے باندھ لیتے ○

۲۹- وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا

۲۹- اور جب ہم نے جنوں میں سے کئی شخص تیری طرف متوجہ کر دیئے کہ قرآن سنیں۔ پھر جب ۱۰ اسکے پاس حاضر

فرمایا۔ ان لوگوں کو ہم نے زمین میں وہ قوت اور ملک میں وہ اختیارات دے رکھے تھے۔ کہ تم اس سے بہرہ ور نہیں ہو۔ پھر جب انہوں نے ان اختیارات سے صحیح صحیح کام نہ لیا۔ اور حق وصداقت کی طرف سے انہوں نے اپنی توجہ کو دوسری طرف پھیر لیا۔ تو اللہ کی ناراضی شکار ہوگئے۔ اسی طرح تمہارے لئے بھی یہ ممکن ہے۔ کہ اگر تم توبہ نہ کرو۔ اور حضورؐ کے پیغام کو تسلیم نہ کرو۔ تو باوجود تمہاری دولت مندی کے تم حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔

ف۱ قوم ہود کو یا تو اپنے معبودوں اور دیوتاؤں پر اتنا ناز تھا۔ کہ ہر آن ان کے تقرب کو حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرتے اور ان کے سامنے جھکتے۔ یا ان کی طرف سے ایسی سرد مہری کا ظہور ہوا۔ کہ پوری قوم بٹ گئی۔ اور انہوں نے دستِ اعانت دراز نہ کیا۔

قرآن حکیم پوچھتا ہے۔ ان مشرکین سے کہ وہ بُت جو مشکلات اور مصائب میں تمہارا ساتھ نہیں دیتے۔ تم کو موت اور عذاب سے بچا نہیں سکتے۔ وہ خدا کیونکر ہو گئے اور اس قابل کیس طرح بن گئے۔ کہ ان کی پوجا کی جائے۔

جنات کا وجود

ف۲ جنوں کے متعلق آج سے پہلے اہلِ تاویل کا مسلک یہ تھا۔ یہ انسانوں کا ایک گروہ ہے۔ جو عام طور پر پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتا ہے۔ انہیں لوگوں نے طائف سے واپسی کے وقت قرآن کو سُنا۔

حلِ لغات

یجحدون۔ جحود سے ہے۔ یعنی انکار کرنا۔

نفرًا۔ ایک جماعت۔

أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ○

ہوئے تو آپس میں بولے کہ چپ رہو۔ پھر جب پڑھنا تمام ہوا تو اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے واپس لوٹے ○

۳۰۔ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ

۳۰۔ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (۱۰) دین حق اور راہ راست کی طرف ہدایت کرتی ہے ○

۳۱۔ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ○

۳۱۔ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مانو اور اسپر ایمان لاؤ۔ کہ تمہارے گناہ بخشے اور دُکھ دینے والے عذاب سے تمہیں بچاوے ○

۳۲۔ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○

۳۲۔ اور جو کوئی اللہ کی طرف بلانے والے کو نہ مانے گا تو وہ زمین میں بھاگ کر تھکا نہ سکے گا اور نہ خدا کے سوا اس کیلئے کوئی مددگار ہے وہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں ○

۳۳۔ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

۳۳۔ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں

قوم جن نے تعجب اور حیرت سے اپنی قوم کو قرآن کے سننے کا مژدہ سنایا۔ ان کو جن اس مناسبت سے کہا گیا۔ کہ یہ لوگ عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ اور مستتر رہتے ہیں۔ اور شہر والوں سے ان کے تعلقات زیادہ نہیں ہوتے مگر یہ تاویل اب بالکل باطل ثابت ہو چکی ہے۔ کیونکہ جو مجبوری اس مسئلہ میں تھی۔ اب وہ دُور ہو گئی۔ تجربات کی روشنی میں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ جنات ایک مستقل اور منفرد آتشیں مخلوق ہے۔ اب خود یورپ نے بھی کہ دانش و عقل کا سب سے زیادہ مدعی ہے۔ جنات کے وجود کو تسلیم کر لیا ہے۔ بلکہ ان کے وظائف اور اعمال تک معلوم کر لیا ہے۔ جدید تحقیقات یہ ہے۔ کہ جن ایک لطیف ذی روح مخلوق ہے جس کا وزن ہے۔ سوچتی اور سمجھتی ہے۔ اور جس کی قوتیں اور حواس انسان سے زیادہ تیز اور قوی تر ہیں۔ وہ دیکھی نہیں جا سکتی۔ البتہ جب وہ عام مادی اشیاء کو اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے استعمال کرتی ہے۔ تو اس وقت اس کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ یہ تاویل کہ جن انسانوں ہی کی ایک صنف کا نام ہے۔ نہ صرف واقعات کے اعتبار سے غلط ہے۔ بلکہ نص قرآن اور حدیث کے اعتبار سے بھی غلط ہے! دراصل یہ یہ تجربہ ہے۔ کہ ایک طرح کی مرعوبیت اور شوق اجتہاد کا۔

غرض یہ ہے۔ کہ جب حضورؐ کے پیغام کو مکّے والوں نے تسلیم نہ کیا تو آپ برداشتہ خاطر ہو کر طائف کی طرف چل دیئے کہ شاید ان لوگوں کو قبول ہدایت کی توفیق حاصل ہو۔ جب وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے اور زیادہ بدبختی محرومی اور شقاوت کا ثبوت دیا۔ وہاں سے بھی مایوس لوٹ کر آ رہے تھے۔ کہ راستہ میں جنوں کے گروہ نے قرآن کی سماعت کی۔ اور تسلیم کر لیا کہ یہ اللہ کا پیغام ہے۔ بلکہ قرآن کے داعی بن گئے۔ چنانچہ جب یہ قوم کے پاس گئے۔ تو انہوں نے برملا کہا۔ کہ ہم نے ایک عجیب صحیفہ ہدایت کو سنا ہے۔ جو موسیٰ کے بعد نازل ہوا ہے۔ اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور حق و صداقت کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ صراط مستقیم کی جانب بلاتا ہے! وہ اللہ کی آواز ہے اے قوم ضرور اس کو قبول کرو۔ خدا تمہارے گناہوں کو اسکے صلہ میں بخش دیگا۔ اور آخرت کے دردناک عذاب سے بچا لیگا۔ یاد رکھو۔ اگر تم نے نہ مانا۔ تو یہ تمہاری بدقسمتی ہو گی۔ اللہ کا دین ابھر آ کر رہیگا۔ اور تمہاری پوری قوت بھی اسکو روک دینے پر قادر نہیں ہے۔

حلِ لغات:- مِنْۢ بَعْدِ مُوسٰى۔ موسیٰ کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ یہ جنات یہودی تھے اور حضرت مسیحؑ کے متعلق یا تو کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ یا اگر تسلیم نہ کرتے تھے۔

وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○

۳۴- وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

۳۵- فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے سے نہ تھکا وہ اس بات پر قادر ہے کہ مُردے جلا دے اور کیوں نہیں وہ ہر شے پر قادر ہے ○

۳۴- اور جس دن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آگ کے سامنے لائے جائینگے ان سے کہا جائیگا کیا یہ (عذاب) حق نہیں۔ کہینگے کیوں نہیں ہمیں رب کی قسم حق ہے کہیگا تو پھر کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو ○

۳۵- پس جیسے عالی ہمت رسولوں نے صبر کیا تو بھی صبر کر اور ان کے لیے جلدی نہ کر جس دن وہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا انسے وعدہ کیا جاتا ہے تو ایسے ہو جائینگے کہ گویا وہ سوائے دن کی ایک گھڑی کے دنیا میں نہیں رہے تھے۔ یہ پہنچا دینا ہے پس ہلاک وہی لوگ ہوں گے جو بے حکم ہیں

آیاتہا (۳۸)	(۴۷) سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ (۹۵)	رکوعاتہا (۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(۴۷) سورۃ محمد

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

نبوت و عزیمت

ف منصب نبوت کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ جو شخص اس انعام سے سرفراز ہوتا ہے تمام قسم کی مخالفتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔ ہر نوع کی مشکلات و مصائب پر عبور حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ بالطبع نبوت تام ہے۔ باطل کی مخالفت کا جھوٹ کے ساتھ اظہار دشمنی کا۔ اور فواحش کے ساتھ جنگ کرے گا۔ اس لئے ناممکن ہے کہ پیغمبر قوم کی بیہودگیوں کو آسانی کے ساتھ قبول کرے۔ قوم بھی اس کی شدید مخالفت کرتی ہے۔ اس کے خلاف سارے گروہ انسانی کو مشتعل کر دیتی ہے۔ اور سیہ کاریوں سے اس کو ناکام رکھنے کی پوری کوشش کرتی ہے۔ قوم جذبات عداوت و حسد میں اس درجہ ترقی کر جاتی ہے۔ کہ نبی کو زندگی تک کا استحقاق نہیں بخشنی اور چاہتی ہے۔ کہ اس کو وہ حقوق زیست بھی حاصل نہ ہوں۔ جو دوسرے عام انسانوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سننے والے آپ کو دکھ پہنچاتے ہیں۔ تو آپ بھی صاحب عزیمت انبیاء کی طرح اس کو برداشت کیجئے۔ اور عذاب طلب کرتے ہیں عجلت نہ فرمائیے۔ کیونکہ جب عذاب کا دن آیا تو پھر باوجود اس کے اب زندگی ناپائدار کو دائمی قرار دیتے ہیں۔ اور ابدی سمجھتے ہیں اس وقت یہ سمجھیں گے کہ شاید ایک گھڑی دو گھڑی تک اس عالم میں رہتے ہیں یہ عذاب پھر کافی ممتد ہوگا۔ اور اس سے بچنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ اللہ فریق وفود کو پہنچنے نہیں دیتا اور یہ لوگ زیادہ دیر تک اس کی بخشش اور رحمتوں سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ ان کا عذاب آئے گا۔ اور ضرور آئے گا۔

حل لغات

لم یعی :۔ نہ تھکا۔ نہ کوفت محسوس کی۔

من الرسل :۔ یہ من تبعیضیہ نہیں ہے تبیینیہ ہے یعنی تمام انبیاء اولو العزم ہوتے ہیں۔

١- اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○

٢- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ○

٣- ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ○

٤- فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰىٓ اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ

١- جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے اُن کے اعمال اکارت کر دیئے ○

٢- اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور محمدؐ پر اُترا ہے اُسے مان لیا اور وہی اُنکے رب کی طرف سے حق (یعنی سچا دین) ہے۔ اس لئے اُن کی بدیوں کو اُن سے دُور کیا اور اُن کا حال سنوار دیا ○

٣- یہ اس لئے کہ جو کافر ہیں وہ جھوٹی بات پر چلے اور جو ایمان لائے وہ اس دین حق کے پیرو ہوئے جو اُنکے رب کی طرف سے ہے یوں اللہ لوگوں کو اُنکے حال بتاتا ہے ○

٤- سو جب تم کافروں سے بھڑو۔ تو اُنکی گردنیں مار دو یہاں تک کہ جب تم اُن میں خونریزی کر چکو تو اُنکی مشکیں باندھ لو۔ اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر۔

سُورۃ مُحمّد

ف۱ اس سورۃ کے آغاز کو سورۃ احقاف کے آخری مضمون کے ساتھ ایک باریک تعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اختتام سورت کے موقع پر فرمایا تھا۔ کہ جو لوگ فسق وفجور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اللہ کے قوانین رشد وہدایت کو نہیں مانتے۔ وہ ہلاک ہوں گے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس حقیقت کے اظہار کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ آخر یہ لوگ کچھ نیک کام بھی تو کرتے ہوں گے۔ پھر کیونکر قرین عقل وانصاف ہے۔ کہ ان کو ایک دم ہلاکت وموت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ جواب یہ ہے۔ کہ یہ لوگ بحیثیت نظام کے اسلام کو تسلیم نہیں کرتے اور اس طرح خیر وبرکت کی اشاعت میں زبردست رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال مقبول نہیں ہیں۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لئے سب سے ذہنیت کا درست ہونا ضروری ہے اور لازم ہے۔ کہ ان کے محرکات نیک اور بلند ہوں۔ چونکہ یہ بات کفر وانکار کی حالت میں ممکن ہی نہیں۔ اس لئے اعمال کا ضائع ہونا ناگزیر اور طبعی ہے ○

ف۲ یعنی جہاں حُسن عمل کیلئے یہ دیکھنا ہے۔ کہ اس ضمن میں تمام غیر اللہ کی شخصیتوں کا انکار کر دیا جائے وہاں ایک شخصیت ایسی ہے۔ جس کا ماننا جس سے محبت رکھنا اور جس کی اطاعت کرنا راہ نجات ہے وہ وہ شخصیت ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ○

حلِ لغات

علیٰ محمد۔ جو ستودہ ہے۔ اس تصریح سے اس طرف بھی اشارہ ہو۔ کہ قرآن اس شخص پر اور اس صورت میں نازل ہوا ہے جو کائنات میں سب سے بہتر اور سب سے اجل ہے ○

○ الرقاب۔ گردنیں۔ اثخنتموهم۔ اثخان سے ہے جیسے مقصود بہ خونریزی کے ہیں۔ مَنًّا۔ احسان کر کے۔ فِدَآءً۔ زر فدیہ لیکر رہا کرو ○

الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ○

یہانتک کہ لڑائی میں اپنے ہتھیار رکھ دے یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا۔ تو خود اُن سے بدلہ لے لیتا لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض سے آزمائے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کے اعمال وہ ہرگز نہ کھوئے گا ○

۵- سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○

۵- انہیں ہدایت کریگا اور ان کا حال درست کریگا ○

۶- وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ○

۶- اللہ انہیں بہشت میں داخل کریگا جو معلوم کروا دی ہے انکو ○

۷- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○

۷- مومنو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے پاؤں جمائے رکھیگا ○

۸- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○

۸- اور جو لوگ کافر ہوئے انکو ٹھوکر لگی اور اللہ نے ان کے اعمال کھو دیئے ○

۹- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○

۹- یہ اس لئے کہ جو اللہ نے نازل کیا انہوں نے اُسے ناپسند رکھا سو اللہ نے اُنکے اعمال اکارت کر دیئے ○

جہاد کی حقیقت

ف یہ آیات مقام جہاد میں نازل ہوئی ہیں۔ انکو سمجھنے کیلئے پہلے چند امور کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ :-

۱۔ اسلام کی غرض دنیا میں تسکین و طمانیت کی فضا کو پیدا کرنا ہے اور نوع انسانی کو ایسے نقطہ پر مرکوز کرنا ہے۔ جہاں رنگ و بو کے تمام اختلاف مٹ جاتے ہیں۔

۲۔ ہر عقیدہ خیر کو اور ہر نظام برکات التیام کو پھیلانا۔ نہ صرف جائز بلکہ انسانیت کے لئے ضروری ہے۔

۳۔ تشدد کی تعریف یہ نہیں ہے۔ کہ زندگی کے محمود پروگرام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے قوت اور طاقت کا استعمال کیا جائے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ بری باتوں کو پھیلانے کیلئے حرب و جنگ کے معرکے قائم کئے جائیں۔

۴۔ اسلام اس روش کو پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ کہ جبر کسی شخص کو اسلام کے حقائق کی طرف مائل کیا جائے۔ چنانچہ وہ صاف طور پر کہہ چکا ہے۔ کہ لا اکراہ فی الدین۔ کہ دین کے باب میں جبر و اکراہ کو دخل نہیں۔

۵۔ باوجود اس کے کہ افراد کے معاملہ میں جبر و تسخیر کی حکمت عملی جائز نہیں۔ جب کوئی قوم اسلامی حقائق کو تسلیم نہ کرے۔ اور اپنی قوت طاقت سے افراد کے اس حق کو چھین لے۔ کہ وہ آزادی کے ساتھ کسی مذہب کو قبول کر لیں۔ تو پھر جہاد ضروری ہو جاتا ہے۔

۶۔ جہاد بعض حالات میں دفاعی ہوتا ہے۔ اور بعض حالات میں جارحانہ اور اسکی غرض و غایت بہرحال یہ رہتی ہے۔ کہ مختلف انسانی جماعتوں اور طبقوں میں امن و سعادت کے توازن کو قائم رکھا جائے۔

۷۔ جہاد بہرحال ایک وسیلہ ہے مقصد نہیں ہے۔ جب لوگوں کی روحانی اور اخلاقی قوتیں اس حد تک ترقی پذیر ہو جائیں۔ کہ سچائی کو قبول کرنے کیلئے ان پر کسی نوع کی پابندی عاید نہ ہو۔ تو اس وقت اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ان تصریحات کی روشنی میں آیات جہاد پر غور فرمایئے۔ قرآن کہتا ہے۔ اگر دشمنوں کا سامنا ہو۔ اور جنگ کی آگ مشتعل ہو۔ تو پھر مسلمان بہادر سپاہی کی طرح لڑے۔ اور مغرور اور سرکش گردنوں کو اڑا دینا چاہئے۔ (باقی صفحہ ۱۲۱۴ پر)

حل لغات

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا۔ جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں۔ کنایہ ہے امن و سکون سے۔

۱۰- أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ○

۱۱- ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ○

۱۲- إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ○

۱۳- وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ○

۱۰- کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی۔ کہ دیکھیں کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہُوا۔ جو اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں؟ اللہ نے انہیں تہس نہس کر دیا اور کافروں کو ایسی ہی سزا ملا کرتی ہے ○

۱۱- یہ اس لئے کہ ایمانداروں کا رفیق اللہ ہے اور کافروں کا کوئی رفیق نہیں ○

۱۲- بیشک اللہ اُن لوگوں کو ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ (دنیا میں) فائدہ اُٹھاتے ہیں اور جیسے چارپائے کھاتے ہیں وہ بھی کھاتے ہیں اور آگ انکا گھر ہے ○

۱۳- اور بہت ایسی بستیاں تھیں جو تیری اس بستی سے جس نے تجھے جلا وطن کیا زور میں بڑھی ہوئی تھیں۔ ہم نے انہیں ہلاک کیا۔ پھر کوئی ان کا مددگار نہ ہُوا ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱۳ :- اور شعور و نظریہ ... ذکر کرے۔ اور جس شخص کو گرفتار کرے۔ پھر چاہے تو ازراہِ احسان کرکے ان کو چھوڑ دے۔ اور چاہے تو فدیہ لے۔ یہ صورت کا فیصلہ اس وقت تک رہے گا۔ جب تک کہ فضا امن و طمانیت کی صورت نہ اختیار کرے۔ اس طرح شر پر قوتیں بے جا نکلیں۔ اور شر و فساد کا قلع قمع ہو جائے گا۔ اور پھر امکان نہیں رہے گا کہ اس کی فضا میں کفر و معصیت کسی نوع کی ابتری پیدا کر سکے۔

ملہ اللہ کی مدد کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کے مشن کی تکمیل کے لئے اپنا سب کچھ بہا دیا جائے۔ یعنی منکرین کو اس لئے ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ کہ ان کو اللہ کی حمایت حاصل نہ تھی۔ اور مسلمان اس لئے پیش سرخرو ہیں۔ کہ یہ اللہ کی وحدانیت و نصرت پر یقین رکھتے تھے۔

مردِ مومن کے رجحانات

ملہ مومن اور کافر کی زندگی میں فرق ہے۔ کہ مومن کے سامنے صرف خورد و نوش ہی زندگی نہیں ہوتی۔ اس کی نگاہ بلند ہوتی ہے۔ جس سے جنتی کی نعمتیں رکھتا ہے۔ جبکہ کافر صرف دنیا کو اپنے لئے وہ کر رکھتا ہے۔ مومن جہاں جسم کی بالیدگی کا خواہاں ہوتا ہے۔ وہاں روح کی بالیدگی اور بشاشت بھی چاہتا ہے۔ کافر کی توجہ صرف پیٹ اور ایسے منقبضات کی طرف لگی رہتی ہے۔ مومن اس لئے کھاتا پیتا اور محظوظ دنیا سے استفادہ کرتا ہے۔ کہ آخرت کے لئے اس میں قوت و نشاط باقی رہے! اور کافروں کے ان دنیاوی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔ کہ نفسانی جذبات شہوت و حرص کی تسکین کر سکے۔ زیادہ واضح الفاظ میں یوں سمجھئے کہ مومن کے سامنے زندگی کا ایک مقصد اور نصب العین ہوتا ہے۔ اور کافر اول حیوانات کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کے سامنے کوئی اخلاقی اور روحانی نصب العین نہیں ہوتا۔ پھر چونکہ دونوں میں فرق و مقصد کا یہی تفاوت ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے بھی دونوں میں فرق ہو۔ چنانچہ جس کی خواہشات دنیا میں بالکل ارذال ترین جذبات کی تکمیل تک محدود ہیں۔ جہنم میں جائے گا۔ اور اس کا مادہ جسم آتش دوزخ کی غذا ہو گا۔ جس کی ہر کوشش کے عذاب کے ... نے اپنی عمر کا کثیر ترین حصہ ضائع کیا

(باقی صفحہ ...)

حلِ لغات

دَمَّرَ ۔ ہلاک کیا۔

۱۴- أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم ○

۱۴- بھلا جو لوگ اپنے رب کے کھلے رستے پر ہیں ف۱ ان جیسے ہو جائیں گے جنکے برے عمل انکو اچھے دکھلائے گئے ہیں اور وہ اپنی خواہشوں پر چلتے ہیں ○

۱۵- مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ○

۱۵- اس بہشت ف۲ کا بیان جس کا متقیوں سے وعدہ ہوا ہے یہ ہے کہ وہاں پانی کی نہریں ہیں جس میں بدبو نہیں اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلا اور شراب کی نہریں جو پینے والوں کو لذت دیتی ہے اور صاف (چھانے) ہوئے شہد کی نہریں ہیں اور انکے لئے وہاں ہر قسم کا میوہ ہے اور انکے رب کی طرف سے معافی۔ کیا یہ لوگ انکی مانند ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ آگ میں جلینگے اور وہ کھولتا ہوا پانی پلائے جائینگے پھر وہ ان کی انتڑیاں کاٹ دیگا ○

۱۶- وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

۱۶- اور بعض ان میں ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب تیرے پاس سے نکلتے ہیں تو ان سے جنہیں علم ملا ہے پوچھتے ہیں کہ ابھی نبی نے کیا کہا تھا؟ یہ وہی لوگ ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں۔ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگائی ہے اور وہ اپنی

حاشیہ صفحہ ۱۲۱۴۔ ف۱ حضورؐ کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اگر ان لوگوں نے آپ کو اپنے محبوب ترین شہر سے باہر نکال دیا ہے۔ تو آپ گھبرائیں نہیں پہلی قومیں ان سے زیادہ تنومند اور مضبوط تھیں بجرم کے ان کی نافرمانی کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا۔ اور کوئی چارہ ساز ان کی حمایت نہیں کر سکا۔ اسی طرح ممکن ہے۔ کہ ان لوگوں کے ساتھ بھی اسی نوع کا سلوک روا رکھنا پڑے۔ اور ان کو بتانا پڑے۔ کہ پیغمبرؐ کو اس کے گھر سے نکال باہر کرنا اللہ کے نزدیک کوئی معمولی جرم نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف۱ یعنی اہل حق وصداقت ہمیشہ دلائل اور براہین کی روشنی میں اللہ کے دین کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہوتے۔ جو بجا بے جا ہر مشغلہ کی تگ و دو سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی میں عقل و خرد سے کام نہیں لیتے۔

ف۲ یہ ان لوگوں کے وعدہ کی تشریح ہے۔ جن کا مطمح نظر صرف جذبۂ حیوانیت کی تسکین وتکمیل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ روح کی پاکیزگی کے لئے بھی کچھ کرتے ہیں۔ ان کے لئے جو مقام تجویز کیا گیا ہے۔ اس میں ہر نعمت وفور کے ساتھ موجود ہے وہاں صاف، شیریں، اور ٹھنڈے پانی کی نہریں، خوش ذائقہ دودھ کے دریا، اور نہایت لذیذ شراب اور عسل مصفّٰی کی نہریں ہیں۔ اور ہر قسم کے پھل اور میوے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ کی رضا ان کو میسر ہوگی۔ واضح رہے۔ کہ خدا گائے اور بھینس کے تھنوں میں دودھ پیدا کر سکتا ہے۔ وہ بہشت میں نہروں میں بھی اس کو بہا سکتا ہے۔ اور جس کی قدرت میں یہ ہے۔ کہ وہ مکھیوں کو شہد جمع کرنے کی قابلیت عطا کر دے۔ وہ یقیناً اس سے زیادہ عمدہ ذرائع بھی اختیار کر سکتا ہے۔ اس لئے ان چیزوں پہ اعتراض کرنا درحقیقت اپنی کوتاہ نظری کا ثبوت دینا ہے۔

حل لغات

آسِن - وہ پانی جس کا مزہ اور بُو تبدیل ہو جائے۔
عسل مصفّٰی - خالص شہد۔

طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝

خواہشوں کے پیرو ہوئے ہیں ○

۱۷- وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ۝

۱۷- اور جنہوں نے ہدایت پائی وہ انکی اور ہدایت بڑھاتا ہے اور انہیں ان کی پرہیزگاری عطا کرتا ہے ○

۱۸- فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَاۗءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاۗءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝

۱۸- سو کیا یہ لوگ قیامت ہی کی راہ دیکھتے ہیں کہ ان پر اچانک آ جائے تو اسکی نشانیاں تو آ چکی ہیں۔ پھر جب وہ انکے پاس آئیگی تو انکو نصیحت قبول کرنا کہاں سے نصیب ہوگا ○

۱۹- فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝ ع

۱۹- سو تو جان رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی لغزش کی معافی مانگ اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے لئے بھی اور اللہ تمہارے پھرنے کی جگہ اور تمہارا ٹھکانا جانتا ہے ○

۲۰- وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ

۲۰- اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ جہاد کے متعلق

اللہ کا قانون

فی رشد و ہدایت اور ضلالت و گمراہی کے متعلق اس کا قانون یہ ہے۔ کہ وہ کسی شخص کے اعمال میں مداخلت نہیں کرتا۔ اور کسی شخص کو مجبور نہیں کرتا۔ کہ وہ اپنے لئے ان دو راہوں میں سے کسی ایک راہ کو ضرور اختیار کرے۔ اس کا کام صرف یہ ہے۔ کہ وہ حقیقت حال سے آگاہ کر دے۔ پیغمبروں کو بھیجے۔ اور کتابوں کو نازل کرے۔ تاکہ انسان عقل و بصیرت کی روشنی میں اپنا نصب العین تجویز کرے۔ اور پھر کچھ سوچ کر کسی پگڈنڈی پر ہو لے۔ جب یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی شخص عمداً خواہشات کی پیروی کے جنون میں حق و صداقت کی آواز کو نہ سننا چاہے۔ اور آفتاب کی طرح روشن حقائق کو ٹھکرا دے۔ تو پھر وہ اس سے توفیق ہدایت کو چھین لیتا ہے۔ اسکے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ بدبختی اور محرومی کی اس منزل تک پہنچ گیا ہے۔ جہاں اب حصول ہدایت کے لئے کوئی موقع باقی نہیں رہا۔ اور جب کوئی اللہ کا بندہ خوشنیت و نیک نیتی کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ کہ حق مو عمل میں کہاں راہ منزل مقصود تک لے جانے والی ہے۔ تو پھر وہ اس کی اعانت کرتا ہے۔ اور اس کے لئے ہدایت کی راہوں کو روشن اور واضح کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ میرے ساتھ اللہ کی امداد

ہے۔ اور یہی اس کی ہمدردیوں سے بدرجہ نہایت بہرہ مند ہوں۔ ہ فرمایا۔ یہ منکرے والے کیوں بڑھ کر اور لپک کر رشتہ ہدایت کو نہیں تھام لیتے؟ آخر رشتہ ہدایت کو تھام لینے؟ آخر یہ کس بات کے منتظر ہیں۔ جہاں تک دلائل اور شواہد کا تعلق تھا۔ وہ سب ان کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ اور ان کو کئی بار بتا دیا گیا۔ کہ بت پرستی گمراہی اور ذلت اور رسوائی کی راہ ہے۔ اور انسانیت کی توہین اور تذلیل کا باعث ہے۔ اب کیا یہ چاہتے ہیں۔ کہ قیامت اچانک آ جائے۔ اور انکے اور مسلمانوں کے درمیان آخری فیصلہ صادر فرما دے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اسکی علامتیں تو آ چکی ہیں۔ اور جب وہ آ جائیگی۔ تو اس وقت انکے لئے تذکیر و نصیحت کا کوئی امکان باقی نہیں رہیگا۔

لفظ استغفار پیغمبر کے حق میں

ےلہ لفظ استغفار کئی معانی کا حامل ہے۔ جہاں تک اس کا تعلق حضورؐ کے ساتھ ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ ہمکو گناہوں کے عدم صدور کی توفیق عنایت فرمائے۔ (راغبؔ ۴ ۲ ۲ ۱ ب)

حل لغات

اَلْنُفْ نُطْفَا۔ یعنی ابھی ابھی۔ اَشْرَاط۔ جمع ہر شرط کی۔

فَإِذَآ أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝

۲۱ - طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ ۚ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝

۲۲ - فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوٓا أَرْحَامَكُمْ ۝

۲۳ - أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰٓ أَبْصَارَهُمْ ۝

۲۴ - أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ

کوئی سورت کیوں نہ اُتری۔ پھر جب ایک صاف معنی سورت اُتری اور اس میں لڑائی کا ذکر آیا تو اُنہیں جن کے دلوں میں مرض ہے دیکھتا ہے کہ تیری طرف یوں تکتے ہیں جیسے وہ تکتا ہے جس پر مرتے وقت موت کی بیہوشی طاری ہوتی ہے۔ سو خرابی ہے ان کی ۝

۲۱ - حکم ماننا اور معقول بات کہنا (بہتر ہے)، پھر جب لڑائی کا پختہ ارادہ ہو گیا تو اس وقت اگر وہ اللہ کے آگے سچے رہیں تو ان کے لئے بہتر ہے ۝

۲۲ - اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم حاکم بنائے جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور اپنے رشتے توڑ دو ۝

۲۳ - یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔ پھر انہیں بہرا اور انکی آنکھوں کو اندھا کر دیا ۝

۲۴ - سو کیا وہ قرآن میں دھیان نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۲۱۶ – یعنی آپ کو نور و عرفان بخشے۔ کہ گناہوں کے پر فریب پہلو آپ کی نظروں سے اوجھل اور ڈھکے رہیں۔ اور آپ اُن سے قطعاً متاثر نہ ہوں۔ اور جہاں اس کا تعلق عام مومنین اور مومنات سے ہے۔ اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ ان کے لئے مغفرت طلب کریں۔ اور خدا سے دعا مانگیں۔ کہ ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ف ان آیات میں یہ بتلایا ہے۔ کہ جو لوگ مخلص مسلمان ہیں۔ ہمیشہ اللہ کے احکام کے منتظر رہتے ہیں۔ بیحد بیتاب رہتے ہیں کہ اس کے احکام کی اطاعت کر کے فضیلت کے درجات عالیہ کو حاصل کریں۔ مگر جو منافق ہیں وہ دل میں لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے جس میں جہاد و قتال کا حکم ہو۔ تو ان کی کیفیت مارے خوف کے یہ ہوتی ہے۔ کہ جیسے غش آ گیا ہو۔ فرمایا جب نہیں، یہ بزدلی کا عالم ہو کر جہاد کا نام سن کر لرزہ طاری کر دے۔ تو پھر اس زندگی سے موت زیادہ بہتر اور معقول ہے۔

دعوتِ غور و فکر

ف قرآن حکیم دنیا میں وہ پہلی اور آخری کتاب ہے۔ جو اپنے ماننے والوں کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے۔ اور جس کی تعلیمات خاص دانائی اور علوم و فنون کی قطعیت پر مبنی ہیں۔ یہ کتاب سب لوگوں سے کہتی ہے۔ کہ تم فطرت کے حقائق کے متعلق سوچو اور غور کرو۔ پھر یہ دیکھو کہ ہماری تعلیمات کہاں تک اُسکے موافق ہیں اور اگر تمہیں معلوم ہو۔ کہ اس صحیفہ رشد و ہدایت میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ عین قرین عقل ہے۔ اور تجربہ کے مطابق تو اس کو تسلیم کرو۔ ورنہ معقول اعتراض پیش کرو۔ قرآن کا دعوے ہے کہ بس کے مخاطب ہی وہ لوگ ہیں۔ جو بصیرت سے بہرہ وافر رکھتے ہیں۔ اور جنکی نگاہیں [illegible] رس ہیں۔ اس کتاب کو آئینہ علوم کے ارتقاء سے نہ صرف کوئی خطرہ نہیں۔ بلکہ قوی امید ہے۔ کہ لوگ اُن معلومات کی روشنی میں اس کے زیادہ قریب آ جائیں گے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کیوں قرآن میں تدبر و فکر کر کے اس کی تہ تک نہیں پہنچتے۔ کیا ان کے دلوں پر جہالت اور ذہنی تقلید کے قفل لگ رہے ہیں؟ کہ ان میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہی پیدا نہیں ہوتی۔

حل لغات – مَرَض۔ نفاق۔ بزدلی اور جبن۔
فَاَوْلٰی لَهُمْ - سو ان کے لئے ہلاکت زیادہ موزوں ہے۔ سو حکم جنگ
حکم جنگ آنے والا ہے۔

أَقْفَالُهَا ○

۲۵- إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ○

۲۶- ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ○

۲۷- فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ○

۲۸- ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ○

۲۹- أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن

قفل لگے ہوئے ہیں ○

۲۵- بیشک جو لوگ بعد اسکے کہ ان پر ہدایت کھل چکی اپنی پیٹھ پر الٹے پھر گئے (یعنی مرتد ہو گئے) شیطان نے انکے دل میں بات بنائی اور انہیں دیر کے وعدے دیئے ○

۲۶- اور یہ اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جو اللہ کے نازل کئے ہوئے سے بیزار ہیں کہ بعض امور میں ہم تمہاری بات بھی مانیں گے، اور اللہ انکی چھپ کر باتیں کرنا جانتا ہے ○

۲۷- سو اس وقت کیا ہوگا جب فرشتے انکی جان اس طرح نکالیں گے کہ انکے منہ اور پیٹھ پر مارتے جاتے ہوں گے ○

۲۸- یہ اسلئے کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو غصہ دلایا اور خود اسکی خوشنودی کو ناپسند کیا پس انکے کام اللہ نے اکارت کر دیئے ○

۲۹- جن کے دلوں میں مرض ہے کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ اللہ

منافقین کا جہاد سے فرار

ف ان آیات میں اس گروہ کا ذکر ہے۔ جن کو منافقین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ لوگ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ تھے مگر بباطن اہل کفر و شرک کے ساتھ ساز باز رکھتے تھے۔ اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ کہ جب مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا احتمال و امکان ہو۔ تو اس وقت اپنی شامت قوتوں کو صرف کر دیا جائے۔ اور اپنی دوستی کی وجہ سے دشمنوں کو مدد پہنچائی جائے۔ فرمایا کہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی جب ان لوگوں نے مسلمانوں سے تعلقات مودت و اخوت منقطع کر رکھے ہیں۔ اور میدان جہاد سے فرار اختیار کیا ہے۔ تو محض اس لئے کہ یہ شیطان کے چکر میں آگئے ہیں۔ اور اس نے انکو ڈھیل دے دی ہے۔ تاکہ اپنی تدبیروں میں وہ کامیاب ہو سکے۔ ان لوگوں اور مشرکین کے درمیان گہرے تعلقات ہیں۔ انہوں نے پوشیدہ پوشیدہ حد درجہ اعانت کا عہد کر رکھا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ ان خفیہ کاروائیوں کو جانتے ہیں۔ اس لئے یہ قطعاً ممکن نہیں ہے۔ کہ اس طرح یہ لوگ مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے کے لئے آئیں گے۔ اور ان کے منہ اور پشت پر کوڑے برسائیں گے۔ اس وقت ان کے پاس کیا عذر ہوگا۔ اور کس طرح یہ لوگ اس تکلیف سے بچ سکیں گے ؟

حل لغات

سَوَّلَ لَهُمْ - تجویز بتائی۔

فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ - یعنی چونکہ دلوں میں کفر و نفاق کا مرض موجود تھا۔ اس لئے اللہ نے ان کے سب اعمال عدم کر دیئے۔

لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ○

ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کریگا؟ ○

۳۰۔ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ○

۳۰۔ اور اگر ہم چاہیں تو وہ اشخاص تجھے دکھلا دیں سو تو انہیں انکی پیشانی سے پہچان لے اور آیندہ کو تو انہیں انکی بات کے ڈھب سے پہچان لیگا۔ اور اللہ تمہارے کام جانتا ہے ○

۳۱۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ○

۳۱۔ اور ہم ضرور آزمائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم تم میں مجاہدین اور صابرین کو معلوم کریں اور تمہاری خبروں کو آزمائیں ○

۳۲۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ○

۳۲۔ جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکا۔ اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کو رستہ نظر آ چکا تھا۔ یہ اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کی کوششوں کو مٹا دے گا ○

۳۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ○

۳۳۔ اے ایمان دارو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو ○

ل فرمایا۔ کہ یہ منافقین یہ نہ خیال کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلی جذبات غم و غصہ کو جو مسلمانوں سے متعلق ہیں۔ کبھی ظاہر نہیں کرے گا۔ بلکہ ہم چاہیں۔ تو آپ کو ان کے چہروں کو دیکھ کر اور اُن کی گفتگو کو سُن کر بھانپ جائیں۔ کہ یہ منافق ہیں۔

چنانچہ مسند امام احمد ابن حنبل میں ہے۔ کہ حضورؐ نے ان سب کے نام ہم کو ایک صحبت میں بتا دیئے تھے۔ اور ہم ان کو خوب پہچانتے تھے۔

مدینہ کا دار الضرب

ل قرآن حکیم نے اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے دو اصل پیش فرمائے ہیں۔ اور بار بار یہ تاکید کہا ہے۔ کہ اگر نجات چاہتے ہو۔ اور دین و دنیا کی سعادتوں کو حاصل کرنیکے خواہاں ہو۔ تو ان دو عظیم المرتبت شخصیتوں کے ساتھ وفاداری کا عہد کرو۔ یہ دو شخصیتیں اللہ اور اس کا رسول ہیں۔ اور یہی دو اصل ہیں۔ اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ بجز ان کی اطاعت بیکار اور رائیگاں جائیگی۔ جس کو ادا کرتے ہیں۔ احکام الٰہی اور سنت رسول کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اور وہ اعمال باطل ہیں۔ جو اسوۂ رسول کے موافق نہیں ہیں۔ اور وہ روشنی تاریکی و ظلمت کے مترادف ہے۔ جو مشکوٰۃ نبوت سے مستفاد نہیں ہے۔ یعنی اعمال و تعدد و قیمت اسلامی نقطہ سے یہ نہیں ہے۔ کہ وہ کس درجہ وسیع اور کس حد تک مفید ہیں۔ یا ان کو برپا کرنے والا کتنی مصیبتوں اور کلفتوں کو برداشت کیا ہے۔ بلکہ معیار ان کی پرکھ کا یہ ہے۔ کہ ان کے اوپر نبوت کے دار الضرب کی مہر لگی ہے یا نہیں۔ جس طرح جنس سکے کی کوئی قیمت نہیں۔ اسی طرح اسلامی بازار میں بدعات کی کوئی قیمت نہیں۔ بلکہ ان کا مرتکب اسلامی قانون کے سامنے جواب دہ ہے۔

حل لغات: ۔ اَضْغَانَهُمْ یعنی حقیقی بغض کینے۔ دلی عداوتیں۔
لَحْنِ الْقَوْلِ ۔ انداز گفتگو۔ طرز کلام۔ وَشَاقُّوا ۔ مخالفت کی اور عناد کا مظاہرہ کیا۔

۳۴- اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ ○

۳۴- بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستے سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر گئے۔ خدائے تعالیٰ ان کو بھی نہ بخشے گا[1] ○

۳۵- فَلَا تَہِنُوۡا وَ تَدۡعُوۡۤا اِلَی السَّلۡمِ ٭ۖ وَ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ ٭ۖ وَ اللّٰہُ مَعَکُمۡ وَ لَنۡ یَّتِرَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ ○

۳۵- سو تم بودے نہ ہوتے جاؤ اور صلح کی طرف نہ بلانے لگو اور تم ہی غالب رہو گے اور خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہارے اعمال ضائع نہ کرے گا[2] ○

۳۶- اِنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ ؕ وَ اِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ تَتَّقُوۡا یُؤۡتِکُمۡ اُجُوۡرَکُمۡ وَ لَا یَسۡـَٔلۡکُمۡ اَمۡوَالَکُمۡ ○

۳۶- دُنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشہ ہے اور جو تم ایمان لاؤ اور ڈرو تو تمہاری اجرتیں دیگا اور تمہارے مال تم سے نہ مانگے گا ○

۳۷- اِنۡ یَّسۡـَٔلۡکُمُوۡہَا فَیُحۡفِکُمۡ تَبۡخَلُوۡا وَ یُخۡرِجۡ اَضۡغَانَکُمۡ ○

۳۷- اور اگر وہ تمہارے مال مانگے پھر تنگ کرے تو تم بخیل ہو جاؤ اور تمہارے دل کی خفگیاں ظاہر کر دے ○

۳۸- ہٰۤاَنۡتُمۡ ہٰۤؤُلَآءِ تُدۡعَوۡنَ لِتُنۡفِقُوۡا فِیۡ

۳۸- سنتے ہو تم وہ لوگ ہو کہ تمہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے

---

[1] یعنی وہ لوگ جنہوں نے ایمان پر کفر کو ترجیح دی۔ اور نور کے بدلے ظلمت کو خرید لیا۔ اور اسی حالت محرومی و بدبختی میں مر گئے۔ تو ان کیلئے بخشش کا کوئی موقع نہیں۔ اور ان کے تمام اعمال جو کہ صحیح نقطۂ نگاہ سے صادر نہیں ہوئے۔ اس لئے مسترد کر دیئے جائیں گے اور کسی اجر کے بھی مستحق قرار نہیں دیئے جائیں گے۔

تم سربلند ہو

[2] یعنی جب یہ درست ہے۔ کہ تم حق و صداقت کی مضبوط چٹان پر کھڑے ہو۔ اور اللہ کی تائید کا ساتھ دیتا ہے۔ تو پھر تم مخافات سے گھبراؤ۔ اور کفر کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرو۔ کیونکہ سربلندی اور تفوق تمہارے لئے مخصوص ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ تمام دنیا میں جب تک جہاد و قتال کی زندگی بسر کرو۔ اللہ کی تائیدات تمہارے شامل حال ہیں۔ اور تمہارا قدم جدھر کو اٹھے کامیابیاں اس کو چومنے کیلئے آگے بڑھیں۔ یہ زندگی محض ایک تماشا اور کھیل ہے۔

اپنی مسرتوں کو زیادہ اہمیت نہ دو۔ اگر تم لوگ مومن رہے۔ اور اتقا کے دامن کو تم نے ہاتھ سے نہ دیا تو پھر اجر و ثواب تمہاری جھولیاں بھر دیگا۔ اور وہ تم سے تمہاری استطاعت سے زیادہ جہاد کے مصارف کیلئے مال طلب نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر تم سے زیادہ کا مطالبہ کرے گا۔ تو تم بخل کا اظہار کرنے لگو گے۔

حل لغات

اِلَی السَّلۡمِ۔ صلح کی طرف۔

وَلَنۡ یَّتِرَ۔ وَتَرَ۔ یَتِرُ سے ہے۔ جس کے معنے نقصان پہنچانے کے ہیں۔

سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ ۖ وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم ۝

کیلئے بلایا جاتا ہے۔ پھر تم میں کوئی ہے جو بخل کرتا ہے، اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے، اور اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو وہ تمہارے سوا اور قوم بدل لائے گا۔ پھر وہ تمہاری مانند نہ ہوں گے ۝

آیاتہا (۲۹)	سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ (۴۸)	رکوعاتہا (۴)

(۴۸) سورۃ فتح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝

۱- ہم نے تیرے لئے کھلی ہوئی فتح کا فیصلہ کر دیا ۝

۲- لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝

۲- تاکہ اللہ تیری اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف کرے اور تجھ پر اپنی نعمت تمام کرے۔ اور تجھے سیدھی راہ دکھائے ۝

۳- وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝

۳- اور اللہ تیری مدد کرے زبردست مدد ۝

ف یاد رکھو، کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقات وخیرات دے کر تم کسی کو ممنون نہیں کرتے ہو۔ بلکہ اس میں کچھ تمہارا ہی فائدہ ہے۔ اور یہ بخل تمہارے حق میں ہی مضر ثابت ہوگا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے۔ وہ اکمل بے نیاز ہے۔ اگر تم اپنے فرائض کو ادا نہیں کروگے۔ تو وہ تمہاری بجائے دوسرے لوگوں کو لے آئے گا۔ اور ان سے اپنے دین کی حمایت کا کام لے لے گا۔ کیونکہ اس کو ہر حال اپنے دین کی بقاء اور تحفظ منظور ہے۔

سورۃ الفتح

ف یہ سورہ صلح حدیبیہ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اور اس میں فتح مکہ کی کھلے لفظوں میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس میں بتلایا گیا ہے۔ کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں۔ کہ حدیبیہ کے مقام پر جو معاہدہ کیا گیا ہے۔ وہ شکست اور ہزیمت پر منتج ہوگا۔ یہ تمہید ہے۔ کامیابی کی۔ اور فتح مبین ہے۔ مظفر ومنصور ہونے کا۔ اس کے بعد غفران ذنوب کی بشارت ہے۔ اور اتمام نعمت کی خوشخبری ہے۔ اور اس حقیقت کا اظہار ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت اور برکت کی راہوں پر گامزن ہونے کی برابر توفیق مرحمت فرماتا رہے گا۔ اور کسی حالت میں بھی نصرت واعانت سے دریغ نہیں کریگا۔

حل لغات

نصراً عزیزاً۔ یعنی ایسی مدد جو عزت اور غلبہ عطا کرنے کا موجب ہو یا وہ نصرت جو ان مواقع پر بسا اوقات ضروری ہو۔ اور جس کی شدید ترین ضرورت ہو۔

۴- هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

۴- وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں تسکین اتاری تاکہ وہ ایمان میں اپنے ایمان (سابقہ) کے ساتھ اور بڑھ جائیں اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اسی کے ہیں اور اللہ خبردار حکمت والا ہے ۝

۵- لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

۵- تاکہ وہ ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کی نیچے نہریں بہتی ہیں ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ انکی برائیاں اُن سے دُور کرے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی مراد ملنی ہے ۝

۶- وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ

۶- اور تاکہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک عورتوں کو جو خدا کی نسبت بُرا گمان رکھتے ہیں عذاب دے یہ لوگ مصیبت کے چکر میں ہیں اور ان پر اللہ کا غصہ ہوا اور اس نے ان پر لعنت کی، اور اُن

۳- غفران ذنب کے ضمن میں اہل تفسیر نے حسب ذیل باتوں کا ذکر کیا ہے۔

۱- اس کا تعلق سے مراد مسلمانوں کے گناہ اور حضورؐ چونکہ مخاطب اول ہیں۔ اس لئے انکی وساطت سے گناہوں کی بخشش عام کا مژدہ سنایا ہے۔

۲- مخاطب تو حضورؐ ہیں مگر ذنب کے معنے ترک اولیٰ کے ہیں معصیت اور نافرمانی کے نہیں ہیں۔

۳- اس سے صغائر مراد ہیں جن کا صدور انبیاء سے ہو سکتا ہے۔

۴- اس سے مقصود عصمت کا ثبوت ہے یعنی اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ گناہوں کو آپکی نظروں سے اوجھل کردوں۔

مگر ان سب تاویلوں میں ایک نقص یہ ہے کہ ان کا تعلق نفس موضوع سے کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ آیات میں تو فتح مکہ کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔ درمیان میں غفران ذنب کا ذکر آگیا ہے۔ جو بظاہر بالکل غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ذنب کے معنی یہاں گناہ، معصیت یا ترک اولیٰ کے نہیں ہیں۔ بلکہ الزام کے ہیں۔ اور اسکی نظیر خود قرآن میں ملتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ کہ قبطیوں کا مجھ پر ایک الزام ہے۔ تو اس صورت میں ظاہر ہے۔ کہ آیت کے معنے بالکل واضح ہیں کہ فتح مکہ کے بعد جب حضورؐ ان مخالفوں سے نہایت تپاک اور خلوص سے سلوک کرینگے اور ان لوگوں کو زیادہ قریب ہو کر اسلام کا مطالعہ کرنیکا موقع ملیگا۔ تو یہ وہ الزامات جو انہوں نے آپکی جانب منسوب کر رکھے تھے یا جنکے انتساب کا مستقبل میں احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ دور ہو جائینگے اور فتح مکہ کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے براہ راست استفادہ کی توفیق میسر ہو۔ اور انکے دلوں میں حضورؐ کی ذات کے متعلق جو شکوک و شبہات ہیں۔ ان کا ازالہ ہو جائے۔

یہ بات اسلامی مسلمات میں سے ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام نہ صرف معصوم ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کے آنیکا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ معصوم انسانوں کے ایک گروہ کو پیدا کریں۔ تزکیہ نفوس انکے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ اس لئے انکے باب میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ وہ خود بھی معصوم ہوتے ہیں یا نہیں۔ انکا مقام عصمت سے بہت زیادہ بلند ہوتا ہے۔ وہ اس پاکیزگی سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ جو عام انسانوں کے حصے میں نہیں آسکتی۔

حل لغت

اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ۔ غلبہ اور تفوق کا یقین اور اللہ کی طلب مدد کا احساس قلوب میں پیدا کیا۔

يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○

ہمارا گناہ بخشو (تو بہ) اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو انکے دلوں میں نہیں تکلیف دینے کا ارادہ کرے یا تمہیں نفع پہنچانا چاہے۔ تو خدا کے مقابلہ میں کون ایسا ہے جو تمہارے لئے کسی شئے پر اختیار رکھتا ہو۔ بلکہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ○

۱۲- بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ○

۱۲- بلکہ تم نے یہ گمان کیا تھا کہ رسول اور مسلمان کبھی اپنے گھروں کی طرف واپس نہ آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں آراستہ کی گئی تھی اور تم نے بدگمانی کی تھی۔ اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے ○

۱۳- وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ○

۱۳- اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے۔ تو ہم نے کافروں کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے ○

۱۴- وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

۱۴- اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ

حاشیہ صفحہ ۱۲۲۳: ۔ آپ وثوق کے ساتھ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم جنت کی بشارتوں سے بہرہ اور جہنم کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ تو میری طرف آؤ۔ اور نصرت کی جانب پلٹو۔ نبی کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ کا انکار محض پیغمبر کا انکار نہیں ہے بلکہ اللہ کا انکار ہے۔ اسکی رحمتوں اور بخششوں کا انکار ہے اور عملاً اس مطالبہ کے مترادف ہے۔ کہ ہم کو ہمارے گناہوں کی اور بیہودی گستاخیوں کی [illegible] رسول کو اس لئے بھیجا ہے۔ تاکہ تم اللہ پر ایمان لاؤ۔ اور اسکے ساتھ عقیدت رکھو۔ اسکی مدد کرو۔ اور اسکی توقیر کرو اور اسکے بھیجنے والے کی حمد و تسبیح میں صبح و شام مصروف رہو۔

ف۱ اس میں بیعت رضوان کا تذکرہ ہے۔ جو جہاد کیلئے لی گئی فرمایا۔ تم لوگ یہ نہ سمجھو۔ کہ تم نے اپنا ہاتھ عہد و میثاق کے لئے رسول کے ہاتھ میں دیا ہے۔ بلکہ تم رسول کی وساطت سے اللہ کے ساتھ اقرار کر رہے ہو۔ سو اس کا دست اعانت تمہارے لئے بڑھیگا۔ اور وہ ضرور تمہاری مدد کریگا۔

منافقین کی بزدلی

ف۲ یعنی ایک طرف تو مسلمانوں کی جماعت حضورؐ کے ساتھ تھی جو حضورؐ کی مصیبت میں آنکل کھڑی ہوئی تھی۔ اور ایک منافقین تھے۔ جن کی بزدلی اور بدولی کے جذبات غالب تھے۔ کہ یہ لوگ مکہ کی طرف بڑھے تو یہی اگر قریش کی فوجوں کے ساتھ تصادم ہو گیا۔ تو پھر واپس نہیں لوٹیں گے گویا انکے دلوں میں مایوسی تھی۔ اور اللہ کے متعلق حسن ظن موجود نہ تھا فرمایا۔ یہ محض تمہارا ظن تھا جو شیطان نے یقین کی شکل میں سنوار کر تمہارے سامنے پیش کیا۔ اور تم نے تسلیم کر لیا حقیقت یہ ہے۔ کہ تم ایسی جماعت ہو۔ جسے ہلاکت اور بربادی نصیب ہے۔ تم نے اس بات کو نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر یوں رسوا کر سکتا ہے وہ کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔ کہ مومن لوگ تو اسکے دین کی حفاظت کیلئے سر بکف ہو کر اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ اور وہ جو ارحم الراحمین ہے انکے لئے کچھ نہ کرے۔ وہ تو اپنے ماننے والوں کو اور اپنے وابستگان عقیدت کو عزت و احترام کے مقامات پر فائز کرتا ہے۔ اور مخالفوں کو رسوا کرتا ہے۔ کہ ان کی ساری تدبیریں ناکام رہتی ہیں۔ اور کس طرح باوجود ظاہری شان و شوکت کے وہ شکست یاب ہو جاتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۲۲۵ پر)

حل لغات: بُوْرًا۔ واحد، تثنیہ، اور جمع سب کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ یعنی ہلاک ہونے والے۔

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

۱۵- سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۗ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۗ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○

۱۶- قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۵- اب تم غنیمتیں لینے کو چلو گے۔ تو وہ لوگ جو سفر (حدیبیہ) سے پیچھے رہ گئے تھے کہیں گے کہ ہمیں بھی اجازت دو کہ تمہارے ساتھ چلیں انکا ارادہ یہ ہے کہ اللہ کا کہا بدل دیں (تو کہہ) تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ چلو گے اللہ نے پہلے یوں کہہ دیا ہے۔ پھر وہ کہیں گے نہیں بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو کوئی نہیں بلکہ وہ لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں ○

۱۶- گنواروں میں سے جو لوگ (سفر حدیبیہ سے) پیچھے رہ گئے تھے اُن سے کہہ دے کہ تم عنقریب سخت جنگ آور لوگوں کی طرف بلائے جاؤ گے تم اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پس اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا اجر دیگا اور اگر تم پلٹ گئے جیسے پہلے پلٹے تھے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دیگا ○

حاشیہ صفحہ ھٰذا عارضی مسرتیں ف۔ غرض یہ ہے۔ کہ یہاں کی عارضی مسرتوں میں منہمک ہو کر تم آخرت کو بھول گئے ہو۔ یاد رکھو۔ کہ وہاں تمہارے سوائے جہنم کی آتش کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکیگا۔ کہ تمہارا مال اور تمہاری عزت و وجاہت تم کو اسکی گرفت سے چھڑا سکے یا امتیازات یہاں ختم ہو جائیں گے۔ وہاں جو چیز کام آئیگی۔ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی ہے۔ جس سے تمکو نفرت ہے۔ اور اس ذات کے ساتھ گہری اور عمیق محبت ہے۔ جو تم کو گوارا نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

فتح خیبر کی خوشخبری

ف۱ ان آیات میں منافقین کا ذکر ہے۔ کہ یہ لوگ حضورؐ کے ساتھ نہ گئے تھے۔ مگر جب آپ حدیبیہ سے لوٹے اور راستے میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اور اس میں ان کو خوب ذلیل کیا گیا۔ اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو فتح خیبر کی خوشخبری سنائی۔ تو کچھ رسوائی کو مٹانے کی غرض سے اور کچھ مغانم کے حصول کیلئے ان کے دلوں میں شرکت جہاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے چاہا۔ کہ یہ بھی اس میں آپ کا ساتھ

ف۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ کیا یہ لوگ کلام الٰہی کو بدلنا چاہتے ہیں۔ یہ تو پہلے ہی قرار پا چکا ہے۔ کہ اس جنگ میں صرف وہی لوگ جا سکیں گے۔ جو حدیبیہ کے سفر میں حضورؐ کے ساتھ تھے۔ اس لئے ان کے لئے شرکتِ جہاد کا کوئی موقع ہی نہیں۔ ہاں اگر ایسا ہی شوق ہے۔ تو اس وقت تک انتظار کرو۔ جب تک ایک زبردست قوم کا سامنا ہو۔ اس وقت اگر تم گرمجوشی کے ساتھ لڑے۔ اور دادِ شجاعت دی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دیگا۔ اور تم کو بہت بڑے اجر سے نوازے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ کہ یہ موعودہ جنگ وہ تھی۔ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عجمیوں سے ہوئی۔

حلِ لغات

اَلْمُخَلَّفُوْنَ۔ جہاد سے پیچھے رہ جانے والے

مَغَانِمَ۔ جمع غنم یعنی غنیمتیں۔ مال غنیمت مال جو جنگ میں کفار سے حاصل کیا جائے۔

۱۷ - لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝

۱۷ - یا اندھے پر تکلیف ہے اور نہ لنگڑے پر تکلیف ہے اور نہ بیمار پر تکلیف ہے اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریگا تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو پلٹ جائے گا۔ اُسے دردناک عذاب دے گا ○

۱۸ - لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝

۱۸ - بیشک اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا۔ جب وہ درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے۔ پھر اس نے جو ان کے جی میں تھا جان لیا پھر اس نے ان پر تسکین نازل کی اور ایک قریب کی فتح (یعنی فتح خیبر) ان کو انعام میں دی ○

۱۹ - وَّمَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝

۱۹ - اور بہت سی غنیمتیں ہیں جو وہ لیں گے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے ○

۲۰ - وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ

۲۰ - اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ تم انکو لوگے پھر اس نے یہ غنیمت تم کو جلدی لا دی اور آدمیوں کے

جہاد کب تک جاری رہے گا؟

ملہ جہاد اسلامی زندگی میں بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہ صورت تک جاری رہیگا جس وقت تک کہ دنیا میں کفر موجود ہے۔ اور کفر کیساتھ آویزش ہے۔ جب تک تاریکی اور ظلمت کا دور دورہ ہے۔ جبتک مظالم کی حکومت ہے۔ جبتک جبر و استبداد انسانوں میں تحقیر و منافرت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ جبتک کہ ہیئت اجتماعیہ کو آزادی اور استقلال کی نعمتیں میسر نہیں۔ جبتک کہ غلامی اور جنگی موجود ہے جبتک کہ انسان انسانوں پر ظلم وجور سے حکومت کرتے ہیں۔ جبتک کہ زمین پر ذرہ بھر بھی ناانصافی موجود ہے۔ جہاد کے معنے ایسی مساعی کو جاری رکھنے کے ہیں جن کی وجہ سے ظالم کا سر کچلا جائے۔ فراعنہ کے کبر و غرور کو توڑا جائے۔ اور جس سے ملکوں و سرمایہ داروں کی چیرہ دستیوں کا سد باب کیا جائے۔ جہاد اس وقت تک ... پر فرض ہے۔ جبتک کہ عالم میں سعادت و برکت کا نزول نہیں ہوتا۔ جبتک کہ توحید و عدل کی حکومت قائم نہیں ہوتی۔ اور جبتک کفر و شرک کو ذرہ بھر بھی اختیارات حاصل ہیں۔ جہاد سے غرض یہ ہے۔ کہ اس عالم فسق و فجور میں توازن و اعتدال پیدا کیا جائے اور تمام انسانوں میں اس جذبہ کی تخلیق کی جائے۔ کہ وہ حق و صداقت کا احترام کرنے لگیں۔ اور وحدت و تعاون کے مرکز پر مجتمع ہو جائیں۔ اس آیت میں بتایا ہے۔ کہ اس عبادت سے سوائے اُن لوگوں کے جو فی الواقع معذور اور جنگی شرکت سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور کوئی مستثنیٰ نہیں اندھے معذور ہیں۔ لنگڑے معذور ہیں۔ اور بیمار معذور ہیں۔ بجز اسکے لئے یہی ہے۔ کہ یہ دوسرے اُمور میں رسول کی بہر طور اطاعت کریں۔ اور اپنے جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ملہ ببول کے درخت کے نیچے سرفروشوں کی ایک مخلص جماعت نے حضرت عثمان کا انتقام لینے کیلئے یعنی ایک مسلمان کی عزت و حرمت پر جان نچھاور کرنے کیلئے ایک عہد کیا تھا۔ یہ عہد بیعت رضوان سے موسوم ہوا۔ اور بیشک قرآن کے لازوال اوراق میں اس عہد کا تذکرہ ہے۔ اور ہمیشہ تک انکی اس وفاداری اور خلوص کا چرچا رہے گا۔ (باقی صفحہ ۱۲۲۷ پر)

حل لغت

حَرَجٌ ۔ مضائقہ۔

مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۔ محل مدح میں ہے یعنی خلوص و محبت۔

عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ○

ہاتھ تمہاری طرف سے روک کے یعنی لڑائی ہی نہ ہونی) اور تاکہ یہ واقعہ ایمان والوں کیلئے ایک نشانی ہو اور تمہیں راہ راست دکھلائے ○

۲۱- وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ○

۲۱- اور ایک فتح اور ہوئی ہے (یعنی فتح مکہ) جو تمہارے قابو میں نہیں آئی وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ○

۲۲- وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ○

۲۲- اور اگر کافر تم سے لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر نہ کوئی اپنا حمایتی پاتے اور نہ کوئی مددگار ○

۲۳- سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ○

۲۳- اللہ کی عادت ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے اور تو اللہ کی عادت میں ہرگز تبدیلی نہ پائے گا ○

۲۴- وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا

۲۴- اور وہی ہے جس نے سرحد مکہ میں تمہیں کافروں پر فتح دینے کے بعد ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک لیا۔ اور وہ تمہارے کام

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۲۲۶ (۱)۔ یہ پاکباز لوگ وہ تھے۔ جن پر اللہ نے اپنا فضل و کرم کیا۔ اور انکو اپنی رضا کا تمغہ عنایت فرمایا۔ کیونکہ انہوں نے اسکو خوش کرنے کیلئے اپنی زندگی تک قربان کر دینے کا تہیہ کر لیا فرمایا۔ اللہ نے انپر تسکین نازل فرمائی۔ اور فتح خیبر کی خوشخبری سنائی ○

(ف ۲) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوح و مغانم کے حصول کی خوشخبری سنائی ہے۔ اس لئے مقدرات میں سے ہے۔ کہ یہ کائنات پر چھا جائیں۔ اور اپنی قوت و سطوت سے ایک عالم پر حکومت کریں۔ چنانچہ بعد میں آنیوالے واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ صحابہ اپنے زمانے کے بہت بڑے فاتح اور شہنشاہ تھے۔ جہاں گئے۔ اور جدھر کو عنان توجہ موڑ دی ممالک اور قوموں نے غلامی پر لوٹ کیا۔ وہ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انکے دلوں میں ایمان کی گرمی تڑپ تھی۔ اور جہاد سے محبت تھی۔ یہ لوگ زندگی کا بہترین مصرف یہی قرار دیتے تھے۔ کہ اسکو اللہ کی راہ میں صرف کر دیا جائے۔ اور انکا نصب العین یہ تھا۔ کہ اللہ کے کلمۃ الحق ہو ○

اللہ کا فیصلہ

(ف ۳) غرض یہ ہے۔ کہ مقام حدیبیہ پر جو صلح کا اقرارنامہ مرتب ہوا۔ اس وقت منکرین اسلام کا بھی فائدہ تھا۔ وہ اگر جنگ کے درپے ہوتے اور صلح کیلئے آمادہ نہ ہوتے۔ تو یہ بات یقینی تھی۔ کہ وہ بری طرح شکست سے دوچار ہوتے۔ یہ ناممکن تھا۔ کہ وہ بہادران اسلام کا مقابلہ کر سکتے۔ کیونکہ یہ اللہ کی سنت جاریہ ہے۔ کہ پیغمبروں کے ماننے والے ہمیشہ اپنے دشمنوں پر غالب رہتے ہیں۔ یہ مقدرات میں سے ہے۔ کہ جب جنگ ہو تو حق اور باطل کے درمیان ہو۔ جب آویزش ہو۔ نور اور ظلمت میں۔ اور جب تصادم ہو جائے ظالم اور مظلوم کے درمیان۔ تو پھر فتح و نصرت اس طرف ہوتی ہے۔ جس طرف حق ہو۔ اور صلاح و مظلومیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس مسلک میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور اس قانون کے نفاذ میں صدیوں اور قرنوں کے گزرنے پر بھی خلاف نہیں ہوتا۔ یہ اسی طرح درست ہے۔ جس طرح یہ درست ہے۔ کہ ہوا خس و خاشاک کو بہا کر لے جاتی ہے۔ اور جس طرح یہ صحیح ہے۔ کہ آگ ہر چیز کو جو اس میں ڈال دی جائے جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے۔ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور تک کئی ہزار انبیاء تشریف لائے ہیں۔ اور پھر لاکھوں انسانوں نے انکی مخالفت بھی کی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۲۲۸ پر)

حل لغات:۔ ایۃ۔ نشانی۔
اظفرکم علیہم۔ تم کو ان پر غالب کر دیا۔

تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ○

۲۵- هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ○

۲۶- إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ

دیکھتا ہے ○

۲۵- یہ وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو روکا کہ بند پڑے تھے اور اپنی جگہ نہ پہنچ سکتے تھے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ بہت سے ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں جنہیں تم نہیں جانتے (مکے میں) موجود ہیں کہیں تم کچل نہ ڈالتے۔ پھر نادانستہ اُن سے تم کو نقصان پہنچتا (تو ابھی لڑائی سے مکہ فتح ہو جاتا) تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے اگر وہ مومن کافروں سے جدا ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب پہنچاتے ○

۲۶- جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی سی ضد رکھی (یعنی عہد نامہ صلح حدیبیہ میں ٹیڑھی شرائط پیش

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۲۷۔ لیکن آج بھی تاریخ اقوام و امم میں اس بات کو نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ جب کبھی ان لوگوں نے سرکشی اور تمرد کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کا غضب بھڑکا اور ان ظالموں اور نافرمانوں کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ اور اس بات کی قطعاً پروا نہیں کی گئی۔ کہ یہ لوگ قلعوں اور بڑے بڑے محلات کے مالک ہیں ان کے پاس سیم و زر کے انبار ہیں۔ انکے پاس رہنے کیلئے عمدہ عمدہ باغات ہیں۔ اور یہ زندگی کی ہر آسودگی سے بہرہ مند ہیں۔ بلکہ جب اللہ کا غضب آتا ہے۔ تو یہ لوگ زندگی کی ہر آسائش سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور ان کی بدبختیوں نے انکو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے ○ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ولہ یعنی جبکہ تمہیں کفار سے حملہ کرنیکی تو ان کو سلب کر لیا۔ اور تمہیں بھی روک دیا۔ حالانکہ بیت اللہ کی حرمت برقرار ہے۔ اس کے بعد کچھ لوگ عکرمہ بن ابی جہل کی قیادت میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے نکلے تھے۔ مسلمانوں کو اللہ نے بن دیئے انکے گھروں تک پہنچا دیا۔ اور پھر چھوڑ دیا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتے تو انکو آسانی کے ساتھ گرفتار کر سکتے تھے ○

ولہ کفار کی اس حرکت کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو حدیبیہ کے مقام پر روک لیا۔ اور مناسک حج کے ادا کرنیکی اجازت نہیں دی۔ فرمایا اگر یہ احتمال نہ ہوتا۔ کہ مسلمانوں کے حملہ سے بےخبری میں بعض ان مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائیگا۔ جو مکہ میں رہتے ہیں۔ تو فیصلہ ہو چکا ہوتا اور انکے اس اقدام کی پوری پوری سزا دی جا چکی ہوتی۔ مگر اللہ کو تو یہ منظور تھا کہ بغیر جنگ کے ان مسلمانوں کو ابتلاء اور آزمائش میں ڈالا جائے۔ مکہ فتح ہو جائے۔ اور اس طرح ان لوگوں کو وہ اپنی آغوش رحمت میں لے لے۔ ہاں اگر کفار اور مسلمانوں میں کوئی امتیاز پیدا ہو جاتا۔ تو پھر یقیناً جہاد کے ذریعہ ان لوگوں کو سخت ترین سزا دی جاتی ○

حل لغات

اَلْهَدْيَ۔ قربانی کا جانور ○

مَحِلَّهُ۔ اس کے موقع میں۔ اپنے مقام پر ○

مَعَرَّةٌ۔ نقصان۔ تکلیف ○

تَزَيَّلُوا۔ چھٹ جاتے۔ جدا جدا ہو جاتے۔ الگ ہو گئے ○

اَلْحَمِيَّةَ۔ ننگ۔ عار۔ غیرت ○

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

کیں؛ تو اللہ نے اپنے رسُول اور مومنین پر تسکین نازل کی اور انکو پرہیزگاری کی بات پر برقرار رکھا اور وہی اسکے لائق اور اہل تھے اور اللہ ہر شئے کو جانتا ہے ○

۲۷- لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ○

۲۷- بیشک اللہ نے اپنے رسُول کو سچا خواب دکھایا جو مطابق واقع کے تھا کہ تم ضرور مسجد حرام میں انشاء اللہ چین سے اپنے سر منڈاتے اور بال کترواتے ہوئے بیخوف داخل ہو گے۔ پھر اس نے جانا جو تم نہیں جانتے تھے۔ پھر اس نے اس سے پہلے ایک فتح قریب ٹھہرا دی ○

۲۸- هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ○

۲۸- وہی ہے جس نے ہدایت اور سچا دین دے کر اپنا رسُول بھیجا تاکہ وہ اسے ہر دین پر غلبہ دے۔ اور اللہ کافی گواہ ہے ○

۲۹- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ

۲۹- محمدؐ اللہ کا رسُول ہے اور وہ لوگ جو اسکے ساتھ ہیں،

حضورؐ کا خواب

[illegible] حضورؐ نے سفر حدیبیہ سے قبل خواب میں دیکھا تھا۔ کہ آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور پوری طرح مناسک حج ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ کوچ سے پہلے جو خوشخبری آپ نے سب مسلمانوں کو سنادی جس سے ان کے دل مضبوط ہو گئے۔ اور جذبات مسرت سے معمور ہو گئے۔ پھر جب حدیبیہ کے مقام پر روک لئے گئے۔ اور وہاں ایک معاہدہ طے پایا۔ اور واپس ہو گئے۔ تو منافقین نے ازراہ استہزاء کہنا شروع کیا۔ کہ ہم خواب کے مطابق تو بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اور وہ ہم نے مناسک کو ادا کیا ہے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ کہ پیغمبر نے جو کچھ عالم رؤیا میں دیکھا ہے۔ اسکی حقانیت میں کوئی شبہ نہیں۔ انشاء اللہ قطعی اور حتمی طور پر تم لوگ مکہ میں داخل ہو گے۔ اور مناسک کو ادا کرو گے تم نہیں جانتے۔ کہ اس وقت رک جانے میں اور بظاہر دب کر مصالحت کر لینے میں کیا کیا مصلحتیں ہیں۔ چنانچہ قرآن کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ اور یہی مسلمان جن کو حج کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حالانکہ اس وقت ان حالات میں اتنی پُرزور پیشگوئی کرنا دشوار ہی نہیں۔ بلکہ محال تھا۔

غالب تر دین

ف فرمایا۔ کہ منافقین کو تو اس میں شبہ ہے۔ کہ حضورؐ کا یہ خواب سچا ثابت ہو گا یا نہیں۔ اور یہاں یہ طے شدہ حقیقت ہے۔ کہ ان کو ہدایت سے بہرہ ور کر کے بھیجا گیا ہے۔ اور دین حق سے نوازا گیا ہے لہٰذا ان کو اس حد تک کامیابی ہو گی۔ کہ انکا دین تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔ اور تمام مذاہب جتنے پیش کردہ اصول کو اپنے میں جذب کر لیں گے۔ اور انکے لئے زندگی کی صرف یہی صورت باقی رہ جائیگی۔ کہ یا تو اسلام کی صداقتوں کے سامنے سر تسلیم جھکا دیں یا مٹ جائیں۔

حل لغت

٭ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ بیت اللہ۔

اَشِدَّاۗءُ۔ جمع شدید، یعنی سخت دلیر و شیر دل۔

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۟

کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں، تو انہیں رکوع اور سجدہ میں اللہ سے فضل اور رضا مندی طلب کرتے دیکھیگا۔ سجدہ کے اثر سے انکی پہچان انکے چہروں سے ہوتی ہے۔ یہ صفت انکی توراۃ میں ہے اور انجیل میں انکی صفت ایسی ہے۔ جیسے کھیتی جس نے اپنی سوئی نکالی۔ پھر اسکی کمر مضبوط کی۔ پھر موٹی ہوگئی۔ پھر اپنی نال پر کھڑی ہوگئی کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے تاکہ ان سے کافروں کا جی جلے ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے ○

اٰيَاتُهَا	(۴۹) سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۶)	رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ

(۴۹) سورہ حجرات

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- مومنو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تصویر

ف ان آیتوں میں حضورؐ کی اور حضورؐ کی پیدا کردہ جماعت کی تصویر کھینچی ہے۔ کہ یہ پاک باز نفوس اخلاق کے کن مقامات بلند پر فائز تھے۔ اور ان میں کیا خصوصیات تھیں۔ جن کی وجہ سے یہ لوگ ایک صدی میں سطح ارض پر چھاگئے۔ اور سارے عالم کے لئے سوہ رشد وہدایت قرار پائے۔ فرمایا۔ ان لوگوں کے خصائص یہ ہیں یہ لوگ کفر سے سخت متنفر ہیں۔ ان کی طبیعتوں میں اس کے متعلق قطعاً گداز اور نرمی نہیں۔ خدا کے مخالفین کے ساتھ ان کے تعلقات سخت کشیدہ ہیں۔ اور یہ ان کے لئے برق خاطف اور مرگ مفاجات کی مانند مہلک ہیں۔ البتہ ایمان سے ان کو محبت ہے۔ اور مسلمانوں کے بے حد شفیق اور مہربان ہیں۔ زہد کا یہ عالم ہے۔ کہ تم ان کو خدا کے سامنے ہمیشہ عبودیت اور تذلل کا اظہار کرتا ہوا پاؤ گے۔ ان کے چہروں پر سجدہ کے صاف اور نمایاں نشان ہیں۔ توراۃ اور انجیل میں ان کا یہی حلیہ مذکور ہے۔ کہ یہ لوگ شاداب اور شگفتہ کھیت کی طرح ہیں جن کو کسان دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور مخالف جلتے ہیں۔

اور جس جماعت میں اس نوع کی خوبیاں ہیں۔ اور جو ان محامد کی حامل ہو۔ اس کی کامیابیوں کے لئے تو ساری زمین کی وسعتیں بھی کم ہیں۔ یہ لوگ کتنے متبرک اور کیسی قدر قدسی نفوس تھے۔ کہ پیغمبر کی صحبت سے دن رات کسب انوار کرتے تھے۔ اور اخلاق و روحانیت کی اعلیٰ ترین رتبوں پر متمکن تھے۔ انکی وجہ سے دنیا میں اسلام پھیلا اور انکی وساطت سے تمام برکات ہم تک پہنچیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ ○

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

ف اس سورت میں ان آداب اور عقائد و تہذیب کا ذکر ہے۔ جو مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ اور جن پر عمل پیرا ہو کر اور دنیا کی سعادتوں سے بہرہ مندی حاصل کرتا ہے۔

حل لغات:- رُحَمَاءُ ۔ شفیق۔ مہربان ○
شَطْـَٔهٗ ۔ سوئی ○
يَغِيْظَ ۔ غیظ و غضب میں مبتلا کرے ○
لَا تُقَدِّمُوْا ۔ آگے نہ بڑھو۔ تجاوز نہ کرو ○

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○

۲- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

۲- مومنو نبی کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور اسکے سامنے زور زور سے باتیں نہ کرو۔ جیسے تم آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ زور زور سے باتیں کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ○

۳- اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

۳- جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں پست کرتے ہیں وہی ہیں جن کے دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے آزمائے ہیں۔ اُن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے ○

۴- اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

۴- بیشک جو لوگ گھروں کی چار دیواری کے باہر سے تجھے پکارتے ہیں وہ اکثر نا سمجھ ہیں ○

فرمایا سب سے پہلے تو اللہ اور اسکے رسول کی عزت اور حرمت دل میں موجود ہونی چاہیئے۔ اور وہ اس حد تک ہو کہ انکے ارشادات کو اپنے لئے کافی و شافی قرار دیا جائے۔ یعنی عقیدہ یہ ہو۔ کہ جو کچھ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ وہی بہتر ہے۔ اور وہی اجر و ثواب کا موجب ہے۔ اور جن چیزوں کو چھوڑ دیا ہے۔ ان میں قطعاً خیر و برکت نہیں ہے یعنی یہ کوشش نہ کی جائے۔ کہ ہم شریعت کی باتوں میں حضورؐ سے بھی آگے نکل جائیں۔ اور اپنے لئے اُن اعمال و افعال کو لازمی سمجھ لیں۔ جن کا سنت میں کوئی ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ جب یہ طے ہے۔ کہ اللہ کا علم ہر اعتبار سے کامل ہے۔ اور تمام مصالح پر اس کی نظر ہے۔ تو پھر یہ کیا کہ گو اس بات کا ثبوت حضورؐ سے نہیں ملتا۔ مگر یہ فعل بجائے خود مستحسن اور موجب ثواب ہے۔ محض غلط ہے۔ اگر اس میں خیر و سعادت کا کوئی پہلو بھی ہوتا۔ تو حضورؐ اس کو نظر انداز نہ فرماتے۔ اور ضرور اس کا ذکر کرتے۔ آیت کا منشاء یہ ہے۔ کہ اس نوع کے جدید افعال کا ارتکاب مذہب کے نام پر اور مذہبی شکل و صورت میں حرمت نبوی کے منافی ہے۔ اور اس بات کے مترادف ہے کہ آپ پیغمبر کو اپنے لئے کامل اور جامع اسوہ نہیں سمجھتے آداب

دربار نبوت میں سے دوسری چیز یہ ہے۔ کہ جب مخاطبین جب حضورؐ سے شرف تخاطب حاصل کریں۔ تو آواز میں عاجزی، محبت اور عقیدت کا اظہار ہونا چاہیئے۔ چیخ چیخ باتیں کرنا۔ اور بلند آواز سے سامعہ پیغمبر کو اذیت پہنچانا درست نہیں۔ کیونکہ اس طرح دل میں گستاخی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم اپنے اعمال ضائع کرو۔ اور تم کو معلوم بھی نہ ہو۔ کہ کیوں تم اجر و ثواب سے محروم قرار دیئے گئے۔ یاد رکھو ادب و احترام ایمان کا جزو ہے۔ اور وہ لوگ جن میں [illegible] ہیں ایمان کی حلاوت سے محروم ہیں! اب جبکہ حضورؐ تخاطب کیلئے ہم میں موجود نہیں۔ اس حکم کا منشاء یہ ہوگا۔ کہ [illegible] کا پیغام سنت میں موجود ہے۔ اور وہ شخص حرمت کا بجا لانا [illegible] جو اپنی رائے کو اس آواز سے یعنی صورت رسولؐ سے زیادہ اہم اور لائق احترام سمجھتا ہے۔ ع

بے ادب محروم ماند از فضل رب

(باقی صفحہ ۱۲۳۳ پر)

حلِّ لغات

یَغُضُّوْنَ۔ پست رکھتے ہیں۔

اَلْحُجُرٰت۔ حجرے۔

حَكِيْمٌ ○

۹- وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○

۱۰- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ ع

۱۱- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ

حکمت والا ہے ○

۹- اور اگر مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو اُنکے درمیان صلح کرا دو۔ پھر اگر ایک جماعت دوسری پر چڑھ جائے تو جو چڑھائی والی ہے تو اس سے سب لڑو۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ پھر اگر رجوع کرے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلح کرا دو اور انصاف کرو کہ خدا منصفوں کو پسند کرتا ہے ○

۱۰- مسلمان جو ہیں سو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان ملاپ کرا دو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ شاید تم پر رحم ہو ○

۱۱- مومنو! ایک قوم دوسری قوم سے تمسخر نہ کرے شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ بعض عورتیں

مسلمانوں کو وحدت کی سلک میں پرونے کے لئے اور ایک سطح پر لانے کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ ان میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی موجود ہے۔ جو اختلافات کا جائزہ لیتی رہے۔ اور جب مسلمانوں کے دو فریق میں جنگ ہو تو وہ بیچ میں پڑ کر صلح کرا دے۔ اور جو فریق نہ مانے اس کے خلاف قوت و طاقت کا استعمال کریں۔ جتنے کہ وہ فریق اپنی سرکشی سے باز آجائے اور خدا کے حکموں کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ چنانچہ اس غرض میں ارشاد فرمایا۔ کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف واقع ہے جنگ و جدال کا موقع پیدا ہو جائے۔ تو تم فوراً صلح کا پرچم لہراتے ہوئے درمیان میں کود پڑو۔ اگر وہ تمہاری نہ مانیں۔ تو ان کو سختی کے ساتھ مجبور کر دو۔ کہ اسلام کی وحدت کے لئے اور اس کے مفاد کے لئے اپنی ذاتی اغراض کو یک قلم ترک کر دیں ؎

اسلامی اخوت

رشتہ اسلام ایک ایسا مستحکم اور مضبوط رشتہ ہے۔ جو کبھی نہیں ٹوٹتا۔ اور جس پر رنگ و بو کا اختلاف قطعاً اثر انداز نہیں ہوتا۔ مسلمان نام ہے ایک ایسی ہیئت اجتماعیہ کا جو ساری کائنات میں موجود ہے۔ اور جغرافیائی حدود اس میں دخل انداز نہیں ہوتیں۔ مومن تعبیر ہے۔ وحدت و اخوت سے۔ یک جہتی اور یکسانی سے۔ اس کے افراد نیک نہاد کی عادات میں، تہذیب میں اور خیالات و افکار میں نہایت نمایاں اتحاد ہوتا ہے۔ یہ لوگ دنیا میں اس لئے آتے ہیں۔ کہ تمام نوع کی نسلی اور قومی امتیازات مٹا دیں۔ اور تمام تفریقات کو ختم کر دیں۔ جو مصنوعی ہیں۔ اور اتحاد انسانی کے دشمنوں نے وضع کر رکھی ہیں۔ اور ساری انسانیت کو ایک برادری اور ایک کنبہ بنا دیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ کہ جو لوگ ایمان کی دولت سے بہرہ مند ہیں۔ وہ سب بھائی بھائی ہیں۔ ان میں اگر بتقاضائے بشریت کوئی اختلاف پیدا ہو۔ تو فوراً مٹا دو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ اسی نظم و التیام میں تمہارے لئے رحمت و بخشش ہے ؎

حل لغات

طَآئِفَتٰنِ۔ دو گروہ ؎

تَفِيْٓءَ۔ لوٹے۔ رجوع کرے۔ مصدر فیءٌ ؎

اَقْسِطُوْا۔ قسط سے ہے بمعنی انصاف و عدل ؎

قَوْمٌ۔ مردم۔ مجموعہ رجال ؎

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

دوسری عورتوں سے تمسخر کریں۔ شاید وہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو (یعنی ایک دوسری کی چڑ نہ ڈالو) بُرا نام ایمان کے بعد بدکاری ہے اور جس نے توبہ نہ کی وہی ظالم ہیں ○

۱۲ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۲ - مومنو! تہمتیں کرنے سے بہت بچتے رہو کیونکہ بعض تہمت گناہ ہے اور جاسوسی نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔ سو اس سے تو تمہیں نفرت آتی ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○

استہزاء، تنابز، سوءِ ظن، تجسس اور غیبت

ان دو آیات میں اُن قیمتی اصولوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کی وجہ سے قومی اخلاق کی تعمیر ہوتی ہے۔ اور قوموں میں باہمی ربط و اخوت کا رشتہ استوار رہتا ہے۔ فرمایا۔ کہ نہ مسلمان مرد مسلمان مردوں سے استہزاء و استخفاف کا سلوک کریں۔ اور نہ مسلمان عورتیں مسلمان عورتوں کا مضحکہ اڑائیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں کو تم اپنا ہدف مذاق بناتے ہو۔ وہ تم سے اخلاق و عادات میں کہیں بہتر ہوں۔ اور اس طرح تم ان کی غیرت و حمیت کو آزماؤ۔ نہ یہ کرو۔ کہ ایک دوسرے کے لئے بُرے بُرے نام تجویز کرو۔ اور عجیب عجیب القاب وضع کرو۔ اور نہ آپس میں طعنہ زنی سے کام لو۔ کیونکہ اس طرح ہر مسلمان کی تذلیل سے فسق و فجور کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اور ایمان کے بعد ان حرکات کا ارتکاب پھر جاہلیت کے سے اخلاق پیدا کر دیتا ہے۔ یہ اتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ اگر اس کا مرتکب توبہ نہ کرے۔ تو اللہ کے نزدیک ظالم ہے۔ سوءِ ظن سے بھی پرہیز کرو۔ کیونکہ اس طرح دلوں میں خواہ مخواہ کینوں کے اڈے بنتے ہیں۔ اور سوء ظنی میں افتراق و تشتت پیدا ہوتا ہے۔ تجسس اور ٹٹول بھی کمینہ حرکات ہیں۔ مومنوں پر زیبا نہیں ہے۔ کہ لوگوں کی عیب جوئی کرو۔ اور دیکھو کہ فلاں شخص رات کہاں جاتا ہے! اور دن کہاں بسر کرتا ہے۔ اس کے مشاغل کیا ہیں۔ اور کہاں سے کھاتا پیتا ہے۔ تمہیں محتسب بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ تم اپنی اصلاح کرو۔ اور لوگوں کو بُری نظر سے نہ دیکھو۔ غیبت بھی بُرائی ہے۔ کسی کی غیر حاضری میں عیوب بیان کرنا ایک تو بزدلی ہے۔ دوسرے اس کے ساتھ چھپی دشمنی ہے۔ اور تیسرے اس کی تذلیل ہے۔ اور گویا اس کو ختم کر دینا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ کہ کیا تم پسند کرتے ہو۔ کہ مسلمان کو اس کی غیبت کر کے مار ڈالو۔ اور پھر اس کی میت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس کا گوشت کھاؤ۔ حالانکہ وہ تمہارا بھائی ہے ○

حلِ لغات

وَلَا تَنَابَزُوْا ۔ بدنام نہ کرو ○

وَلَا تَجَسَّسُوْا ۔ ٹٹول میں نہ رہو ○

وَلَا يَغْتَبْ ۔ غیبت سے ہے۔ جس کے معنے کسی کی غیر حاضری میں توہین و تذلیل کی خاطر بُرائی کرنا ہے ○

۱۳- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○

۱۳- اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہاری ذاتیں اور کنبے بنائے تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو۔ تم میں سب سے زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم سب سے زیادہ پاکباز ہے بے شک جاننے والا خبردار ہے ○

۱۴- قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَـيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۴- دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں تو کہہ کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ کچھ کم نہ دیگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

فضیلت کا تعلق روح سے ہے

ف اس آیت میں اس حقیقت کبریٰ کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ معیار فضیلت جنسیت نہیں ہے۔ مرد ہونا نہیں ہے۔ اور نہ عورت ہونا۔ نہ کنبہ اور قبیلہ کا اختصاص ہے۔ اور یہ اس غرض کے سامنے امتیازات محض تعارف کے لئے ہیں۔ معیار فضیلت یہ ہے۔ کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات موجزن ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ تمام تفریقات جو انسانوں نے فضیلت اور برتری کے اظہار کے لئے وضع کر رکھی ہیں۔ سب بے معنی ہیں۔ وہ دولت کو بزرگی کا معیار قرار نہیں دیتا۔ تمول اور دنیاویت کو وجہ امتیاز نہیں سمجھتا۔ اس کے نزدیک سیادت اور فخر کے لئے تعلیم یافتہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ بڑی بڑی تعلیمی ڈگریوں کا حامل جو بے عقل ہے۔ کالے اور گورے کی تمیز بھی جہل ہے۔ اس کے نزدیک وہ معزز اور محترم ہے۔ جس کا دماغ خشیت الٰہی کے خیالات سے معمور ہے اور جس کا قلب تقویٰ و صلاح سے معمور ہے۔ گویا وہ فضیلت اور بزرگی کے لئے جو معیار مقرر کرتا ہے۔ وہ جسم کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا روح سے وابستہ ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ کہ ظاہری ٹھاٹ اور وجاہت کو نہ دیکھو۔ چہروں کے رنگ و روغن کو ملاحظہ نہ کرو! اور کھال کی سفیدی اور براقی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ بلکہ یہ دیکھو۔ کہ باطن کیسا ہے ان خوبصورت جسموں میں جو روح موجود ہے۔ وہ کن عادات سے متصف ہے۔ کھال کی شگفتگی پر نہ جاؤ۔ اندر کی طرف جھانک کر دیکھو۔ کہ اس گوری اور چٹی کھال کے اندر مکروہ اور ذلیل روح تو نہیں ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے۔ کہ جس کے پاس بے اندازہ دولت ہو۔ وہ اخلاق کے لحاظ سے بالکل قلاش ہو۔ اور بظاہر جو اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والا ہو خصائل کے اعتبار سے ذلیل اور کمینہ ہو۔ اسلام کے نقطۂ نگاہ سے کوئی ظاہری تفریق، انسانوں کو عزت اور ذلت کے دو گروہوں میں تقسیم نہیں کرسکتی۔ اور کوئی معنوی امتیاز یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ اس کی وساطت سے انسانیت کو تولا اور ناپا جائے۔ بجز قلب کی سلامتی اور دماغ کی پاکیزگی کے۔

حل لغات

شُعُوْبًا۔ جمع شَعْبٌ۔ بمعنی خاندان۔

وَقَبَاۗىِٕلَ۔ جمع قَبِيْلَةٌ۔ بمعنی قوم۔

۱۵- إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ○

۱۵- سوائے اسکے نہیں کہ مومن وہ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور پھر شبہ نہ کیا۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا۔ وہی سچے ہیں ○

۱۶- قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○

۱۶- تو کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو؟ اور حالانکہ اللہ جانتا ہے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے ○

۱۷- يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم

۱۷- وہ تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہوئے ہیں تو کہہ اپنے اسلام کا مجھ پہ احسان

حقیقی حلاوتِ ایمانی

بنی بنو اسد کے چند دیہاتی حضورؐ کے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں ہم مومن ہیں۔ اور دیکھئے ہم نے دوسرے قبائل کی طرح آپ کی مخالفت نہیں کی۔ ہمارے ساتھ ہمارے اہل و عیال بھی ہے۔ غرض یہ تھی۔ کہ آپ ہمارے ممنون ہو کر ہماری مدد کریں۔ اور قحط سالی میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔

اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ کہ ایمان کے مقام بلند پر فائز ہونا آسان نہیں ہے۔ تم یہ کہو۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور سرسری طور پر ہم نے حقائق کو قبول کر لیا ہے۔ ابھی ایمان کی حلاوت تمہارے دلوں میں پیدا نہیں ہوئی۔ مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ مضبوط عقیدت رکھتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں کسی طرح کا شک و شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور مخلصانہ اس کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ تم اسلام کو قبول کرکے حضورؐ پر احسان جتلاتے ہو۔ حالانکہ تم کو خود اللہ کا ممنون ہونا چاہیئے کہ جس نے تمہیں ایمان کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اور اسلام کی نعمت سے نوازا۔

حلِ لغات

الصّادِقُونَ۔ یعنی صداقت شعار۔

یَمُنُّونَ۔ احسان جتلاتے ہیں۔ مَنٌّ سے ہے۔

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے۔ کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو ○

۱۸- اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

۱۸- بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کے چھپے ہوئے بھید جانتا ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے ○

آیاتہا (۴۵) (۵۰) سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ (۳۴) رکوعاتہا (۳)

(۵۰) سورۂ ق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- قٓ ۚ○

۱- ق ○

وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ○

اس قرآن بڑے شان والے کی قسم ○

۲- بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ○

۲- بلکہ انہیں تعجب ہوا کہ ان کے انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آیا ہے پس کافروں نے کہا کہ یہ عجیب شے ہے ○

۳- ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ○

۳- بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے (تو کیا ہم پھر زندہ کئے جائینگے) یہ دوبارہ زندہ ہونا تو بہت (ہی عقل) سے دور ہے ○

ف بنو اسد کے گنواروں کی طرف اشارہ ہے۔ کہ تم یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مقام ایمانی سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے ہیں۔ کہ تم نے اسلام قبول کرکے کس درجہ احسان کیا ہے؟ خدا تو وہ ہے۔ جس کے سامنے آسمانوں کے بھید اور زمینوں کے اسرار بھی پوشیدہ اور مستتر نہیں۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ وہ تمہارے دل کی گہرائیوں کو نہ جانتا ہو۔ اور تمہارے مذہبی اور دینی مرتبہ سے آشنا نہ ہو۔

سورۃ ق

فرمایا۔ کہ قرآن کی لفظی و معنوی بزرگی اور عظمت خود قرآن پر دال ہے۔ اور جس شخص نے اس صحیفۂ مقدس کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس کے محاسن سے متاثر ہو کر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اس کی سچائی پر گواہی دے۔ اور یہ کہہ دے۔ کہ اتنی بڑی کتاب۔ اتنا مکمل زندگی کا پروگرام، اور اتنے خوارق علمیہ کا حامل مجموعہ ناممکن ہے۔ کہ انسانی دماغ کی اختراع و ایجاد قرار دیا جاسکے۔ مگر ان بچے کے ناسمجھ لوگوں کو اس کتاب دینی کی عظمتوں کا اندازہ نہیں ہوتا۔ انہیں اس بات پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ ان ہی کا ایک آدمی کیونکر منصب نبوت پر فائز ہو سکتا ہے۔ ان کے نزدیک پیغمبر کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ فوق البشر شخصیت ہو۔ پھر انہیں تعلیمات کا یہ پہلو ازحد عجیب غریب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ تو کیونکر اٹھ کر اللہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ حشر اجساد کا یہ عقیدہ بالکل دور از قیاس ہے۔ اور عقل اس کو ہرگز تسلیم نہیں کرتی۔ ولاتی [illegible]

حل لغات:- وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ۔ یعنی قرآن کی بزرگی بطور استدلال اور استشہاد کے پیش ہے۔
رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ۔ دوبارہ زندہ ہونا بہت ہی بعید ہے۔

۴- قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ○

۴- اُن (آدمیوں) میں سے جتنا زمین گھٹاتی ہے ہم کو معلوم ہے اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے ○

۵- بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ○

۵- بلکہ انہوں نے حق کو جبکہ وہ ان کے پاس آ پہنچا جھٹلایا سو وہ اُلجھی بات میں پڑے ہوئے ہیں ○

۶- اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ○

۶- کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کیونکر ہم نے اُسے بنایا اور زینت دی۔ اور اس میں کوئی سوراخ نہیں ○

۷- وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ○

۷- اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ ڈال دیئے۔ اور اس میں ہر قسم کی رونق کی چیز اُگائی ○

۸- تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ○

۸- سمجھانے کو اور یاد دلانے کو ہر رجوع لانے والے بندے کو راہ دکھلانا اور نصیحت کرنا ہے ○

۹- وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا

۹- اور ہم نے آسمان سے برکت کا پانی اُتارا

منذ قدہ لا فرماتے ہیں۔ اس میں استحالہ اور اشکال کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ زندگی کے عناصر کہاں کہاں ہیں۔ اور کن کن اشکال وصورت میں پنہاں ہیں۔ ہمارے پاس معلومات کا کامل دفتر موجود ہے۔ اس لئے ان حالات میں نشاۃ ثانیہ کچھ بھی دشوار نہیں اصل بات یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو چونکہ اسلامی تعلیمات پر اعتماد نہیں ہے۔ اور حق وصداقت کو ٹھکراتے ہیں۔ اس لئے یہ باتیں ان کی سمجھ میں نہیں آتیں ورنہ یہ بالکل ساوہ اور قریب فہم مسئلہ ہے۔ کہ جب اللہ کا علم کامل ہے اور وہ زندگی کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور بغیر ذرائع و وسائل کے ہزارہا عوالم کو یک جنبش ارادہ معرض ظہور میں لے آنے والا ہے۔ اور اس کو معلوم ہے۔ کہ زندگی کا عطر کس کس پتی اور گل بوٹے سے کھینچا ہے۔ تو پھر دوبارہ پیدا کر دینے میں کیا دقت ہے؟

ف۵- ان آیات میں انسانی توجہ کو اس طرف مبذول کیا ہے۔ وہ کائنات کے مضبوط ترین نظام کو دیکھیں۔ اور بتائیں اتنے بڑے آسمان میں کہیں رخنہ ہے؟ یہ زمین ان کے پاؤں تلے بچھی ہے۔ اس پر بڑے بڑے پہاڑ استادہ ہیں۔ اور ہر طرح کی روئیدگی اور سبزہ موجود ہے۔ کیا ان میں کوئی نقص ہے؟

فطرت کے یہی مظاہر ہیں۔ بلاشبہ تذکیر اور عبرت پذیری کا وافر سامان موجود ہے۔ مگر اس کے لئے ضرورت ہے۔ عبودیت کی اور انابت الی اللہ کے پاکیزہ جذبات کی۔

(باقی ۱۲۴۹ پر)

حل لغات

اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۔ متزلزل حالت میں۔

فُرُوْجٍ ۔ شگاف۔ رخنہ۔ بَهِيْجٍ ۔ بارونق۔ خوش نما۔ نیکو۔

مِنَ السَّمَآءِ ۔ صدا اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس کا تعلق معبودوں یا دیوتاؤں سے نہیں ہے۔ جیسا کہ عام بت پرست سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس کا تعلق محض اللہ کی قدرت سے ہے۔

فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِۙ○
پھر اس سے باغ اور کٹنے کھیت اُگائے ○

۱۰- وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌۙ○
۱۰- اور کھجوروں کے لمبے لمبے درخت جن پر تہ بر تہ خوشے ہیں ○

۱۱- رِّزْقًا لِّلْعِبَادِۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ○
۱۱- جو بندوں کیلئے روزی ہے اور اس پانی سے ہمنے مُردہ[و] شہر کو جلایا اسی طرح قبروں سے نکلنا ہے ○

۱۲- كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُۙ○
۱۲- ان سے پہلے قوم نوح اور کنوئیں والوں اور ثمود نے جھٹلایا تھا ○

۱۳- وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍۙ○
۱۳- اور قوم عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں ○

۱۴- وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ○
۱۴- اور بن کے رہنے والوں اور قوم تبع سب نے رسولوں کو جھٹلایا سو میرے عذاب کا وعدہ اُن پر راست آیا ○

۱۵- اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ○
۱۵- کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ کوئی نہیں بلکہ انہیں نئی پیدائش میں شک ہے ○

۱۶- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ
۱۶- اور ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہمیں معلوم ہیں -

بارش کی برکتیں

ف بارش کی برکات کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ یہ کس قدر خیر و برکت کا موجب ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے باغات نشو و نما پاتے ہیں۔ اناج اُگتا ہے۔ اور لمبی لمبی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کے خوشے خوب گتھے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ سب اس لئے ہے۔ کہ اللہ کے بندے اپنے لئے رزق اور قوت کا سامان مہیا کریں۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ دیہات کے دیہات بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک اور بے آب ہو جاتے ہیں۔ اور جب ابر رحمت کے چند چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔ تو ان میں تر و تازگی عود کر آتی ہے۔ گویا وہ دوبارہ زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ حشر اجساد کے منکر ہیں۔ اور جن کی سمجھ میں یہ حقیقت نہیں آتی۔ کہ کیونکر عالم انسانی موت کے بعد زندگی کی کیفیتوں سے لذت اندوز ہو سکے گا۔ وہ اس واقعہ پر غور کریں۔ کہ بارش کے چند قطرے کیونکر زمین کے سینہ سے زندگی کو نکال کر گل و ریحان سے بدل دیتے ہیں؟ جب یہ ممکن ہے۔ اور ممکن ہی نہیں۔ مشاہدہ ہے۔ کہ روزانہ ہم عدم کو وجود میں تبدیل ہوتے دیکھتے ہیں تو پھر استبعاد کیسا؟ اسی طرح اللہ کی قدرت سے قیامت کے دن مُردے جی اُٹھیں گے۔ اور اس کے حضور میں پیش ہوں گے ؎

تعلیم الٰہی کی غرض

ف تعلیمات الٰہیہ کی غرض و غایت یہ ہوتی ہے۔ کہ مُردہ تنوں میں جان ڈال دی جائے۔ اور جن دلوں میں کفر و الحاد کے خیالات کی وجہ سے زنگ پیدا ہو گیا ہے (باقی صفحہ آیندہ)

حلِ لغات:- حَبَّ الْحَصِيْدِ - غلہ، اناج و دانہ کھیت۔ جمع و دو بار آور۔ نَّضِيْدٌ خوب گتھا ہوا۔ اَصْحٰبُ الرَّسِّ - ان ایک وادی کا نام ہے۔ "قوم تُبَّع" جسد۔

مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝

جو باتیں اسکے جی آتی ہیں اور ہم دھڑکتی رگ جان سے زیادہ اس کے قریب ہیں ۝ ف

۱۷- اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝

۱۷- جبکہ وہ لینے والے داہنے بائیں بیٹھے لیتے رہتے ہیں۔ (یعنی انسان جو کلمہ زبان سے نکالتا ہے دو فرشتے اسکو لکھتے جاتے ہیں) ۝

۱۸- مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝

۱۸- ممکن نہیں کہ آدمی کوئی کلمہ زبان سے نکالے اور اس کے پاس ایک نگہبان، تیار نہ ہو ۝

۱۹- وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝

۱۹- اور موت کی بیہوشی جس کا آنا یقینی ہے آکر رہے گی یہ وہ ہے جس سے تو بدکتا تھا ۝

۲۰- وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝

۲۰- اور نرسنگا پھونکا جائے گا یہ عذاب کے وعدہ کا دن ہے ۝

۲۱- وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآىِٕقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝

۲۱- اور ہر شخص آئیگا، اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا ۝

۲۲- لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

۲۲- تو اس سے غفلت میں تھا۔ اب ہم نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳۹۔ ۱- اس کو روشن اور مجلّی بنا دیا جاتے۔ ذہن کا تزکیہ کیا جائے اور اخلاق کو سنوارا جائے! اور انسان کو حیثیت مجموعی اس قابل بنایا جائے کہ وہ زندگی کی مشکلات میں عبور حاصل کر سکے! اور سارے کائنات کو اپنے لئے مسخر کر لے اس مقصد کی تکمیل جب نہیں ہوتی! اور قومیں اپنے انحطاط معنیت جب یہ ثابت کر دیتی ہیں کہ ان میں زندہ رہنے کی تمنا کوئی خواہش نہیں ہے ہماری صلاحیتیں بیکار ہو چکی ہیں۔ اور روحانی، اخلاقی نصب العین کھو چکی ہیں۔ تو اس وقت اللہ کا عذاب آتا ہے اور قوموں کو تباہ کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ ان آیتوں میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا

خدا رگ جان سے بھی قریب ہے

ف۱۔ رگ جان سے بھی اللہ کے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ نفس کی ادنیٰ ترین تحریکات سے بھی وہ آگاہ ہے۔ اور اسکو خوب معلوم ہے کہ الحاد و زندقہ کے اثرات کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح بڑھتے ہیں۔ اس کا علم اتنا وسیع ہے کہ بعض دفعہ ان خواطر کو خود ہم کو بھی محسوس نہیں ہونے دیا جاتا ہے اور دہ صرف جانتا ہے۔ بلکہ اسکے فرشتوں کے پاس انکا کامل ریکارڈ موجود ہے۔ وہ فرشتے مامور ہیں۔ کہ کسی بات کو ضائع

نہ جانے دیں! اور فوراً جب کوئی شخص کلمہ خیر یا شر کہے وہ اسکو محفوظ کر لیں۔ یہ نظریہ حفظ صوت کا نظریہ ہے اسکے معنی یہ ہیں۔ کہ کوئی آواز فضا میں ضائع نہیں ہوتی! اسی نظریہ کی تکمیل ریڈیو ہے! اور قرآن نے اسوقت اس چیز کو پیش فرمایا ہے جبکہ اسکو سمجھنا سخت دشوار تھا۔ یہ وہ خوارق علمیہ ہیں۔ جو اس بات کا کافی ثبوت ہیں۔ کہ یہ کتاب اللہ کی کتاب ہے جس کا علم بوجہ غایت وسیع اور اکمل ہے۔

اُس وقت آنکھیں کھلیں گی!

ف۔ دلائل کی قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے۔ کہ دلائل کو اسطرح مشرح اور واضح کر کے پیش کیا جائے۔ کہ اسکے سب امکانات خود بخود روشن ہو جائیں۔ قرآن حکیم نے ثبات دعویٰ کیلئے اکثر اس نوع کے دلائل سے کام لیا ہے جس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ سننے والا کم از کم نفس واقعہ کی ضروری تفصیلات سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اسکو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ حشر و نشر کے والا اس کا کامل نقشہ اپنے ذہن میں محفوظ رکھتا ہے! اور وہ ایسی چیز کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ کہ جسکو وہ خود پوری طرح دیکھتا ہے۔ پھر صفحہ جنہیں تبلیغ کی صلاحیتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۲۴۱ پر)

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○

تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا۔ سو آج تیری نگاہ تیز ہے ○

۲۳- وَقَالَ قَرِيْنُهُ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ○

۲۳- اور اسکا ہمنشین (فرشتہ) بولیگا کہ جو چیز میرے پاس تھی یہ حاضر ہے (اعمالنامہ)

۲۴- اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ○

۲۴- اے دونوں فرشتو ہر کافر سرکش کو دوزخ میں ڈال دو ○

۲۵- مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ○

۲۵- نیکی سے روکنے والے حد سے باہر نکل جانیوالے شک میں ڈالنے والے کو ○

۲۶- الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ○

۲۶- جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود ٹھہرایا سو تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈال دو ○

۲۷- قَالَ قَرِيْنُهُ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهُ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ○

۲۷- اس کا ہمنشین (شیطان) کہے گا کہ اے ہمارے رب میں نے اسے سرکش نہیں بنایا بلکہ خود پہلے سے ہی گمراہی میں تھا ○

۲۸- قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ○

۲۸- اللہ کہے گا کہ میرے پاس تم جھگڑا نہ کرو اور میں تمہارے پاس پہلے ہی وعدہ عذاب بھیج چکا تھا ○

۲۹- مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ

۲۹- میرے پاس بات نہیں بدلتی اور میں بندوں پر ظلم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴۰ ۔۱۲ وہ اس حیرت آفریں توضیح و تشریح کو سنکر ایمان کے قریب ہو جاتی ہیں اور بسا اوقات یہ نفس تفصیل ان کے لئے ایمان کا موجب ہو جاتی ہے۔ ان آیات میں اُن واقعات کی تصویر کھینچی ہے جبکہ نرسنگا پھونکا جائیگا۔ اور کہا جائیگا کہ وعید و سرزنش کا دن آگیا ہے جب کیفیت یہ ہوگی۔ کہ ہر شخص کو کشاں کشاں اللہ کے دربار عدل و انصاف کی جانب لایا جائیگا۔ ایک فرشتہ اُس کے ساتھ ہوگا۔ جو اسکو پیش کریگا۔ اور ایک گواہ ہوگا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ط اس وقت غیب سے آواز آئیگی کہ دنیا میں تمہاری آنکھیں بند تھیں۔ اس پر دولت، عزت اور جہالت کے حجاب چھائے تھے۔ آج وہ نقاب اٹھا دیا گیا ہے۔ آج تیری نگاہیں تیزی کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے میں مصروف ہیں۔ بتا کیا یہی وہ چیزیں نہ تھیں جنکو تیرے سامنے پیش کیا جاتا تھا۔ اور تو از راہ کبر و غرور انکا انکار کر دیتا تھا۔ کیا یہی وہ حقائق نہیں ہیں۔ جن سے تجھے آگاہ کیا جاتا تھا اور تو انکو بڑی بے پروائی سے ٹھکرا دیتا تھا۔ آج یہ چیزیں تیری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ کیا آج بھی انکار کی جرات ہے۔ کہا اس وقت بھی جھٹلائے ہو۔ فرشتہ شہادت دیگا۔ کہ اسکے اعمال جیسے روزنامچہ میں ہیں۔ یہ لکھے ہوئے موجود ہیں۔ حکم ہوگا۔ ان منکروں کو بلا دریغ جہنم میں پھینک دو۔ ان لوگوں نے دنیا میں ہر خیر اور ہر سعادت کی مخالفت کی تھی۔ اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تھا۔ اور حقائق و واقعات میں بیشمار شبہے پیدا کرتے تھے۔ یہ اللہ رب العزت کے ساتھ نہایت ادنیٰ چیزوں کو شریک ٹھہراتے تھے۔ انکو خدا سمجھتے تھے۔ اور خدا سمجھ کر انکے سامنے جھکتے تھے۔ آج یہ اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ انکو عذاب شدید میں مبتلا کیا جائے۔ اس وقت یہ بطور معذرت کہیں گے۔ کہ اصل میں ہمکو شیطان نے بہکایا تھا۔ ورنہ ہم نہیں چاہتے تھے۔ کہ اللہ کے حکموں کی مخالفت کریں۔ تب شیطان بھی انکی مخالفت میں اٹھ کھڑا ہوگا۔ اور جواباً یہ کہے گا۔ کہ مولا میں نے انکو بالکل گمراہ نہیں کیا۔ یہ تو خود کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ ارشاد ہوگا میرے ہاں جھگڑو نہیں۔ میں پہلے سے نیک و بد کو بتا چکا ہوں۔ تو فیصلوں میں قطعاً تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔ دوسری طرف دوزخ کی وسعتیں ھل من مزید کا مطالبہ کر رہی ہوں گی۔

حل لغات:- حدید۔ بہت تیز۔ اس میں اشارہ ہے۔ اس چیز کی طرف کہ بینائی کی کیفیتوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور نظر و بصیرت میں کئی قسم کی وسعتوں کو پیدا کیا جا سکتا ہے۔

۴ القیا۔ تثنیہ ہے۔ مگر مراد اس سے جمع ہے۔

لِّلْعَبِيْدِ ۝ ع

کرنے والا نہیں ہوں ۝

۳۰- يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝

۳۰- جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ تو بھر بھی گئی؟ اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے ۝

۳۱- وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝

۳۱- اور بہشت متقیوں کے قریب کی جائیگی دور نہ ہوگی ۝

۳۲- هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝

۳۲- یہ وہ ہے جس کا وعدہ تمہیں ملتا تھا ہر ایک رجوع لانیوالے اور نگاہ رکھنے والے کیلئے

۳۳- مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۝

۳۳- جو بن دیکھے رحمٰن سے ڈرا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا ۝

۳۴- اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝

۳۴- سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو یہ ہمیشگی کا دن ہے ۝

۳۵- لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝

۳۵- وہاں انکے لئے جو چاہیں گے موجود ہے اور ہمارے پاس زیادہ بھی ہے

۳۶- وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝

۳۶- اور ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی اُمتیں ہلاک کر ماریں جو قوت میں اُن سے سخت تھے۔ پھر اُنہوں نے شہروں میں تفتیش کی کہ کہیں بھاگنے کا ٹھکانا بھی ہے؟ ۝

عجیب ترین بات

ف اس سے قبل کی آیتوں میں جہنم والوں کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ اللہ کے پاکباز بندے جب اُسکے حضور میں جائینگے۔ تو وہ جنت کو بہت ہی قریب پائینگے اور دیکھیں گے۔ کہ بلا کسی دقت اور کوفت کے وہ کس طرح ان نعمتوں سے بہرہ مند ہے ہیں جنکی نسبت ان سے دنیا میں کہا گیا تھا۔ اس مقام مسرت و بہجت میں وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں رجوع الی اللہ کے جذبات پاک سے مشرف ہیں۔ جو ہر لحظہ و ہر منزل پر اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ اور کوئی عزت وہ وقار کا سوال انکو جو وابستگی سے باز نہیں رکھ سکتا۔ جو اس کے احکام اور آگے بیان کردہ حدود کو اپنی نگاہ میں رکھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں۔ کہ کبھی سرتابی اور انکار نہ کریں۔ وہ جو سنو دیکھتے تو نہیں مگر یقین اس درجہ ہے کہ ہر آن خشیت اس سے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں۔ ہر وقت خشیت اور خوف سے انکے دل پر لرزہ سا طاری رہتا ہے۔ جنکے دل تقویٰ سے معمور ہیں۔ جو اسکے سامنے جھکنے سے نہیں ... ہیں۔ ان لوگوں سے کہا جائیگا۔ ... یہ جہانے نے مستحق ہے۔ اس میں ہمیشہ کی سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ

اور جیسے جیسے گئے۔ افکار کی الجھنوں سے چھوٹ جاؤ۔

یہ عجیب بات ہے کہ اسلام جس خدا کے تخیل کو پیش کرتا ہے۔ وہ ایسا ہے جسکو نہ تو فعل کر معلوم کیا جا سکتا نہ دیکھیں اس تک پہنچ سکیں اور نہ فکر و عقل اس کا احاطہ کر سکیں جو اس پر مطالبہ یہ ہے کہ نہ صرف ایسی ذات کو تسلیم کرو بلکہ اس کے ساتھ انتہا درجہ کی محبت اور شیفتگی رکھو۔ اس سے ڈرو اور ہر وقت تعلقات کو استوار رکھو۔ پھر بھی اس قدر تعجب انگیز بات ہے۔ کہ بت پرستوں اور اصنام پرستوں کے دل میں اتنی محبت موجود نہیں ہے۔ جن کو وہ روزانہ دیکھتے ہیں اور پوجا کرتے ہیں۔ جتنی کہ ایک مسلمان کے دل میں اس نادیدہ خدا کی ہے۔ جو ہمیشہ اپنے حجابات جلال و جبروت میں مستور رہتا ہے۔

حل لغات:- اَوَّاب۔ اَوْب سے ہے۔ جس کے معنے رجوع کے ہیں۔ حَفِیْظ۔ اللہ کے احکام کو نگاہ میں رکھنے والا۔ فَنَقَّبُوْا۔ تنقیب سے ہے۔ جس کے معنے گھومنے پھرنے کے ہیں۔

۳۷۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ○	۳۷۔ بیشک اس میں اس شخص کیلئے نصیحت ہے۔ جس کے اندر دل ہے یا دل لگا کر کان لگاتیے ○
۳۸۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۖ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ○	۳۸۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہیں ہے چھ دن میں بنایا۔ اور ہمیں کچھ ماندگی نہ آئی ○ ف
۳۹۔ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ○	۳۹۔ سو وہ جو کہتے ہیں تو اس پر صبر کر اور سورج نکلنے اور چھپنے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کر ○
۴۰۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ○	۴۰۔ اور کچھ حصہ رات میں بھی اس کی تسبیح کر اور سجدے کے پیچھے بھی یعنی نمازوں ○
۴۱۔ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ○	۴۱۔ اور سن رکھ کہ جس دن آواز دینے والا نزدیک جگہ سے پکارے گا ○
۴۲۔ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ	۴۲۔ اور جس دن ایک چنگھاڑ جو حق سے سنیں گے۔

ف وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ سے مراد یہ ہے کہ موسیٰ کی کتاب تکوین میں جو لکھا ہے۔ کہ ساتویں دن خدا نے آرام کیا۔ یہ تحریف انسانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیائے حیرت کو پیدا کرکے بالکل تکان محسوس نہیں کی۔ کیونکہ وہاں تھک جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہاں تو صرف ارادہ کی ضرورت ہے۔ اور پھر آپ سے آپ کائنات منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جاتی ہے وہ پیدا کرنے میں ذرائع کا محتاج ہے نہ وسائل کا۔ وہ عالم اور قادر ہے۔ اور ہلکی جنبش ارادہ ظہورِ عوالم کو ظہور پذیر کر سکتا ہے۔ اس لئے اگر یہ لوگ اس قسم کی باتوں کو اس کی ذات والا صفات کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو آپ برداشت کیجئے۔ اور اپنے فرائض عبادت میں مصروف رہیے۔

ف: اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ مکذبین سے کہیں زیادہ طاقتور لوگ جب ہماری نافرمانی کی تو وہ مٹا دیئے گئے ہیں اور باوجودیکہ وہ قومیں کئی شہروں میں گھومتی پھرتی رہتی تھیں۔ انہوں کہیں پناہ نہیں ملی یا ان کے ... کہ ہمارا قانون مکافات جب حرکت میں آگیا۔ تو پھر کوئی چیز ان کے درمیان حائل نہ ہو سکے گی۔

حل لغات

لغوب۔ تکان۔ تھکاوٹ۔

ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ○

یہ قبروں سے نکلنے کا دن ہے ○

۴۳- اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ اِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ○

۴۳- ہم جو ہیں ہم ہی مارتے اور جلاتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہے ○

۴۴- يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ○

۴۴- جس دن اُن کے (سروں پر) سے زمین پھٹے گی (اور وہ) دوڑیں گے یہ اکٹھا کرنا ہم پر آسان ہے ○

۴۵- نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ○

۴۵- ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں اور تو ان پر زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔ سو قرآن سے نصیحت کر جو میرے عذاب کے وعدہ سے ڈرتا ہے ○

آیاتها ۶۰ (۵۱) سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ (۶۷) رکوعاتها ۳

(۵۱) سورۂ ذاریات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ○

۱- قسم ہے اُڑا کر بکھیرنے والیوں کی ○

۲- فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ○

۲- پھر بوجھ اُٹھانے والیوں کی ○

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰت

ف۱ قرآن حکیم نے کئی سورتوں کو قسمیہ الفاظ سے شروع کیا ہے۔ جس کے متعلق عام طور پر دو خیال ہیں:۔ ایک تو یہ کہ اس وقت کے مخالفین جب حضورؐ کی قوت استدلال سے متاثر ہوتے تھے۔ تو کہتے تھے۔ کہ ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ نے زور خطابت سے ہم کو قائل کر لیا ہے۔ مگر ہم یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کہ آپ کے پاس فی الواقع صداقت بھی موجود ہے۔ ان کی تسلی اور اطمینان خاطر کے لئے یہ انداز بیان اختیار کیا گیا ہے۔ کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ قطعاً حرف بحرف درست ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ وہ منفعت کے اعتبار سے اس قابل ہیں۔ کہ ان کے متعلق غور و فکر کیا جائے۔ اور اُن سے اللہ تعالیٰ کے احسانات پر استدلال کیا جائے۔

پہلی توجیہ بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے۔ اُس کو قطعاً اس بات کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ وہ ایسے انداز بیان کو اختیار کرے۔ جس کو بحالت مجبوری انسان اس وقت اختیار کرتا ہے۔ جب کوئی اور چارۂ کار باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کے پاس سمجھانے کے بیشمار ذرائع اور وسائل موجود ہیں۔ وہ اُن سے کام لے سکتا ہے۔ نیز اس توجیہ کے ماننے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ حائل ہے۔ کہ جن چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ وہ اپنے اندر کوئی جلالت قدر نہیں رکھتیں۔ اور باعتبار مرتبہ کے وہ بہرحال یقیناً اللہ سے فروتر ہیں۔ حالانکہ قسم کھانے کیلئے مقسم بہ کا معزز و محترم ہونا ضروری ہے۔ دوسری توجیہ بھی اگرچہ غلط نہیں ہے۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ کسی چیز کی منفعت کو بیان کرنے کیلئے عرب۔ اس اسلوب بیان کو اختیار نہیں کرتے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ ایک طرح کے دلائل ہیں۔ جن کو دعویٰ کے اثبات اور موثق بنانے کیلئے پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً دعویٰ یہ ہے کہ قیامت بالکل حق اور یقینی ہے۔ اور قرین عقل و دانش ہے۔ اس کو یوں ثابت فرمایا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۲۴۵ پر)

حل لغات:- جَبَّارٌ۔ زبردستی کرنے والا۔ وَالذّٰرِيٰتِ۔ وہ ہوائیں جو غبارات اُڑاتی ہیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ۔ وہ حالات جو بخارات کو اپنے کندھوں پر اٹھائیں۔

۳- فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝
۳- پھر نرمی سے چلنے والیوں کی ۝

۴- فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝
۴- پھر بانٹنے والیوں کی ایک چیز کو ۝

۵- اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝
۵- بے شک جو وعدہ تمہیں ملا ہے سو سچ ہے ۝

۶- وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝
۶- اور بیشک انصاف ہونیوالا ہے ۝

۷- وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝
۷- آسمان جالی دار کی قسم ۝

۸- اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝
۸- کہ تم جھگڑے کی بات میں پڑے رہے ہو ۝

۹- يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝
۹- جو پھیرا گیا وہی اس سے باز رہتا ہے ۝

۱۰- قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝
۱۰- اٹکل دوڑانے والے مارے گئے ۝

۱۱- الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝
۱۱- وہ جو غفلت میں بھول رہے ہیں ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴۴:-

کہ تمہیں اس ضمن میں سب سے بڑی قابل اعتراض چیز یہی نظر آتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کس طرح عناصر حیات کو جمع کرے گا۔ جو کائنات میں منتشر ہیں اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جس طرح مختلف ہواؤں کو اس لائق بنا دیتا ہے۔ کہ وہ قطرات آب کو دوش پر لادے لادے پھریں۔ اور پھر ان کو بارش کی شکل میں مختلف مقامات پر تقسیم کر دیں۔ جس طرح یہ ممکن ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف منکرین کے تذبذب اور ذہنی انتشار کو واضح فرمایا ہے۔ کہ جس طرح آسمانوں میں ستاروں کے لئے مختلف گزرگاہیں موجود ہیں۔ اسی طرح تمہارے ذہن میں مختلف خیالات کے لئے مختلف راستے ہیں۔ اور کسی بات کو بھی تم جنچی اور وثوق کے ساتھ پیش کرتے ہو۔

قرآن حکیم چونکہ قطعیات کو پیش فرماتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ اس کے نزدیک قابل ملامت ہیں۔ جو محض اٹکل اور تخمین کو اپنے معتقدات کیلئے بطور اساس کے قرار دیتے ہیں۔ اور مذہب کے باب میں ایسی باتوں کو مانتے ہیں۔ جن کی عقل تائید نہیں کرتی۔

حل لغات

فَالْجٰرِيٰتِ۔ جب آہستہ آہستہ چلنے لگیں۔
فَالْمُقَسِّمٰتِ۔ جب بارش کو حسب موقع تقسیم کرے بعض کے نزدیک اس سے مراد فرشتے ہیں۔
اَلْخَرّٰصُوْنَ۔ اٹکل سے کام لینے والے۔ دروغ گو۔ غَمْرَةٍ۔ غفلت جہالت۔ حماقت۔

۱۲- یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ؕ ۱۲- پوچھتے ہیں کہ انصاف کا دن کب ہو گا ○

۱۳- یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ○ ۱۳- جس دن وہ آگ پر فتنہ میں پڑیں گے ○

۱۴- ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ ۱۴- اپنی شرارت کا مزہ چکھو، یہ وہ ہے جس کے لئے تم جلد مانگتے تھے ○

۱۵- اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۙ ۱۵- بیشک متقی لوگ باغوں[ط] اور چشموں میں ہوں گے ○

۱۶- اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ؕ ۱۶- جو کچھ انہیں ان کے رب نے دیا ہے اُسے لے رہے ہوں گے کیونکہ یہ لوگ اس سے پہلے نیکوکار تھے ○

۱۷- كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ○ ۱۷- رات کو کم سوتے تھے ○

۱۸- وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○ ۱۸- اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے تھے ○

۱۹- وَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ○ ۱۹- اور ان کے مال میں مانگنے اور نہ مانگنے والے کا حق تھا ○

مساوات اور مقامِ احسان

[ط] جو لوگ بہشتوں اور چشموں کے مستحق ہوں گے۔ اُن میں احسان کی استعداد ہوگی۔ یعنی جہاں تک مخلوقِ الٰہی کا تعلق ہے۔ ان کا رویہ نہایت مشفقانہ ہوگا۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ان کو بدرجہ غایت محبت ہوگی۔ وہ اپنی زندگی کے اکثر لمحات کو دوسروں کی ہمدردی میں صرف کریں گے۔ اور اللہ کے ساتھ ان کی وابستگی کا یہ عالم ہوگا۔ کہ بہت کم راتوں کو سویا کریں گے۔ بستر پر بے قرار اور بے چین رہیں گے۔ اُٹھیں گے اور اللہ کے دربار میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کی معافی مانگیں گے۔ ان کی روح اللہ کی حمد و ستائش میں مصروف ہوگی۔ اور ان کا جسم خلق اللہ کی فلاح و بہبود کے لئے وقف ہوگا۔ دولت و مال کو حاصل کریں گے۔ مگر اس کو صحیح طور پر خرچ کر دیتے ہیں ان کو قطعاً تامل نہ ہوگا۔ وہ یہ سمجھیں گے۔ کہ اس مال و دولت میں ہر حاجت مند کا حصہ ہے۔ ہم کو یہ بالکل استحقاق حاصل نہیں۔ کہ ہم تو اپنے تمول سے آسائش اور آسودگی کی تمام صورتوں کا احاطہ کر لیں۔ اور جمیعت اجتماعیہ کا بڑا حصہ ادنیٰ حاجات زندگی کا محتاج ہو۔ غور فرمایئے۔ اس مقامِ انتقاد میں اور اس مساوات میں جو سوشلزم پیدا کرتا ہے۔ کتنا بڑا فرق ہے ○

حلِ لغت

یَهْجَعُوْنَ۔ شب بسر کرنا۔ سونا ○

۲۰- وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ۝

۲۰- اور یقین کرنے والوں کیلئے زمین میں نشانیاں ہیں ۝

۲۱- وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

۲۱- اور خود تمہارے اندر بھی پھر کیا تم کو سوجھ نہیں ؟ ۝

۲۲- وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝

۲۲- اور آسمان میں تمہاری روزی ہے اور جو کچھ تم سے وعدہ کیا گیا ۝

۲۳- فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝

۲۳- سو آسمان اور زمین کے رب کی قسم کہ یہ کلام حق ہے جیسا کہ تم بولتے ہو ۝

۲۴- هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ۝

۲۴- بھلا تیرے پاس ابراہیم کے عزت دار مہمانوں کی حکایت بھی پہنچی ہے ۝

۲۵- اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝

۲۵- جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے کہ سلام - وہ بولا سلام یہ اجنبی لوگ ہیں ۝

۲۶- فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ۝

۲۶- پھر اپنے گھر کی طرف دوڑا اور ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا لے آیا ۝

آپ جس کو مساوات کہتے ہیں۔ قرآن اسی ہمدردی کے جذبہ کو احسان کے ساتھ تعبیر کرتا ہے۔ جو معناً مساوات سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ احسان کے معنے یہ ہیں۔ کہ اپنے ابنائے جنس کے ساتھ واجبات سے کچھ زیادہ سلوک روا رکھا جائے۔ اور یہ محض پیٹ کے لئے نہ ہو۔ اور ارذل ترین خواہشات کی بناء پر نہ ہو۔ بلکہ اس لئے ہو کہ اس آقا سے تعلقات عقیدت وابستہ ہیں۔ جو ساری کائنات کا یکساں پروردگار ہے۔ اور اس ارادت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ ہر سائل حاجت مند کی اس طرح اعانت کی جائے۔ گویا وہ پہلے سے ہمارے اموال میں استفادہ کا حق رکھتا ہے۔ اس نقطۂ نظر کی وسعت، اور پاکیزگی ملاحظہ ہو۔ اور اس زاویۂ نگاہ کی اہمیت اور سطحیت دیکھئے۔ جس کا تعلق محض خواہشات نفس سے ہے۔

حلِ لغات

بِعِجْلٍ ۔ بچھڑا ۔
سَمِیْنٍ ۔ فربہ ۔

۲۷- فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۟

۲۷- پھر اُن کے پاس رکھ دیا۔ کہا۔ تم کیوں نہیں کھاتے؟ ○

۲۸- فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ۟

۲۸- وہ بولے اندیشہ نہ کر اور انہوں نے اس کو ایک صاحب علم لڑکے کی بشارت دی ○

۲۹- فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ۟

پھر اس کی عورت چلاتی سامنے آئی۔ پھر اپنا ماتھا پیٹ لیا اور بولی دکیا، بڑھیا بانجھ جنے گی؟ ○

۳۰- قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ۟

وہ بولے تیرے رب نے اسی طرح کہا ہے، وہ جو ہے وہی حکمت والا اور خبردار ہے ○

اپنے اندر جھانک کر دیکھو

غرض یہ ہے۔ کہ جن حقائق کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کی واقعیت اور سچائی میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ دلائل اور شواہد کا انبار موجود ہے احتیاج اس نظر کی ہے۔ جو تعمق اور غور سے کام لے۔ زمین کو دیکھو۔ اس کے فوائد۔ وسعت اور ساخت پہ غور کرو۔ خود اندر جھانکو۔ اس عالم صغیر میں کیا نہیں ہے؟ آسمانوں کی طرف نگاہیں اٹھاؤ۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر صرف آسمان اور زمین میں اللہ کی ربوبیتوں کی ذرا۔ تفصیل کے ساتھ دیکھ جاؤ۔ تو تمہیں ہو جائے کہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے۔ حضورؐ کی

تسکین خاطر کے لئے قصص انبیاء کا ذکر ہے۔ تاکہ بتایا جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو ہر طرح کی کامیابی اور کامرانی سے نوازا۔ اور مخالفین ہمیشہ اُن کے مقابلہ میں خائب و خاسر رہے ہیں

فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم کے پاس اس وقت جب کہ وہ قوم کی طرف سے بہت زیادہ ملول اور دل برداشتہ تھے۔ فرشتے آئے۔ اور انہوں نے آکر حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی خوشخبری سنائی

حل لغات:۔ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا۔ یعنی فرط حیرت اور حیاء میں انہوں نے عورتوں کی عادت کے موافق اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہا کیا یہ بھی ممکن ہے۔

۳۱- قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝
۳۱- ابراہیم نے کہا پھر اے رسولو تمہارا مطلب کیا ہے؟ ۝

۳۲- قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝
۳۲- وہ بولے ہم ایک گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ۝

۳۳- لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ ۝
۳۳- کہ ان پر مٹی کے پتھر برسائیں ۝

۳۴- مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝
۳۴- جن پر تیرے رب کے ہاں حد سے باہر نکلنے والوں کیلئے نشان پڑے ہیں ۝

۳۵- فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝
۳۵- پھر وہ اس بستی میں جتنے ایماندار تھے انکو ہم نے وہاں سے نکال دیا ۝

۳۶- فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ۝
۳۶- اور ہم نے وہاں سوائے ایک گھر کے (کہ حضرت لوطؑ کا تھا) مسلمانوں کا اور کوئی گھر

۳۷- وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝
۳۷- اور ہم نے وہاں ان کے لئے جو دکھ دینے والے عذاب سے ڈرتے ہیں ایک نشان چھوڑ رکھا ۝

۳۸- وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝
۳۸- اور موسیٰ کے حال میں نشانیاں ہیں جب ہم نے اسے کھلی سند دے کر فرعون کی طرف بھیجا ۝

۳۹- فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝
۳۹- پھر اس نے اپنے زور کے بل بوتے پر منہ موڑا اور کہا یہ جادوگر یا دیوانہ ہے ۝

۴۰- فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ
۴۰- پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکریوں کو پکڑا۔ اور انہیں دریا

سدومیوں کی بداخلاقی

جب کوئی قوم خواہشاتِ نفس سے مغلوب ہو جائے۔ لوگوں کو روحانیت سے اور دینی تربیت کے ساتھ لگاؤ باقی نہ رہے۔ زندگی کا مقصد ارذل ترین شہوات و جذبات کی تکمیل کا سامان قرار پائے۔ اور روح کی مقتضیات سے یکسر آنکھیں بند کر لی جائیں۔ اس وقت دلوں سے پاکبازی اور پرہیزگاری کے خیالات دور ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا ڈر نکل جاتا ہے۔ اور شیطان غالب ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ حیوانیت چھا جاتی ہے۔ شہوت مسلط ہو جاتی ہے اور ایسے ایسے ناپاک اعمال کی جستجو رہتی ہے کہ عقل سے شرافت منہ چھپالے۔ سدومیوں کی بالکل یہی کیفیت تھی۔ جب حضرت لوطؑ ان کے پاس تشریف لائے۔ تو ان لوگوں کی اخلاقی اور دینی حالت بالکل پست ہو چکی تھی۔ دن رات انکا مشغلہ یہی تھا۔ کہ غیر فطری طور پر جذباتِ جنسی کی تسکین کے لئے مارے مارے پھرا کریں۔ چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک اور جاہلوں سے پڑھے لکھوں تک سب اسی دھن میں تھے۔ ہر مجلس اور ہر جگہ انہیں باتوں کا چرچا تھا۔ انہیں خیالات کی اشاعت تھی۔ اور اس ڈھنگ سے یہ برائی ان کی رگ رگ میں سرایت کر گئی تھی۔ کہ جب حضرت لوطؑ نے ان کو ٹوکا اور متنبہ کیا۔ تو ان کو اس پاکبازی پر تعجب ہوا اور صاف کہنے لگے۔ کہ تمہیں اس قدر پرہیزگاری کا خیال ہے۔ تو اس ملک کو چھوڑ دو۔ ہم تو باز نہیں آئیں گے۔ بدبختی کی انتہا دیکھئے۔ کہ جب فرشتے ان کے پاس آئے تاکہ ان کی بستیوں کو الٹ دیں۔ تو انہوں نے ان کو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں دیکھ کر اپنی ناپاک خواہشات کی تکمیل کیلئے منتخب کرنا چاہا۔ یہ فرشتے پہلے حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے۔ تاکہ ان کو حضرت اسحاق کی ولادت کی خوشخبری سنائیں۔ چنانچہ جب وہ یہ خوشخبری سنا چکے تو حضرت ابراہیم نے پوچھا۔ کہاں کے ارادے ہیں۔ تو انہوں نے بتلایا۔ کہ سدومیوں کی ناپاک اور مجرم قوم کے ہاں جا رہے ہیں۔ تاکہ ان پر عذاب کے پتھر برسائیں۔ اور موت کے گھاٹ اتار دیں۔ کیونکہ انہوں نے زندگی کا نہایت ناجائز استعمال کیا ہے۔ اور خطرہ ہے۔ کہ ان کی وبا کہیں آئندہ نسلوں تک متجاوز نہ ہو جائے ● (باقی صفحہ ۱۲۵۰ پر)

حلِ لغات

خطبکم۔ حالت۔ کیفیت۔ کار۔ حال ●
مسومۃ۔ نشاندار۔ یعنی متعین ●
برکنہ۔ اپنے ارکانِ حکومت کے ساتھ ●

۴۹- وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

۴۹- اور ہم نے ہر شے کے جوڑے بنائے شاید کہ تم دھیان کرو ۝

۵۰- فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝

۵۰- پس تم اللہ کی طرف بھاگو میں تمہیں اُس کی طرف سے صریح ڈرانے والا ہوں ۝

۵۱- وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝

۵۱- اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہراؤ۔ بیشک میں تمہیں اُس کی طرف سے کھول کر ڈرانے والا ہوں ۝

۵۲- كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝

۵۲- اسی طرح اُن سے پہلوں کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا۔ اُسی کی نسبت انہوں نے یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ۝

۵۳- أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝

۵۳- کیا یہ لوگ ایک دوسرے کو یہی وصیت کرتے چلے آئے ہیں کوئی نہیں بلکہ یہ لوگ ہی شریر ہیں ۝

۵۴- فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ بِمَلُومٍ ۝

۵۴- سو تو اُن سے منہ موڑ لے اب تجھ پر ملامت نہیں ہے ۝

۵۵- وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝

۵۵- اور نصیحت کر بارہ نصیحت کرنا مومنین کو مفید ہے ۝

۵۶- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝

۵۶- اور میں نے جنوں اور آدمیوں کو صرف اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں ۝

۵۷- مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ۝

۵۷- میں اُن سے کچھ رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں ۝

مظاہر قدرت سے استدلال

ف فرمایا آسمانوں کی وسعتوں کو دیکھو۔ نجوم و کواکب کے وزن اور ان کی مسلسل گردش پر غور کرو۔ پھر یہ دیکھو کہ زمین کو ہم نے کس طرح تمہارے پاؤں تلے بچھا رکھا ہے۔ اور ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہ سب چیزیں کسی توحید اور قدرت کاملہ پر صریح دلائل ہیں۔ اس لئے اگر تمہارا مطالعہ صحیح اور کامل ہے۔ تو پھر تمہارا فرض یہ ہے۔ کہ خلوص اور عقیدت کے ساتھ خدا کے حضور میں آؤ۔ اور وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں ان کو کہو کہ خدا کی ذات ہر نوع کے ساجھے سے پاک اور بالا ہے۔

پرانا الزام

ف حضور جب اللہ کا پیغام سننے والوں تک پہنچاتے۔ تو یہ لوگ ازراہ کبر و غرور کہتے۔ کہ ہم تمہیں بعض ساحر اور کاہن سمجھتے ہیں یا پاگل خیال کرتے ہیں۔ تمہارے دماغ میں خلل ہے۔ اس سے زیادہ وقعت ہمارے دل میں تمہاری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ آپ ان توہین کے کلمات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیجئے۔ کیونکہ پہلے سے جب انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ہیں۔ اُن کے مخالفین نے ان کو انہیں الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ یہ بہت پرانا الزام ہے۔ آپ بہرحال سمجھاتے رہیئے۔ مومنین کی ایک جماعت عقیدتمندوں کا ایک جم غفیر یہ خود بتلائے گا۔ کہ ساحر اور مجنون کون ہے۔ اور وہ کون ہے۔ جس کے ساتھ یہ تمام قلبی تعلق رکھتے ہیں۔

تخلیق انسانی کی غرض و غایت

ف یہ مسئلہ ابتدا سے بہت اہم رہا ہے۔ کہ انسانی تخلیق سے مقصد کیا ہے؟ فلسفہ سے لیکر مذاہب تک نے اس پر یکساں طبع آزمائی کی ہے۔ اور با وجود اعتراف کیا ہے۔ کہ وہ اس کا کوئی تسلی بخش حل دریافت نہیں کر سکے اور یہ جواب نہیں دے سکے۔ کہ انسان کے پیدا ہونے کا آخر مقصد کیا ہے؟ قرآن حکیم اپنی زبان میں کہتا ہے۔ کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان کو خلعت وجود سے اس لئے نوازا گیا ہے تاکہ وہ اللہ کی عبادت کرے۔ عبادت کا اتنا وسیع مفہوم ہے۔ جو اپنے اندر اتنی وسعت رکھتا ہے کہ پوری زندگی کا نصب العین قرار دیا جاسکے۔ یہ چیز قابل غور ہے۔

حل لغات:- فتولّ۔ پیٹھ پھیر لو۔ المتین۔ بڑا مضبوط۔ قوت کے صاحب قوت ہو۔

۵۸- اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○

۵۸- اللہ جو ہے بیشک وہی روزی دینے والا ہے۔ قوت زبردست ○

۵۹- فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ○

۵۹- سو ان ظالموں نے بھی ڈول بھرا ہے۔ جیسے انکے ہم مشربوں کے لئے ایک ڈول بھرا تھا پس مجھ سے جلدی نہ کریں ○

۶۰- فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○

۶۰- سو کافروں کیلئے انکے اس دن سے جس کا انہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ خرابی ہے ○

(۵۲) سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ (۷۶) آیاتها ۴۹ رکوعاتها ۲

(۵۲) سورۂ طور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- وَالطُّوْرِ ○

۱- قسم کوہ طور کی ○

۲- وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ○

۲- اور لکھی ہوئی کتاب کی ○

۳- فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ○

۳- کشادہ ورق ہیں ○

۴- وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ○

۴- اور آباد گھر کی ○

۵- وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ○

۵- اور اونچی چھت کی ○

(پچھلے صفحہ سے آگے) جو انگ قرآنی محاورات کا قیس ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے عبادت کے لفظ کو صرف نماز اور روزے بعض ارکان کی حرکات کیلئے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ عبادت کا لفظ میرے نزدیک اس سے کہیں زیادہ وسعت رکھتا ہے۔ چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ جو اس معاملہ زندگی میں [illegible] ہیں۔ کہ زمین کی وراثت ہمارے نیک بندوں کے نصیب ہے گی۔ وہاں فرمایا ہے اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ۔ [illegible] اس میں [illegible] کے لئے خوشخبری کا اعلان ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کی علامت صرف وہاں تک محدود نہیں ہے۔ [illegible] اور سکے توسل سے [illegible] کے خزائن اقتدار بھی حاصل ہوتے ہیں۔ کہ لفظ کے نہایت [illegible] نہیں ہیں۔ [illegible] سے وابستہ ہوں۔ بلکہ وہ ہیں۔ جیسے زیر پا تخت سلطنت میں محل۔ اور جہاں [illegible] سے دور ہے۔ وہاں طاغوتی قوتیں [illegible] سامنے دبی [illegible] رہیں۔ اصلاحی نقطہ نگاہ سے عبادت تعبیر [illegible] الاخلاق کی تعبیر ہے اور ظاہر و باطن کی یکجائی [illegible] کیونکہ وہ یہ ہے کہ تعلق خالق مطلق سے ہے۔ اور وہ مخلوق [illegible] وہ ہے۔ جو ایک طرف تو اللہ کی مخلوق کے حق میں نہایت

شفیق، مہربان اور ہمدرد ہو۔ اور دوسری طرف اللہ کے مقابلہ میں نہایت عاجز اور منکسر۔ اور پھر سب انواع میں یہ چیزیں اس کے پیش نظر ہوں۔ کہ اس کو تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اور یہی عبادت کی غرض و غایت ہے۔ اور جب وہ اس پیکر حسن و جمال اور کثرت قدرت و کمال کو اپنا مقصود ٹھہرائے گا۔ اور کوشش کریگا کہ اپنے میں اسکی تنویرات اور تجلیات کو بقدر ظرف منعکس کرے۔ اور پھر وہ واقعی اس مقصد کو پورا کر لیگا۔ جس کی وجہ سے اسکو پیدا کیا گیا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

سُوْرَةُ الطُّوْرِ

ف۱ دعویٰ یہ ہے۔ کہ اللہ کے عذاب کو کوئی شخصیت ٹال نہیں سکے گی۔ وہ آئیگا اور ضرور آئیگا۔ ثبوت یہ ہے کہ طور کو دیکھو۔ اور حضرت موسیٰ کی تعلیمات کو دیکھو۔ پھر کتاب مسطور پر نظر دوڑاؤ۔ جو کھلے ورقوں میں منتشر ہے جس سے غالباً لوح محفوظ مراد ہے۔ یا وہ صحیفہ ہو واضح صفت ہے کتاب کی۔ بیت اللہ کی آبادی اور معموری پر نظر و فکر سے کام لو۔ کیونکہ اس نے مخالفین کے سخت [illegible] اسکو برکت عطا کی ہے۔ اور آسمانوں کی طرف نظر کرو جو چھت کی طرح ہے۔

حل لغات :- رَقٍّ۔ پوست آہو۔ روشن۔
مَنْشُوْرٍ۔ کھلی ہو۔ وضع و اعلان کی طرف اشارہ ہے۔

۶- وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۙ

۶- اور اُبلتے دریا کی ○

۷- إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ

۷- کہ بے شک تیرے رب کا عذاب آنیوالا ہے ○

۸- مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۙ

۸- اس کا ہٹانے والا کوئی نہیں ○

۹- يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ۙ

۹- جس دن آسمان کپکپا کر لرزے گا ○

۱۰- وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۙ

۱۰- اور پہاڑ چلتے پھریں گے ○

۱۱- فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۙ

۱۱- سو اُس دن جھٹلانے والوں کیلئے خرابی ہے ○

۱۲- الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ○

۱۲- جو باتیں بناتے ہوئے کھیلتے ہیں ○

۱۳- يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۙ

۱۳- جسدن دوزخ کی آگ کی طرف دھکے دیکر دھکیلے جائینگے ○

۱۴- هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ○

۱۴- یہی وہ آگ ہے، جسے تم جھٹلاتے تھے ○

۱۵- أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ○

۱۵- کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں ○

۱۶- اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا ۚ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

۱۶- اس میں گھسو، صبر کرو یا نہ صبر کرو، تم کو برابر ہے، تمہیں وہی بدلہ ملے گا، جو تم کرتے تھے ○

اور سمندروں کو بنظر غائر دیکھو۔ جو پانی کے ذخائر و خزائن سے پُر ہیں۔ کیا ان باتوں میں آپ کے لئے عبرت و تذکیر کا سامان نہیں ہے۔ کیا موسیٰ کی تعلیمات اس عذاب پر گواہ نہیں۔ کیا قرآن میں اس کی تصریح نہیں ہے۔ کیا ابرہہ کو ہلاک نہیں کیا گیا جس نے بیت اللہ کے انہدام کا اقدام کیا تھا۔ کیا متلاطم سمندر اور فلک جبار شیوہ قوم نوح کی طرح ہلاکت و فنا کیلئے کافی نہیں ہے۔ فرمایا جس دن یہ عذاب آئیگا۔ اس دن آسمان تھرتھرانے لگے گا۔ اور پہاڑ بھی جگہ سے ہٹ جائینگے۔ اس دن ان لوگوں کیلئے بڑی تکلیف کا سامنا ہوگا۔ جو منکر ہیں۔

اہل دوزخ

فی خوض۔ کا لفظ قرآن حکیم میں عموماً بُرے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مقصود کفر و الحاد میں شغف و انہماک ہے۔ بُرائی اور معصیت سے لگاؤ ہے۔ اور فسق و فجور سے محبت ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کے دن بہت بُرے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ دنیا میں تو غفلت کے پردے ان کی آنکھوں پر پڑے تھے۔ اور یہ لوگ سوچنے اور غور و فکر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے تھے۔ اور سوچتے ہی تھے۔ تو پھر کس طرح اس آفتاب ہدایت کی روشنی سے لوگوں کو محروم رکھا جا سکتا ہے۔ جب عذاب دوزخ میں آنکھیں کھلیں گی۔ بصیرت کی بھی اور بصارت کی بھی۔ یہاں یہ دیکھیں گے کہ فرشتے پکڑ پکڑ کر انکو دوزخ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں۔ دیکھ لیجئے یہی وہ دوزخ ہے۔ جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔ اور جسکے متعلق تمہارا یہ خیال تھا۔ کہ یہ محض ڈھکوسلا ہے۔ کہاں کی آگ اور کہاں کا عذاب۔ خوب اچھی طرح دیکھ لو کہیں جادو کی کرشمہ سازی تو نہیں۔ کوئی شعبدہ بازی تو نہیں ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے۔ کہ خلاف توقع تمہیں جہنم میں پھینک دیا گیا ہے۔ تو چاہے اسکو برداشت کرو۔ یا نہ کرو۔ چاروناچار رہنا پڑیگا۔ کیونکہ تمہارے اعمال اسی جگہ کے مقتضی ہیں۔ یہ اللہ کا مقام غضب ہے۔ یہاں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے دنیا میں اسکے احکام سے روگردانی کی ہے۔ اور دنیوی ترین آسائشوں کی خاطر ہمیشہ کے عیش و جہنم دوزخ کی بایسگی کو چھوڑا اور ترک کیا ہے۔ جنہوں نے وہاں کبر و غرور کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور صداقت کو محض اس لئے تسلیم نہیں کیا کہ اسکو پیش کرنیوالا ایک انہیں میں کا انسان ہے۔ محض اسلئے ایمان کی دولت سے محروم ہے۔ کہ اسکو ماننے والا ظاہری اعزازات کا حامل نہیں ہے اور اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے دوسرے آستانوں پر پہنچ سر کو جھکایا ہے۔ خود اپنی توہین کے مرتکب ہوئے اور باری تعالیٰ کی جناب میں بھی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔

حل لغات: یُدَعُّونَ۔ کشاں کشاں لائے جائیں گے۔

۱۷- إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ۝

۱۷- بیشک متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے ۝

۱۸- فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝

۱۸- میوے کھانے والے جو انہیں اُنکے رب نے دیئے اور اُن کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ۝

۱۹- كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

۱۹- جو عمل تم کرتے تھے اسکے بدلے میں خوشگوار کھاؤ پیو ۝

۲۰- مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝

۲۰- تختوں پر جو برابر بچھے ہوئے تکیے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور سفید گورے گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں اُنسے بیاہ دیں گے ۝

۲۱- وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ۝

۲۱- اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ایمان میں اُن کے پیچھے چلی اُن کی اولاد کو ہم اُن سے ملا دیں گے۔ اور اُن کے عمل میں سے ہم انہیں کوئی شئے کم نہیں دیں گے ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہوا ہے ۝

۲۲- وَأَمْدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝

۲۲- اور جس قسم کا میوہ اور گوشت وہ چاہیں گے۔ ہم اُن کے لئے پیل پیل لگا دیں گے ۝

بہشت والے

ف ان آیتوں میں پاکبازوں اور متقیوں کے مقام کی تشریح فرمائی ہے۔ کہ ان لوگوں نے دُنیا میں اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے اپنی آسائشوں اور آسودگیوں کو چھوڑا تھا۔ یہاں انکو ان مسرتوں سے تمام و کمال بہرہ مند کیا جائیگا۔ یہاں یہ اللہ کی رضا کو محسوس کریں گے۔ اور بس پرجوش ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا۔ کہ جس چیز سے چاہو اپنے کام و دہن کی تواضع کرو۔ اطمینان و وقار کے ساتھ مزین و آراستہ تختوں پر بیٹھو۔ جو بچھا ہوا ہوگا۔ تسکین روح کے لئے بڑی بڑی آنکھوں والی گوری چٹی عورتوں کو ان کی رفاقت میں دے دیا جائے گا۔ پھر ان لوگوں کی اولاد اگر مرتبہ و مقام میں اُن سے فروتر ہوگی۔ تو ان کو خوش کرنے کے لئے اس کو بھی ان کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ اور خود اُن کے اعمال میں سے کوئی چیز کم نہ ہوگی۔ ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے آسائش یا عذاب حاصل کرے گا۔ ان پاکباز نفوس کو عمدہ عمدہ میوے کھانے کے لئے ملیں گے۔ گوشت ان کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

حل لغت

هَنِيئًا۔ خوشگواری کے ساتھ۔
مَا أَلَتْنَاهُمْ۔ کم نہیں کریں گے۔

۲۳- يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ○

۲۳- وہاں وہ ایک دوسرے سے پیالے جھپٹ لیتے ہیں۔ نہ اس کے سرور میں بیہودہ گوئی ہے اور نہ گناہ ○

۲۴- وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ○

۲۴- اور اُن کے آس پاس ان کے جوان لڑکے پھرتے ہیں گویا وہ غلاف میں دھرے ہوئے موتی ہیں ○

۲۵- وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○

۲۵- اور بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے ○

۲۶- قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ○

۲۶- کہیں گے کہ ہم اپنے گھر میں ڈرتے ڈرتے رہتے تھے ○

۲۷- فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ○

۲۷- سو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیا۔

۲۸- إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ○

۲۸- ہم تو پہلے ہی اُسے پکارتے تھے۔ بیشک وہی احسان کرنے والا مہربان ہے ○

۲۹- فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ○

۲۹- سو اب تو نصیحت کر کہ تو اپنے رب کے فضل سے نہ تو جنوں سے خبر لینے والا ہے اور نہ دیوانہ ○

۳۰- أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ○

۳۰- کیا وہ کہتے ہیں کہ شاعر ہے ہم اس کی نسبت گردش زمانہ کے منتظر ہیں ○

اور شراب کے قدحوں پر چھینا جھپٹی کریں گے۔ مگر بے ہودگی کے ساتھ نہیں۔ نہ گناہوں میں شغف کی وجہ سے بلکہ [illegible] کے لئے۔ چھوٹے چھوٹے بچے جو پاکیزگی اور خوبصورتی میں موتیوں کی طرح ہوں گے ان کے کام کاج کیلئے مقرر ہوں گے۔ جنکی خدمات سے انکا دل مسرور ہوگا۔ گویا وہ ہر چیز انکو مہیا ہوگی جس کی نفس انسانی آرزو کر سکتا ہے۔ بلکہ اس سے کہیں زیادہ ہر طرح اطاعت اور اللہ کی فرمانبرداری ۔

اعمال کی اصلی حیثیت

ف اہل جنت جب اللہ تعالیٰ کی نعمت ہائے گوناگوں کو دیکھیں گے اور محسوس کریں گے۔ کہ یہاں کامل مسرت اور مسرت کا سامان موجود ہے۔ تو از راہ شکر گزاری آپس میں اللہ کے اس احسان عظیم کا تذکرہ کریں گے۔ کہ دنیا میں ہم عاقبت سے بہت ڈرتے تھے۔ اور خشیت اور خوف کے جذبات ہم پر طاری رہتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ کہ اس نے عذاب نار سے بچا لیا۔ گویا یہ پاکباز نفوس اس وقت بھی کہ وہ غیر معمولی آسودگی سے اپنے دامن کو لبریز کریں گے اس وقت بھی یہی کہیں گے۔ کہ اس مقام بلند تک رسائی جو ہوئی ہے۔ تو محض اس کے کرم اور مہربانی کی وجہ سے ورنہ ہمارے اعمال اس لائق کہاں تھے۔ کہ اس درجہ انعام و اکرام کے مستحق ہوتے۔ ہم اللہ کو دنیا میں مخاطب کرتے تھے۔ دعاؤں میں پکارتے بھی ضرور تھے۔ مگر یہ محض اسکی شفقت اور رحمت ہے۔ کہ اس نے ہم گنہگاروں کو جنت کی نعمتوں سے نوازا اور ہماری سُن لی۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے اعمال انسان کو اس قابل بنا دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انکو اپنی آغوش رحمت میں لے لے اعمال براہ راست نجات کا استحقاق نہیں پیدا کرتے۔ کیونکہ خدمت کی طرف انسان پر احسانات کا بار اتنا بڑا ہے۔ کہ اگر ہر لحظہ شکر سے وہ سپاس و شکر کے دریا بہائے۔ جب بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اس کے اعمال عند اللہ محسوب ہوں۔ کیونکہ بڑے سے بڑا عمل بھی اس کے نزدیک حقیر ہے۔ اور کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ ع

از دست و زبان کہ برآید　　کز عہدہ شکرش بدر آید

حل لغات:- لا لغو فیھا ولا تاثیم۔ (ج ۵ صفحہ ۱۹۵۶ء)

غرض یہ ہے۔ کہ اہل جنت کا اخلاق و وجدان اس درجہ وہاں اصلاح پذیر ہو جائے گا۔ کہ بیہودگی [illegible] میں [illegible]

٣١- قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ۝

٣١- تو کہہ منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ۝

٣٢- اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝

٣٢- کیا انکی عقلیں انہیں ایسا حکم دیتی ہیں یا وہ لوگ سرکش ہیں ؟ ۝

٣٣- اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝

٣٣- کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن بنالیا ہے کوئی نہیں بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے ۝

٣٤- فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ۝

٣٤- سو اگر وہ سچے ہیں تو اسی طرح کی کوئی بات بھی وہ لے آئیں ۝

٣٥- اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝

٣٥- کیا وہ بغیر کسی بنانے والے کے بن گئے ہیں یا وہ خود ہی بنانے والے ہیں ؟ ۝

٣٦- اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ۝

٣٦- یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے ! کوئی نہیں بلکہ وہ یقین نہیں کرتے ۝

٣٧- اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْنَ ۝

٣٧- یا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ داروغہ ہیں ۝

٣٨- اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ یَّسْتَمِعُوْنَ فِیْهِ ۚ فَلْیَاْتِ

٣٨- یا اُن کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر وہ سن آتے ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ١٢٥٥- ف فرمایا۔ کہ آپ ان لوگوں کے الزامات کی پرواہ نہ کیجئے۔ اور برابر ان کو اللہ کا پیغام سناتے رہیئے۔ نہ آپ کاہن ہیں۔ نہ مجنون۔ آپ کی دماغی قابلیتوں کا اندازہ یہ لوگ نہیں کر سکتے۔ نہ یہ کہ آپ شاعر ہیں۔ اگر یہ لوگ زمانہ کے حوادث کے منتظر ہیں۔ تو بات درست ہے۔ ان سے کہیئے۔ کہ میں بھی منتظر ہوں۔ (دمانہ صفحوں) اور ان سے پوچھئے۔ کہ یہ متضاد باتیں آپ کی طرف کیوں منسوب کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ کہانت جانتا ہے۔ جس کے لئے ذہانت کی ضرورت ہے۔ اور کبھی خلل دماغ کا طعنہ دیتے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں متناقض ہیں۔ کیا ان کی عقلوں کا یہ فتویٰ ہے۔ یا محض شرارت، ان لوگوں سے کہیئے۔ کہ اگر ان کو قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شبہ ہے۔ تو ایسا کلام بنا کر پیش کریں۔ اور عملاً ثابت کریں۔ کہ انسان ایسے بلند پایہ پیغام کو وضع کر سکتا ہے۔ مگر یہ تاریخ اسلام کا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ کہ گو قرآن نے بار بار ان کی دینی غیرت اور حمیت کو ابھارا اور کہا۔ کہ وہ آئیں اور قرآن کا مقابلہ کریں۔ لیکن ان کو قطعاً اس کی جرأت نہیں ہوسکی۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ کہ باوجود فصاحت و بلاغت کے چرچوں کے ان لوگوں نے ایک دفعہ بھی سنجیدگی کے ساتھ اس بات کی کوشش نہیں کی۔ قرآن جیسی کوئی چیز لکھیں۔ کیونکہ یہ لوگ جانتے تھے۔ کہ اس کا انداز بیان بالکل نادر ہے۔ اور انسانی طاقت اور وسعت سے اس کا جواب ناممکن ہے ۔

ف غرض یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے مرتبہ و مقام کو پہچانیں۔ اور اللہ کے سامنے جھکیں۔ کیونکہ یہ خود بخود موجود نہیں ہوں گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خلعت وجود بخشا ہے ۔

حلِ لغات

اَحْلَامُهُمْ۔ حِلْمٌ کی جمع ہے۔ یعنے عقل ۔

تَقَوَّلَهٗ۔ تقول کے معنے وضع کرنے کے ہیں ۔

سُلَّمٌ۔ سیڑھی ۔

مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

پس اُنکے سننے والا کوئی صریح دلیل لائے ۝

۳۹ - اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝

۳۹ - کیا خدا کے لئے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے ۝

۴۰ - اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝

۴۰ - کیا تو اُن سے کچھ مزدوری مانگتا ہے ۔ کہ ان پر چٹی کا بوجھ ہے ۝

۴۱ - اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝

۴۱ - کیا اُن کو بھید کی خبر ہے ۔ سو وہ لکھ رکھتے ہیں ۝

۴۲ - اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ۝

۴۲ - یا وہ کچھ مکر کیا چاہتے ہیں ؟ سو وہ جو کافر ہیں وہی مکر میں پھنستے ہیں ۝

۴۳ - اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

۴۳ - یا اُن کا خدا کے سوا کوئی معبود ہے ؟ وہ اللہ اُن کے شریک بنانے سے پاک ہے ۝

۴۴ - وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝

۴۴ - اور اگر وہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھیں تو کہیں کہ تہ بر تہ جما ہوا بادل ہے ۝

۴۵ - فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ

۴۵ - سو تو انہیں چھوڑ یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملاقات

کیا خدا کے اولاد ہے ؟

ف۱ مشرکوں کے اس عقیدہ کی تردید ہے ۔ کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں ۔ فرمایا ۔ اس حقیقت پر غور تو کرو ۔ کہ اس کی ذات والا صفات توالد و تناسل سے بالکل منزہ ہے ۔ پھر اگر اس کے اولاد فرض بھی کرلی جائے ۔ اور اس کفر کو تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جائے ۔ تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تم اپنے لئے تو لڑکے پسند کرو ۔ اور اللہ کے لئے اولاد اناث ۔ اگر تمہارے لئے یہ بات لائق فخر نہیں ۔ کہ تم بچی کے باپ کہلاؤ ۔ تو پھر جب تمہارے عقیدہ کے اس بیہودہ کو کیسے کہو ۔ کہ باعث عزت اور وقار ہو سکتی ہے ۔ غرض یہ ہے ۔ کہ تمہارے اس عقیدہ میں اور دوسرے مزعومات میں صراحتاً تناقض ہے ۔

پیغمبر تنخواہ دار نہیں ہوتا

ف۲ جب یہ بدبختان ازلی رشد و ہدایت کے فیوض سے محروم رہتے ۔ تو حضور کو بتقاضائے شفقت بشریہ انتہائی دکھ ہوتا ۔ اور آپ کے قلب پاک پر یہ افسوس و آزردگی بہت گراں ہوتا ۔ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ کہ آپ کا کام محض میرے پیغام کو ان تک پہنچا دینا ہے ۔ اگر یہ نہیں تسلیم کرتے تو نہ کریں ۔ آپ ان سے کچھ معاوضہ تو وصول کرتے ہی نہیں ۔ جو اس کی وجہ سے ملول ہوں ۔ مان جائیں ۔ تو ان ہی کا بھلا ہے ۔ نہیں مانتے ہیں ۔ تو اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں ۔ آپ بالکل بے وجہ فکر نہ کریں ۔ اور طمانیت قلب کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو ادا کرتے رہیں ۔

ف۳ انکار کی ایک وجہ یہ ہو سکتی تھی ۔ کہ علوم نبوت کے علاوہ کچھ اور کے پاس بھی اسرار اور رموز ہوں ۔ اور یہ ان پر قانع ہوں ۔ مگر یہ بات بھی تو نہیں میسر تھی ۔ حضور پر نبوت کی بعثت تمام ہو چکی تھی ۔ اور غیب کی سب راہیں مسدود ۔ یہ ناممکن تھا ۔ کہ اس مہبط وحی و الہام کے علاوہ کہیں اور بھی فیوض کا دریا جاری ہو ۔ اور نبوت و رسالت کو چھوڑ کر کہیں اور سے بھی ہدایت کے کچھ دوسرے وسائل بھی ہوں ۔ اس لئے بہتر یہی تھا ۔ کہ یہ لوگ اپنے معتقدات وہم و خیال کو چھوڑ کر حضور کی اطاعت کرتے اور عقل سلیم لے کر اسلام کی صداقتوں کو مان لیتے ۔

ف۴ فرمایا ۔ یہ لوگ مسلمانوں اور حضور کے خلاف سازشیں کر رہے تھے ۔ مگر ان کو معلوم نہیں ۔ کہ ان کی تدبیریں اُلٹی اُنہی کے گلے آئیں گی ۔ [illegible]

حل لغات ۔ مغرم ۔ تاوان ۔ کسفا ۔ کسی چیز کا ٹکڑا ۔ واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے ۔

يُصْعَقُوْنَ ۝ | کریں جس میں وہ بے ہوش کئے جائیں گے ۝

۴۶ - يَوْمَ لَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ | ۴۶- جس دن اُن کا فریب اُن کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اور نہ اُنہیں مدد پہنچے گی ۝

۴۷ - وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ | ۴۷- اور بے شک اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا۔ اس سے پہلے ایک اور عذاب ہے لیکن ان میں بہت لوگ نہیں جانتے ۝

۴۸ - وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ | ۴۸- اور تو اپنے رب کے حکم کا منتظر رہ کہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور جب تو اُٹھے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کر ۝

۴۹ - وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ | ۴۹- اور کچھ رات گئے بھی تسبیح کر اور جب تارے پیٹھ پھیریں (اُس وقت بھی) ۝

آیاتہا (۶۲) (۵۳) سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ (۲۳) رکوعاتہا (۳) | (۵۳) سورۂ نجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ | شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ | ۱- تارے کی قسم جب گرے ۝

۲- مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ | ۲- تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بے راہ چلا ہے ۝

حاشیہ صفحہ ۱۲۵۷-

ف فرمایا۔ کہ کیا اللہ کے سوا ان کے پاس دوسرا خدا بھی ہے؟ یعنی کیا یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ اس کائنات میں کوئی دوسری شخصیت بھی کارفرما ہے۔ جس کے ہاتھ میں دُنیا کا انتظام و انصرام ہے۔ اگر نہیں، تو پھر کیوں اُسی کے آستانۂ جلال پر نہیں جھکتے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف یعنی ان لوگوں کی دیدہ دلیری کا یہ عالم ہے۔ کہ اگر عذاب الٰہی کو برملا دیکھ لیں۔ جب بھی نہ مانیں فرمایا۔ آپ ان لوگوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیجئے۔ ایک دن آنے والا ہے۔ جب ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔ اور معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ عذاب آگیا ہے۔ اور ہماری تمام تدبیریں ناکام ہیں۔ اور اب یہ بھی ممکن نہیں۔ کہ کوئی دیوتا ہماری اس آڑے وقت میں مدد کر سکے۔

ف غزوۂ بدر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اس میں صنادید قریش کو چن چن کر مار ڈالا گیا اور ان کے سارے ناز اور غرور کو خاک میں ملا دیا گیا۔

سورۂ نجم

جبریل کو دیکھا

ف یعنی جس طرح ستارے غروب کے وقت بہت کا پیچ پیچ دیتے ہیں۔ اور گم گشتگانِ راہ انکو دیکھ کر اپنا راستہ پا لیتے ہیں۔

حلِ لغات:- يُصْعَقُوْنَ۔ اُن کے ہوش اُڑ جائیں گے صَعْق سے ہے۔ جس کے معنے بیہوش ہو جانے کے ہیں۔ بِاَعْيُنِنَا۔ یعنی آپ ہماری حفاظت میں ہے۔ وباقی حاشیہ صفحہ ۱۲۵۹ پر)

۳- وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝
۳- اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا ۝

۴- إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۝
۴- یہ تو وحی ہے جو اس پر نازل ہوتی ہے ۝

۵- عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى ۝
۵- سخت قوتوں والے نے اسے سکھایا ہے ۝

۶- ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝
۶- جو زبردست ہے۔ پھر سیدھا بیٹھا ۝

۷- وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ۝
۷- اور وہ آسمان کے اونچے کنارہ پر تھا ۝

۸- ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝
۸- پھر وہ نزدیک ہوا۔ پس اتر آیا ۝

۹- فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ۝
۹- پھر رہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک ۝

۱۰- فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى ۝
۱۰- پھر اس نے اپنے بندہ کی طرف جو وحی نازل کرنی تھی کی ۝

۱۱- مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى ۝
۱۱- جو دیکھا اس میں اُس کے دل نے جھوٹ نہیں کہا ۝

۱۲- أَفَتُمَارُونَهُ عَلٰى مَا يَرٰى ۝
۱۲- اب کیا تم اس سے اس چیز میں جھگڑتے ہو جو اس نے دیکھی! ۝

۱۳- وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى ۝
۱۳- حالانکہ اس نے اسے اُترتے ہوئے ایک دفعہ اور بھی دیکھا ہے ۝

۱۴- عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝
۱۴- پہلی حد کی بیری کے پاس ۝

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ہدایت کے کوکب تاباں ہیں جو اور جو کچھ کہتے ہیں۔ اس میں گمراہی اور فکر و استدلال کی لغزش کو قطعاً دخل نہیں۔ ان کی سب باتیں وحی و الہام کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ یہ اپنی طرف سے اپنی خواہش کے مطابق نہیں کہتے۔ ان کے خیالات اور ان کی خواہشات نفس کے تابع نہیں بلکہ منشاء الٰہی کے۔ ان کے معلم جبریل ذی قوت ہیں۔ جن کی القاء کی استعداد بہت زبردست ہے۔ آپ نے ان کو اپنی پوری شکل میں دیکھا ہے۔ جب کہ یہ آسمان کے بلند ترین کنارے پر متمکن تھے۔ پھر جب قریب ہوئے۔ کچھ جھکے! اور قریب۔ اور دو کمانوں کے برابر یا کم فاصلہ دونوں میں رہ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وساطت سے اپنے بندے کو مخاطب کیا۔ اور رشد و ہدایت کے منصب پر فائز کیا۔ ان لمحوں میں دل نے جو کچھ دیکھا۔ اس میں جھوٹ اور فریب نظر نہیں تھا۔ یہ ایک حقیقت تھی۔ اور واقعہ تھا۔ تم کو اگر شبہ ہے۔ تو سنو کہ انہوں نے جبریل کو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک جس کے قریب ہی جنت ہے۔ جبکہ اس پر انوار و تجلیات چھا رہی تھیں۔ اس وقت بھی نگاہوں نے امر واقعہ کا جائزہ لینے میں کوتاہی نہیں کی۔ اللہ کی بڑی بڑی نشانیوں کو آپ نے دیکھا اور اس کی بے انتہا قدرتوں کا اندازہ کیا۔

صاحبکم کا لفظ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ جس پیغمبر نے تمہارے سامنے چالیس برس کی ایک عمر بسر کی ہے۔ اور کبھی اس کا دامن جھوٹ سے آلودہ نہیں ہوا۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ ایک دم وہ اس درجہ افترا پرداز ہو گیا ہے۔ کہ جو نئے واقعات کو اللہ کی جانب منسوب کرنے لگے۔

(باقی صفحہ ۱۲۶۰ پر)

حل لغات

اَلْهَوٰى۔ خواہش نفس۔

شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ نہایت طاقت ور۔ جبریل کا لقب ہے۔

مِرَّةٍ۔ یعنی فطری طاقت ور ہے۔ قَابَ۔ اندازہ۔

قَوْسَيْنِ۔ کمانیں۔ عربوں میں قاعدہ تھا۔ کہ جب دو قبیلے آپس میں معاہدہ کرتے۔ تو وہ اپنی کمانوں کو ایک دوسرے کی طرف بڑھاتے اور قریب کرتے۔ تا آنکہ بازوؤں سے باہم مل جائیں۔ اور وہ اس کو کمال اتحاد کے تعلقات سے تعبیر کرتے۔ مقصد یہ ہے کہ جبریل عالم بشریت کے قریب ہوئے اور کچھ حضور بشریت سے ملکوتیت کی طرف بڑھے۔ اور ان دونوں

* میں اتنا فاصلہ رہ گیا جتنا عام طور پر دو گفتگو کے معانقت کرنے والوں میں رہ جاتا ہے۔

۱۵- عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰىؕ

۱۶- اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰىۙ

۱۷- مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى

۱۸- لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى

۱۹- اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰىۙ

۲۰- وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى

۲۱- اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى

۲۲- تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى

۲۳- اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

۱۵- کہ اس کے پاس رہنے کی بہشت ہے ○

۱۶- جب بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا ○

۱۷- نگاہ نہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی ○

۱۸- بیشک اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ○

۱۹- بھلا تم دیکھو تو۔ لات اور عزیٰ ○

۲۰- اور منات تیسری پچھلی (یہ کیا چیز ہیں؟) ○

۲۱- کیا تمہارے لئے لڑکے اور اللہ کے لئے لڑکیاں؟ ○

۲۲- یہ تو بہت بھونڈی تقسیم ہے ○

۲۳- یہ بت کچھ نہیں مگر صرف چند نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے بارے میں کوئی سند نہیں اتاری۔ یہ لوگ صرف گمان اور نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس ان کے رب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵۶:-

کا ترجمہ: میں مراد شرعیات ہیں۔ یعنی جہاں تک لوگوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کا تعلق ہے۔ آپ جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ مستفاد ہوتا ہے، جناب باری سے۔

سدرۃ المنتہیٰ ایک مقام ہے۔ جہاں سالک جا کر رک جاتا ہے۔ اور جبریل بھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ جہاں صرف حیرت ہے۔ اور عقل و خرد کا تیز رفتار گھوڑا انوار و تجلیات کے ہجوم سے گھبرا جاتا ہے۔ اور اسی وسعت علم و قدرت میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں کائنات کی سرحدیں ختم ہوتی ہیں۔ اور غیب و اسرار الٰہیہ کا آغاز ہوتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى سے مقصود یہ ہے۔ کہ پیغمبر کے مشاہدات روحانی میں کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ روح اور نفس کا کوئی دھوکہ کارفرمائی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ جو دیکھتے ہیں۔ وہ سراپا حقیقت اور امر واقعہ ہی ہوتا ہے۔

بت پرستی پر کوئی دلیل نہیں

ف ان آیتوں میں بت پرستی کی مذمت فرماتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بت جن کو تم نے اللہ کا نام دے رکھا ہے۔ حقیقتاً ان میں الوہیت کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ یہ محض پتھر ہیں۔ بالکل بے جان اور بے حس ان کی پوجا اور پرستش کے لئے کوئی دلیل ہی نہیں۔ محض پرانے رسم و تخیل پر تم لوگ ان سے عقیدت رکھتے ہو۔ اور ان کو خیر و شر کا مالک سمجھتے ہو ورنہ عقل و وجدان کے پاس اس کے جواز کے لئے کوئی برہان نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے۔ کہ یہ پتھر باوجود اپنی ساخت کے، وہ الوہیت کے اپنے اندر اوصاف رکھتے ہیں۔ کہ ان کو خدا قرار دیا جائے حالانکہ اللہ کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔

حل لغات

ضِیْزٰی۔ ناقص تقسیم۔
سُلْطٰنٍ۔ حجت۔ قوت۔

مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝

۲۴- اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝

۲۵- فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى ۝

۲۶- وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ۝

۲۷- اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝

۲۸- وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝

۲۹- فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا

کی طرف سے ہدایت آچکی ہے ۝

۲۴- کیا انسان جس بات کی تمنا[ف۱] کرے پا سکتا ہے؟ ۝

۲۵- سو پچھلا (جہان) اور پہلا جہان اللہ کے ہاتھ میں ہے ۝

۲۶- اور آسمانوں میں بہت فرشتے ہیں کہ ان کی شفاعت کچھ کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ جس کیلئے چاہے اجازت دے[ف۲] اور پسند کرے ۝

۲۷- جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کے عورتوں[ف۳] کے سے نام رکھتے ہیں ۝

۲۸- اور ان کو اس کا علم نہیں صرف گمان پر چلتے ہیں۔ اور ٹھیک بات میں گمان کچھ کام نہیں آتا ۝

۲۹- ہو جو ہمارے ذکر سے منہ موڑے اور سوائے دنیا

ف۱ یہ واضح طور پر بتایا جا چکا ہے۔ کہ اس کے تخیل کے لئے کن کن مقتضیات کا ہونا ضروری ہے۔ کیا ان لوگوں کی یہ رائے ہے۔ کہ یہ جو کچھ چاہیں گے وہی ہوگا۔ اور دین کو ان کی خواہشات نفس کے تابع کر دیا جائے گا۔ سو ایسا نہیں ہو سکتا۔ دنیا اور آخرت کے تمام اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ ان کو دنیا میں بھی اس وسیلہ عقیدہ پر مواخذہ کریگا۔ اور عاقبت میں بتلائے گا۔ کہ تم لوگ راہ راست پر گامزن نہیں تھے۔

فرشتے بھی جرأت لب کشائی نہیں رکھتے

ف۲ فرمایا۔ کہاں لوگوں کو تعجب کے ان اصنام سے ہتنے پر اتفاق ہے۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ یہی لوگوں کی سفارش کریں گے۔ حالانکہ وہاں بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ فرشتے بھی باوجود انتہائے تقرب اور پاکیزگی کے اس کے جلال و جبروت کے سامنے لب کشائی کی جرأت نہیں رکھتے۔ انکو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ بلا اس کی اجازت کے کسی شخص کے متعلق سفارش کے کلمات کا اظہار کر سکیں۔ پھر اس صورت حال میں یہ کیونکر ممکن ہے؟ کہ ان کا یہ عقیدہ درست اور صحیح ثابت ہو۔

فرشتے مذکر ہیں کہ مؤنث

ف۳ خدا جانے یہ کیا جہالت تھی۔ کہ عرب والے فرشتوں کو مؤنث سمجھتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ یہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ فرشتے اپنی ذات کے اعتبار سے ایسی لطیف اور نورانی صفات کے مالک ہیں۔ کہ ان کے متعلق تذکیر و تانیث کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث۔ ان میں سرے سے ہی یہ جنسی جذبات نہیں ہوتے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ کائنات کے امور انتظامیہ کو احسن وجوہ تکمیل تک پہنچائیں۔ اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا بجز اپنا شعار بنائیں۔ ان کے متعلق یہ رائے رکھنا۔ کہ یہ خدا سے نسبی نسبت رکھتے ہیں محض ان کی خرافات ہیں جس میں حقانیت کا کوئی شائبہ نہیں۔ فرمایا۔ کہ آپ ان کے ان خزعبلات سے اعراض فرمائیں۔ یہ نتیجہ ہیں محض دنیا میں انہماک اور جہالت کا۔ اگر یہ لوگ اللہ سے محبت رکھتے اور عاقبت کے مسئلہ کی اہمیت ذہن میں رکھتے۔ تو پھر ان مشرکانہ خرافات کے قائل نہ ہوتے۔

حل لغات:- مَلَكٍ۔ فرشتہ۔
الظَّنَّ۔ غیر یقینی بات۔

وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○

کی زندگی کے اور کچھ نہ چاہے اُس سے تو مُنہ پھیر لے ○

۳۰- ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ ○

۳۰- اُن کی سمجھ کی انتہا یہیں تک ہے۔ تیرا رب ہی سے خوب جانتا ہے۔ جو اس کی راہ سے بہکا ہوا ہے اور اُسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہے ○

۳۱- وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ○

۳۱- اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کا ہے تاکہ بدکاروں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کرداروں کا اچھا بدلہ دے ○

۳۲- الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ○ ع

۳۲- جو لوگ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں سوائے نزدیک ہو جانے کے اُن گناہوں سے بیشک تیرے رب کی بخشش بڑی وسیع ہے۔ وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اُس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچے تھے۔ سو تم اپنے نفسوں کو پاک نہ ٹھہراؤ۔ پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے ○

خدا کا مطالبہ

ف- اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں سے سو فیصد ہی نیک ہونے کا مطالبہ نہیں کرتا۔ اور یہ نہیں چاہتا۔ کہ ان سے کسی لغزش اور کوتاہی کا صدور نہ ہو۔ کیونکہ اس نے انسان کو بنایا ہے۔ اور وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اس ظلوم وجہول انسان کی طبیعت کس قسم کی ہے۔ وہ صرف یہ توقع رکھتا ہے۔ کہ جہاں تک سنگین گناہوں اور کھلی برائیوں کا تعلق ہے۔ انسان ان سے بچے اور ان سے موافقت نہ کرے۔ زندگی کا تصور صحیح ہو۔ دماغ درست ہو اور عقیدہ ایسا نہ ہو جو اس کو گمراہ کر دے۔ تو پھر اللہ اتنا واسع مغفرت ہے۔ کہ چھوٹی چھوٹی لغزشوں پر مواخذہ نہیں کریگا۔ وہ تو یہ بھی کر سکتا ہے۔ کہ کبائر سے بھی چشم پوشی کرلے۔ اور بڑے بڑے گناہوں سے درگزر کر دے۔ مگر ایسا کرنا خود انسان کے لئے مضر ہے۔ اس کے معنے صاف طور پر یہ ہیں۔ کہ دنیا میں بے خوف وخطر اللہ کے احکام کی مخالفت ہو۔ اور بلا روک ٹوک اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہ کیا جائے۔ اس طرح سے انسانی روح کے ناپاک اور تاریک ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنا دیا۔ کہ یاد رکھو۔ ان لغزشوں کو چھوڑ کر جو بتقاضائے بشریت تم سے صادر ہوتی ہیں۔ باقی احکام شریعت کی مخالفت میں پوری پوری سزا دی جائے گی۔

اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور وہ ان تمام منزلوں سے آگاہ ہے۔ جن میں سے گزر کر تم نے یہ شکل وصورت اختیار کی ہے۔ اس لئے اسکے سامنے مشیخیت اور تقدس کا اظہار نہ کرو۔ اس کی نگاہوں سے متقی اور پرہیزگار اوجھل نہیں ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ تم میں سے کن لوگوں نے روگردانی کی۔ اور اللہ کے عذاب کے مستحق ہوئے۔

حل لغات

اِلَّا اللَّمَمَ۔ صغائر۔ چھوٹے گناہ۔

اَجِنَّةٌ۔ جنین کی جمع ہے۔

۳۳- اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ۙ
۳۳- بھلا تو نے اسے بھی دیکھا جس نے منہ پھیر لیا؟ ○

۳۴- وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ○
۳۴- اور تھوڑا سا دیا اور پھر سخت دل ہو گیا ○

۳۵- اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ○
۳۵- کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے سو وہ دیکھتا ہے؟ ○

۳۶- اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ۙ
۳۶- کیا اُسے اس بات کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں لکھی ہے

۳۷- وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى ۙ
۳۷- اور ابراہیم کی بھی جس نے اپنا قول پورا اُتارا ○

۳۸- اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۙ
۳۸- یہ کہ کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائیگا ○

۳۹- وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ
۳۹- اور یہ کہ انسان کیلئے وہی ہے جو اس نے کوشش کی ○

۴۰- وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۖ
۴۰- اور یہ کہ اس کی کوشش اُسے دکھائی جائے گی ○

۴۱- ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۙ
۴۱- پھر اُسے پورا بدلہ ملے گا ○

۴۲- وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۙ
۴۲- اور یہ کہ تیرے رب کی طرف پہنچنا ہے ○

۴۳- وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۙ
۴۳- اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے ○

۴۴- وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ○
۴۴- اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے ○

الَّذِىْ تَوَلّٰى سے کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے۔ بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ ان مکے والوں نے اللہ کے پیغام کو ٹھکرا دیا ہے۔ اور تسلیم ورضا سے روگردانی کی ہے۔ پہلے جب حضورؐ تشریف نہیں لائے تھے۔ اس وقت تو رفاہ عام کے کاموں میں یہ کچھ حصہ لیتے تھے۔ اور جود وسخا سے کام لیتے تھے۔ مگر اب ضد اور تعصب میں آکر انہوں نے وہ بھی بند کر دیا ہے۔ کیا ان لوگوں کے پاس اس طرز عمل کے جواز کے لئے کوئی سند غیب سے نازل ہوئی ہے۔ یا محض بغض وعناد کا مظاہرہ ہے۔

مگر اسلام وہ مذہب ہے۔ جس نے اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ ناممکن ہے۔ کہ گناہوں کے بوجھ کو کوئی دوسرا اپنی پیٹھ پر لادے۔ اور خود تکلیف برداشت کر کے دوسروں کے لئے کفارہ ہو جائے۔ خدا کے قانون کے سامنے سب یکساں جواب دہ ہیں۔ وہاں یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ آپ اپنی طرف سے کیا پونجی لائے ہیں۔ آپ کے اعمال کیا ہیں۔ اور آپ نے دین کی راہ میں کس قدر مصائب کو برداشت کیا ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ کافی نہیں ہے۔ کہ مسیح کو صلیب پر ٹانگ دیا جائے۔ اور خود مزے کئے جائیں۔ بلکہ اگر یہ انصاف کا تقاضا ہے۔ تو پھر خود بھی سولیوں پر چڑھنا ہوگا۔ اور دار ورسن کو بوسہ دینا ہوگا۔ جب جا کر کہیں نجات کی توقع ہو سکتی ہے۔

حلِ لُغات

اَكْدٰى۔ روک دیا۔ بند کر دیا۔

اَضْحَكَ۔ ہنساتا ہے۔ یہ معرض مدح میں ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہنسنا اللہ کی ایک نعمت ہے۔

۴۵ - وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝
۴۵ - اور اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ۝

۴۶ - مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝
۴۶ - نطفہ سے جب ٹپکایا گیا ۝

۴۷ - وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝
۴۷ - اور یہ کہ دوسری پیدائش اُس کے ذمہ ہے ۝

۴۸ - وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝
۴۸ - اور یہ کہ اسی نے غنی کیا اور پونجی دی ۝

۴۹ - وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝
۴۹ - اور یہ کہ وہی شعرائے ستارہ کا رب ہے ۝

۵۰ - وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ۝
۵۰ - اور یہ کہ اسی نے پہلے عاد کو ہلاک کیا ۝ ف۱

۵۱ - وَثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰى ۝
۵۱ - اور ثمود کو پھر باقی نہ چھوڑا ۝

۵۲ - وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝
۵۲ - اور اس سے پہلے قوم نوح کو کہ وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے ۝

۵۳ - وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝
۵۳ - اور اُلٹی ہوئی بستیوں کو دے ٹپکا ۝

۵۴ - فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝
۵۴ - پھر اس پر چھا گیا جو چھا گیا ۝

۵۵ - فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝
۵۵ - پھر تو اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس نعمت میں شبہ کریگا ۝

ف۱ اللہ تعالیٰ کا قانون مکافات یہ ہے۔ کہ وہ پہلے تو اتمام حجت کے لئے انبیاء بھیجتا ہے۔ خوارق اور معجزات دکھاتا ہے۔ کتابیں نازل کرتا ہے۔ اور پھر جب سرکش اور نادان انسان ان سب چیزوں سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اور گمراہی کو ہدایت پہ ترجیح دیتا ہے۔ تو اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اور غیرت میں تحریک ہوتی ہے۔ اس وقت وہ ان لوگوں کو زندگی کے تمام حقوق سے محروم کر دیتا ہے۔ چنانچہ تعیم قوم عاد نے جب اللہ کے پیغام کو ٹھکرا دیا۔ تو ہلاکت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ قوم ثمود میں سے کوئی نفس باقی نہ رہا۔ نوح کی قوم پہ چادر آب اوڑھا دی گئی۔ سدومیوں کی بستیاں اُلٹ دی گئیں۔ اور اسی طرح مٹا دیا گیا۔ کہ اللہ کی گرفت بہت سخت ہے۔

حل لغات

اَقْنٰی۔ یعنی پونجی باقی رکھتا ہے۔ سرمایہ برقرار رکھتا ہے۔
اَلشِّعْرٰی۔ ایک ستارہ کا نام ہے۔ جس کی پرستش ہوتی تھی۔
اَلْمُؤْتَفِکَۃَ۔ وہ بستیاں جو اُلٹ دی گئیں۔

۵۶- هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ○

۵۶- یہ تو پہلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے ○

۵۷- أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ○

۵۷- قریب آنیوالی قریب آگئی ہے (یعنی قیامت) ○

۵۸- لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ○

۵۸- سوائے اللہ کے اس کا ظاہر کرنے والا کوئی نہیں ہے ○

۵۹- أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ○

۵۹- کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو؟ ○

۶۰- وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ○

۶۰- اور ہنستے ہو اور روتے نہیں؟ ○

۶۱- وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ○

۶۱- اور تم کھلاڑیاں کر رہے ہو ○

۶۲- فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ○ السجدة

۶۲- پس اللہ کو سجدہ کرو اور پوجو ○

آیاتہا ۵۵	(۵۴) سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ (۳۷)	رکوعاتہا ۳

(۵۴) سورۂ قمر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ○

۱- وہ گھڑی (قیامت) نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا ○

۲- وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○

۲- اور اگر یہ لوگ کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیر لیں اور کہیں کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے ○

ول کرایا۔ قیامت بہت قریب ہے۔ کوئی غیر اللہ قوت اس کو اپنے وقت سے نہیں ہٹا سکتی۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ اس کے لئے تیاری کرو۔ اور بجائے اظہار تعجب اور مذاق کے اللہ کے سامنے جبیں ہونے کی صلاحیت پیدا کرو۔ دل کے غبار کو آنسوؤں سے دھو ڈالو۔ غفلت و کبر سے باز آؤ۔ اور اس کے آستانۂ جلال و عظمت پر جھکو۔ عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ تعلقات نیازمندی کو استوار کرو۔

سورۃ القمر

اس سورت کا آغاز ایک عظیم الشان خرق عادت کے طور پر ہوا ہے۔ بات یہ تھی۔ کہ کفار مکہ ایک طرف تو قیامت کے تخیل کا مضحکہ اڑاتے تھے۔ اور دوسری طرف کسی ہمارے ان معجزہ کے طالب تھے۔ جو ان کی نظروں میں خیرگی پیدا کردے۔ اور ان کے حواس معطل کر کے رکھ دے۔ جس کو وہ دیکھیں۔ اور اس کی کوئی عقلی توجیہ پیش نہ کر سکیں۔ چنانچہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ ایک بھرے مجمع میں حضورؐ سے مطالبہ ہوا۔ کہ یہ چاند جو نظر آتا ہے۔ اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ حضورؐ نے سنا۔ انگلی سے اشارہ کیا۔ تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ لوگوں میں کھلبلی مچ گئی۔ کچھ حیرت تھی کچھ ندامت کی نظر۔ اس لئے اس عظیم الشان معجزہ کو دیکھ کر بھی وہ یہی کہہ سکے۔ کہ یہ جادو ہے

نظر بندی ہے۔ اور سحر ہے۔ مقصد یہ تھا۔ کہ ایک طرف تو وہ اس تحقق و حیام کو دیکھیں اور اپنے مشاہدہ سے سامنے فلسفہ یونان کو جھٹلا دیں۔ اور دوسری طرف قیامت کے امکانات ان پر زیادہ روشن ہو جائیں۔ انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ جس طرح یہ کرۂ نورانی آن کی آن میں دو ٹکڑوں میں منقسم ہو گیا اور پھر جڑ گیا۔ اسی طرح قیامت آئے گی۔ اور یہ بزم عالم بکھر جائے گی۔ بعد پھر سمٹ جائے گی۔ یہی وجہ ہے۔ وانشق القمر سے پہلے اقتربت الساعة کو بیان فرمایا۔ اور اس معجزہ کو قیامت کی نشانی قرار دیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس بارہ یک نکتہ کو نہ سمجھا۔ اور یہ کہا۔ کہ قرب قیامت کا ذکر کر کے یہ مقصد ہے۔ کہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا۔ اس وقت چاند پھٹے گا۔ اور ستارے گرینگے۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ کو قرآن نے آیت اور بہت بڑی نشانی قرار دیا ہے۔ اور وہ لوگ جو اسکو نہیں مانتے۔ ان کے متعلق کہا ہے۔ کہ یہ لوگ خواہش کی پیروی میں مبتلا ہیں۔ اگر اس کا تعلق قیامت سے ہوتا۔ تو پھر نہ اسکو نشانی قرار دینے کی ضرورت تھی نہ سحر اور جادو کہنے کی۔ اور نہ تکذیب کا کوئی موقع تھا۔ اور نہ خواہشات کی پیروی کا۔ کیونکہ جب چاند کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور عباد ہی اللہ رہ جائیگی اس وقت لوگوں زندہ رہنے اور عذر معذرت کرنے کا وقت ہی کہاں

مر بے گا۔ (باقی صفحہ ۱۲۶۶ پر)۔ حل لغات: سامدون۔ متکبر ہے جس کے معنے لہو و لعب میں مشغول ہونے اور تکبر سے سر اونچا رکھنے کے ہیں

٣- وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ ○

٣- اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں پر چلے اور ہر کام ایک وقت پر ٹھہرا ہوا ہے ○

٤- وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ○

٤- اور ان کے پاس خبروں میں سے اتنا مضمون آچکا ہے جس میں کافی تنبیہ ہے ○

٥- حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ○

٥- اور یہ قرآن پوری عقل کی بات ہے۔ پر ڈراوے اور ڈر سنانے والوں کا تو کچھ فائدہ نہیں دیتا ○

٦- فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُكُرٍ ○

٦- سو تو اُن سے منہ پھیر لے جس دن بلانیوالا ان کو ایک ان دیکھی شے (ناگوار) کی طرف بلائیگا ○

٧- خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ ○

٧- نیچی نظریں کئے ہوئے قبروں سے نکلیں گے۔ گویا وہ پراگندہ ٹڈیاں ہیں ○

٨- مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○

٨- بلانے کی طرف دوڑیں گے۔ کافر کہیں گے۔ یہ مشکل دن آیا ○

٩- كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ○

٩- اُن سے پہلے قوم نوح نے جھٹلایا۔ پھر ہمارے بندہ کو جھوٹا کہا۔ اور دیوانہ بتایا۔ اور اسے دھمکی دی گئی ○

١٠- فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ○

١٠- سو اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں عاجز ہوں تو ہی اُن سے بدلے ○

(پچھلے صفحہ سے آگے) ... وہ تو ایک گھڑی میں سارا کھیل ہی ختم ہو جائیگا۔ ان حالات میں آنکھیں کھلیں گی۔ اور سرکش اور متمرد انسان دیکھے گا کہ جس چیز کو میں جھٹلاتا تھا۔ وہ میرے سامنے آج موجود ہے۔ [illegible] کے انداز بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کوئی اہم واقعہ ہے۔ جو گزر چکا ہے۔ جو اس قابل تھا۔ کہ یہ لوگ اس سے عبرت حاصل کرتے۔ مگر انہوں نے اپنی روایتی بدبختی کی وجہ سے نہیں مانا۔ صحیح اور واضح تر احادیث میں بھی اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ رہے وہ اعتراضات جو عقل و حکمت کے نام سے پیش کیے جاتے ہیں۔ تو ان کو صرف ایک جملہ میں یہ جواب ہے۔ کہ اگر خدا پر ایمان ہے۔ تو پھر کوئی چیز بھی ناممکن نہیں۔

ناگوار دعوت

ف غرض یہ ہے۔ کہ ان بدبختان ازلی کے پاس سابقہ اقوام و ملل کے حالات پہنچ چکے ہیں۔ اور انہیں معلوم ہے۔ کہ کیونکر اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آتا ہے۔ اور کیونکر وہ بڑے بڑے باغیوں کو اپنے غضب جلال و جبروت پر جھکا لیتا ہے۔ مگر یہ لوگ ان تفصیلات بیان کرنے سے باز نہیں آتے ہیں۔ اور قصص و اخبار سے ان میں کچھ بھی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ تو آپ جانے دیجئے۔ اور ان سے تعرض نہ کیجئے۔ ایک وقت آنے والا ہے۔ جب پکارنے والا ان کو ایک غیر مانوس اور ناگوار چیز کی طرف پکاریگا۔ اس وقت آنکھیں کھلیں گی وہ مارے شرم کے جھک جائینگی۔ اور اوپر کو نہیں اٹھیں گی۔ اور سارا کبر و غرور خاک میں مل جائیگا۔ وہ قبروں سے ٹڈی دل کی طرح نکلیں گے۔ اور اس بلانے والے کی جانب دوڑیں گے۔ اس وقت ان منکرین کو اس دن کی سختی کا احساس ہوگا۔ اس دن یہ کہیں گے۔ کہ آج کی کلفتیں اور شدائد ناقابل برداشت ہیں۔ مگر اس احساس سے کیا فائدہ۔ جبکہ دنیا میں عمر عزیز کے بہترین لمحات کو انہوں نے نافرمانی اور سرکشی میں صرف کیا۔ جب کہ رشد کی دعوت کو انہوں نے اپنے جہل کی وجہ سے سخت نقصان پہنچایا۔ جبکہ اللہ سے دوری اور بعد کو انہوں نے پسند کیا۔ محض خواہشات نفس کی پیروی کی۔ اور عقل و دانش کی باتوں کو ٹھکرا دیا۔ ضرورت تو اس بات کی تھی۔ کہ یہ لوگ اپنے معصوم بچپن کو اللہ کی خدمت میں صرف کرتے۔ اور جوانی میں ولولوں اور حوصلوں کے ساتھ دین کی اشاعت پر کمربستہ ہو جاتے۔ اور پھر بڑھاپے میں اپنے تجربات کی روشنی نوجوانوں کے لئے مشعل راہ ہوتے۔ مگر انہوں نے بچپن کو کھیل کود میں گنوا دیا۔ جوانی میں ہر نوع کے فسق و فجور کا ارتکاب کیا۔ (باقی صفحہ ... پر)

حل لغات: مستمر۔ ... یعنی جادو۔ کے معنے ہیں۔ کہ یہ لوگ حضور کی زندگی کے ایک ایک لمحے کو اپنے حیران کن سمجھتے تھے۔ ... ۔

٣ زبر سے مشتق ہے ... نُکُر۔ ناگوار، اوپری۔ اجداث۔ قبریں۔ ... دوڑتے ہوئے اور تکتے ہوئے۔

۱۱- فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ○

۱۲- وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ○

۱۳- وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ○

۱۴- تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ ○

۱۵- وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ○

۱۶- فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○

۱۷- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ○

۱۸- كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○

۱۹- إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ ○

۱۱- پھر ہم نے موسلا دھار پانی کے ساتھ آسمان کے (وف) دروازے کھول دیئے ○

۱۲- اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے۔ پھر پانی ایک کام پر جو مقدر ہو چکا تھا مل گیا ○

۱۳- اور ہم نے نوح کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کیا ○

۱۴- وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔ اس شخص کا انتقام لیا گیا تھا جس کا انکار کیا گیا تھا ○

۱۵- اور ہم نے اس عقوبت کو ایک نشان رہنے دیا پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے ○

۱۶- پس میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ○

۱۷- اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ پس کوئی نصیحت (وٹ) پکڑنے والا ہے ○

۱۸- عاد نے جھٹلایا تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ○

۱۹- ہم نے ان پر ایک منحوس دن جس کی نحوست کسی طرح ٹلی سنسنانے کی آندھی بھیجی ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶۶۔ اور بڑھاپے میں ان گناہوں کی یاد تازہ کرتے رہے۔ اور زیادہ ہٹ دھرمی کے ساتھ حق و صداقت کی مخالفت کی۔ ان حالات میں زندگی کی اس منزل میں ان کے لئے تسکین اور تسلی کا کیا سامان مہیا ہو سکتا ہے۔

وٹ حضرت نوح کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ کہ ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا۔ انہوں نے جب اللہ کے پیغام کو قوم کے سامنے پیش کیا۔ تو قوم نے کیا کہا۔ اور اللہ کے اس پاکباز بندے کے متعلق کس طرح کے خیالات کا اظہار کیا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

وف اور پھر آیا تو کس طرح اللہ نے آسمان کے دروازوں کو کھول دیا۔ پانی برسا۔ زمین سے چشمے پھوٹے۔ اور دیکھتے دیکھتے سطح سمندر سے بدل گئی۔ نوح ایک مختصر جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا۔ اور قوم جاوداں آب کا کفن پہن کر سو گئی۔ یہ کتنا بڑا عبرت ناک واقعہ ہے۔ مگر ظالم انسان نہ سمجھا۔ اور پھر سرکش ہو گیا۔

قرآن آسان ہے

وٹ قرآن کے آسان ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ یہ ایک ایسے پیغام عمل کا حامل ہے جس میں کوئی دشواری اور الجھن نہیں۔ مگر صلاحیت شرط ہے۔ یہ زندگی کا ایسا پروگرام ہے۔ جو بالکل فطرت انسانی کے موافق ہے۔ اس لئے قطعاً مشکل نہیں۔ اس میں تعذیب نفس کے اصول بیان کئے گئے۔ بلکہ یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انسانی روح میں کیونکر بہجت و مسرت کو پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ اس کو سمجھنے کے لئے محنت درکار ہے۔ پڑھنے لکھنے کی حاجت ہے۔ اور بغیر علوم اور شروط لازمہ کے ہر شخص کو استحقاق حاصل نہیں۔ کہ وہ جس طرح چاہے اس کی آیتوں کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال لے۔ باوجود آسان اور سہل ہونے کے اس کو سمجھنے کے لئے چند فنون سے کامل واقفیت ضروری ہے۔ جو اس ضمن میں ممد و معاون ہوں گے۔

حل لغات

عُیُوْنًا۔ جمع عین۔ بہتے چشمے۔

بِاَعْیُنِنَا۔ یہ انداز تعبیر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہماری ہدایات کے مطابق یا ہماری نگرانی میں۔ نحس۔ نامبارک۔ بدبخت۔

۲۰- تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ○

۲۰- وہ آدمیوں کو اس طرح اکھاڑتی تھی۔ کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں ○

۲۱- فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○

۲۱- تو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا؟ ○

۲۲- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ○

۲۲- اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے سو کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے ○

۲۳- كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ○

۲۳- ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا ○

۲۴- فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ○

۲۴- پھر کہا کیا ہم ایک آدمی کے جو ہمیں سے ہے تابع ہو جائیں! اس صورت میں تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں ہوئے ○

۲۵- أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ○

۲۵- کیا ہمارے درمیان میں صرف اسی پر ذکر اترا ہے؟ کوئی نہیں بلکہ وہ جھوٹا بڑائی مارنے والا ہے ○

۲۶- سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ○

۲۶- ان کو عنقریب (مرتے ہی) معلوم ہو جائیگا کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا ○

۲۷- إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ○

۲۷- ہم ان کی آزمائش کے لئے اونٹنی بھیجتے ہیں۔ پس تو انہیں دیکھتا رہ اور صبر کر ○

نبوت کا تصور

حضرت صالح کی قوم ثمود کے واقعات بیان فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ کے پیغامبر ان میں آئے اور انہوں نے اللہ کی توحید کو بیان کیا۔ اور تزکیۂ نفس کے طریقوں سے آگاہ کیا۔ تو ان لوگوں کی رگ کبر و غرور پھڑک اٹھی۔ انہوں نے کہا۔ کیا ہم اپنے میں سے ایک آدمی کو پیغمبر مان لیں۔ اور یہ تسلیم کر لیں۔ کہ ایک شخص جو بالکل ہماری طرح کھاتا پیتا اور اٹھتا بیٹھتا ہے۔ وہ نبی ہے۔ گویا ان کے نزدیک نبوت کا تصور یہ تھا۔ کہ وہ فوق البشر خصوصیات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور جو کچھ ہو۔ کم از کم انسان نہ ہو۔ ان کو اصل میں دکھ اس بات سے ہوتا تھا۔ کہ آخر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ انتخاب حضرت صالح ہی پر کیوں پڑی۔ جبکہ قوم میں اور بھی معززین موجود تھے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے۔ کہ ان کے نزدیک حضرت صالح سرے سے شرافت و عظمت کے ان معیاروں پر پورے نہیں اترتے تھے۔ جن کو وہ عزت و وجاہت کے لئے ضروری قرار دیتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے۔ کہ ہمارے پاس مال و دولت کے خزانے ہیں۔ اور صالح ان سے محروم ہے۔ ہم کو زندگی کی تمام آسائشیں حاصل ہیں۔ اور صالح کو میسر نہیں۔ ہم اپنی قوم میں رسوم کے پابند ہیں۔ اور یہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس صورت حالات میں یہ بات ان کے لئے ناقابل فہم تھی۔ کہ ان کو نبوت کے عہدۂ جلیلہ کیلئے کیوں منتخب کر لیا گیا۔ وہ نہیں جانتے تھے۔ کہ نبوت اللہ کا وہبی اور اس کی بخشش و موہبت ہے۔ وہ جس کو چاہے۔ اس خدمت کے لئے چن لے۔ اور جس سے خوش ہو۔ اس کو نواز دے۔ وہ نبوت کے لئے خدمات اور مال و دولت کی فراوانی کو نہیں دیکھتا۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے۔ کہ کون زیادہ کامیابی کے ساتھ اس بارگراں کو اپنے کندھوں پر اٹھا سکتا ہے۔ اور کس کے دماغ میں حق و صداقت کی گنجائش ہے۔ اور کون دل اس امانت عزیز کو حفاظت اور دیانت کے ساتھ سنبھال سکے گا۔ اس کا معیار یہ نہیں ہے۔ کہ قوم میں کون وجیہ اور معزز ہے۔ بلکہ اس کی نظر استعداد اور صلاحیت پر ہوتی ہے۔ بہرکیف ان لوگوں نے حضرت صالح کی تکذیب کی۔ کہ صاف کہہ دیا کہ یہ جھوٹا اور ہرگز نبوت کا استحقاق نہیں رکھتا۔ فرمایا۔ یہ لوگ دیکھ لیں گے کون جھوٹ بولتا اور اتراتا ہے۔ ہم آزمائش کیلئے ایک اونٹنی صالح کو مرحمت فرماتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳۶۹ پر)

حل لغات: اَعْجَازٌ جمع عَجُزٌ بمعنی تنا۔ دمچی۔ ہر چیز۔ مُنْقَعِرٍ۔ قعر سے ہے۔ یعنی وہ تنے جن کی جڑیں زمین سے اکھڑ گئی ہوں۔ سُعُرٍ۔ عذاب یعنی دیوانگی۔ اَشِرٌ۔ شریر۔ اترانے والا۔

۲۸- وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ○

۲۸- اور انہیں خبر دے کہ پانی ان میں بٹا ہوا ہے۔ ہر کوئی باری پر پہنچے گا ○

۲۹- فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ○

۲۹- پھر انہوں نے اپنے رفیق کو پکارا۔ پھر اسنے ہاتھ چلایا اور کوچیں کاٹیں ○

۳۰- فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ○

۳۰- تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ؟ ○

۳۱- اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ○

۳۱- ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی تو وہ ایسے ہوگئے۔ جیسے کانٹوں کی روندی ہوئی باڑ ○

۳۲- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

۳۲- اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کردیا ہے۔ سو کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے ؟ ○

۳۳- كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ○

۳۳- قوم لوط نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا ○

۳۴- اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ○

۳۴- ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا بھیجی۔ مگر لوط کے گھر والے کہ ان کو سحر کے وقت نجات دی ○

۳۵- نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِىْ

۳۵- یہ نجات ہماری طرف سے مہربانی تھی۔ ہم اس کو جو شکر

(حاشیہ صفحہ ۱۲۶۸) مگر ان لوگوں نے حسکو تکلیف دی۔ اور بلی سے سیر ہونے دیا۔ تو بہتر ورنہ ان پر عذاب آ نکلا آپ منتظر رہیں۔ چنانچہ انکے ایک رفیق نے از راہ سرکشی اسکو ذبح کروالا۔ تو عذاب نے انکو آلیا۔ اور انکو انکے غرور و کبر سمیت تباہ کروالا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

خوبصورت مہمان

ف حضرت لوط نے سدومیوں کو سمجھایا۔ کہ تمہاری یہ بدفعلیاں تمہارے حق میں اچھی نہیں۔ یہ بربادی اور تباہی کا پیش خیمہ ہیں۔ جب تم فطرت کے خلاف جنگ کروگے۔ تو لازماً فطرت تمہارے لئے سامان ہلاکت پیدا کرے گی۔ اور تم سے سخت ترین انتقام لے گی۔ تم اس فعل شنیع سے باز آجاؤ۔ اور پاکبازی کی زندگی بسر کرو۔ مگر سدومیوں کے دل مسخ ہو چکے تھے۔ ان پر شیطان پورا قبضہ کرچکا تھا۔ انہوں نے نہ صرف انکار کردیا۔ بلکہ نہایت نفس کا بدترین مظاہرہ کیا۔

چنانچہ انہوں نے جب سُن پایا۔ کہ حضرت لوط کے پاس نہایت خوبصورت مہمان آئے ہیں۔ تو آتے ہی ان کے مکان کا محاصرہ کرلیا۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ ان کو ہمارے سپرد کردیا جائے۔ حضرت لوط نے بہتیرا سمجھایا۔ کہ کمبختو۔ یہ میرے مہمان ہیں۔ ان کی توہین کرکے مجھے رُسوا نہ کرو۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اور پاکبازی اختیار کرو۔ لیکن انہوں نے ایک نہ سُنی۔ اور برابر خواہشات بد کا اظہار کرتے رہے۔

(باقی صفحہ ۱۲۷۰ پر)

حل لغات

فَعَقَرَ۔ کونچیں کاٹ ڈالنا۔

اَلْمُحْتَظِرِ۔ حظیرۃ سے ہے جس کے معنے باڑ کے ہیں۔ یعنی باڑ لگانے والا۔ حَاصِبًا۔ پتھروں کی بارش۔ وہ سخت ہوا جو خشک اور سنگریزے اُڑا دے۔ اور برف اور اولے برسانے والے ابر کو بھی

م حاصب کہتے ہیں۔

مَنْ شَكَرَ ○

۳۶ - وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○

۳۷ - وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ○

۳۸ - وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ○

۳۹ - فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ○

۴۰ - وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ○

۴۱ - وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ○

۴۲ - كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ ○

۴۳ - أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ

یوں جزا دیتے ہیں ○

۳۶- اور لوط انہیں ہماری پکڑ سے ڈرا چکا تھا پس جھگڑے ساتھ ڈرانیوالوں کے ○

۳۷- اور اسے پھسلا کر اس کے مہمان اڑانے چاہے تو ہم نے ان کی آنکھیں میٹ دیں پس چکھو عذاب کا اور میرا ڈرانا بھگتو ○

۳۸- اور صبح کو سویرے ہی انکو ٹھہرے ہوئے عذاب نے آپکڑا ○

۳۹- تو میرا عذاب اور میرا ڈرانا چکھو ○

۴۰- اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ پھر کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے؟ ○

۴۱- اور فرعون کے لوگوں کے پاس ڈرانے والے آئے تھے ○

۴۲- انہوں نے ہماری ساری نشانیاں جھٹلائیں۔ پھر ہم نے ان کو اس طرح پکڑا جیسے زبردست صاحب قدرت کی پکڑ ہوتی ہے ○

۴۳- اے قریش کیا تمہارے لئے اگلی کتابوں میں کوئی فارغ خطی

وہ ہجوم کرکے آئے۔ اور آخر ان خوبصورت مہمانوں نے جو درحقیقت اللہ کے فرشتے تھے۔ حضرت لوط کو تسلی دی۔ اور سدومیوں کو بصارت سے محروم کر دیا۔ اور اس کے بعد ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس وقت ان سے کہا گیا۔ کہ یہ میرا عذاب ہے۔ اسی سے تم کو ڈرایا جاتا تھا۔ اب اس کو چارو ناچار گوارا کرو۔

ف تیسیر قرآن کا مژدہ جو ہر واقعہ کے بعد سنایا جاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ قرآن یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ سمجھانے کے لئے ہم انداز بیان میں کس درجہ تنوع ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور کیونکر حقائق کو مختلف اسالیب میں ظاہر کرتے ہیں۔ یہ اصل میں بطور ٹیپ کے بند کے ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ تلاوت قرآن کے وقت مسلمان اس نکتہ کو سامنے رکھے۔ کہ یہ کتاب عزیز اپنے اندر فکر و عمل کی کوئی دشواری نہیں رکھتی۔ اسکو سمجھنا آسان ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہونا آسان تر ہے۔

ف فرعون کی قوت و سطوت سے کون ناآگاہ نہیں۔ جب اس کے بھی تمام تر بینات کا انکار کیا۔ اور اللہ کی تعلیمات سے روگردانی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے نہایت سختی کے ساتھ اسکو پکڑا۔ اور وہ لشکر سمیت قلزم میں غرق کر دیا۔

ف فرمایا۔ مکے والو! کیا تم ان لوگوں سے بہتر ہو جن کو اللہ کے غضب نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ یا تمہارے لئے کوئی معافی نامہ سابقہ کتب میں موجود ہے۔ کہ تمہیں ہر آئینہ زندہ اور باقی رکھا جائیگا۔ تمہاری سرکشی اور بغاوت کا آخر سبب کیا ہے؟

حل لغت

تُمَارُوْا۔ جھگڑا۔ بیں بُرے ارادہ سے لینا چاہا۔

فِي الزُّبُرِ ○

۴۴- اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ○

۴۵- سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ○

۴۶- بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ○

۴۷- اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○

۴۸- يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○

۴۹- اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○

۵۰- وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○

۵۱- وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

۵۲- وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ○

۵۳- وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ○

لکھی ہوئی ہے ؟ ○

۴۴۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سب اکٹھے ہیں بدلہ لینے والے ○

۴۵۔ عنقریب یہ جتھا شکست کھائیگا اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے ○

۴۶۔ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت وہ (قیامت کی) گھڑی ہے اور وہ بڑی بلا اور بڑی کڑوی ہے ○

۴۷۔ بیشک مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں ہیں ○

۴۸۔ جس دن آگ میں منہ کے بل گھسیٹے جائیں گے۔ دوزخ کی آگ کے لگنے کا مزہ چکھو ○

۴۹۔ ہم نے ہر شے ایک اندازہ سے پیدا کی ہے ○

۵۰۔ اور ہمارا حکم صرف ایک بات ہے جیسے آنکھ کی جھپک ○

۵۱۔ اور ہم تمہارے ساتھ والوں کو ہلاک کر چکے ہیں سو کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے ○

۵۲۔ اور ہر شے جو انہوں نے کی ہے کتابوں میں لکھی ہے ○

۵۳۔ اور ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھنے میں آ چکا ہے ○

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷۰۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ تمہاری جماعت ہر بیچ مظفر و منصور رہے گی۔ اگر اس غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ شکست و ہزیمت تمہارے لئے مقدرات میں سے ہے۔ عنقریب تم حق و صداقت کے سپاہیوں کے مقابلہ میں آؤ گے۔ اور دم دبا کر بھاگو گے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی۔ اور اس کا اظہار اس وقت کیا گیا۔ جب کہ مسلمان نہایت کمزور اور بے سرو سامانی کے عالم میں تھے۔ پھر یہ کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ غزوہ بدر میں واقعی یہ لوگ ذلیل و رسوا ہوئے اور اللہ کا بول بالا ہوا۔ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

قضا و قدر کیا ہے۔!

مدت صدیوں سے یہ مسئلہ متکلمین کے نزدیک ما بہ النزاع رہا ہے۔ کہ قضا و قدر کا مفہوم کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام افعال کو خود پیدا کرتا ہے۔ یا بندے اپنے اعمال میں آزاد اور خود مختار ہیں۔ اس باب میں اول شرعی احتساب اور باز پرس کی حدود کو سمجھ لیجئے۔ اگر یہ فیصلہ ہے۔ کہ سب کچھ پہلے سے مقدر ہو چکا ہے۔ اور حرکت اور جنبش فکر پہلے سے متعین اور مقرر ہے۔ تو پھر گناہ اور معصیت کے کیا معنی ہیں۔ اور اگر ہم بالکل آزاد اور خود مختار ہیں۔ تو اس قضا و قدر کے مسئلہ کی حیثیت کیا ہے۔

جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کے نقطۂ نگاہ سے انسان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کو بوجہ اسکے علیم ہونیکے معلوم ہے۔ اور مقرر و متعین بھی ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ وہ تقرر و تعیین جو بمرتبہ علم کے ہے۔ ہمارے اعمال و افعال پر اثر انداز بھی ہوتا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں۔ چونکہ وہ خدا ہے۔ اور اس نے کائنات کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے وہ اس کی نیچر سے پورے طور پر آگاہ ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ انسان اپنی زندگی میں کن کن اعمال کا ارتکاب کریگا۔ اور کس طرح کے عقائد رکھے گا۔ یہ علم اس لئے ہے۔ کہ وہ خدا ہے۔ اس لئے نہیں کہ اس کا تعلق ہمارے اعمال و افعال سے ہے یعنی علم مؤثر نہیں بلکہ تبعیہ ہے۔ اس کی ذات معارف صفات کا۔ (باقی صفحہ ۱۲۷۲ پر)

حلِّ لغات

اَدْھٰی۔ بہت سخت ناگوار ہے۔ یُسْحَبُوْنَ۔ کشاں کشاں لے جائے جائینگے۔ سَقَرَ۔ دوزخ کا نام ہے۔ کَلَمْحٍ۔ جیسے آنکھ کا جھپکنا۔ اَشْیَاعَکُمْ۔ ہم مسلک۔

۵۴- إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝

۵۵- فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

۵۴- بیشک متقی باغوں اور نہروں میں ہوں گے ۝

۵۵- صاحب قدرت بادشاہ کے پاس سچی بیٹھک میں بیٹھے ہوں گے ۝

آیاتہا (۷۸)	(۵۵) سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ (۹۷)	رکوعاتہا (۳)

(۵۵) سورۂ رحمٰن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اَلرَّحْمٰنُ ۝

۲- عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝

۳- خَلَقَ الْإِنسَانَ ۝

۴- عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

۵- اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝

۶- وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝

۷- وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝

۸- أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝

۱- رحمٰن نے ۝

۲- قرآن سکھلایا ۝

۳- آدمی کو پیدا کیا ۝

۴- اُسے بولنا سکھایا ۝

۵- سورج اور چاند کو ایک حساب ہے ۝

۶- اور بوٹیاں اور درخت سجدہ میں مشغول ہیں ۝

۷- اور آسمان کو بلند کیا اور ترازو نیچی رکھی ۝

۸- تاکہ تم ترازو میں زیادتی نہ کرو ۝

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷۱ پر

مسئلہ کا یہ پہلو ایسا ہے۔ کہ تمام خدا پرست اس کو تسلیم کریں گے۔ کیونکہ خدا کے لئے کائنات کے متعلق بالتفصیل معلومات رکھنا ضروری ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس کا تعلق براہ راست اس کے تخیل کے ساتھ وابستہ ہے۔ کوئی شخص جو خدا کو مانتا ہے۔ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ (ا) اس آیت میں ایک امر زائد یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ معلومات لوح محفوظ میں ثبت فرما رکھی ہیں۔ تاکہ فرشتے جو کائنات میں نظم و نسق پر مامور ہیں۔ اس کے مطالعہ سے بہرہ مند ہوں۔ اور اس میں کوئی عقلی استحالہ موجود نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ انسان مجبور ہے۔ یا مختار۔ یہ ایک جدا بحث ہے اس کا تعلق اس مسئلہ کے ساتھ نہیں ہے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

سُورَةُ الرَّحْمٰن

ف۱ جیسا کہ سورۃ کے نام سے ظاہر ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فیوض رحمت کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور انسانی ذہن و فکر کو متوجہ کیا ہے۔ کہ وہ اللہ کے بوقلموں انعامات پر نظر رکھے۔ اور اس کی شان رحمانیت کو سارے عالم میں جلوہ دیکھے فرمایا۔ کہ اس فیوض میں سے سب سے بڑا فیض قرآن ہے۔ جس کی روشنی اور برکات سے کائنات عقل و خرد میں توازن قائم ہے۔ اس نے جب انسان کو پیدا کیا۔ اور اس کو قوت گویائی سے بہرہ مند کیا۔ تو مقصد یہی تھا۔ کہ یہ اللہ کے پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچائے۔ اس اعلیٰ نعمت سے سارے عالم کو مشرف کرے۔ اور بیان اظہار کی قوتوں کو اس کی تفصیلات کی اشاعت کیلئے وقف کرے

حل لغات

بِحُسْبَانٍ۔ یعنی سورج اور چاند کی حرکت کے انداز مقرر ہیں۔
يَسْجُدَانِ۔ سجدہ کے معنے تذلل اور انقیاد محض کے ہوتے ہیں۔ یہاں یہ مقصود ہے۔ کہ بوٹیاں اور بڑے بڑے تناور درخت بھی اللہ کے احکام کے تابع ہیں جس طرح انسانوں کیلئے ایک شریعت ہے۔ اسی طرح ان کے لئے بھی ایک قانون طبعی تقویم مقرر ہے۔ جس کی اطاعت ان پر فرض ہے۔

۹- وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ○

۱۰- وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ○

۱۱- فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ○

۱۲- وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ○

۱۳- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

۱۴- خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ○

۱۵- وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ○

۱۶- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

۱۷- رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ○

۱۸- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

۱۹- مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ○

۹- اور انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو اور ترازو میں کم نہ تولو ○

۱۰- اور زمین کو خلقت کے لئے بچھا رکھا ○

۱۱- اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت جن پر خلاف ہیں ○

۱۲- اور دانہ ہے بھس والا اور خوشبودار پھول ○

۱۳- پھر تم دونوں (یعنی جن اور آدمی) اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ○

۱۴- آدمی کو ٹھیکری جیسی کھنکھناتی (یعنی بجنے والی خشک) مٹی سے پیدا کیا

۱۵- اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا ○

۱۶- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے ○

۱۷- وہ مشرقوں کا رب ہے، اور دو مغربوں کا رب ہے ○

۱۸- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ○

۱۹- وہ دو دریا چلائے جا ایکدوسرے سے مل کر چلتے ہیں ○

جنوں کا وجود

ف جن ایک الگ مخلوق ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ ان میں لطافت زیادہ ہے۔ آج سے پچاس سال قبل تو لوگ اس مخلوق کا انکار کرتے تھے بلکہ اب تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جنات بھی موجود ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے بڑے شد و مد سے کہا تھا۔ کہ یہ محض وہم ہے۔ اب وہی کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ ہمارے ہاں بعض ایسے جاہل بھی موجود ہیں جنہوں نے اس وقت کی آواز کو تو سنا تھا مگر موجودہ وقت کے خیالات سے آگاہ نہیں۔ وہ اب تک یہ کہے بیٹھے ہیں۔ کہ علماء مغرب کے معتقدات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اس قدر روشن خیال ہیں۔ کہ سارا مغرب بھی ان مسائل کا قائل ہو جائے تو وہ جب بھی یہی کہے جائیں گے۔ کہ یہ مذہبی خرافات ہیں۔

تکرار کا مقصد

ف اس آیت کو اس سورۃ میں بار بار بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ حقیقت ذہن انسانی میں مرتسم ہو جائے۔ کہ وہ صدہا فطرت کے مظاہر جن کو ہم دیکھتے ہیں۔ اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔ توجہ طلب ہیں۔ اور اس قابل ہیں۔ کہ ان پر نگاہ عبرت اور فکر کے ساتھ غور کیا جائے۔

عربوں کے ہاں قاعدہ ہے۔ کہ وہ تثنیہ بول کر عام طور پر جمع مراد لیتے ہیں۔ جیسے قفانبک من ذکریٰ حبیب ومنزل میں اس لئے تکذبان سے مراد سب لوگ ہیں۔

ف اس تثنیہ سے مراد بھی جمع ہے۔ یعنی مشارق و مغارب غرض یہ ہے۔ کہ آفتاب کے طلوع اور غروب کے مقامات جو مختلف ہیں۔ تو اس لئے کہ حرکت میں اختلاف ہے اور وہ مصالح نبوی کے مطابق ہیں۔

ف یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائب میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ دریاؤں کے مقام اتصال پر یعنی جہاں پانی کے دو دھارے بہتے ہیں تو درمیان میں ایک برزخ سا حائل رہتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف یہ دو الگ الگ پانی ہیں۔

حل لغات: الآء۔ الیٰ کی جمع۔ بمعنی نعمتیں۔

برزخ ۔ حائل ۔ تفشلیا گیا۔

۲۰- بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝

۲۰- اُنکے درمیان ایک پردہ ہے (کہ) دونوں زیادتی نہیں کرتے (ایک دوسرے پر)

۲۱- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۲۱- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ۝

۲۲- يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝

۲۲- ان دونوں میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے ۝

۲۳- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۲۳- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ۝

۲۴- وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝

۲۴- اور اسی کے اونچے جہاز ہیں جو گہرے دریا میں اس طرح کھڑے ہیں جیسے پہاڑ[1] ۝

۲۵- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۲۵- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ۝

۲۶- كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝

۲۶- اور جو کوئی زمین پر ہے فانی ہے ۝

۲۷- وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

۲۷- اور تیرے رب کی ذات باقی رہ جائیگی[2] جو بزرگی و عظمت والی ہے ۝

۲۸- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

۲۸- پھر تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟ ۝

۲۹- يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝

۲۹- جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اسی سے مانگتے ہیں۔ ہر روز (ہر وقت) وہ ایک نئی شان[3] میں ہے ۝

---

[1] کشتیوں اور جہازوں کو سطح سمندر پر رواں کرنا یہ بھی اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وہی ان پہاڑوں کو پانی کے اس اتھاہ ذخیرہ میں ڈال دیتا ہے۔ اور وہی ان پہاڑوں کی طرح بلند جہازوں کو سطح آب پر چلنے دیتا ہے۔

[2] اس حقیقت کا بیان ہے۔ کہ روئے زمین پر جو کچھ ہے۔ وہ سب مٹنے کو ہے۔ سب رُو بزوال ہے۔ سب فنا کے گھاٹ اُترنے والا ہے۔ سب کی قسمت میں موت لکھی ہے۔ سب کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور سب کو اس دار القرار سے دار البقاء کی جانب جانا ہے۔ بجز جلال و تکریم کے مالک کے۔ کہ وہ باقی ہے۔ حیّ و قیوم ہے۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔

[3] كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ سے غرض یہ ہے۔ کہ خدا کائنات کے نظم و نسق، تخلیق و ترتیب احیاء و اماتت میں برابر لگا رہتا ہے۔ اور یہاں جو اس کے جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ مرتبہ علمی میں سب کچھ متعین ہے۔ پھر بھی جہاں تک فعل کا تعلق ہے۔ وہ براہ راست ہر چیز پر قادر ہے۔ اور بقول حکماء کے فارغ نہیں ہے۔

حلِّ لغات

بَرْزَخٌ۔ آڑ۔ پردہ۔
اَللُّؤْلُؤُ۔ موتی۔
اَلْمَرْجَانُ۔ مرنگا۔ اَلْجَوَارِ۔ کشتیاں۔
شَاْنٍ۔ کیفیت۔ حال۔ کام۔

۳۰- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

۳۰- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۳۱- سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ○

۳۱- اے آدمیوں اور جنّوں ہم تمہارے لئے جلد فارغ ہونگے ○ ف

۳۲- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

۳۲- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۳۳- یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ○

۳۳- اے جنّوں اور آدمیوں کی قوم اگر تم سے ہو سکے تو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو۔ تو نکل کر بھاگ دیکھو، تم بن غلبے کے بھاگ نہیں سکتے۔ اور وہ غلبہ تم میں ہے نہیں۔

۳۴- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

۳۴- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۳۵- یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ○

۳۵- تم دونوں پر آگ کے صاف شعلے اور دھواں بھیجا جائیگا اور تم دونوں کچھ بدلہ نہیں لے سکو گے ○

۳۶- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

۳۶- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۳۷- فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً

۳۷- پھر جب آسمان پھٹ جائے گا۔ تو گلابی رنگ کا ہوجائیگا۔

ف یعنی اس عالم فنا کے کاروبار ختم ہونے والے ہیں۔ اور اس کے بعد ہم تمہاری جانب متوجہ ہوں گے۔ اور تم سے پوچھیں گے۔ کہ تم نے اس زندگی میں کیا کیا ہے؟ تم باوجود اپنی طاقت و قوت کے ہمارے قبضہ اقتدار میں ہو۔ اور اگر تم چاہو بھی۔ کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل جاؤ۔ تو کیا یہ ممکن ہے؟ پھر کیوں نہیں سوچتے؟

سُرخ تلچھٹ کی طرح

ف فرمایا: کہ یہ زرنگار سقف الازرق دود ایک وقت آئے گا۔ کہ آگ کے شعلے اس کو رنگوں کی سرخ تلچھٹ کی طرح تپا دیں گے۔ یہ دنیا نجوم و کواکب تیرگی فنا میں گم ہو جائے گی۔ اور یہ سارا عالم رنگ و بو بٹ جائے گا۔ پھر ایک وقت آئے گا۔ جب دوبارہ بساط کون بچھا دی جائے گی۔ اور جن و انس کو کشاں کشاں حی و قیوم خدا کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اور ان سب لوگوں کو سزا دی جائیگی۔ جو اسکو نہیں مانتے تھے۔ جو خواہشات نفس کی تکمیل میں سرگرداں رہتے تھے۔ جنکی زندگی نصب العین محض یہ تھا۔ کہ دولت اکٹھی کریں۔ دنیا کی آسائشوں اور آسودگیوں کو سمیٹ لیں۔ اور ہر طرح کی قوت سے کام [illegible] کی توضیع کریں۔ جو مادیت میں غرق تھے۔ اور جنہوں نے بھول کر بھی کبھی اللہ کی طرف جھانکا۔ اور نہیں پوچھا کہ روح کی ضروریات کیا ہیں؟

حلِ لغات:۔ شُوَاظٌ۔ شعلہ آتش۔

كَالدِّهَانِ ۞ — جیسے سُرخ نری ۞

۳۸- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ — ۳۸- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۞

۳۹- فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَّلَا جَانٌّ ۞ — ۳۹- پھر اس دن[ط] آدمی اور جن سے اس کے گناہ کی بابت سوال نہ ہوگا ۞

۴۰- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ — ۴۰- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۞

۴۱- يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ۞ — ۴۱- گنہگار اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے۔ پھر پاؤں اور پیشانی کے بالوں سے پکڑے جائیں گے ۞

۴۲- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ — ۴۲- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۴۳- هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۞ — ۴۳- یہ وہ دوزخ ہے۔ جسے مجرم جھٹلاتے تھے ۞

۴۴- يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ۞ — ۴۴- اس کے اور گرم کھولتے[ٹ] پانی کے بیچ پھریں گے ۞

۴۵- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ — ۴۵- پھر تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ۞

[ط] لا یسئل سے مراد یہ ہے۔ کہ بنظر عفو و کرم ان سے سوال نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ زجر و توبیخ کے انداز میں ڈانٹ ڈپٹ کر پوچھا جائیگا کہ دنیا میں تم نے کیوں ہماری نافرمانی کی اور کیوں ہماری ناراضی کو خریدا۔ کیا تمہیں ڈر نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اور گناہوں کے ارتکاب کے وقت کانپ نہیں جاتے تھے؟

گناہگار پہچانے جائینگے

[ٹ] غرض یہ ہے۔ کہ یہ مجرمین کا گروہ اپنی بد اعمالیوں میں ممتاز اور منفرد حیثیت رکھے گا۔ اور اپنی بے نور شکل و صورت اور سیاہ چہروں کی وجہ سے صاف پہچانا جائے گا۔ ان کو دیکھتے ہی خوف زدہ ہوکر ہر شخص کہہ اُٹھیگا۔ کہ ان لوگوں نے دنیا میں کسب انوار کی سعی نہیں کی۔ انہوں نے دنیوی عزت و وجاہت کے لئے اللہ کا پیغام ٹھکرایا ہے۔ اس لئے آج زشت رو ہیں۔ اور نحوست کا پیکر ہیں۔ ان کو سر کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا جائیگا۔ اور پاؤں باندھے جائینگے اور پھر جہنم میں پھینک کر کہا جائیگا۔ کہ یہ وہ مقام غضب و سخط ہے۔ جس کا تم انکار کرتے تھے۔ یہاں ہر نوع کی تکلیف کا سامنا ہے۔ اور ہر قسم کے دکھ برداشت کرنا ہے۔ یہاں کھانے کو زقوم ملے گا۔ اور پینے کو کھولتا ہوا پانی۔ (عقائد الله)

حل لغات

الدہان۔ نری یا سرخ چمڑے کو کہتے ہیں۔ اور روغن زیتون کی تلچھٹ کو بھی۔

دہان کا کپڑا ... جمع ... بپیشانی کے بال ... حمیم۔ ... آن۔ نہایت گرم

۴۶- وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۚ

۴۷- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○

۴۸- ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ۚ

۴۹- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○

۵۰- فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ ۚ

۵۱- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○

۵۲- فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ۚ

۵۳- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○

۵۴- مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۚ

۵۵- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○

۵۶- فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

۴۶- اور اُس شخص کیلئے جو اپنے رب کے سامنے ہونے سے ڈرا دو باغ ہیں ○ [۱]

۴۷- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ○

۴۸- ان دونوں میں بہت سی شاخیں ہیں ○

۴۹- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ○

۵۰- ان دونوں باغوں میں دو نہریں جاری ہیں ○

۵۱- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ○

۵۲- ان دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہیں ○

۵۳- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ○

۵۴- ایسے بچھونوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے جن کے استر تافتے کے ہونگے اور دونوں باغوں [۲] کا میوہ جھک رہا ہوگا ○

۵۵- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ○

۵۶- اُن باغوں میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں۔ ان جنتیوں سے

خوف کے معنے

۱ خوف کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ بندہ اپنے مقام و موقف کو پہچانے۔ اور اللہ کے جلال و جبروت کے مقابلہ میں اپنے کو نہایت ذلیل اور حقیر جانے۔ اور خشیت و اتقا کے جذبات سے دل کو معمور رکھے۔ ایسے شخص کے لئے عقبیٰ اور آخرت میں دو نوع کے آرام میسر ہوں گے۔ روح کا آرام اور جسم کا آرام اور اس تناسب سے اس کو جنتیں بھی دو ہی ملیں گی۔ ایک میں جسم کی تسکین و طمانیت کا سامان ہوگا۔ اور دوسری میں روحانیت کی تکمیل کا۔ اور یا پھر اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ایک جنت تو اس کو اعمال کے بدلے میں ملے گی۔ اور دیگر بطور احسان کے۔

دورِ عیش کا آغاز

۲ جنت نام ہے۔ پوری آسودگی اور کامل عیش کا۔ اور ایسی جگہ کا جہاں ہر آن اللہ کے فضل کی بارش ہوتی ہے۔ اور انسان کو ہر نوع کے انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ یہ مقام ہے، اللہ کی رحمت اور عفو کا۔ یہ ٹھکانا ہے۔ ایسے لوگوں کا جنہوں نے اللہ کی رضا کے لئے ہر جذبہ کو ٹھکرایا ہے۔ اور تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کیا ہے۔ جنہوں نے مال و دولت کی پرواہ نہیں کی۔ اور فقر میں استغنا کا ثبوت دیا ہے۔ (رباعی صفحہ ۷۸، ۱۲۷ پر)

حل لغات:۔ اَفنان۔ فنن کی جمع ہے۔ بمعنی شاخیں۔ اِستبرق۔ موٹا اور دبیز ریشم۔ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ۔ مسّ۔ جماع۔

إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝

۵۷- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۵۸- كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝

۵۹- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۶۰- هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝

۶۱- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۶۲- وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ۝

۶۳- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۶۴- مُدْهَامَّتَانِ ۝

۶۵- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

۶۶- فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ۝

۶۷- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

پہلے کوئی آدمی اور جن ہم بستر نہیں ہوا ۝

۵۷- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۵۸- اور وہ ایسی ہیں جیسے یاقوت اور مونگا ۝

۵۹- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۰- نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں ۝

۶۱- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۲- اور ان دو باغوں کے سوا اور دو باغ ہیں ۝

۶۳- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۴- دونوں باغ نہایت گہرے سبز سیاہی مائل ہیں ۝

۶۵- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۶- ان باغوں میں دو چشمے اُبل رہے ہیں ۝

۶۷- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷۷، جنہوں نے روح کی تسکین کیلئے جسم کی تذلیل کی ہے۔ اور مظاہر وجودیت میں اپنا سب کچھ اس کی راہ میں صرف کیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے اب رَوحِ عیش وتقریب ہے۔ ان لوگوں سے کہا جائے گا۔ کہ وہ آلام ومصائب کا وقت گزر چکا۔ اب اللہ کے فضل وکرم کا دور دورہ ہے۔ آؤ اور اس کی رحمتوں سے فیضیاب ہو۔

فرمایا۔ جنت میں جو میوے ہوں گے۔ وہ جھکے ہوں گے۔ اور اہل جنت کے قریب تر ہوں گے۔ اس طرح کہ جہاں انہوں نے کسی پھل کے لئے خواہش کی۔ درخت کی شاخیں پھلوں اور میووں سے لدی ہوئی ان کی جھولی میں آ رہیں گی۔ نہ جھکنے کی زحمت ہے۔ اور نہ انتظار کی تکلیف۔ یہ عجیب لطیفہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں بے نیاز ہیں۔ عقبیٰ میں بھی اللہ ان کی شان بے نیازی کو قائم رکھے گا۔ (حاشیہ صفحہ ہٰذا)

جنت کی عورتیں

ف یعنی وہاں جن عورتوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔ وہ اتنی باحیا اور باعصمت ہوں گی۔ کہ ان کی نگاہیں صرف اپنے خاوند تک محدود رہیں گی۔ وہ دوسروں کو پیار ومحبت کی نظروں سے نہ دیکھیں گے۔ اور نہ دوسروں کو چاہیں گی۔ یہ ان حوران جنت کی تعریف میں ہے۔ اور نسوانی سیرت کا صحیح معیار بھی یہی ہے۔ ایک عورت کی سچی تعریف یہ نہیں ہے۔ کہ اس کا حسن دلفریب ہو۔

(باقی صفحہ ۱۲۷۹ پر)

حلِ لغت

مُدْهَامَّتٰنِ ۔ گہرے سبز۔

نَضَّاخَتٰنِ ۔ اُبلتے ہوئے۔

۶۸- فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۝
۶۸- ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں ۝

۶۹- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝
۶۹- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟

۷۰- فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ۝
۷۰- ان باغوں میں خوبصورت نیک عورتیں ہیں ۝

۷۱- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝
۷۱- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ۝

۷۲- حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۝
۷۲- گورے رنگ کی ہیں جو خیموں میں رکی بیٹھی ہیں ۝

۷۳- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝
۷۳- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ۝

۷۴- لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝
۷۴- ان سے پہلے کوئی آدمی اور جن ان سے ہمبستر نہیں ہوا ۝

۷۵- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝
۷۵- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ۝

۷۶- مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝
۷۶- سبز قالینوں اور قیمتی نفیس چاندنیوں کے فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں ۝

۷۷- فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝
۷۷- پھر تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ ۝

۷۸- تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝
۷۸- تیرے رب کا نام بزرگی اور تعظیم والا بڑی برکت والا ہے[ف] ۝

حاشیہ صفحہ ۱۲۷۸ :-

ف اس کی محبت صرف خاوند کے دل تک محدود ہو۔ اور وہ اپنی اداؤں کے ساتھ صرف اپنے آقا کی نظروں میں محبوب ہو۔ یاقوت و مرجان کے ساتھ تشبیہ دینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ تندرست اور خوبصورت ہونگی۔ اور سرخ و سفید رنگ والی ہوں گی۔

ف جنت نتیجہ ہے۔ احسان کا۔ یعنی خلوص کا۔ فدویت کا۔ اور ایثار کا۔ جب بندے اس کی منشاء کے مطابق تمام آسودگیوں کو چھوڑ دیں گے۔ اور آرام اور راحت کو ترک کر دیں گے۔ تو آقا بھی ان کے لئے ہر نوع کے سامان عیش کو مہیا کریگا۔ اور انکو خوش رکھے گا۔ اور بتائے گا۔ کہ اس پر بھروسہ کرنا بالکل جائز اور درست ہے۔

ف برکت کے معنے عربی میں یمن ہیں۔ دوام و ثبوت۔ فیوض۔ اور علوم و ارتفاع۔ اور اللہ کی نسبت جب کہا جائے گا۔ کہ وہ بابرکت ذات ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ خود دائمی ہے۔ اس کے فیوض روحانیت دائمی ہیں۔ اور وہ کائنات سے بائین اور بلند ہے۔

حل لغات

خَيْرَاتٌ۔ یعنی وہ عورتیں صورت اور سیرت کے لحاظ سے دنیا کی عورتوں سے کہیں بہتر و اعلیٰ ہونگی۔ انکے ہر کام میں حسن نمایاں ہوگا۔ ہر عادت میں نیکی اور خوش سگالی کا اظہار ہوگا۔ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ۔ کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ ناز و نعمت کی زندگی بسر کریں گی۔ اور عزت و وقار کے ساتھ خیموں میں رہیں گی۔ رَفْرَفٍ۔ بہتر بچھونا۔ سبز فرش بچھونا۔

عَبْقَرِيٍّ۔ نادر و عجیب۔

آیاتہا (۹۶) (۵۶) سُورَۃُ الْوَاقِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۴۶) رکوعاتہا (۳)

(۵۶) سُورۃ واقعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

۱- اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۞

۱- جب ہونے والی ہو پڑے گی ۞

۲- لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۞

۲- اس کے ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں ۞

۳- خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۞

۳- وہ پست اور بلند کر دینے والی ہے ۞

۴- اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۞

۴- جب زمین کپکپا کر لرزنے لگے ۞

۵- وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۞

۵- اور پہاڑ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ۞

۶- فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۞

۶- پھر اڑتا ہوا غبار ہو جائیں ۞

۷- وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۞

۷- اور تم آدمی تین قسم کے ہو جاؤ ۞

۸- فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۞

۸- پھر داہنی طرف والے۔ کیا ہیں داہنی طرف والے! ۞

۹- وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۞

۹- اور بائیں طرف والے کیا ہیں بائیں طرف والے! ۞

سُورۃ الواقعۃ

۱ قرآن حکیم میں قیامت کے مختلف نام آئے ہیں۔ کہیں اس کو الساعۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہیں القارعۃ کہا گیا ہے۔ کبھی الحاقۃ سے موسوم ہے۔ اور کبھی الواقعۃ کی صفت سے متصف۔ کیونکہ اصل غرض یہ ہے کہ اس کے مختلف پہلوؤں کو روشن کیا جائے۔ اس لحاظ سے کہ اس کے آنے کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ الساعۃ ہے۔ یعنی متعین گھڑی۔ اور اس لحاظ سے کہ وہ عالم وجود میں ہلچل مچانے والی ہے۔ القارعۃ ہے۔ اسی نسبت سے کہ اس کا تحقق مقدرات میں سے ہے۔ الحاقۃ کہا جاتا ہے۔ اذا وقعت کے معنے یہ ہونگے۔ کہ یہ حقیقت خارج میں ضرور واقع ہوگی۔ اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ فرمایا۔ جب یہ گھڑی آ موجود ہوگی۔ تو اس وقت کتنی اکڑی ہوئی گردنیں جھک جائیں گی۔ اور کتنی جھکے ہوئے سر بلند ہو جائیں گے۔ جو لوگ دنیا کے مال و منال میں مست تھے۔ جو آنکھ اٹھا کر بھی حق و صداقت کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔ کبر و غرور میں ہر چیز کو بھول چکے تھے۔ چاہتے تھے۔ کہ یوں ہی عشر بپا ہو۔ اور جنہیں اس طرح کی مسند عزت و غرور کے قدم نہیں۔ وہ ذلیل اور رسوائی کی حالت میں سرنگوں اللہ کے حضور میں کھڑے ہونگے۔ ان کا سارا غرور اور ناز خاک میں مل جائے گا۔ اور ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اللہ کے ہاں سرفرازی ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو دل کے عاجز ہیں۔ جن کی طبیعت میں سچائی کی تربیت کی استعداد ہے۔ اور جنکو دنیا میں نہایت ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ جنکو ہدف مذاق بنایا جاتا تھا۔ جن کی مخالفت کی جاتی تھی۔ جن کو زندگی کی تمام آسودگیوں سے محروم سمجھا جاتا تھا۔ جن کے متعلق یہ کہا جاتا تھا۔ کہ ان میں ارتقاء اور ترقی کی اصلاً کوئی صلاحیت موجود نہیں۔ اور جنکو جنون اور خلل دماغ کے عارضے سے متہم کیا جاتا تھا۔ آج ان کا مقام بلند ہوگا۔ یہ کامیاب ہونگے۔ اور ان کو خدا کی رضا کا مقام میسر ہوگا۔ آج یہاں لوگوں میں سے ہونگے۔ جن میں تر و تازہ اور پاکیزہ ترین روح ہوتی ہے۔ آج ان کا شمار ان حضرات میں ہے۔ جن کی نگاہیں دور رس تھیں۔ جنہوں نے دنیا میں رہ کر عقبیٰ کی اہمیت کے متعلق صحیح رائے قائم کی۔

حلِ لغات

رَجًّا۔ تزلزل پیدا کرنا۔

بَسًّا۔ ریزہ ریزہ کرنا۔

هَبَآءً۔ غبار۔

۱۰- وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝

۱۱- اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

۱۲- فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝

۱۳- ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۝

۱۴- وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۝

۱۵- عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝

۱۶- مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ۝

۱۷- یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝

۱۸- بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ ۙ۬ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝

۱۹- لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ۝

۲۰- وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ۝

۲۱- وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ۝

۱۰- اور جو آگے بڑھنے والے ہیں، تو آگے بڑھنے والے ہی ہیں ۝

۱۱- وہی لوگ مقرب ہیں ۝

۱۲- نعمت کے باغوں میں ۝

۱۳- پہلوں میں سے ایک انبوہ ہے ۝

۱۴- اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے ۝

۱۵- جڑاؤ تختوں کے اوپر ۝

۱۶- اُن کے آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں ۝

۱۷- سدا رہنے والے لڑکے اُنکے پاس لئے پھرتے ہیں ۝

۱۸- آبخورے اور کوزے اور نتھری شراب کے پیالے ۝

۱۹- اُس سے دردسر نہ ہوگا اور نہ بکواس لگے گی ۝

۲۰- اور میوے جیسے وہ پسند کریں ۝

۲۱- اور پرندوں کا گوشت، جس قسم کا چاہیں ۝

فرمایا۔ اعمال کے لحاظ سے آخرت میں انسانوں کے تین درجے ہونگے ایک تو وہ جو صاحبِ یمن و سعادت ہوں گے۔ ان کو داہنی طرف رکھا جائیگا۔ دوسرے وہ جن کے حصہ میں نحوست و بدبختی آئے گی۔ ان کو بائیں طرف جگہ دی جائے گی۔ تیسرے گروہ والے سابقین میں سے ہوں گے یعنی ہر خیر و برکت کی بات میں آگے۔ ہر نیکی کی طرف سبقت کرنے والے۔ اور ہر اصلاح و تقوٰی کے معاملہ میں پیش رو۔ یہ لوگ اللہ کے مقرب ہوں گے، ان کے درجے بلند ہونگے۔

اہلِ جنّت کی زندگی

دنیا میں جو لوگ اپنی خواہشاتِ نفس پر ضبط و اقتدار رکھتے ہیں اور اپنے تمام رجحانات، اقتضاء اللہ کے تابع کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے وہاں کامل سلطانی تعیش فراہم ہوگا۔ گویہ بتایا جائیگا۔ کہ اگر دنیا میں تم لوگ ان لذات کو چھوڑ دو۔ اور صرف ان قدروں کے درپے رہو۔ جن کا حصول جسم اور روح کی مسرتوں میں اضافہ کر دینے کا باعث ہو سکتا ہے۔ تو یہ سب چیزیں تمہیں فراوانی اور کمال کے ساتھ یہاں ملیں گی۔ چنانچہ یہ دیکھو۔ کہ دنیا میں شراب ممنوع اور حرام ہے۔ کیونکہ یہاں یہ نقص ہے۔ تمہارے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے نہیں بدحواس بنا دیتی ہے۔ تمہارے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرتی ہے۔ اور معاصی پر آمادہ کرتی ہے۔ اور مضر بھی ہے۔ اس کے استعمال سے اعضاء میں ڈھیل اور ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ دل، جگر اور معدہ میں قوتِ حیات باقی نہیں رہتی۔ وہ ضعیف اور تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ مگر وہاں جو شراب ملے گی۔ وہ ان تمام نقوص اور تکدرات سے پاک ہوگی۔ اس کو تم آبخوروں اور آفتابوں میں پیو گے۔ قدحوں کے قدحے چڑھا جاؤ گے مگر ذرا تکلیف محسوس نہ ہوگی۔ نہ یہ ہوگا۔ کہ عقل درست نہ رہے۔ شراب کے ساتھ عمدہ گوشت حسب ذوق ہے گا۔

حلِ لغت

اَزْوَاجًا۔ اقسام۔

ثُلَّةٌ۔ جماعت۔ گروہ۔

مَوْضُوْنَةٍ۔ بُنے ہوئے۔ اَكْوَابٍ۔ ٹونٹی کے بغیر۔

آبخورہ۔ اَبَارِیْقَ۔ اس کا واحد اِبْرِیْقٌ آفتابہ۔

كَاْسٍ۔ شراب سے معمور قدح۔

٢٢- وَحُورٌ عِينٌ ۝

٢٢- اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ۝ ف۱

٢٣- كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝

٢٣- جیسے چھپے ہوئے موتی ۝

٢٤- جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

٢٤- یہ اُن کے اعمال کا بدلہ ہے ۝

٢٥- لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝

٢٥- وہاں بے ہودہ گفتگو اور گناہ کی بات نہ سنیں گے ۝

٢٦- إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝

٢٦- مگر ایک بولنا سلام سلام ۝

٢٧- وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝

٢٧- اور داہنی طرف والے۔ کیا ہیں داہنی طرف والے ۝

٢٨- فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ ۝

٢٨- بیریوں میں رہیں گے۔ جن میں کانٹے نہ ہوں گے ۝

٢٩- وَطَلْحٍ مَنْضُودٍ ۝

٢٩- اور تہ بر تہ کیلوں میں ۝

٣٠- وَظِلٍّ مَمْدُودٍ ۝

٣٠- اور لمبے سایہ میں ۝

٣١- وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ ۝

٣١- اور اوپر سے گرتے ہوئے پانی میں ۝

٣٢- وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝

٣٢- اور بہت میووں میں ۝

٣٣- لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝

٣٣- جو نہ کبھی ختم ہونگے اور نہ بند کئے جائیں گے ۝

ف۱
اور گوری چٹی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ان کی۔ محفوظ موتیوں کی مانند روشن اور تابندہ انکی رفاقت میں تم تسکین و طمانیت کی پوری لذتوں کو محسوس کرو گے۔ وہاں اس فضائے رنگ و بو میں کوئی بیہودہ بات نہیں ہوگی۔ اور نہ گناہ کا ارتکاب کیا جائے گا۔ نفوس انسانی اس درجہ ترقی کر جائیں گے اور درجہ مہذب و شائستہ ہو جائیں گے۔ کہ باوجود ان نعمتوں کی فراوانی کے۔ باوجود شراب و کباب اور شغل ناؤ نوش کے کوئی ایسی حرکت ان بندوں سے سرزد نہ ہوگی۔ جو آداب مے خانہ کے منافی ہو غرض یہ ہے۔ کہ انہیں چیزوں کی وجہ سے تم لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہو۔ اور انہیں چیزوں کی ہوس تمہیں اس کی خوشنودی سے محروم رکھتی ہے۔ اگر تم اس کی اطاعت کرو گے۔ اور اس کے حکموں پر چلو گے۔ تو یہ سب چیزیں وہاں زیادہ مقدار میں زیادہ کیفیات کے ساتھ ملیں گی۔

حوران جنت کے متعلق فرمایا۔ کہ ہم نے انہیں خاص پاکبازوں کی تسکین خاطر کے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ معصوم حسن کی مالک ہوں گی۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم سن اور ہم ذوق ہوں گی گویا اس دنیا میں بھی ازدواجی زندگی کا معیار یہ ہے۔ کہ رفیقہ حیات بھی نسوانی اوصاف سے آگاہ ہو۔ اور سن و سال اور ذوق و وجدان کے لحاظ سے تفاوت نہ ہو۔

حل لغات

سِدْرٍ - بیری ۔
مَخْضُودٍ - وہ درخت جس کے کانٹے چھانٹ دیئے گئے ہوں۔
طَلْحٍ - کیلا ۔

۳۴- وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ○ — ۳۴- اور اونچے بچھونوں میں ○

۳۵- اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ○ — ۳۵- عورتوں کو ہم نے ایک اٹھان پر اٹھایا ہے ○

۳۶- فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ○ — ۳۶- پھر ہم نے انہیں کنواریاں بنایا ○

۳۷- عُرُبًا اَتْرَابًا ○ — ۳۷- شوہروں کی پیاری ہم عمر بنایا ○

۳۸- لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ — ۳۸- داہنی طرف والوں کے لئے ○

۳۹- ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ○ — ۳۹- انبوہ ہے پہلوں میں سے ○

۴۰- وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ○ — ۴۰- اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے ○

۴۱- وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ○ — ۴۱- اور بائیں طرف والے کیا ہیں بائیں طرف والے؟ ○

۴۲- فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ○ — ۴۲- گرم ہوا اور کھولتے پانی میں ○

۴۳- وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ○ — ۴۳- اور کالے سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ○

۴۴- لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ○ — ۴۴- جو نہ ٹھنڈا ہے اور نہ عزت والا ○

۴۵- اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ○ — ۴۵- یہ لوگ اس سے پہلے آسودہ تھے ○

ان آیات کے بعد اہل جہنم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ کہ یہ دنیا میں صرف کام و دہن کی لذتوں میں کھوئے رہے۔ انہوں نے زندگی کا نصب العین صرف یہ قرار دے لیا۔ کہ ان عارضی مسرتوں کے لئے دوڑ دھوپ اختیار کی جائے۔ یہ حقیقت کو بھول گئے۔ انہوں نے روح کی ضرورتوں کو فراموش کر دیا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج یہ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہیں۔

اہل جہنم کے اوصاف

اہل جہنم والوں کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ ان لوگوں نے مال و دولت کے نشہ میں حق و صداقت کے پیغام کو ٹھکرایا ہے اور اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تعلقات زندگی سے نوازا ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو جب سمجھاتے ہیں، تو وہ استہزاء کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کیا اللہ کو تم ایسے قلاش ہی نعمائے کے لئے منتخب کرتے تھے۔ کیا ہمارے سوا اس کو اور لوگ نہیں ملتے تھے۔ جن کو وہ ایمان کی سعادتوں سے بہرہ مند کرتا۔ ان لوگوں کے نزدیک مالدار ہو لینے کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ حق و روح کی تمام فضیلتیں بھی ان کو حاصل ہوں۔ حالانکہ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس نوع کے آسودہ لوگ یک قلم حق کی پذیرائی سے محروم رہتے ہیں۔ اور ان میں غور و فکر کی بہت کم صلاحیت باقی رہتی ہے۔

حل لغات

اَبْکَارًا۔ کنواریاں۔

عُرُبًا۔ محبوبہ۔

اَتْرَابًا۔ ہم سن۔ ہم ذوق۔

یَحْمُوْمٍ۔ سیاہ دھواں۔

وَلَا کَرِیْمٍ۔ اور نہ مفید اور نہ فرحت بخش۔

۴۶- وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ ○

۴۶- اور اس بڑے گناہ (شرک) پر اڑے رہتے تھے ○

۴۷- وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَئِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○

۴۷- اور کہتے تھے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے ○

۴۸- أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ○

۴۸- کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی اٹھائے جائیں گے ○

۴۹- قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ○

۴۹- تو کہہ اگلے اور پچھلے سب ○

۵۰- لَمَجْمُوعُونَ إِلَى مِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ○

۵۰- روز مقررہ وقت پر ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ○

۵۱- ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ○

۵۱- پھر بیشک تم اے جھٹلانے والے گمراہو ○

۵۲- لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ ○

۵۲- سینڈ کے درخت سے کھاؤ گے ○

۵۳- فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ○

۵۳- پھر تم اس سے پیٹ بھرو گے ○

۵۴- فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ○

۵۴- پھر اس پر کھولتا پانی پیو گے ○

۵۵- فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ○

۵۵- پھر ایسے پیو گے جیسے تونسے ہوئے اونٹ پانی پیتے ہیں ○

۵۶- هَذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ○

۵۶- انصاف کے دن یہ ان کی مہمانی ہے ○

ف جہنمی لوگوں کے متعلق دوسرا الزام یہ ہے کہ یہ توحید کے اقرار سے معرا تھے۔ ایک خدا کے سامنے نہیں جھکتے تھے۔ بلکہ اپنے اس مسلک پر مصر تھے۔ ان کو ہر چند دلائل سے قائل کیا جاتا۔ کہ شرک و کفر کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔ اور منطقی طور پر اس عقیدہ کے حق میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن یہ برابر اس تاریکی میں بڑھتے چلے جاتے۔ اور مسلمانوں کو چڑاتے کے لئے بتوں کی پوجا کرتے۔ پھر ان کا یہ عقیدہ بھی تھا۔ کہ جو کچھ ہے یہی زندگی ہے۔ مرنے کے بعد حشر و نشر کا عقیدہ دور از عقل ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ جب ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں۔ اور صرف بوسیدہ ہڈیاں رہ جائیں تو اس وقت ہم کو اور ہمارے آباء و اجداد کو قبروں میں سے اٹھا کھڑا کیا جائے۔ فرمایا۔ اس میں قطعاً استبعاد کی کوئی بات نہیں۔ تم سب پہلے اور پچھلے جمع کئے جاؤ گے۔ اور ایک وقت مقررہ پر خدا کے حضور میں پہنچ گئے جاؤ گے جزا کے متعلق تصریح فرمائی۔ کہ دنیا میں تو کلمہ دعوت کی توضیح کیلئے انہوں نے سچائی کو چھوڑ دیا تھا اور یہاں ان کو جو کچھ ملے گا۔ وہ قطعی ان کے ناگوار ہوگا۔ یہاں یہ زقوم کھائیں گے۔ اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر پیاسے اونٹوں کی طرح پانی کے ساتھ کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔ اس وقت کہا جائیگا۔ کہ آج یہی تمہاری مہمانی ہے۔ کھاؤ۔ اور برداشت کرو۔

حل لغات۔ یُصِرُّونَ۔ اصرار کیا کرتے تھے۔ الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ۔ بڑا گناہ۔ زَقُّوْمٍ۔ ایک نہایت تلخ درخت کا نام ہے جس کو ہندی میں تھوہڑ کہتے ہیں سو دوزخ میں ایک درخت ہے جو دوزخیوں کی خوراک ہوگا۔ الْھِیْمِ۔ پیاسے اونٹ۔ نُزُلُھُمْ۔ مہمانی۔ دعوت۔ بعد حشر و دوزخ قائم ہے۔

۵۷- نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ○

۵۷- ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تم سچ کیوں نہیں مانتے؟ ○

۵۸- اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○

۵۸- بھلا دیکھو، تو تم جو منی ٹپکاتے ہو ○

۵۹- ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○

۵۹- تم اسکو پیدا کرتے ہو یا ہم اسکے پیدا کرنیوالے ہیں؟ ○

۶۰- نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ○

۶۰- ہم نے تم میں موت کا مقدور (مقرر) کیا، اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ○

۶۱- عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

۶۱- کہ تمہاری مانند اور قوم بدل لائیں اور تمہیں اس جہان میں اٹھا کھڑا کریں جسے تم نہیں جانتے ○

۶۲- وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

۶۲- اور تم پہلی پیدائش جان چکے ہو۔ پھر کیوں نصیحت پذیر نہیں ہوتے ○

۶۳- اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ○

۶۳- بھلا دیکھو جو تم بوتے ہو ○

۶۴- ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○

۶۴- اُسے تم اُگاتے ہو یا ہم اُگانے والے ہیں؟ ○

۶۵- لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ○

۶۵- اور اگر ہم چاہیں تو اُسے چُورا چُورا کر دیں، پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ ○

ف نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ سے غرض یہ ہے۔ کہ موت کو بتقاضائے مصلحت وحکمت کے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ صرف عدم استعداد حیات کا نام نہیں ہے۔ اور یہ محض بخت و اتفاق ہے۔ اور نہ یہ درست ہے۔ کہ یہ اس کی ربوبیت کا نقص ہے۔ بلکہ اس کی تخلیق کائنات کے لئے ضروری ہے۔ اس کو پیدا کرنے سے مقصود یہ ہے۔ کہ خدا کسی بات سے عاجز نہیں ہے۔ وہ چاہے تو بڑے بڑے متکبروں کو آن واحد میں موت کی آغوش میں سلا دے۔ پھر جس خدا نے زندگی کی پُرلطف گھڑیوں کو سکرات موت میں تبدیل کر دیا ہے۔ وہ اس موت کو دوبارہ زندگی کے ساتھ بدل سکتا ہے۔

سطحی واقعات اور پُراثر نصیحت

ف قرآن حکیم میں یہ خوبی ہے۔ کہ اس میں ہر نوع کے ذہنوں کے لئے دلائل ہیں۔ اور ہر مذاق کے افراد کے لئے سامان تسکین ہے۔ یہ عقلاء اور اولو الشعور کو بھی مخاطب کرتا ہے۔ اور عوام کو بھی۔ اس میں عمیق اور دقیق فکر و غور کی باتیں بھی ہیں۔ اور سطحی واقعات سے استدلال بھی۔ غرض یہ ہے۔ کہ ان کا کوئی طبقہ بھی اس سے محروم نہ رہے۔ اور یہ کوئی نہ سمجھے۔ کہ یہ کتاب ہمارے لئے نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ضمن میں ان لوگوں کے لئے جو زیادہ دانائی سے بہرہ ور نہیں ہیں۔ اور جن کی نظر صرف معمولی واقعات معمولی واقعات و حقائق تک محدود رہتی ہے چند فطرت کے مظاہر بیان کئے ہیں۔ جو اس کی مہربانی اور شفقت پر دلالت کناں ہیں۔ اور جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کائنات کے پس پردہ کوئی نہایت رحیم اور شفیق ذات کارفرما ہے۔ فرمایا۔ یہ بتلاؤ۔ کہ تم جو زمین میں بوتے ہو۔ اسکو ہم اگاتے ہیں یا تم اگاتے ہو۔ ہم اگر پیداوار کو چورا چورا کر دیں۔ تو تم تعجب اور حیرت کا اظہار نہیں کرتے۔ (باقی صفحہ ۱۲۸۶ پہ)

۶۶- إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ○

۶۶۔ کہ ہم تو قرضدار رہ گئے ○

۶۷- بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ○

۶۷۔ بلکہ ہم بے نصیب ہو گئے ○

۶۸- أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ○

۶۸۔ بھلا دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو ○

۶۹- أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ○

۶۹۔ کیا تم نے اُسے بادل سے اُتارا ہے۔ یا ہم اُتارنے والے ہیں؟ ○

۷۰- لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ○

۷۰۔ اگر ہم چاہیں تو اُسے کھارا کر دیں۔ پھر تم کیوں شکر نہیں کرتے ○

۷۱- أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ○

۷۱۔ بھلا دیکھو تو آگ جو سُلگاتے ہو ○

۷۲- أَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ○

۷۲۔ کیا اس کا درخت تم نے پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں؟ ○

۷۳- نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ○

۷۳۔ ہم نے وہ درخت نصیحت بنایا ہے اور مسافروں کے فائدہ کے لئے بنایا ○

۷۴- فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ○

۷۴۔ سو تو اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے۔ پاکی بیان کر ○

۷۵- فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ○

۷۵۔ پھر میں تاروں[۱] کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں ○

۷۶- وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ○

۷۶۔ اور اگر تم جانو تو یہ بڑی قسم ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۲۸۵

اور یہ نہیں کہتے۔ کہ ہم پر تاوان پڑ گیا۔ اور ہم بکلی محروم رہ گئے۔ اور یہ پانی جو تم پیتے ہو۔ اس کو ہم نازل کرتے ہیں۔ یا تم نازل کرتے ہو۔ اگر ہم اس کو کھاری یا کڑوا کر دیں۔ تو تم کو کس درجہ تکلیف ہو۔ تم کیوں خدائے رحمان کا شکر ادا نہیں کرتے۔ آگ کے فوائد ملاحظہ کرو۔ تم اس کو سلگاتے ہو۔ اور یہ نقصان کھانے اس سے تیار کرتے ہو۔ کیا اس کے لئے ایندھن کو تم نے پیدا کیا ہے۔ یا ہم نے؟ یا اور کہو ہم نے جنگلوں میں اس کے لئے لکڑیاں پیدا کی ہیں۔ تاکہ تم ہماری نعمتوں کے سلسلہ میں شکر گذاری کرو۔ اور مسافرت کے عالم میں ان سے استفادہ کرو۔ کیا ان حالات میں یہ زیبا ہے۔ کہ ایسے خدا کو چھوڑ کر جو تمہاری روزمرہ کی ضروریات کو مہیا کرتا ہے۔ تم ایسے معبودوں کی پرستش کرو۔ جن کا تمہاری عملی زندگی میں کوئی ساجھا نہیں۔ یہ کتنے سادہ واقعات ہیں۔ اور کتنا مؤثر تبصرہ

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[۱] نجوم سے مراد یہاں حصص قرآن ہیں۔ اور مواقع تعبیر ہے نزول سے۔ اور اس چیز کو بطور استشہاد اور استدلال کے پیش فرمایا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ یہ بہت بڑی گواہی ہے۔

یعنی تم لوگ اگر اس حقیقت پر غور کرو۔ کہ کیونکر قرآن نے آہستہ آہستہ دلوں میں اپنی جگہ بنالی ہے۔ اور کیونکر اس کو قبول عام کی نعمت میسر ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کی شدید مخالفت کی گئی۔ اور سخت ترین عداوت اور بغض کا اظہار کیا گیا۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ محض اس لئے کہ یہ قرآن وصف کرم سے متصف ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے۔ اور باعث برکت و سعادت ہے۔

حل لغت

مُغْرَمُوْنَ۔ غرم سے ہے۔ بمعنی تاوان۔

تُوْرُوْنَ۔ ایراء سے ہے۔ جس کے معنے آگ پیدا کرنے کے ہیں۔

۷۷- اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ○
۷۷- بے شک یہ قرآن ہے عزت والا ○

۷۸- فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ○
۷۸- چھپی ہوئی کتاب میں لکھا ہوا ہے ○

۷۹- لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ○
۷۹- اُسے وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں ○

۸۰- تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
۸۰- جہان کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے ○

۸۱- اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ○
۸۱- اب کیا تم اس بات میں سستی کرتے ہو ○

۸۲- وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ○
۸۲- اور تم اپنا یہ حصہ ٹھہراتے ہو کہ اُسے جھٹلاتے ہو ○

۸۳- فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ○
۸۳- پھر کیوں نہیں جب جان گلے میں پہنچتی ہے ○

۸۴- وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ○
۸۴- اور تم اس وقت دیکھتے ہو ○

۸۵- وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○
۸۵- اور ہم اسکی طرف تم سے زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ○

۸۶- فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ○
۸۶- پھر اگر تم کسی کے حکم میں نہیں ہو تو کیوں نہیں ○

۸۷- تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
۸۷- اس روح کو پھیر لیتے۔ اگر سچے ہو ○

۸۸- فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○
۸۸- پھر اگر وہ مقربوں میں سے ہے ○

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔ سے غرض یہ ہے۔ کہ جس طرح لوح محفوظ میں فرشتے اس کی حفاظت اور نگرانی پر مقرر ہیں۔ اسی طرح اس دنیا میں ایسی جماعت کے بینے اس کے علوم و معارف کی روشنی سے منور ہوتے ہیں۔ جو پاکباز ہوتے ہیں۔ تاریک اور فسق و فجور سے معمور دلوں میں اسکی کرنیں نہیں پہنچتیں۔ فرمایا۔ تمہاری یہ کتنی بدبختی اور محرومی ہے۔ کہ تم اس پاک کلام کو تسلیم کرنے میں تامل کرتے ہو۔ اور تم نے یہ ٹھان لی ہے۔ کہ بہر حال اس کی مخالفت کرو گے۔

جب ظاہر کی آنکھیں بند ہونگی

یعنی گو یہ اس وقت حقائق کو بلا تکلف جھٹلا دیتے ہیں۔ اور نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی سے واقعات کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ مگر جب یہ زندگی کے لمحات ختم ہونے کو ہوتے ہیں جب روح اس کی کسمپرسی میں گھبرا جاتی ہے۔ اور تنہا ہو جاتی ہے۔ جب حیات کی امیدیں منقطع ہوتی ہیں۔ اور جب سکرات موت طاری ہوتا ہے۔ اس وقت یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہم اللہ کے نزدیک ہیں۔ اور وہ سب باتیں درست ثابت ہیں۔ جن کا اظہار غریب کی زبان سے ہوتا تھا۔ تو اس وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک واضح اور مستحکم عقیدہ رکھیں گے۔ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ ہوگی۔ مگر یہ ایمان جو دیکھ کر اور محسوس کر کے پیدا ہو معتبر نہیں۔ معتبر وہ ایمان ہے۔ جو ان دیکھے ہو اور زندگی کے خوشگوار لمحوں میں ہو۔ تاکہ اس کے بعد اعمال صالحہ کی تکمیل کا موقع مل سکے۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ جب ظاہر کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں تو عین اس وقت باطن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور وہ حقائق جو زندگی بھر اوجھل رہے تھے۔ اب ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ اگر تمہارے اعمال کی جانچ نہیں ہوگی۔ اور حشر و نشر محض ڈھکوسلہ ہے۔ تو پھر یہ کیسا نہیں ہوتا۔ کہ تم موت کے چنگل سے نکل جاؤ۔ اور جب روح پرواز کرنے لگے۔ تو تم اس کو روک لو۔ اگر موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ تو پھر منطقی طور پر موت ہی کی ضرورت کیا ہے۔ اور اگر یہ سارا ترتیب اسباب اور مقصدوں کے ماتحت نہیں ہے۔ اور نہ تمہاری منطق کے موافق ہے۔ تم چاہو یا نہ چاہو اس کا نزول بہر آئینہ تعقل اور یقینی ہے۔ کسی صورت میں بھی اس کے قابو سے خلاصی حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو پھر تمہیں اس تنبیہ کے بعد تا ب زندگی کے وہ حکم اٹھنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

حلِ لُغات: مَدِيْنِيْنَ ۔ غیر محسوب مدین کی جمع ہے اصل میں دین ہے جس کے معنے حساب اور بدلہ کے ہیں۔ فروح تم ۔ مسرت۔ آسائش۔ ہمنی۔

۶ ریحان۔ روزی۔ رزق۔

۸۹- فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○
۹۰- وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○
۹۱- فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○
۹۲- وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○
۹۳- فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○
۹۴- وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○
۹۵- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○
۹۶- فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○

۸۹- تو راحت اور روزی ہے[1] اور نعمت کا باغ ○
۹۰- اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے ○
۹۱- تو داہنے ہاتھ والوں کی طرف سے خاطر جمع رکھ ○
۹۲- اور اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے ○
۹۳- تو کھولتے ہوئے پانی سے مہمانی ہے ○
۹۴- اور دوزخ میں داخل ہونا ہے ○
۹۵- بیشک یہ بات جو ہے یہی لائق یقین کے ہے ○
۹۶- سو تو اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا ہے پاکی بیان کر ○

(۵۷) سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ (۹۴) — آیاتہا ۲۹ — رکوعاتہا ۴

(۵۷) سورۃ حدید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
۱- سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے ○

ف[1] ان آیات میں موت کے بعد زندگی کی تشریح فرمائی ہے۔ کہ اگر مرنے والا اللہ کے مقربین میں سے ہے۔ تو پھر اس کو بالکل بے خوف و خطر رہنا چاہیئے۔ اس کے لئے وہاں کامل مسرت اور بہترین زندگی ہے۔ اور جنت ہے۔ جو بجائے خود ضامن ہے۔ ہر فلاح و سعادت اور آسودگی و نعمت کی۔ اور اگر اس سے ذرا کم درجے میں ہے۔ تو بھی۔ چونکہ فرمانبردار عمل اور اطاعت شعاروں میں ہے۔ اس لئے بھی ہر خوف و ہراس سے سلامتی ہے۔ اور اگر ان لوگوں میں سے ہے۔ جنہوں نے دنیا میں حق و صداقت کے پیغام کو ٹھکرایا۔ اور اپنے لئے گمراہی اور ضلالت کی راہوں کو تجویز کیا ہے۔ تو پھر خیر نہیں ہے۔ ان لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا۔ کھولتے ہوئے پانی اور جہنم سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ اس لئے ابھی سے ان واقعات پر کامل یقین ہونا چاہیئے۔ اور اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کرنی چاہیئے۔ ورنہ نتیجہ سامنے ہے۔

سورۃ حدید

ف[1] سورۃ واقعہ کا اختتام اس آیت پر ہوا ہے۔ کہ پروردگار کی عظمت اور پاکی کا اظہار کرو۔ اور سورۃ حدید کی ابتداء یہ ہے۔ کہ کائنات کی ہر چیز عقلاً اپنی دائمی اطاعت شعاری سے اس کی حمد و تسبیح میں مصروف ہے۔ اور تمام اشیاء پر حقیقتاً اسی کا قبضہ اقتدار ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے۔ اور وہی موت طاری کرتا ہے۔ اور اس کے احاطہ قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اس لئے اگر تم لوگ زبان سے اس حقیقت کا اظہار نہیں کرتے۔ تو دیکھو۔ واقعہ تو یہی ہے۔ کہ تم عملاً اس کے بنائے ہوئے قانونوں کے سامنے جھکتے ہو۔

حل لغات

حق الیقین۔ اعتقاد کا وہ مقام جہاں شکوک نہ پیدا ہو سکیں۔

۲- لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

۲- آسمانوں اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے اور وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے ○

۳- هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

۳- وہ سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر ہے اور وہ ہر شے کو جانتا ہے ○ ف۱

۴- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

۴- اُسی نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ پھر تخت پر قرار پکڑا۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمانوں سے نازل ہوتا اور جو آسمان میں چڑھتا ہے۔ وہ سب جانتا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے ○

۵- لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○

۵- آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اُسی کی ہے۔ اور اللہ کی طرف سب کام پھیرے جاتے ہیں ○

۶- يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي

۶- رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا

خدا اوّل کیوں کر ہے؟

ف۱ خدا کی ایک صفت یہ بھی ہے۔ کہ وہ اوّل ہے۔ اور اس کو کائنات کی ہر چیز پر تقدم حاصل ہے۔ مگر قدیم حکماء کے لئے بڑی مشکل کا سامنا تھا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے۔ کہ اس تقدم کی نوعیت کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے عام طور پر تقدم کی پانچ قسمیں متعین کی ہیں۔

(۱) تقدم بالتاثیر۔ (۲) تقدم بالاحتیاج (۳) تقدم بالشرف

(۴) تقدم بالمرتبہ۔ (۵) اور تقدم بالزمان۔

اور پانچویں قسم کے تقدم کو تسلیم کر لینے میں انہیں عقلی مشکلوں کا ایک انبار نظر آتا تھا۔ اگر ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ وہ ذات بحد زماناً ہر شے سے مقدم ہے۔ تو خود اس جملے کا مفہوم کیا ہے۔ کیونکہ اس کو اوّل کہنا، یہ قرار زمانے کو مستلزم ہے۔ اور اس بات کا اقرار کرنا ہے۔ کہ اس وقت بھی زمانہ کا کوئی حصہ ایسا تھا جس کو آپ اوّل فرض کر رہے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے آپ خدا کو سب سے پہلے قرار دے رہے ہیں۔ ورنہ اس کا کچھ اور مفہوم ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سرگروہ عقلاء اسلام یعنی امام رازی نے بھی یہاں کامل تحیر کا اظہار کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہم یہ اجمال کی شکل میں تو تسلیم کرتے ہیں مگر تفصیلات کا سمجھنا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ خدا بھلا کرے۔ نظریہ اضافیت کے مصنف آئن سٹائن کا کہ جس نے اس الجھن کو دور کیا۔ اور اس حقیقت کو پالیا۔ اس نے کہا۔ کہ زمانہ کوئی ازلی اور ابدی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ تم سمجھتے ہو۔ بلکہ یہ تو محض ایک اضافی چیز ہے۔ اگر یہ اشیاء موجود نہ ہوں یا ان میں حرکت مفقود ہو جائے۔ تو زمانہ کا مفہوم ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا ازلاً اور ابداً موجود رہنا نہ صرف غیر ضروری ہے۔ بلکہ عقلاً باطل ہے۔ اس نظریہ نے زمان و مکان کے تصور کو اس درجہ بدل دیا ہے۔ کہ اب وہ پرانے اعتراضات وارد نہیں ہوتے۔ (باقی صفحہ ۱۲۹۰ پر)

حل لغات:- ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ پھر وہ عرش تدبیر و حکومت پر قرار پذیر ہوا۔ استویٰ کی تفصیل بحث کی متعلقات پر گزر چکی ہے خصوصاً اوّل جلد میں دیکھئے۔ مگر یہ ایک شان اور حقیقت ہے۔ صفت واقعی نہیں ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد پھر اس نے اپنے مرکز تدبیر شئون کی جانب توجہ مبذول فرمائی۔ اور عرش سے مقام تجلیات تخلیق ہے۔ اور مرکز کا لفظ فرمایا۔ یلج۔ ولوج سے ہے۔ ۳

۳ پیٹھنے داخل ہونا۔

الَّيْلِ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

۷- اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

۸- وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

۹- هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

۱۰- وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ

ہے۔ اور وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے ۝

۷- اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے جس میں اللہ نے تمہیں نائب کیا ہے۔ خرچ کرو۔ پھر جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کیلئے بڑا اجر ہے ۝

۸- اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور رسول تمہیں بلا رہا ہے۔ کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ وہ تم سے عہد لے چکا ہے۔ اگر تم ماننے والے ہو ۝

۹- وہی ہے جو اپنے بندہ پر کھلی آیتیں نازل کرتا ہے۔ تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اجالے میں لائے[ف] اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر شفیق مہربان ہے ۝

۱۰- اور تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے۔ تم میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۸۹: اب یہ عقیدہ کہ خدا اول ہے۔ بالکل واضح ہے کہ اس نے زمانے اور مقام و مکان کو بھی پیدا کیا ہے۔ لیکن وہ یعنی شئی اور وہ تمام مخلوق سے ان معنوں میں پہلے ہے۔ کہ اس کی شان صمدیت کے ساتھ وقت اور مقام کے لئے بھی کوئی جگہ نہ تھی۔ اور وہ اس وقت تھا جبکہ خود عدم بھی معدوم تھا۔ اور مکان بھی مفقود تھا۔ آخر کے معنی جیسا کہ حدیث میں آتے ہیں۔ کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں ظاہر ہے کہ اس کا ثبوت بالکل بدیہی اور واضح ہے۔ وجدان و ذوق اسکو تسلیم کرتا ہے۔ اور قلب و دماغ کے تمام گوشوں پر وہ مسلط ہے۔ اگر انسان چاہے بھی کہ اس کا انکار کر دے جب بھی اسکی وضاحت اور اعتراف کی زنجیریں لا کر پہنا دیتی ہے۔ باطن کہنے سے غرض یہ ہے کہ باوجود اس تجلی اور اس تحقق کے اگر منطق اور وجود و فکر کی نگاہیں سے اسکا پتہ لگانا چاہو۔ تو ناممکن ہے۔ اگر حکمت اور فلسفہ کی آنکھوں سے دیکھنا چاہو۔ تو اس کا وجود سراپا وہ خفا میں ہے۔ یعنی وہ مستور بھی ہے۔ اور ظاہر بھی ہے۔ وہ واضح بھی ہے اور مخفی بھی ۝

فیضان نبوت ف یعنی یہ کہ روشنی آفرینش اور درگت ہے۔ اس کے لئے خوب نہایت ہی [illegible]

قرآن کی آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ تاکہ انکی وساطت سے لوگوں کو اندھیروں تاریکیوں میں سے نکال کر روشنی اور نور کی وادیوں میں لے جائے۔ وہم و خرافات کی ظلمتوں سے روکے۔ اور حقائق و معارف کی جانب رہنمائی کرے۔ یہ اسکا فضل و کرم ہے۔ کہ اس نے حضور کو بھیجا۔ تاکہ بنی نوع انسان کو گمراہیوں میں بھٹکنے سے باز رکھیں۔ حالات یہ تھے۔ کہ ہر طرح کی کج رائیاں اور جرم ان پر مسلط تھے۔ چاروں طرف گناہوں کا تعفن تھا تعلیم الٰہی سے لوگ ناآشنا تھے۔ اور طبائع متنفر۔ بت پرستی اور تقلید آباء کا زور تھا۔ رسوم بد نے ان کی زندگی کو اجیرن کر رکھا تھا فواحش عام تھے۔ تقویٰ اور پاکبازی کا فقدان تھا۔ ان حالات میں حضور تشریف لائے اور آپکے فیض سے تاریکی کے بادل چھٹ گئے۔ روشنی نظر آئی جہل و توہم میں تابندگی اور روشنی پیدا ہو گئی۔ اخلاق حمیدہ اور [illegible] اور [illegible] کی شائستگی [illegible] حضور کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ [illegible] خلفاء اس کے خاص مستحق قرار پائے۔ ظالم اور جفاکار لوگوں نے خدمت و شفقت [illegible] اور تند مزاج تھے سلیم [illegible] ہو گئے۔ یہ ساری [illegible] کا کرشمہ ہے کہ آج دنیا میں روشنی اور محبت موجود ہے [illegible] تنظیم کے ایک وحدت دینی سے وابستہ ہیں۔ اور ایک کعبہ کے گرد بیٹھیں۔ حل لغات: میثاق۔ عہد و اقرار ۝

أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝

جس نے فتح (مکہ) سے پہلے مال خرچ کیا اور راہ خدا میں لڑا (اور دوں کی) برابر نہیں ہے۔ ان لوگوں کا درجہ ان سے بڑا ہے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور لڑے اور سب سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے۔ اور جو تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے واقف ہے ۝

۱۱- مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝

۱۱- کون ایسا ہے جو اللہ کو قرض حسن دے۔ پھر وہ اس قرض کو اس کیلئے دونا کرے۔ اور اس کے لئے عزت کا اجر ہے ۝

۱۲- يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

۱۲- جس دن تو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھے گا۔ کہ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے داہنے دوڑتا ہوگا۔ آج کے دن تمہیں خوشخبری ہے۔ باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہو گے۔ یہی بڑی مراد ملنی ہے ۝

۱۳- يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ

۱۳- جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے

پچھلے صفحہ سے آگے۔۔ دین کا یہ تخیل کہ صداقت سب کی مشترکہ میراث ہے۔ کس کا تخیل ہے؟ یہ عقیدہ کہ ہر پیغمبر برابر کی تعظیم کا سزاوار ہے کس نے پیش کیا۔ یہ خیال کہ دنیا کے ہر کونے میں انبیاء آئے اور خدا کی زمین کا کوئی گوشہ ابر رسالت کے فیض بخشیوں سے محروم نہیں رہا۔ کس کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اور لا نفرق بین احد من رسلہ کا دلآویز ترانہ کس نے گایا؟ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ف ان آیات میں انفاق فی سبیل اللہ کے لئے مسلمانوں کو آمادہ کیا گیا ہے اور کہا ہے کہ جب جہاد کے لئے اور قوم کے اعزاز کیلئے روپے کی ضرورت ہے۔ تو تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ کہ تم تامل و سوچ میں ہو۔ یاد رکھو یہ سلسلہ دولت اللہ کی دی ہوئی ہے۔ اور اسی کی بخشش ہے۔ پھر جب وہ تم سے تمہارے بھلے کے لئے طلب کرتا ہے۔ تو تمہیں بے دریغ دے دینا چاہئے۔ اس کے بعد بتلایا ہے۔ کہ قتال و انفاق کے بارہ میں موقع کی اہمیت کے لحاظ سے اجر میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ جن لوگوں نے بیکسی کے عالم میں۔ یعنی فتح مکہ سے قبل اسلام کی مالی و جانی مدد کی ہے وہ ان سے بعد کے لوگوں سے قطعاً زیادہ افضل ہیں۔ کیونکہ یہ وہ پاک نفوس تھے جنہوں نے اس وقت اس تجارت میں اپنا سرمایہ لگایا۔ جبکہ کامیابی کی بہت کم توقع تھی۔ اور فتح مکہ کے بعد مستقبل بالکل روشن تھا۔ اور سب کو معلوم تھا کہ اب اسلام سارے عالم پر چھا جائیگا ۔

ف اللہ کو قرض دینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ بھی ایک نوع کی تجارت ہے۔ فرق یہ ہے۔ اس میں راس المال نقد ہے۔ اور جو کچھ ملنے والا ہے۔ وہ سراسر ادھار یعنی موت کے بعد آنے والا ہے۔ اس سودے میں وہی لوگ شریک ہوتے ہیں۔ جن میں جرات ایمانی ہے۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ اگر سب کچھ دے کر بھی اس کا قرب حاصل ہو جائے۔ تو یہ تجارت کسی عنوان بری نہیں ۔

حل لغات

نورھم۔ روشنی۔ یعنی وہ لوگ جو یہاں معارف ایمانی سے بہرہ ور تھے۔ وہ اس دنیا میں نور کے سایہ میں چلیں گے۔ اور تقدم و تضوع کی ہر راہ ان کے لئے روشن ہوگی۔ وہ عقلی کی تمام مشکلات پر آسانی کے ساتھ قابو حاصل کر لیں گے۔ اور وہاں کے حقائق بھی جو یکسر روشن ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص نوع کی [illegible] عطا کی جائے گی۔ جو ان کے جلال کو دوبالا کرے گی اور [illegible] کریگا

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

جنہیں پہلے کتاب ملی۔ پھر ان پر مدت دراز گزر گئی۔ پھر ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور وہ بہت اُن میں بدکار ہیں ○

۱۷- اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحْىِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

۱۷- جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مرے پیچھے جلاتا ہے ہم نے تمہارے لئے پتے بیان کر دیئے شاید تم سمجھو ○

۱۸- اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

۱۸- بیشک خیرات دینے والے اور خیرات دینے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو قرضِ حسن دیا انہیں دو چند دیا جائے گا۔ اور انہیں عزت کا اجر ملے گا ○

۱۹- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

۱۹- اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ وہی اپنے رب کے پاس سچے ایمان والے اور شہید ہیں۔ انہیں اُن کا اجر اور ان کا نور ملے گا۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی دوزخی ہیں ○

۲۰- اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ

۲۰- جان رکھو کہ دنیا کی زندگی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ کھیل اور

۵

ہجرت کے بعد مسلمانوں کو مدینہ میں آرام ملا۔ تو وہ گرم جوشی عمل کی باقی نہیں رہی، جو مصائب کے وقت تھی۔ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عتاب نازل فرمایا۔ کہ ابھی وقت تو اظہار تشکر اور خشیت و انفعال کا ہے۔ کیونکہ آسودگی اور تنعم میں خدا کو یاد رکھنا گویا اُسکے دین کو دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ تمہیں اہل کتاب کی طرح نہ ہونا چاہئیے۔ کہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ دلوں میں قساوت پیدا ہوتی چلی جائے۔ اور گویا زہد حاصل ہو رہا ہے۔ [illegible] ہو جائے۔ بلکہ کام یہ چاہئیے۔ کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ تمہارے دلوں میں [illegible] کا جذبہ اور زیادہ مضبوط ہوتا چلا جائے۔ اور زمانے کا بُعد تمہارے [illegible] کی تازگی میں کوئی تبدیلی نہ پیدا کرسکے۔

نبوت اور مقامِ صدیقیت و شہادت

[illegible] نبوت کے سوا صدیقیت اور روحانیت کے جس قدر مراتب ہیں۔ وہ سب سعی و عمل اور ایمان و قدامت سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ گو اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے۔ کہ تکمیل دین اور اتمام نبوت کے بعد اب کوئی شخص بلاواسطہ استفادہ الٰہیہ اور نبوت کا اہل ہو۔ مگر یہ ممکن ہے۔ کہ ان ہستیوں کے تتبع اور اطاعت سے کہ جن کو فیضانِ نبوت سے وہ تمام رُتبے حاصل ہو جائیں۔ جو غیر انبیاء کیلئے مقدر ہیں۔ لہٰذا ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر مخلصانہ اور بے ریا ایمان رکھتا ہے۔ اور جس کے قلب میں تمام انبیاء کے لئے عزت و احترام کے جذبات موجزن ہیں۔ وہ اللہ کے نزدیک صدیق ہے۔ اس کا رُتبہ اور مقام عام مومنین سے بلند ہے۔ اسی طرح ایک مقام فدائی اللہ کا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ حقیقتاً اللہ کی راہ میں انسان اپنے کو ذبح کر ڈالے۔ کٹ مرے اور قلب و دماغ کی تمام صلاحیتوں کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے استعمال کرے۔ یہ شہید ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲۹۴ پر)

حلِ لغات

الامد۔ مدت فرصت ہے۔ کہ زمانہ جس طرح قوائے جسمانی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی طرح مذہبی جذبات بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ مگر مومن کی شان یہ ہے۔ کہ وہ پوری طرح اس ضعف و اضمحلال کا مقابلہ کرے۔ اور اپنی روح کو ہر موسم میں تازہ رکھے۔ الصدیقون۔ صدیق کی جمع ہے۔ نہایت راست گو۔ وہ شخص جس میں حق کو قبول کرنے کی استعداد بدرجہ اتم موجود ہو۔

* لعب۔ بازی۔ کھیل۔ لھو۔ کھیل۔ نیک عمل سے باز رکھنے والی چیز۔

وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ○

تماشہ اور ظاہری آرائش اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال و اولاد میں زیادتی طلب کرنا ہے۔ جیسے وہ بارش جس کی روئیدگی کسانوں کو اچھی لگتی ہے۔ پھر خشک ہو جاتی ہے تو تو اسے زرد ہوئی دیکھتا ہے۔ پھر چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ سے معافی بھی ہے اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے ○

۲۱- سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○

۲۱- اپنے رب کی معافی اور جنت کی طرف دوڑو۔ اس جنت کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کی برابر ہے۔ اُن کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہے دے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ○

۲۲- مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ○

۲۲- ملک اور تمہاری جانوں پر کوئی ایسی مصیبت نہیں پڑتی جو ہم نے کتاب میں اسکے پیدا کرنے سے پہلے نہ لکھ لیا ہو۔ بے شک یہ اللہ پر آسان ہے ○

۲۳- لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا

۲۳- تاکہ تم اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ نہ آئی افسوس نہ کرو۔ اور جو

حاشیہ صفحہ ۱۲۹۳ ... اپنے رب کے ... اللہ کے قرب میں ہے۔ اس کو دنیا میں بھی ایمان و بصیرت کی روشنی عطا کی جاتی ہے اور آخرت میں بھی۔ یہ بلند مرتبہ بھی ہر ایک شخص کو مل سکتا ہے۔ جیسا کہ اس ... امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس میں کا ہر فرد تقویٰ و ورع کے ذریعے اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

یہ یاد رہے کہ والشہداء کو یہاں بالکل منفصل اور علیحدہ ہے۔ اس کا تعلق والذین ... سے نہیں ہے۔ کیونکہ شہادت صرف ایمان سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایمان کیلئے مر جانے سے حاصل ہوتی ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا ف قرآن حکیم نے ان آیات میں دنیا کی صحیح قدر و قیمت واضح کی گئی ہے۔ اور ان لوگوں کو جو مادیات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور جو زندگی کا مطلب ... یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان عارضی اور فانی مسرتوں کو ابدی اور دائمی حقیقتوں پر ترجیح دی جائے تنبیہ کیا ہے۔ ... فرمایا ہے۔ تمہارے سامنے حیات انسانی کا صرف ایک رخ ہے۔ تم اس کو محض ایک دل کشی اور بہجت کی حیثیت سے دیکھتے ہو۔ اور وہ پہلو جو اس کے سارے حسن کو ضائع کر دیتا۔ اور جس کے تصور سے یہ ساری زندگی ... ہو جاتی ہے۔ تمہاری نظروں

سے اوجھل ہے۔ تم صرف یہ جانتے ہو۔ کہ یہاں دلچسپی ہے۔ دل بہلانے کا سامان ہے۔ زینت و تفاخر کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ مال و دولت میں افزائش کی خواہش ہے جس کو یہ نہیں جانتے۔ کہ پردۂ موت ان سب مسرتوں اور خوشیوں کو ایک دم ڈھانپ لیتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں اس وقت کھٹکنے لگتی ہیں جب قالب مہیب فرشتہ سامنے آ جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ان نادانوں کی مثال ایسے زمیندار کی سی ہے۔ جو اپنے کھیت کو مینہ برس جانے کی وجہ سے سرسبز و شاداب دیکھتا ہے اور پھولا نہیں سماتا۔ پھر چند دنوں میں وہ کھیت جاتا ہے۔ اور اس کی تازگی زردی اور پژمردگی سے بدل جاتی ہے۔ اس وقت یہ چورا چورا ہو جاتا ہے۔ اور پاؤں میں روندا جاتا ہے۔ گویا وہ سارا حسن جمال جس کی وجہ سے زمیندار اتنا خوش ہو رہا تھا۔ خزاں کے گرم جھونکوں کی تاب نہ لا کر خاک میں مل جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح دنیا کے عشاق اس زینت و آرائش میں عجب کی طرح بنا اور سنورا ہوا دیکھتے ہیں۔ اور مطمئن بیٹھے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے۔ کہ جب قیامت اور موت تک کے وقت پہنچیں گے ... مکمل ہو جائیگی۔ (باقی صفحہ ۱۲۹۵ پر)

حل لغات:- عرضہا کعرض السماء والارض۔ آسمان و زمین کی ...

اٰتٰىكُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۙ

۲۴- الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ○

۲۵- لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○

۲۶- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

۲۷- ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَ

اُسے تمہیں دیا۔ اس پر شیخی نہ کرو۔ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو [illegible]

۲۴- جو خود بخل کریں اور آدمیوں کو بخل کا حکم دیں۔ اور جس نے منہ موڑا۔ تو اللہ وہ ہے جو بے پرواہ قابلِ تعریف ہے ○

۲۵- ہم نے اپنے رسول کھلی نشانیاں دے کر بھیجے اور اُن کے ساتھ بھیجے کتاب اور ترازو نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے لوہا نازل کیا۔ کہ اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں۔ اور تاکہ اللہ معلوم کرے۔ کہ کون بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ زور آور اور زبردست ہے ○

۲۶- اور ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا اور دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب رکھی۔ پھر کوئی ان میں راہ پر ہے۔ اور اکثر ان میں بدکار ہیں ○

۲۷- پھر ان کے پیچھے انکے نقش قدم پر بھیجے اپنے رسول بھیجے اور پیچھے لائے۔ بھیجے عیسیٰ ابن مریم کو انجیل دی اور جو لوگ اسکے

استحقاق اور تفضل کی بحث

[illegible]

مسئلہ تقدیر کی بالکل آسان صورت

[illegible]

[illegible]

وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

۲۸- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۲۹- لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

تابع ہوئے، انکے دلوں میں شفقت اور رحمت ڈالی اور رہبانیت یعنی دنیا چھوڑنا جسے انہوں نے خود نکالا لکھا تھا جسے اسکو اوپر انکے مگر واسطے ڈھونڈنے رضامندی خدا کے تو جیسا اسکو نباہنا چاہیے تھا۔ ویسا نہ نباہ سکے۔ پھر جو ان میں ایمان لائے تھے ہم نے انکا اجر انہیں دیا۔ اور ان میں بہت بدکار ہیں ○

۲۸- مومنو خدا سے ڈرو اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے دیگا اور تمہارے لئے ایک نور مقرر کریگا جسکی روشنی میں تم چلو گے اور تمہیں بخشے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۲۹- تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ کا فضل کچھ نہیں پا سکتے۔ اور جانیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہے دے۔ اور اللہ کا فضل بڑا ہے ○

یہ انجیلیں اصلی نہیں ہیں

[illegible]

دین فطرت رہبانیت نہیں ہے

[illegible]

[illegible]

أَن يَتَمَاسَّا ۚ ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○

لگائیں۔ ایک گردن آزاد کرنا ہے۔ یہ تمہیں نصیحت دیجاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے واقف ہے ○

۴۔ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَن يَتَمَاسَّا ۖ فَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۚ ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

۴۔ پھر جو کوئی نہ پائے تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے دو مہینے روزہ رکھے۔ پھر جو کوئی نہ کر سکے۔ تو ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے ○

۵۔ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ○

۵۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ خوار ہوئے تھے جیسے ان سے پہلے خوار ہوئے تھے اور ہم نے صاف آیتیں نازل کیں اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے ○

۶۔ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم

۶۔ جب اللہ ان سب کو اٹھائے گا۔ پھر ان کے کاموں کی

اور اس کا کفارہ یہ ہے۔ کہ باہمی اختلاط سے پہلے غلام آزاد کیا جائے۔ یا دو ماہ کے متواتر روزے رکھے جائیں۔ یا اگر اتنی بھی استطاعت نہ ہو۔ تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ یہ اس لئے کہ ہر مسلمان کو معلوم ہو۔ کہ یہ رشتہ کس درجہ ذمہ دارانہ سلوک کا مستحق ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب کسی شخص کی تمام امیدیں دنیا والوں کی طرف سے منقطع ہو جائیں۔ اور وہ توجہ و تضرع کے ساتھ جناب باری میں اپنی گزارش کو پیش کرے۔ تو اس کی ضرور شنوائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بدرجہا بہت مہربان اور شفیق ہیں۔ وہ ان کی معروضات کو پوری شان کرم کے ساتھ سنتے ہیں۔ اور بسا اوقات قبولیت سے مشرف فرماتے ہیں۔ دیکھئے یہاں ایک طرف رواج ہے۔ کہ اس کی پابندیاں، دوسری طرف ایک ضعیف اور بیکس عورت ہے۔ جس میں اتنی قوت نہیں ہے کہ رواج کی کڑی زنجیروں کو توڑ سکے۔ مگر جب وہ روتی ہے۔ اور الحاح و زاری اختیار کرتی ہے۔ تو دریائے رحمت جوش میں آ جاتا ہے۔ اور محض اس ایک عورت کی وجہ سے ایک بات باقاعدہ قانون میں داخل ہو جاتی ہے۔

قانون الٰہی کا احترام ضروری ہے

ف یحادون سے مراد شدید مخالفت اور کبتوا یعنی مغلوب و خاسر و خائب کار تھا جیسے منکر والے قرآن کی تعلیمات کو حضورؐ کے منہ سے سنتے اور اپنی بدبختی اُن کی مخالفت کرتے۔ اور ان کو ہدف استہزاء بناتے۔ اس لئے فرمایا۔ کہ یہ لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے۔ جس کا احترام نوع انسان کے لئے ضروری ہے۔ اگر ان لوگوں نے اس تذلیل کی۔ اور انکار کیا۔ تو پھر یاد رکھیں۔ کہ جس طرح گزشتہ قوموں کو ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اور جس طرح پہلے گروہوں کو ان کے مقاصد میں ناکام اور خائب و خاسر رکھا گیا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کی ناپاک غرضوں میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ جہاں تک حق و صداقت کا تعلق ہے۔ وہ پوری آب و تاب سے ان میں موجود ہے۔ دلائل و براہین کے اعتبار سے ان پر اتمام حجت ہو چکا ہے۔ اور وقت آ گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے۔ اور ان کو ناکامی اور بے چارگی کے گڑھے میں پھینک دے ○ (باقی صفحہ ۱۲۹۹ پر)

حل لغات:۔

حُدُودُ اللہِ۔ یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ یہ قانون جو ہے اور اس قبیل کے تمام احکام اللہ کی طرف سے حقیقی طور مقرر ہوئے ہیں اور اللہ ہی صحیح معنوں میں انسان کے لئے موزوں اور مناسب قانون بنا سکتا ہے۔ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ کے معنے ذلیل و رسوا کے ہیں

بِمَا عَمِلُوا ۚ أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ ع

۷- أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

۸- أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ ۚ وَإِذَا

انہیں خبر دے گا۔ اللہ نے ان کو شمار کر رکھا ہے۔ اور یہ انہیں بھول گئے ہیں۔ اللہ ہر چیز پر شاہد ہے ۝

۷- کیا تو نے یہ نہیں دیکھا۔ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اللہ سب جانتا ہے۔ جب تین کا مشورہ ہوتا ہے تو وہ (ضرور) اُن کا چوتھا ہوتا ہے اور اس سے کم ہوں یا زیادہ جہاں کہیں[ف] بھی ہوں وہ (ضرور) اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے دن اُنہیں اُن کے اعمال کی خبر دیگا۔ بیشک اللہ کو ہر شے معلوم ہے ۝

۸- کیا تو نے انکی طرف نہیں دیکھا۔ جنکو کانا پھوسی کرنے کی ممانعت کی گئی تھی۔ پھر وہی کرتے ہیں جنکی انکو ممانعت ہو چکی ہے اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کرنیکی

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۲۹۸ فرمایا۔ آج یہ جتنا چاہیں۔ خوش ہو لیں۔ اور مسرت کا اظہار کر لیں۔ کل وہ دن آنے والا ہے۔ جب اُن کو قبروں میں سے نکالا جائیگا۔ اور محاسبہ کے لئے زندہ کیا جائے گا۔ جب ان سے ایک ایک حرکت کے متعلق پوچھا جائیگا۔ کتنا وقت ہے کے فرشتے اُن کے انکار و تمرد کی نسبت تفصیل سے سوال کرینگے۔ اس وقت وہ سب کچھ بھول بھلا چکے ہوں گے۔ ایسے رہیں گے جو اللہ تعالیٰ کا ہمہ گیر علم ان سے باز پرس کئے بغیر نہ رہے گا۔ اُس وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ اور انکی پوزیشن کیا ہوگی؟ اس حالت بیچارگی میں جب کہ کوئی کسی کی مدد بھی نہیں کریگا۔ یہ لوگ بتائیں۔ کہ انہوں نے اس وقت کے لئے کیا سوچ رکھا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[ف] منافقین اور مشرکین خفیہ طور پر اسلام کے خلاف سازشیں کرتے۔ اور سرگوشیاں کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہم سے کوئی بات پوشیدہ اور مستتر نہیں۔ ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ زمین کی وسعتیں اور آسمان کی وسعتیں سب ہمارے سامنے ہیں۔ جب یہ لوگ تین ہوتے ہیں۔ تو چوتھا ان میں ہمارا وجود ہوتا ہے۔ اور جب یہ پانچ ہوتے ہیں۔ تو چھٹے ہم ہوتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی راز کی بات کریں اور ہم اس کو دبا جائیں۔ کیونکہ ہمارا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

واضح رہے کہ یہ معیت جس کا ذکر یہاں ہوا ہے محض علم اور شہادت کی رو سے ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ حیز و مکان کی احتیاج سے بے نیاز ہے۔ وہ اگرچہ مخلوق سے جدا ہے۔ مگر اس کا علم اس درجہ وسیع ہے۔ کہ وہ ہر واقعہ کو براہ راست جانتا ہے۔

حل لغات

نجویٰ۔ اصل میں نجوۃ سے مشتق ہے۔ جس کے بلند اور اونچی زمین کے ہیں۔ سرگوشی کرنے والے چونکہ اپنے آپ کو ایسی بلندی پر سمجھتے ہیں۔ کہ دوسرے کی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس حرکت کو نجویٰ کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

مَعْصِيَتِ الرَّسُولِ۔ پیغمبر کی نافرمانی۔

جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○

کانا پھوسی کرتے ہیں اور جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے وہ دعا دیتے ہیں جو خدا اللہ نے تجھے نہیں دی اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ جو ہم کہتے ہیں اس پر ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں دیتا۔ انہیں جہنم کافی ہے۔ یہیں داخل ہونگے سو بری جگہ ہے پھر جانے کی ○

۹- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ○

۹- دیکھو جب تم کانا پھوسی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی کانا پھوسی نہ کرو اور بھلائی اور پرہیزگاری کے بارہ میں کانا پھوسی کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ جس کے پاس تم جمع ہوگے ○

۱۰- إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○

۱۰- یہ جو کانا پھوسی ہے سو شیطان کا کام ہے۔ کہ مومنین کو غمگین کرے اور ان کو بغیر خدا کے حکم کے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا اور ایمانداروں کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھیں ○

ذلیل ترین حرکات

ف منافقین نہایت ذلیل قسم کے لوگ تھے۔ یہ ہمیشہ کوشاں رہتے۔ کہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچے۔ اور ستانے کے لئے نئی نئی راہیں نکالا کرتے اور زندگی کچھ اس ڈھب کی بنالی جائے۔ کہ خواہ مخواہ ہر طرز عمل سے اذیت پہنچے۔ چنانچہ یہ لوگ موقع کی تلاش میں رہتے اور حتی المقدور دل آزاری سے نہ چوکتے۔ مسلمانوں کے ساتھ انہیں کسی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا۔ تو باہم سرگوشیاں کرتے۔ اور کچھ اس انداز سے مجلس میں کہ مسلمانوں کو اس بدتمیزی سے دکھ محسوس ہوتا۔ وہ یہ خیال کرتے کہ ہمارے متعلق کچھ باتیں ہو رہی ہیں۔ اور ہماری مذمت میں لب ہلائے جا رہے ہیں۔ انھیں اس عادت بد سے روکا گیا۔ مگر یہ رکنے والے کہاں تھے۔ پھر تو انہوں نے طریقہ اختیار کیا تھا۔ اور اس کا مقصد بھی یہ تھا۔ کہ جب حضورؐ کے پاس آتے۔ تو ازراہ وقاحت آشوم علیک کی بجائے اَلسَّامُ علیک کہتے۔ جس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ خدا کرے تو مر جائے۔ اور اپنی اس حرکت پر خوش ہوتے اور کہتے۔ اگر یہ اللہ کا رسول ہوتا۔ تو اب تک گستاخی کی سزا ہم کو مل گئی ہوتی۔ اور اب تک عذاب نے ہم کو گھیر لیا ہوتا۔ اور چونکہ ہم اللہ کی گرفت سے آزاد اور محفوظ ہیں۔ اس لئے ہم حق بجانب ہیں۔ فرمایا تم اپنی بیہودگی پہ ناز نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ان تمام شرارتوں کیلئے سزا کا ایک دن تجویز کر رکھا ہے۔ اور وہ دن تمہارے لئے خوش آئند نہیں ہے۔ اس دن تم جہنم میں پھینکے جاؤ گے جو بدترین جگہ ہے اور بہت برا ٹھکانہ ہے۔ دنیا میں وہ تمہیں ڈھیل اور مہلت دیتا ہے۔ تاکہ تم اپنے گناہوں کا حساب کی تکثیر و وفاقہ۔ اور پاکبازی کی زندگی بسر کرو۔ وہ مکافات چھپایا کرتا ہے۔ کہ تمہاری روایتی بدبختی سعادت اور فلاح سے بدل جائے۔ اور تم کہ حضور بجرم و قرار دیئے جاؤ۔ مگر تم ہو کہ اس مہربانی اور کرم کی وجہ سے گستاخی اور معصیت پر دلیر ہو گئے ہو۔ اور وہ چیز جسکو تمہاری ہدایت کا سبب ہونا چاہئے تھا تمہاری گمراہی کا باعث بنی ہے۔ یہ کیوں؟ اس لئے۔ اور محض اس لئے کہ تمہاری بداخلاقی انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ تم ان ذلیل کاموں پر فخر کرنے لگے ہو جن سے تم کو شرمانا چاہئے۔ اور تمہارے نزدیک سب سے بڑی بات یہی ہے۔ کہ گناہ اور سرکشی کی باتوں کو پھیلاؤ۔ اور پیغمبر کی دشمنی میں دیوانے ہو جاؤ۔ عقل و ہوش اور اخلاق و دین کو یک قلم فراموش کر دو تم ہی کہو۔ کہ جب اخلاقی حس اس درجہ مردہ ہو جائے۔ اس وقت اصلاح کی کیا امید باقی رہ سکتی ہے۔ (دیکھئے صفحہ ۱۴۰۳، ۱۴۰۴)

حل لغات۔ حَیَّوْکَ اللہ۔ تحیتہ سے ہے۔ یعنی سلام و دعا ○

۱۱- يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُواْ فِى ٱلْمَجَٰلِسِ فَٱفْسَحُواْ يَفْسَحِ ٱللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ ٱنشُزُواْ فَٱنشُزُواْ يَرْفَعِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مِنكُمْ وَٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْعِلْمَ دَرَجَٰتٍ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○

۱۱- مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ تم مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو تم جگہ کشادہ کر دیا کرو۔ کہ اللہ تمہیں کشادگی دے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو کرو اللہ تم میں سے ایمانداروں کے اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کریگا۔ اور جو تم کرتے ہو۔ اللہ اس سے خبردار ہے ○

۱۲- يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نَٰجَيْتُمُ ٱلرَّسُولَ فَقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَىْ نَجْوَىٰكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

۱۲- مومنو جب تم رسولؐ کے کان میں بات کہنا چاہو تو کان میں بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات آگے رکھ دیا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر اور زیادہ صفائی کا موجب ہے۔ پھر اگر تم نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۳- ءَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُواْ بَيْنَ يَدَىْ

۱۳- کیا تم اس سے ڈر گئے۔ کہ کان میں بات کہنے سے پہلے

بقیہ صفحہ ۱۳۰۰... ف عام مجلس میں دو تین آدمیوں کا کانا پھوسی کرنے سے مشغلہ کرنا اخلاقی لحاظ سے مذموم اور آداب مجلس کے خلاف ہے کیونکہ اس حرکت سے دوسروں کے دلوں میں بدظنی پیدا ہو سکنے کا احتمال ہے۔ لیکن اگر ضرورت پیش آ جائے۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ تمہاری باہمی نیکی اور تقویٰ کی باتیں ہونا چاہئیں کسی شخص کے متعلق اس لئے سرگوشی کرنا۔ کہ اسکو تکلیف پہنچے۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے بہت برا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ واتقوا اللہ یعنی ان باتوں کو حقیر اور معمولی نہ جانو۔ یہ زہد و اتقا کا صحیح مفہوم ہے۔ کہ مسلمان زریں اخلاق سے آراستہ ہو۔ اور یہ جانتا ہو۔ کہ کون باتیں آداب مجلس کے منافی ہیں۔ اور کن باتوں سے دوسروں کو دکھ پہنچنے کا احتمال ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ سرگوشی کی یہ حرکت تو بلا شبہ مذموم ہے۔ مگر مسلمانوں کو اتنا نازک احساسات کا نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ایسی معمولی چیزوں سے اس قدر متاثر ہوں۔ انہیں زیبا ہے۔ کہ بہرحال اللہ پر توکل رکھیں۔ اور یقین جانیں۔ کہ یہ نعرتیں ان کے فاسد حال رہیں گی۔

آداب مجلس

ف صحابہ کو حضورؐ سے بدرجۂ غایت محبت تھی۔ اس لئے مجالس نبویؐ میں خوب بھیڑ رہتی۔ اور ہر شخص یہ کوشش کرتا۔ کہ اس کو زیادہ قریب جگہ ملے۔ تاکہ جمال نبوتؐ سے وہ دل و دیدہ کی تسکین کا سامان بہم پہنچائے اس میں مسابقت ہوتی۔ اور بڑھ بڑھ کر لوگ آگے بیٹھنے کی کوشش کرتے۔ اور جب آدمی آ کر یہ کہتے۔ کہ بھائی ہمیں بھی جگہ دو۔ تو انہیں ناگوار ہوتا۔ اور وہ پیچھے رہتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ جب مجالس کا اہتمام کرو۔ تو نشستیں کشادہ رکھو۔ تاکہ بعد میں آنے والے لوگ بھی سماعت اور دیدار کی لذتوں سے استفادہ کر سکیں۔ اور اگر تمہیں یہ کہا جائے۔ کہ نشست بدل لو۔ یا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہو۔ تو تمہیں اس میں تکلف نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ چیزیں آداب مجلس میں داخل ہیں۔ اور مہذب قوموں کا فرض ہے۔ کہ وہ ان چیزوں کا خیال رکھیں۔ اس حقیقت کے اظہار سے دو باتیں بصراحت معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ صحابہ کو حضورؐ کے ساتھ کس درجہ شیفتگی تھی اور کس درجہ تعلق خاطر تھا۔ کہ حضورؐ جہاں تشریف فرما ہوئے۔ یہ لوگ پروانہ وار گرتے اور کسب انوار کرتے۔ دوسرے یہ کہ اسلام کتنا اعلیٰ اور صاحب تہذیب مذہب ہے۔ کہ اس میں صرف عبادات اور وعظ کی نشستوں کو ہی نہیں سمجھایا گیا۔ بلکہ روزمرہ کے اخلاق و عادات کے متعلق بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

حل لغات:۔ تفسحوا۔ کھلے کھلے ہو کر بیٹھو۔ انشزوا۔ نشز کے معنے اٹھ کھڑے ہونے کے ہیں۔

نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

خیرات لا کر آگے رکھو۔ پھر جب تم نے یہ نہ کیا۔ اور اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تو اب نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ○

۱۴- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

۱۴- کیا اُن کی طرف نہیں دیکھا۔ جنہوں نے ان لوگوں سے دوستی کی ہے جن پر اللہ کا غضب ہے یہ لوگ نہ تم میں ہیں نہ ان میں ہیں اور جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں ○

۱۵- اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۱۵- ان کے لئے اللہ نے سخت عذاب تیار کیا ہے۔ بے شک جو کام وہ کرتے ہیں، بُرے ہیں ○

۱۶- اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

۱۶- انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہے۔ پھر اللہ کی راہ سے رکتے ہیں تو ان کے لئے ذلّت کا عذاب ہے ○

پہلے خیرات دو پھر سرگوشی کرو

ف باوجود اس کے کہ حضور کائنات میں سب سے بڑے انسان تھے۔ سادگی، رحمت اور عفو کا یہ عالم تھا کہ آپ تک پہنچنے کے لئے کسی توسّل کی حاجت نہ تھی۔ کوئی حاجب اور دربان نہ تھا۔ جہاں بیٹھتے لوگوں کا ایک ہجوم آپ کے ساتھ ہوتا۔ ہر شخص کو ہر وقت آزادی حاصل نہ تھی۔ کہ وہ آپ کے ساتھ ہوتا۔ ہر شخص کو ہر وقت آزادی حاصل تھی۔ کہ وہ آپ سے مسائل پوچھے۔ آپ کو مخاطب کرے۔ آپ کا سارا وقت خلق اللہ کی خدمت کے لئے وقف تھا۔ اس سے جہاں یہ فائدہ ہوا کہ فیضانِ نبوت عام ہوا۔ اور برکات کا دریا اُمڈا۔ تو ہر شے سیراب ہو گئی۔ وہاں اہل غرض اور اربابِ تملق نے چاہا۔ کہ آپ کی سادگی سے ناجائز استفادہ کیا جائے۔ اور آپ کو اس طرح گفتگو میں سرگوشیوں میں اور مشوروں میں مشغول رکھا جائے۔ کہ آپ خواہ مخواہ مساکین کی طرف توجہ نہ دے سکیں۔ چنانچہ یہ لوگ آگئے اور حضور کو انہوں نے کچھ اس طرح مخصوص کر لیتے۔ کہ دوسروں کو موقع ہی نہ ملتا۔ کہ وہ کچھ پوچھ سکیں۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ کہ دیکھو حضور کو مخاطب کرنے سے پہلے عقیدت کے ثبوت میں کچھ نذرانہ پیش کرو۔ جو فقراء کیلئے بطور خیرات کے ہو۔ اور جس سے تمہاری پاکیزگی قلب اور خلوص کا امتحان ہو سکے۔ اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ ہجوم چھٹ گیا۔ جو حضور کا وقت ضائع کرتا تھا۔ اور ان کو معلوم ہو گیا۔ کہ ہماری شرارت کا پتہ چل گیا ہے۔ لہٰذا یہ حکم بھی موقوف ہوا۔ فرمایا۔ اگر مخلصین کے لئے یہ خیرات دینا دشوار ہو۔ تو وہ نہ دیں۔ نماز اور زکوٰۃ کے نظام کو برقرار رکھیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہیں۔ بس یہی کافی ہے ◆

حلِ لغات

صَدَقٰتٍ۔ خیرات ◆

ءَاَشْفَقْتُمْ۔ کیا تم ڈر گئے ◆

۱۷- لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

۱۷- اللہ کے ہاں نہ اُنکے مال اُن کے کام آئیں گے اور نہ اُن کی اولاد اُن کے کام آئے گی، وہ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے ۝

۱۸- يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

۱۸- جس دن ان سب کو اللہ اُٹھائیگا۔ پھر وہ اللہ کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے۔ جیسے تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھی راہ پر ہیں، سنتا ہے۔ وہی جھوٹے ہیں ۝

۱۹- اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

۱۹- ان پر شیطان غالب آیا ہو اس نے اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کی جماعت ہیں سنتا ہے جو شیطان کی جماعت ہیں وہی زیاں کار ہیں ۝

۲۰- اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝

۲۰- بیشک جو اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیلوں میں ہیں ۝

منافق جھوٹے ہیں

اہل یہود یوں کو اسلام کے ساتھ قلبی عناد تھا۔ جو منافقین انکے ساتھ سازباز رکھتے۔ انکے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے۔ اور دل و شریک مخفلوں میں شریک ہوتے۔ اس ارتباط و دوستی کا مقصد محض یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کی مذمت کریں۔ انکے اسرار ان تک پہنچائیں۔ اور اس طرح دونوں مل کر دل کے پھپھولے توڑیں۔ اور پھر جب حضوؐر کو بذریعہ وحی معلوم ہو جاتا۔ اور آپ ان لوگوں سے باز پرس کرتے۔ تو وہ صاف انکار کر دیتے۔ اور کہتے۔ بھلا ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم ان تک آپکی باتیں قطعاً نہیں پہنچاتے اور اس طرح وہ یقین دلانے کی کوشش کرتے۔ کہ ہم آپکے دشمن اور بدخواہ نہیں ہے۔ فرمایا۔ آج ان یہودیوں اور منافقین کو اپنے مال و اولاد کی کثرت پر غرہ ہے۔ مگر ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ایک ایسا آنیوالا ہے۔ کہ مال و دولت کی فراوانی بالکل کام نہیں آئے گی۔ اور مال و انصار کی کثرت عذاب الٰہی سے بے نیاز نہیں کر سکیگی۔ اس وقت بھی یہ لوگ جھوٹ بولیں گے۔ کہ دنیا میں ہم نے ان اعمال کا ارتکاب قطعاً نہیں کیا ہے۔ جنکو اس کو کہا جائے۔ کہ وہاں جھوٹ کہ بالکل فروغ نہ ہوگا۔ خدا جو علام الغیوب ہے۔ جھلا اسکو کیونکر دھوکہ اور فریب میں رکھا جا سکتا ہے۔ اعمال کی فرد سامنے ہوگی۔ اور معلوم ہوگا۔ کہ زندگی کو کن کن مشاغل میں صرف کیا گیا؟ آج یہ لوگ اس بات پر خوش ہولیں۔ کہ مسلمان بے سرو سامان ہیں۔ اور انکی دل کھول کر مذمت کریں۔ اس وقت جب یہ دیکھیں گے۔ کہ انہیں کیں اور طرح کے سروں پر اقتدار اور اعزاز کا تاج رکھا ہے۔ جنکو یہ بنظر احتقار دیکھتے تھے۔ تو انکی دلی کیفیات کیا ہونگی۔ فرمایا۔ بات یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اسلام کو جھوٹا خیال نہیں کرتے۔ جو خواہشات نفس نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ اور شیطان انکی رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ یہ دنیا میں اس طرح محو ہیں۔ کہ اللہ کو بھول گئے ہیں۔ ان لوگوں نے اس نقد کو حاضر نسیہ پر ترجیح دے رکھی ہے۔ انکی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے۔ جو منزل تک نہ پہنچے۔ اور راہ میں ان کی دلچسپیوں کو زیادہ اہمیت دے۔ بلانے ہی میں اُلجھ کے رہ جائے اور بھول جائے۔ کہ اسکو آگے جانا ہے۔ فرمایا۔ یہ لوگ اپنے اعمال اور کرتوت کی وجہ سے شیطان کا گروہ ہیں۔ اور آخرکار اپنے مقاصد میں کامیابی نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ مقتضیات میں سے ہے۔ کہ جو لوگ حق و صداقت کی مخالفت کریں۔ نصرت نہیں۔ اور حقائق سے دست و گریباں ہوں۔ وہ ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ازل سے طے کر رکھی ہے۔ کہ سچائی کا بول بالا ہو۔ حق کو غلبہ و تفوق حاصل ہو۔ جلدی اور انتظار میسر ہو۔ اسکے رسُول جب آئیں تو کامیاب رہیں غالب ہیں۔ اور باطل کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔ جھوٹ کیلئے قطعی کامیابی نہیں ہے۔ باطل بالکل چھپ سکتا کیونکہ روشنی کے مقابلہ میں تاریکی رخصت ہو جاتی ہے۔ اور جوئے رواں کے سامنے خس و خاشاک کا وجود نہیں ہے پاتا

۲۱- کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○

۲۱- اللہ لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہیں گے۔ بیشک اللہ زورآور زبردست ہے ○

۲۲- لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ؕ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

۲۲- تو کوئی ایسی قوم نہ پائیگا جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھے۔ پھر ایسوں سے دوستی کرے جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ انکے باپ یا انکے بیٹے یا انکے بھائی یا انکے کنبے کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ ان کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی روح سے انکی مدد کی ہے۔ اور وہ انہیں باغوں میں داخل کریگا۔ جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش وہ اللہ کے لوگ ہیں۔ سنتا ہے۔ اللہ ہی کے لوگ مراد کو پہنچیں گے ○

اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ کے معنے یہ ہیں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقات محبت استوار ہوں۔ اگر اسکے نیاز مند ہیں۔ اور اس کے حکموں کو بدل و جان تسلیم کریں۔ تو پھر وہ قوت و عزت کی توفیق بخش دیتا ہے ؏

اصل دین محبت و عشق ہے

ف۔ اسلام دنیا میں پہلا اور آخری مذہب ہے۔ جس نے انسان کی فطرت کو ملحوظ رکھا ہے اور خواہشات تک تبدیلی کر دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے محبت انگیز طریق سے [illegible] کی بنیاد تمام اصول کو محبت کی بنیاد سے وابستہ کر دیا ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ یہی وہ قوت ہے جس کے مقابلہ میں تمام رشتوں کی [illegible] اس تعلق کے مقابلہ میں کمزور ہے جو ایک مسلمان کو اپنے اللہ اور رسول کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اسلام نے اسی محبت اسی شغف اور اسی عشق کو معیار ایمان قرار دیا ہے ؏ جس کے دل میں اسلام کی محبت ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب سمجھتا ہے۔ چنانچہ منافقین کو خطاب کر کے فرمایا۔ مگر غضب ہے تم نے یہی سوچا ہے۔ کہ ایک دل میں بیک وقت خدا کے دشمنوں اور اسکے دوستوں کی محبت کیسے سما سکتی ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ تم اسے چاہو بھی۔ اسلام کے لئے درد اور تڑپ بھی ہو۔ اور تم بیہودہ سے ساز باز بھی رکھو۔ مومن تو وہ ہے۔ جو صرف اللہ سے محبت رکھتا ہے اور رسول کو اپنا محبوب سمجھتا ہے۔ پھر اگر اسکے عزیز اور اسکے رشتہ دار بھی اس دولت عشق سے مالا مال ہیں۔ تو وہ ان کا عزیز ہے اور دوست ہے۔ اور اگر یہ لوگ معاند ہیں۔ اور ان کے دل میں بجائے محبت کے

تو ان رشتوں کے متعلق کا لازم نہیں ہے تو وہ انکا دشمن ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ خدا کے متعلق کفریہ کلمات سنے اور خاموش رہے۔ رسول کی ذات کے بارہ میں وہ نے گستاخی کو بھی گوارا کرے۔ مگر کوئی شخص اللہ اور اسکے رسول کے دشمنوں کے ساتھ موالات قائم رکھتا ہے۔ تو تعلقاً مومن نہیں ہے۔ اس کو اپنے متعلق فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ کافر ہے اور متاع ایمان سے یک قلم محروم۔ یہاں ایک بلیغ بحث پیدا ہوتی ہے۔ اس کو سمجھ لینا چاہیئے۔ [illegible] غلط فہمی کا احتمال ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کیا مسلمان کفار کے ساتھ عام معاشرتی اور مدنی تعلقات قائم نہیں رکھ سکتا۔ اور کیا وہ اتنا تنگ نظر ہے۔ کہ سوائے مسلمانوں کے اور کسی جماعت کے ساتھ مل نہیں جل سکتی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان آیتوں میں ان مشرکین کا ذکر ہے۔ جو معاند ہیں اور حق بغض انکے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اور جن عام مدنی تعلقات نہیں رکھا گیا ہے۔ بلکہ تو وہ اور مخلصانہ ساز باز سے روکا گیا ہے۔ مسلمان کیلئے یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ اپنے دل میں خدا اور اس کے دشمنوں کی محبت کو یکوقت جمع کرے۔ وہ یہ نہیں کر سکتا۔ کہ خدا کے اقتدار کو بھی تسلیم کرے۔ اور طاغوت کے حقوق کو بھی۔ وہ دنیا میں اس لئے زندہ ہے کہ اعلاء دین ہو اور اس لئے مرتا ہے۔ کہ اعلاء کلمۃ اللہ ہو ؏

حل لغات:- جَنّٰتٌ۔ بہر الف۔ وَمشکوٰۃ۔ دیہ پایا۔ تسلط کر دیا۔
حِزْبٌ۔ مشتغل جیسی کی جماعت جسکے دل میں برائی کیلئے محبت ہو ؏

م بغض و نفرت مخالفت کرتے ہیں۔ [illegible] رَضُوْا عَنْہُ [illegible] رضا اور خوشی کو اپنی جانب منسوب کیا گیا ہے ؏

آیاتہا ۲۴ (۵۹) سُورَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۱) رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱- سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

۲- هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ○

(۵۹) سُورہ حشر

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے: اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے ○

۲- وہی اللہ ہے جس نے ان کو جو منکر ہیں، کتاب والوں میں لشکر کے پہلے ہی اجتماع پر ان کے گھروں سے نکال باہر کیا تمہیں گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکلیں گے[ف۲] اور وہ گمان کرتے تھے کہ انکے قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے۔ سو اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ جہاں سے انکو خیال بھی نہ تھا اور لگے دلوں میں رعب ڈال کر اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑنے لگے۔ سو اے آنکھ والو عبرت پکڑو ○

سُورۃ الحشر

ف۱ اس سورت میں اولاً یہ بتایا ہے۔ کہ بنی نضیر جن کے پاس مضبوط قلعے تھے۔ اور جو ہر طرح سامان جنگ سے مسلح تھے۔ جب انہوں نے اسلام کی دشمنی میں ابو سفیان سے معاہدہ کیا۔ اور پہلے عہد کو توڑا۔ تو کیونکر اللہ نے انکو ذلیل کیا۔ اور کس طرح ان سب کو ذلیل کیا۔ اور کس طرح ان کو جلاوطنی پر مجبور کر دیا۔ اسکے بعد دوسرے مباحث کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کیلئے غلبہ و اقتدار [illegible]

مقام عبرت

ف۲ یہودی المذہب تھے۔ اور محفوظ قلعوں میں پناہ گزین بھی۔ مگر جب مسلمانوں نے محاصرہ کیا۔ وہ لڑائی کے لئے نکلا۔ تو ان کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا رعب ڈالا۔ کہ تاب مقاومت نہ لا سکے۔ اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہے۔ اور جب دیکھا۔ کہ مخلصی ممکن نہیں۔ تو اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے برباد اور ویران کرنے لگے۔ کہ مسلمان ان پر قبضہ کر کے ان سے استفادہ نہ کر سکیں۔ غور فرمایئے۔ یہ مال و دولت کی فراوانی انکے کچھ بھی کام نہ آئی۔ کیا یہی تھے وہ قوم و خیال سے زیادہ حریص تھے۔ کہ وقت پر ان کے اموال اور فراوانی دوسروں کے کام آئیں۔ کیا مکہ والوں نے انکی مدد کی۔ جن کے ساتھ انہوں نے ساز باز کر کے معاہدہ شکنی کا ارتکاب کیا تھا۔ یہ کتنی عبرتناک بات تھی۔ کہ ایک قوم اپنے گھروں سے نہایت ذلت اور حقارت کے ساتھ نکالی جا رہی تھی۔ وہ اپنے اموال سے محروم کی جا رہی تھی۔ اس لئے نہیں۔ کہ انہوں نے اپنی ساری عمر دولت کے حصول میں خرچ کی۔ اور حق کو تسلیم نہ کیا۔ مذہبی حقائق کو جھٹلایا۔ اور دنیائے عاجل کو ترجیح دی۔ یہ قوم جس کو دولت سے محبت تھی۔ جیسے سامنے کوئی اخلاقی اور روحانی نصب العین نہ تھا۔ ضروری تھا۔ کہ اس عذاب میں گرفتار ہوتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام نے انکو جو انکے قلعوں سے اور محلات سے نکالا۔ تو پھر ان کو زمین کے ساتھ رہنے کا کہیں موقع نہیں ملا۔ قرآن نے فرمایا تھا۔ کہ یہ اول حشر ہے۔ جیسے معنے یہ تھے۔ کہ اس طرح کے اور اس قبیل کے کئی حشر ان پر آنے والے ہیں۔ چنانچہ یہ پیشگوئی ثابت ہوئی۔ اور اس قوم مضطرب کو دنیا میں ذلت و حقارت کی زندگی بسر کرنی پڑی۔ اور باوجود دولت کی کثرت کے اور سیم و زر کے انباروں کے رہنے کیلئے انہیں کہیں ٹھکانا نہ ملا۔ (باقی صفحہ ۱۳۰۶ پر)

حل لغات:۔ سَبَّحَ۔ پاکی بیان کرتا ہے جس کے دوسرے معنی [illegible] ہے۔ اور وہی اطاعت کا ہر لمحہ اظہار کرتا ہے۔ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ [illegible]

ف الرفد [illegible] کہ یہودیوں کو جلاوطنی کا یہ صدمہ پہلی دفعہ پہنچا ہے۔ [illegible]

۳- وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝

۳- اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ اُن کے لئے جلاوطنی لکھ چکا تھا۔ تو انہیں دنیا میں عذاب دیتا۔ اور اُن کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔ ۝

۴- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

۴- یہ اسلئے کہ انہوں نے اللہ اور اسکے رسولؐ کی مخالفت کی تھی۔ ۝ اور جو کوئی اللہ کی مخالفت کریگا تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

۵- مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

۵- کھجور کا جو پیڑ تم نے کاٹا یا اُسے اپنی جڑ پر کھڑا رہنے دیا۔ سو اللہ کے حکم سے تھا۔ اور اس لئے تھا کہ خدا فاسق لوگوں کو رسوا کرے ۝

۶- وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

۶- اور جو کچھ اللہ نے ان کے مالوں میں سے رسولؐ کے ہاتھ لگوا دیا ہے تو تم نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۰۵:- فرمایا۔ کہ اگر اس بد عہدی کی پاداش میں ان کو جلاوطن نہ کیا جاتا۔ تو اتنی سزا یہ تھی۔ کہ ان کو مار ڈالا جاتا۔ کیونکہ ان کی فہرست جرائم نہایت سنگین تھی۔ اور اس بات کی متقاضی تھی۔ کہ ان سے زندگی کو چھین لیا جائے۔ اور پھر آخرت میں جو عذاب اُن پر نازل ہوتا۔ وہ اس پر مستزاد ہوتا۔ کیونکہ انہوں نے سخت قسم کے عناد کا مظاہرہ کیا۔ اور اللہ اور اسکے رسولؐ سے کھلم کھلا عداوت کی۔ اس لئے اللہ کا غضب بھڑکنا ناگزیر اور ضروری تھا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف یہودیوں کے پاس بہت سے باغات تھے۔ جو ان کی دولت اور تمول کا سبب تھے۔ اس محاصرہ کے دوران میں مسلمانوں نے ان کو عبرت دلانے کے لئے یا اس لئے کہ وہ ان درختوں کو بطور کمین گاہوں کے استعمال نہ کر سکیں۔ ان کو کاٹ ڈالا۔ اور پھر دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ کہیں ہم نے معصیت کا ارتکاب تو نہیں کیا۔ کیونکہ اسلامی قانون جنگ میں صرف محارب قوتوں کو ہدف ہلاکت بنایا جاتا ہے۔ اور بلا ضرورت تخریب اور تباہی ممنوع ہے۔ اس آیت میں بتایا۔ کہ جنگ کی مصلحت کا تقاضا یہی تھا۔ کہ تم لوگ درمیان میں ان درختوں کو کاٹ ڈالو۔ تاکہ میدان صاف ہو جائے۔ اور دشمن دھوکہ نہ دے سکے۔ اور چھپ کر حملہ نہ کر سکے۔ یا قلعوں میں محصور نہ رہے۔ بلکہ اپنے اموال کی تباہی اور بربادی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غصہ سے بے تاب ہو جائے۔ اور میدان جنگ میں نکل آئے۔ اور تمہیں موقع دے کہ تم اس سے لڑ سکو۔

حلِ لغات

لِیْنَةٍ - ایک نوع کی کھجور، جو عمدہ قسم کی نہیں ہوتی۔

اَوْجَفْتُمْ - دوڑایا۔

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

ہر شے پر قادر ہے ○

۷- مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

۷- بستیوں والوں کے مالوں میں سے جو کچھ اللہ اپنے رسول کے ہاتھ لگوا دے وہ اللہ اور رسول اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے تاکہ وہ مال (صرف) تمہارے دولت مندوں کے لینے دینے میں (ہی) نہ آوے۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے اُسے لے لو۔ اور جس سے منع کرے، باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سخت عذاب پہنچانے والا ہے ○

۸- لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

۸- وہ ان محتاج وطن چھوڑنے والوں کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کو مدد دیتے ہیں۔ وہ سچے لوگ ہیں ○

سنت ذخیرہ خیر و برکت ہے

یہ آیت سیاق و سباق کے لحاظ سے گو اصولِ غنیمت کی تقسیم کے متعلق ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ حضورؐ جس شخص کو جس قدر ازراہِ انصاف و عدل دیتے ہیں۔ اس کو بلا تکلف اور بغیر اعتراض کے قبول کر لینا چاہیئے۔ اور جس کو محروم رکھتے ہیں۔ اسے اپنی محرومی پر قانع رہنا چاہیئے۔ اور حرفِ شکایت لبوں تک نہیں لانا چاہیئے۔ کیونکہ پیغمبرؐ کے عدل و انصاف پر اعتماد نہ کرنا تقویٰ کے منافی ہے۔ نورِ ایمان کا نقصان و ضیاع ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ اس خصوصی معنی کی وجہ سے آیت میں تعمیم باقی نہ رہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ آیت میں سیاقِ عموم ایسا ہے۔ اور خصوص محض خود بخود اس میں آ جاتا ہے۔ آیت کے معنے یہ ہیں۔ کہ رسول کی شخصیت تمہیں جو احکام و نواہی سُناتی ہے۔ اسکو قبول کرو۔ اور اسکے سامنے کسی نوع کے کبرِ نفس کا اظہار نہ کرو۔ کہ یہ پاکیزگی قلب کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے۔ گویا حضورؐ اس منصب پر ہیں۔ کہ وہ مطاع ہیں۔ ان کی اطاعت اللہ نے لازم قرار دی ہے۔ وہ جو کچھ سیرت و کردار کا ذخیرہ چھوڑ جائیں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ اُسے خیر و برکت سمجھ کر قبول کر لیں۔ ورنہ شدید ترین عذاب کے لئے تیار رہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ جن لوگوں نے سنت کی حجیت سے انکار کیا ہے۔ اور اپنے زعم میں اختلافات سے بچنے کیلئے صرف قرآن سے تمسک کیا ہے۔ اور وہ بھی قرآن کے اس حصے سے جس میں اسی کی کفایت و تفصیل کا ذکر ہے۔ وہ اطاعتِ رسول کی محرومی کی وجہ سے اس دُنیا میں عظیم ترین اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو گئے۔ اور وہ عذاب اختلاف و تفرقہ کا عذاب ہے۔ ان میں کا ہر سمجھدار آدمی بجائے خود ایک مذہب کا امام اور مجتہد بن گیا اور چاہنے لگا۔ کہ لوگ اس کے متبع ہو جائیں۔ [illegible] کی کتنی عمدہ مثال ہے۔ یہ لوگ اتنی واضح اور نمایاں حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ کہ قرآن کو اس کے اولین حامل کی وساطت کے بغیر سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے۔ جس قدر خدا تک بغیر عقل و فہم کے رسائی حاصل کرنا۔

۹- وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ

۹- اور وہ مال ان کا بھی حق ہے۔ جنہوں نے مہاجرین سے پہلے اس گھر (مدینہ) اور ایمان میں جگہ پکڑ رکھی ہے۔ جو شخص ان کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور جو مال مہاجرین کو ملتا ہے اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ وہ آپ ریجوک کی حالت میں ہوں اور جو کوئی اپنے نفس کی حرص سے بچایا گیا تو وہی لوگ مراد پانے والے ہیں ○

۱۰- وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۰- اور وہ مال ان کا بھی حق ہے جو ان مہاجرین و انصار کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں بخش دے۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان داروں کی عداوت نہ رکھ۔ اے ہمارے رب تو ہی شفقت کرنیوالا مہربان ہے ○

۱۱- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ

۱۱- کیا تو نے ان کی طرف نہیں دیکھا جو منافق (دغا باز) ہیں! کہ اپنے کافر بھائیوں سے جو اہل کتاب میں سے ہیں کہتے

ف ان آیات میں اُن لوگوں کی تفصیل بیان کی ہے۔ جو اموال غنیمت کا استحقاق رکھتے ہیں۔ فرمایا۔ اس مال میں اُن غریب مہاجرین کا حصہ ہے۔ جو اپنے گھر اور اپنے مال و سامان سے جبراً جدا کر دیئے گئے۔ جو محض اللہ کی رضامندی کے طالب ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً جب ضرورت پڑے میدان جہاد میں بطور سپاہی کے لڑتے ہیں۔ اور اپنی صداقت ایمانی کا ثبوت دیتے ہیں۔ پھر وہ انصار بھی اس کا استحقاق رکھتے ہیں۔ جو مدینہ میں پہلے سے قیام پذیر ہیں۔ اور ایمان کو انہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ جو مہاجرین کو وقعت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ان کی آسودگی سے نہ صرف خوش ہوتے۔ بلکہ بسا اوقات ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے۔ چاہے خود تکلیف ہی میں کیوں نہ مبتلا ہوں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی مستحق ہیں۔ جو ان کے بعد آئے۔ اور ان کے لئے از راہ اخلاص مغفرت کی دعا کرتے ہیں●

حل لغات

تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ۔ جنہوں نے مدینہ کو اور عقیدہ اسلام کو اپنا مسکن قرار دیا۔ غرض یہ ہے۔ کہ مسلمان مقامی قید کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اُس کے نزدیک اصل چیز عقیدہ کی حفاظت و صیانت ہے۔ اور وہ زمین کے جس گوشے میں میسّر ہو۔ اُس کا وطن ہے۔ خَصَاصَةٌ۔ فاقہ اور عسرت۔ یعنی مسلمان ہمیشہ ہر حالت میں اپنے دوسرے بھائی کی ضروریات کو زیادہ قابل توجہ خیال کرتا ہے●
غِلًّا۔ کینہ۔ حسد●

أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِن قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ○

ہیں کہ اگر تم (مدینہ سے) نکالے گئے تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے حق میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہاری مدد کرینگے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں ○

۱۲۔ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِن قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ○

۱۲۔ اگر وہ نکالے جائیں گے تو یہ اُنکے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر اُن سے لڑائی ہوگی تو یہ انہیں مدد بھی نہ دینگے، اور جو مدد دینگے تو ضرور پیٹھ دے کر بھاگیں گے۔ تو پھر کہیں مدد نہ پائیں گے ○

۱۳۔ لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ○

۱۳۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا خوف (اے مسلمانو) ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ ہے یہ اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے ○

۱۴۔ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

۱۴۔ وہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑ سکیں گے مگر بستیوں کے کوٹ میں یا دیواروں کی اوٹ میں ان کی لڑائی آپس میں سخت ہے۔ تو جانے کہ وہ اکٹھے ہیں اور ان کے دل جُدا جُدا

یہ بزدل ہیں

ف اصل میں بنی النضیر کو منافقین نے جو شہہ دی اور غرور بڑھا سکایا تھا۔ انہوں نے ان کو یقین دلایا تھا۔ کہ ہم ہر طرح آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں صف آرا ہونے کیلئے کسی طرح کا تامل نہیں کرنا چاہئے۔ ہم آپ لوگوں کی ہر حال اعانت کرینگے۔ اگر آپ کو مدینہ سے نکل جانے پر مجبور کیا گیا۔ تو ہم بھی نکل کھڑے ہونگے۔ اور اس معاملہ میں ہم کسی کی بات نہیں سنیں گے۔ اور اگر جنگ ہو جائے۔ تو پھر ہم کو آپ بزدل نہیں پائیں گے ہم آپکے ساتھ ہو کر لڑیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ ہم کیسے آپ کا ساتھ دیتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ ان کی زبانی ہمدردی ہے۔ اور محض خبث اور شرارت ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ عہد و پیمان کبھی شرمندہ عمل نہیں ہونے کے۔ ان میں جب اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہے۔ کہ کھلم کھلا کفر کا اظہار کریں۔ تو یہ کیونکر گوارا کریں گے۔ کہ یہودیوں کی جلاوطنی میں ان کا ساتھ دیں۔ اور بیٹھے بٹھائے لہلہاتے مال اور اپنی زمینوں سے جدا کر دیئے جائیں۔ ان میں ایثار کی بالکل صلاحیت موجود نہیں ہے یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ جنگ کے وقت یہ لوگ میدان میں مسلح ہو کر آجائیں۔ اور آمنے سامنے ہو کر لڑیں۔ یہ اتنے بزدل ہیں۔ کہ اگر مقابلہ پر آنے کے لئے تیار بھی ہو جائیں۔ تو یکدم زور دار جدال کرتے ہونگے۔ اور پھر بھاگنے کے لئے بھی بچاؤ مشکل ہو جائے۔

اس کے بعد ایک اصول کی بات بتلائی۔ کہ ان لوگوں کا چونکہ اللہ پر ایمان نہیں ہے۔ اور یہ عقیدہ کی برکت سے محروم ہیں۔ اس لئے تمہارا وجود انکے لئے بہت زیادہ مرعوب کن ہے یہاں تک کہ جس قدر تم سے خائف ہیں۔ اللہ سے بھی اس قدر خائف نہیں ہیں۔ جب ان منافقوں اور یہودیوں میں وہ اصل چیزیں موجود نہیں جن کی بناء پر دلوں میں استحکام اور ایثار کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اس نعمت سے یہ لوگ محروم ہیں۔ جنکی غیرت و حرمت کیلئے سپاہی کٹ مرتے ہیں۔ تو ان سے بہادری اور شجاعت کی توقع رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسے شعلہ افسردہ سے تابش اور حرارت کی۔ فرمایا۔ چونکہ ان میں وہ باتیں نہیں ہیں۔ جو جمعیت پیدا کرتی ہیں۔ اور لوگوں کو کسی اخلاقی نقطہ پر اکٹھا کر دیتی ہیں۔ اس لئے گو بظاہر یہ متحد نظر آتے ہیں۔ مگر بباطن آپس میں سخت اختلاف اور دشمنی رکھتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳۱۰ پر)

حل لغات

لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا۔ یعنی قوت سے کھل کر بحیثیت جماعت میں اکٹھے ہی متحد ہو جاتا ہے۔ مُحَصَّنَةٍ۔ حرف اور وزن۔ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ۔ قلعہ دار گاؤں محفوظ بستیاں۔

بَأْسُهُمْ۔ ان کی لڑائی۔

قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ۝

۱۵- كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

۱۶- كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝

۱۷- فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝

۱۸- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

ہو رہے ہیں۔ یہ اسلئے کہ وہ لوگ عقل نہیں رکھتے ۝

۱۵- انکی مثال انہیں جیسی ہے جو ان سے تھوڑے ہی دنوں پہلے (جنگ بدر میں) اپنے کام کی سزا چکھ چکے ہیں اور ان کیلئے دکھ دینے والا عذاب ہے ۝

۱۶- انکا حال شیطان کا سا حال ہے کہ جب اس نے انسان سے کہا کہ کافر ہو۔ پھر جب وہ کافر ہو گیا تو بولا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے ۝

۱۷- پھر انجام ان دونوں (شیطان اور انسان) کا یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے ۝

۱۸- مومنو! اللہ سے ڈرو اور چاہیئے کہ ہر نفس فکر کرے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۰۹:۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ یہ اپنی مختلف اغراض کے باوجود صرف عداوت حق جو ایک متفقہ جذبہ ہے۔ کس طرح اس طرح متحد ہو جائیں۔ جس طرح کہ مسلمان خالق و دین میں ایک دوسرے سے وابستہ اور منسلک ہیں۔ مسلمانوں کا اتحاد صرف سطحی جذبہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ ایسی بلند پایہ اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر اس کی عمارت اخوت قائم ہے کہ اس میں کبھی تزلزل پیدا نہیں ہو سکتا۔ مسلمان توحید، قرآن، عشق رسول پر متحد ہے۔ جو مشرق و مغرب میں یکساں اس لیے باعث فخر و مباہات ہیں۔ مگر آہ یہ اس وقت کی باتیں ہیں۔ جب مسلمانوں میں دین کی محبت اور تڑپ تھی جب مسلمان صحیح معنوں میں اتحاد ملت اور اعلاء کلمۃ اللہ کی قدر و قیمت کو سمجھتا تھا۔ آج ساری قوتیں اسلام اور مسلمانوں کو کچلنے کے درپے ہیں۔ اور مسلمانوں میں اختلاف آراء کا ایک طوفان بپا ہے۔ آج یہ بات کہ بظاہر وہ متحد ہیں۔ اور حقیقت میں شدید ترین اختلافات میں مبتلا ہیں۔ کفر کی علامت نہیں ہے بلکہ اسلام کی علامت ہے۔ تعجب ہے۔ کہ وہ قوم جس میں عناصر اتحاد و تعاون کی اہلیت تمام قوموں سے زیادہ ہو۔ وہ قوم آپس میں لڑتی ہے اور وہ دین کے پاس کوئی ضابطہ نہیں۔ وہ مرکز پر جمع ہو جائیں۔ آخر اس کو سوائے شومئی قسمت اور بدبختی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے

حاشیہ متعلقہ صفحہ ہٰذا:۔

ف۱ منافقین نے یہودیوں کو بھگا کر ذلیل و رسوا کیا۔ اور آخر میں جب کہ وہ اپنی بستیاں چھوڑ رہے تھے۔ اور اپنے اہل و متاع چھوڑے جا رہے تھے۔ ان سے کچھ بھی کام نہ آئے۔ حالانکہ نصرت و اعانت کا پورا پورا معاہدہ تھا۔ فرمایا۔ ان لوگوں کی مثال شیطان کی طرح ہے۔ کہ دنیا میں انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ کفر پر آمادہ کرتا ہے۔ اور عاقبت کے باب میں طرح طرح کے فریبوں سے کام لیتا ہے۔ مگر جب وہ مقررہ وقت آ پہنچے گا۔ یہ بالکل الگ جا کھڑا ہو گا۔ اور کامل بیزاری کا اعلان کرے گا۔ اس وقت ان فریب خوردگان پر حقیقت کو معلوم ہو گا۔ کہ ہم دنیا میں محض بے وقوف بنے رہے۔ اور جو کچھ اس زندگی کے متعلق ہم کچھ سوچ رکھا تھا۔ وہ نقشہ غلط ثابت ہو رہا ہے۔

حل لغات:۔ لِغَدٍ۔ آج کے بعد آنے والا دن ہے۔ وہ کامل [illegible] غد کے مفہوم میں داخل ہے۔ موت کے بعد [illegible] ہے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمان مذہبی نقطہ نگاہ سے [illegible] کیلئے سوچتا ہے۔ جو آگے والا ہے۔ اور یہ [illegible] محدود نہیں ہے۔ اور اس کا تعلق محض [illegible] جاتا ہے۔ بلکہ اس کی حدود [illegible] ہے۔ [illegible] حاوی ہے۔ [illegible]

۱۹- وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○

۱۹۔ اور اُن کی مانند نہ ہو جو اللہ کو بھول گئے۔ پھر اللہ نے اُن کے نفس انہیں بھلا دیئے وہی فاسق ہیں ○

۲۰- لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ○

۲۰۔ دوزخی اور بہشتی برابر نہیں۔ بہشتی مراد پانے والے ہیں ○

۲۱- لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ○

۲۱۔ اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھ لیتا کہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے اور یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لئے سناتے ہیں۔ شاید وہ دھیان کریں ○

۲۲- هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ○

۲۲۔ اللہ وہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے۔ وہی بڑا مہربان رحم والا ہے ○

۲۳- هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ

۲۳۔ وہ اللہ وہ ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے

دُنیا کی جمال آرائیاں

غرض یہ ہے۔ کہ اصل زندگی دنیا کے دنوں کی یہ عارضی اور ظاہری زندگی نہیں ہے۔ بلکہ باوجود اس کی جاذبیتوں اور جمال آرائیوں کے یہ تمہید ہے ایک دوسرے دورِ حیات کی۔ اور یہ مقدمہ ہے۔ جس آئندہ کتابِ زندگی کا اسلئے تقویٰ اور دینداری کا تقاضا یہ ہے۔ کہ سالک اس کو منزل نہ قرار دے۔ اور اسکو اپنا نصب العین نہ قرار دے لے۔ بلکہ اپنے طرز عمل سے ثابت کرے۔ کہ یہ کوچ کا مقام ہے۔ اور جہاں جانا ہے۔ وہ جگہ آگے ہے۔ یہاں وہ گردو پیش یہ سوچے۔ کہ اس مستقبل کے لئے۔ اس عالم تک کے پہنچنے کیلئے کس قدر تیاری اور انتظام سے کام لیا ہے اور راہ بھی سوجھ رہی ہے۔ یا نہیں۔ پھر اس محبوب ازلی کے لئے کوئی چیز ارمغان پیش کرنے کو بھی ساتھ ہے یا نہیں۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن پر یہاں غور کرنا لازم ہے۔ جن کے متعلق یہاں سوچنا ضروری ہے کیونکہ موت کے بعد ہم اس منزل میں قدم رکھتے ہیں۔ جہاں سے واپسی ناممکن ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد صرف وہ اعمال کام آتے ہیں۔ جو ہم نے موت سے پہلے کئے ہوں۔ اسی لئے قرآن فرماتا ہے۔ کہ مسلمانو اپنے دلوں میں تقویٰ اور خشیت الٰہی کے جذبات ابھی سے پیدا کرو۔ اور اس کی صورت یہ ہے۔ کہ نظر احتساب ہمیشہ آئندہ پر رہے۔ جو ہر دم اور ہر نفس یہ سوچتا رہے۔ کہ کل کے لئے کتنی پونجی ہے۔ خود فراموشی میں اُن لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کو بھلا دیا۔ اور اس کی تعلیمات کو کمال غفلت سے پس پشت ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بھی ان پر سے اپنی رحمتوں اور عنایتوں کے دستِ فیض کو اٹھا لیا۔ یاد رکھو: یہ لوگ فاسق تھے۔ ان کا تتبع نہ کرنا۔ اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری میں اس درجہ غفلت شعاری اختیار نہ کرنا۔

ف پہاڑ کی صلابت اور سختی مسلّم ہے۔ مگر قرآن کی اثر اندازی کا یہ عالم ہے۔ کہ اگر کہیں یہ سن پاتے۔ تو آہ و زاری و شیون سے کلیجہ پھٹ جاتے۔ یہ تو انسانوں کی محرومی ہے۔ کہ وہ ایسا عبرت آفرین کلام کو سنتے ہیں۔ مگر پتھر سے زیادہ سخت رہتے ہیں۔ ورنہ اس کے اثر و نفوذ میں بالکل شبہ نہیں ہے۔

حل لغات

لَوْ أَنزَلْنَا۔ یعنی نزول کے لئے جن شرائط کا ہونا لازم ہے۔ اگر وہ پہاڑ ایسی صفت اور بے حس چیز کے لئے بھی مہیا کر دی جائیں۔ تو تم دیکھتے کہ وہ قرآن کی ذمہ داری کو کیونکر خشوع اور خضوع کے ساتھ برداشت کرتا ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کو اور میری مرضی کے تلاش میں اپنے وطنوں سے نکلے ہو تو انہیں دوست نہ بناؤ۔ تم انہیں دوستی کے چھپے پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے وہ راہ راست سے بہک گیا ۝

۲- إِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ أَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝

۲- اگر وہ تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہوں اور تمہیں ستانے کے لئے تم پر اپنے ہاتھ اور زبانیں چلائیں اور چاہیں کہ کسی طرح تم کافر ہوجاؤ ۝

۳- لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ

۳- قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے کام آئیں گے اور نہ تمہاری اولاد۔ وہ تم میں فیصلہ کریگا۔

دشمنوں سے تعلقات نہ رکھو

ف اس صورت میں مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ تمہارے یہ دوستانہ تعلقات ایسے لوگوں سے قطعاً مستحسن نہیں ہوسکتے جو ہر طرح سے تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ جو تمہارے وجود کو اور تمہارے عقائد کو کسی صورت میں گوارا نہیں کرتے۔ یہ دشمن تمہاری مساعی کی جنس تم تک طرف محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہو، مخلصانہ دعوت دیتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمہاری دعوت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اور تمہیں محض حق پر نہیں سمجھتے تھے۔ یعنی کہ انہوں نے تمہیں اور پیغمبر کو محض اس لئے شہر سے نکالا، محض اس لئے کہ تم ان کے بتوں کے سامنے نہیں جھکتے ہو۔ اور اللہ کو مانتے ہو۔ جو تمہارا پروردگار ہے۔ یہ کیسی قدر ناموزوں بات ہے۔ کہ جن لوگوں کی عداوت اور دشمنی نے تمہیں ہجرت پر مجبور کیا، جن کے خلاف تم جہاد کے لئے تیاری کررہے ہو۔ انہیں سے ساز باز کیا جائے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ ہم ان معاملات کو نہیں جانتے۔ اور ہماری آنکھوں سے یہ واقعات چھپے رہیں گے؟

واضح رہے۔ کہ یہ محض غلط فہمی ہے۔ ہم کو تمہاری ایک ایک حرکت معلوم ہے۔ چاہے وہ پوشیدہ ہو یا علانیہ یہ اتنا بڑا جرم ہے۔ کہ اس کو کھلم کھلا گمراہی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ تم لوگ تو انہیں اپنے اسرار سے مطلع کرتے ہو۔ محض اس لئے کہ تم کو تقرب حاصل ہو۔ مگر وہ تمہارے اس وجہ دشمن اور مخالف ہیں۔ کہ اگر تم ایمان کی نعمت سے یک قلم محروم ہوجاؤ۔ اور پھر کفر کی طرف پلٹ جاؤ۔ اہل وعیال کی محبت میں کھو جاؤ؟ کہ وہ دنیا مسلمانوں کے مفاد کی کس درجہ پامالی ہے۔ جانتے ہو۔ قیامت کے دن تمہاری اولاد اور رشتہ دار تمہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکیں گے۔ اس وقت جس رشتہ کی حاجت ہوگی اور جو محبت کام آئے گی۔ وہ رشتہ وہ ہوگا۔ جو مسلمان کو مسلمان کے ساتھ ہے۔ اور وہ محبت وہ ہوگی۔ جو مسلمان کی مسلمان کے ساتھ ہے۔ یہ مادی رشتے اور یہ تعلق کے علائق۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچا سکیں گے۔

حل لغات

سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔ سیدھا راستہ۔

يَثْقَفُوْكُمْ۔ ثقف سے ہے۔ یعنی قابو پانا۔

يَفْصِلُ۔ جدائی ڈال دے گا۔ فیصلہ کرے گا۔

بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

۴- قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

اور جو تم کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے ۝

۴- ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں تمہارے لئے ایک اچھا نمونہ ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا، ہم تم سے اور اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو اُن سے الگ ہیں ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کو عداوت اور بغض ظاہر ہوا۔ یہاں تک کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔ مگر ابراہیم کا قول اپنے باپ کے لئے یہ تھا کہ میں تیرے لئے مغفرت مانگوں گا۔ اور میں اللہ سے تیرے لئے کسی شے پر اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر توکل کیا۔ اور ہم تیری طرف رجوع لائے اور تیری طرف پھر آنا ہے ۝

حل فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم اور ان کے کے رفقا و انصار تمہارے لئے لائق اقتداء اسوہ ہے۔ غور کرو۔ کہ جب وہ مبعوث ہوئے ہیں۔ ان کے گرد وپیش کی فضا کیسی تھی۔ اور کیسی وجہ شرک کا دَور دورہ تھا۔ پوری قوم بُت پرست تھی اور حکومت انکی پشت پر۔ مگر انہوں نے پوری جرأت کے ساتھ کہہ دیا۔ کہ میں تمہارے ان عقائد سے قطعاً بیزار ہوں اور اعلان توحید کے بعد اب میں تمہارا کھلا دشمن ہوں۔ مجھ سے کسی رعایت کی توقع نہ رکھنا۔

چنانچہ حضرت ابراہیم کی زندگی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انہوں نے کبھی باطل کے سامنے اور قوت کے مقابلہ میں اپنا سر نہیں جھکایا۔ اور کبھی مخالفت اور عناد کی پرواہ نہیں کی۔

اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ سے غرض یہ ہے۔ کہ تم اپنی کمزوری کے لئے اس مغفرت کی سفارش کو اپنے لئے سند نہ قرار دو۔ کیونکہ یہ محض وعدہ کی تکمیل تھی۔ اور اس جذبہ کا اظہار تھا۔ کہ حضرت ابراہیم اپنی طرح اپنے باپ کو بھی مسلمان دیکھنا چاہتے تھے۔

حل لغات

بُرَءٰٓؤُا ۔ بے زار۔

٥- رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

٦- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ○

٧- عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

٥- اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش کا ذریعہ نہ بنا اور ہمیں بخش دے۔ کچھ شک نہیں کہ تو ہی غالب حکمت والا ہے ○

٦- تمہارے لئے یعنی اس کے لئے جو اللہ (کی ملاقات) اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے۔ ان لوگوں میں نیک نمونہ ہے اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ بے پرواہ قابل تعریف ہے ○[۱]

٧- عجب نہیں کہ اللہ تم میں اور کافروں میں جو تمہارے دشمن ہیں دوستی کرا دے۔[۲] اور اللہ قادر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

اللہ کی محبت میں غلو

[۱] حضرت ابراہیمؑ اور انکے عقیدت مندوں میں جو بات تتبع اور اقتداء کے لائق تھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ یہ لوگ صرف اللہ سے محبت رکھتے تھے۔ اور اس محبت کے باب میں اتنا غلو تھا۔ کہ وہ عقل و خرد کے ظاہری تقاضا کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے تھے۔ جب ضرورت محسوس کرتے تھے۔ کہ اب محبوب حقیقی کو خوش کرنے کے لئے اپنے لخت جگر کے حلقوم پر خنجر پھیر دینا ضروری ہے۔ تو ان کو قطعاً تامل نہ ہوتا۔ نہ دل میں جذبات پدری اس وجہ ہیجان پیدا کرتے۔ کہ عشق الٰہی پر غالب آ سکیں۔ اور نہ ارادہ و عزم میں کوئی تزلزل پیدا ہوتا۔ ہاتھ بڑھتے۔ اور اپنے بیٹے اور عصائے پیری کے گلے پر خنجر چلا دیتے۔ یہ وہ جذبۂ اطاعت ہے۔ جو خدا مسلمانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کہ جب یہ معلوم ہو جائے۔ کہ منشائے الٰہی کیا ہے۔ تو پھر سوچنا گناہ ہے۔ اس وقت ضروری ہوتا ہے۔ کہ منشاء کی تکمیل کے سلسلہ میں اگر عزیز ترین تعلقات کو بھی چھوڑنا پڑے۔ تو چھوڑ دیئے جائیں۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم میں یہ جذبہ نہیں پیدا ہوتا ہے۔ تو یاد رکھو۔ اللہ کو اس بات کی قطعاً ضرورت نہیں۔ وہ بے نیاز ہے۔ اور لائق صد ہزار حمد و ستائش ہے۔ یہ ایثار و قربانی خود تمہاری بہتری کے لئے ازبس لازمی و لابدی ہے۔ اگر اس کو اختیار کرتے ہو۔ تو تمہاری زندگی جاوید سراسر کامیاب ہے۔ اور اگر نہیں اختیار کرتے ہو۔ تو پھر اللہ کا تم کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

[۲] جب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ تو مسلمانوں کی گردنیں اطاعت اور فرمانبرداری میں جھک گئیں۔ اور انہوں نے اللہ کے سوا تمام علائق دنیا کو جو اس کی راہ میں حائل ہو سکتے تھے۔ چھوڑ دیا۔ اور اس سختی کے ساتھ اپنے غیر مسلم عزیزوں سے قطع تعلق کیا۔ کہ اس میں کچھ قساوت کی آمیزش ہو گئی۔ اور خطرہ پیدا ہو گیا۔ کہ کہیں یہ بغض و عناد ان عزیزوں کو اسلام سے دور نہ کر دے۔ اس لئے سمجھا دیا۔ کہ قطع تعلق کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ تم ان کو ہمیشہ کے لئے کفر کی آغوش میں دے دو بلکہ تعلقات کی نوعیت ایسی ہو۔ کہ وہ تمہارے جذبۂ دینی کی قدر کریں۔ مگر اسکے ساتھ وہ تم سے متنفر نہ ہو جائیں۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جو عنقریب اسلام کو قبول کرنے والے ہیں۔ اور تمہارے موجودہ خیالات ان کے متعلق بدلنے والے ہیں۔ اس لئے کفر سے نفرت کی جھلک برقرار رکھو۔ کہ پھر ان کو گرمجوشی کے ساتھ اپنی برادری میں داخل کر سکو۔

حلِ لغات

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ اچھا اور لائق عمل نمونہ ۔

مَوَدَّةٌ ۔ دوستی ۔

۸- لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○

۸- جو لوگ تم سے دین پر نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ اُن سے رسیل طاپ رکھنے سے نہ تمہیں منع نہیں کرتا۔ یعنی ان سے منع نہیں کرتا، کہ تم ان سے نیکی کرو اور ان سے منصفانہ برتاؤ کرو۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ○

۹- اِنَّمَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْۚ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

۹- اللہ تو تمہیں انکی دوستی سے منع کرتا ہے۔ جو دین پر تم سے لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور اور تمہارے نکالنے پر دوسروں کی مدد کی اور جو ایسوں سے دوستی رکھے وہی ظالم ہیں ○

بے ضرر غیر مسلموں سے تعلقات مودت

ف اس آیت میں بہت بڑی غلط فہمی کو دُور کر دیا ہے۔ جو ان گزشتہ آیات کو سُن کر اس شخص کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔ جو نظام اسلامی کی باریکیوں کو سمجھنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ وہ یہ کہہ سکتا تھا۔ کہ اسلام مسلمانوں کو عام معاشری تعلقات مودت سے روکتا ہے۔ اور اُس انسانی ہمدردی کو جو فطری طور پر انسانوں میں اپنے بنی نوع کے لئے موجود ہے۔ کچل دینا چاہتا ہے۔ اللہ یہ کہ اس مذہب میں دنیا کے ملی مذہب ہونے کی صلاحیت نہیں۔ کیونکہ یہ غیر مسلموں سے ہمدردانہ اور آئینی تعلقات کو برقرار رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ فرمایا۔ یہ غلط ہے۔ وہ لوگ جو تم سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ جن سے تمہارا عہد ہے۔ جو نہ تم سے لڑتے ہیں۔ اور نہ تم کو ان کے ساتھ انصاف اور احسان سے پیش آؤ۔ دوستی اُن لوگوں کے ساتھ ممنوع ہے جو دشمن ہیں۔ اور کسی طرح بھی تمہارا زندہ رہنا انہیں گوارا نہیں ۔

حل لغات

تَبَرُّوْهُمْ۔ عمدہ سلوک کرو ۔

ظٰهَرُوْا۔ مدد کی۔ اعانت کی ۔

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○

۱۱- وَإِن فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ○

۱۲- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

۱۱- اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں میں جا ملے اور تمہارا خرچ مہر وہ کافر نہ دیں تو جب تم کافروں کو (گویا) مارو (یعنی ان کافروں کے ہاتھ سے نکل کر کوئی عورت تم میں آ ملے) تو جن کی عورتیں جاتی رہیں ان کو اتنا مال دے دو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور اللہ سے ڈرو جس پر ایمان رکھتے ہو ○ ف۱

۱۲- اے نبی جب تیرے پاس ایماندار عورتیں تجھ سے اس پر بیعت ف۲ کرنے (یعنی اقرار کرنے) کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ طوفان لائیں گی کہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان باندھ لیں اور کسی نیک کام میں تیری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت (اقرار) قبول کر اور اللہ سے ان کے لئے

ف۱ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ کسی مسلمان مرد کی بیوی مرتد ہو کر دار الکفر میں چلی جائے۔ یا فرار ہو جائے اور وہ کافر اس کو اپنے قبضہ میں لے، مسلمان کو اس کا خرچ نہ دے ایسی حالت میں جو کافر عورت دار الاسلام میں آ نکلے گی اور مسلمان سے نکاح کرے گی۔ اس کا خرچ اس کافر کو نہیں دیا جائیگا جو اس کا دار الکفر میں خاوند تھا۔ بلکہ اس مسلمان کو دیا جائیگا۔ جو اپنا خرچ کفار سے نہیں وصول کر سکا

بیعت سے متعلق غلط فہمیاں ؟

ف۲ بیعت کا اشتقاق بیع سے ہے، جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ مرید پیر یا شیخ کے ہاتھ بک جاتا ہے اور اس کو چون و چرا کا اختیار حاصل نہیں رہتا۔ کہ وہ اسکے احکام میں کوئی اور چون و چرا کرے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ بجز اطاعت و انقیاد کچھ نہ جانے۔ اور بغیر دلیل و حجت کے بلا شرط اطاعت کیلئے آمادہ ہو جائے۔ مگر یہاں چند غلط فہمیاں ہیں جن کا دور ہونا ضروری ہے۔ یہ خیال کہ شیخ معصوم ہے۔ اور اس کا ہر قول و فعل صحیح ہے۔ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

غیر شرعی ہے۔ صرف رسول ہی اطاعت کا مستحق ہے۔ لہٰذا اس کی تعلیم سے ایسی بیعت جائز ہے۔ لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق حدیث ہے جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کوئی شخص اس قابل نہیں ہے۔ کہ اس کی بلا شرط اطاعت کی جائے۔ پیغمبر کے بعد ہر آدمی باوجود ولایت و زہد کے بھی لغزش و سہو کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس لئے بیعت کے معنے یہ قرار پاتے ہیں۔ کہ وہ اطاعت ہے

جو شریعت کے مطابق ہو۔ اور اس صورت میں بھی اگر مخالفت محض ہوائے نفس کے تقاضے سے ہو تو درست نہیں ہے۔ مرید کا فرض ہے۔ کہ جب اسکو یقین ہو جائے۔ کہ شیخ کا حکم منشاء الٰہی کے عین مطابق ہے۔ تو پھر اطاعت گزاری کے ساتھ مصروف ہو جائے۔ اور اسکے تمام اعذار و وجوہ و اسباب پر غور نہ کرے۔ دوسری غلط فہمی یہ ہے۔ کہ بیعت کے لئے ایک پیشہ ور گروہ متعین کر لیا ہے اور سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ علم و عمل سے عاری طبقہ محض اس لئے عقیدت و نیاز مندی کا استحقاق رکھتا ہے۔ کہ آباؤ اجداد سے ان کا پیشہ ہوتا ہے۔ حالانکہ شیخ کے انتخاب کیلئے یہ قطعاً ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کوئی پیشہ یا فن نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ مسلمان جو علم و عمل کے زیور سے آراستہ ہے۔ اس قابل ہے کہ آپ اس سے محبت رکھیں۔ اور اسکے سامنے اپنی روحانی کمزوریاں بیان کریں۔ اور پھر اس سے دعا چاہیں۔ تیسرا مغالطہ یہ ہے۔ کہ شیخ کو روحانی خاوند سمجھ لیا جاتا ہے اور ایک شیخ کا مرید دوسرے صوفی کے ساتھ اپنے دل میں بغض و عناد رکھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے۔ کہ اب بیعت کا سلسلہ منقطع نہیں ہو سکتا۔ اور ایک کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ اب کسی دوسرے کی روحانیت سے مستفید نہیں کیا جانا چاہیے وہ در [illegible] اس سے فائدہ [illegible]

حل لغات: ۔ فَاتَكُمْ خفی ہے۔ بھی جائیں کا ترجمہ ہے

اللهَ ۭ اِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

مغفرت مانگ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ○

۱۳- مومنو! ان لوگوں سے دوستی نہ رکھو، جن پر اللہ کا غصہ ہوا ہے، یہ لوگ آخرت سے ناامید ہیں۔ جیسے کہ (اب) کافر اہلِ قبور کی طرف سے ناامید ہیں ○

(۶۱) سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۹۱

(۶۱) سورۂ صف

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

۱- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ○

۲- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○

۲- مومنو! وہ بات کیوں کہتے ہو۔ جو تم نہیں کرتے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۱۸ — یہ اسلامی بیعت نہیں ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے متعدد شیوخ سے بیک وقت علمی و روحانی استفادہ ہو سکتا ہے اور ایک مرید بیک وقت مختلف صلحاء سے عقیدت رکھ سکتا ہے۔ جو قضا اللہ ہے۔ کہ بیعت کی غرض و غایت یہ نہیں سمجھی جاتی۔ کہ تزکیۂ قلب ہو۔ اور اعمال صالحہ سے محبت اور ذوق پیدا ہو۔ بلکہ بیعت اس لئے کی جاتی ہے۔ تاکہ شیخ سے کچھ ایسی باتیں کہ جو کچھ وظیفے معلوم ہو جائیں۔ یا بدست غیب پر اختیار حاصل ہو جائے۔ اور یا حب و بغض کے تعویذ حاصل کرنے میں سہولت رہے۔ حالانکہ بیعت کے معنی یہ تھے۔ کہ ایک صالح آدمی ایک صالح تر آدمی کے سامنے عہد کرتا ہے۔ کہ وہ اس کی نیک باتوں کی اقتدا کرے گا۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا۔ کہ کیونکر زندگی کو خوش گوار اور کامیاب بنایا جا سکتا ہے۔ آج بیعت کا نام ہے جہالت کا۔ جمود و تعطل کا۔ اندھی تقلید اور اقتداء کا۔ اور غیر مشروع طریقوں کو رواج دینے کا۔ حالانکہ حضورؐ نے جو بیعت لی تھی۔ وہ زندگی کی بیعت تھی۔ جہاد اور ایثار نفس کی بیعت تھی۔ اسی طرح ان آیتوں میں جس بیعت کا ذکر ہے۔ وہ قطعاً ایک اخلاقی معاہدہ ہے۔ مکارم و فضائل کا اکتساب ہے۔ اور پاکبازی اور پاک خیالی کا اقرار ہے۔ اس بیعت میں ان باتوں کا کہیں ذکر نہیں۔ جن کو ہم اپنی جہالت کی وجہ سے لوازم بیعت سمجھتے ہیں اور جن کا ترک ہم کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے ●

حلِ لغات

مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔ میں مِنْ بیانیہ ہے۔ جس طرح کفار قبروں میں اپنے اعمال کی وجہ سے آخرت کے ثواب وغیرہ سے مایوس ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ جن پر اللہ کا غضب ہے۔ آخرت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اس کی طرف سے مایوسی کا اظہار کرتے ہیں ●

لِمَ تَقُوْلُوْنَ۔ قول سے یہاں مراد دعا ہے۔ مطلق تلقین عمر یا وعظ و نصیحت نہیں جیسا کہ عوام سمجھتے ہیں ●

۳- كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○	۳- اللہ کے نزدیک یہ بات نہایت ناپسند ہے۔ کہ تم وہ بات کہو جو نہ کرو ○
۴- اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○	۴- بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اس طرح قطار باندھ کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں ○
۵- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○	۵- اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اے قوم مجھے کیوں ستاتے ہو۔ اور تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ پھر جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔ اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○
۶- وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ	۶- اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا۔ اے بنی اسرائیل

بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ

ان آیات میں انبیاء کے حالات کو بیان کیا ہے۔ تاکہ حضورؐ کو معلوم ہو۔ کہ اُمم سابقہ نے کیونکر حق و انصاف کی مخالفت کی۔ اور کس طرح اپنے انبیاء کو بو قلمون اذیتوں سے شکستہ خاطر کیا ہے۔ فرمایا۔ کہ جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے پاس تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ اور تمہاری اصلاح کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ تو انہوں نے کیا کہا؟ کیا فوراً تسلیم کر لیا؟ نہیں بلکہ مطالبہ کیا۔ کہ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً پہلے جس خدا کی توحید کی طرف تم ہمکو دعوت دیتے ہو۔ اس کو کھلم کھلا دکھاؤ۔ جب مانیں گے۔ پھر گوسالہ کی پرستش شروع کر دی۔ اور خدا کی توحید کا عملاً انکار کیا۔ جہاد کے لئے حضرت موسیٰ نے اُبھارا۔ تو کہنے لگے۔ کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ کہ آپ اور آپ کا رب اس مہم کو سر کرنے کے لئے جائیں۔ ہم میں تو سکت نہیں ہے۔ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس کے علاوہ اور کئی الزام اور تہمتیں تراشیں جس سے اللہ کے پیغمبر کو پہنچا۔ اس پر انہوں نے از راہ تأسف فرمایا۔ کہ تم مجھ کو اچھا جانتے ہو سمجھتے ہو۔ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ مگر پھر ایذا دہی سے باز نہیں آتے ہو۔ فرمایا۔ یہ بدکرداروں کی قوم تھی۔ اس لئے ان کو اللہ کی طرف سے توفیق ہدایت عطا نہیں ہوئی ○

حل لغات

مَرْصُوْصٌ۔ سیسہ پلائی ہوئی۔ رصاص سے مشتق ہے۔ جس کے معنے سیسہ کے ہیں ○

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ تجھ سے آگے جو توراۃ ہے۔ میں اسکی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔[۱] اس کا نام احمد ہوگا۔ جب وہ کھلی نشانیاں لیکر انکے پاس آیا تو بولے کہ یہ تو کھلا جادو ہے ۝

۷- وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

۷- اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے اللہ پر[۸] جھوٹ باندھا۔ حالانکہ اسکو اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا ۝

۸- يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

۸- چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور[۹] اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنیوالا ہے۔ اگرچہ کافر ناپسند کریں ۝

۹- هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ

۹- وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور

میرے بعد اللہ کا رسول آئے گا

۱ حضرت مسیح نے یہودیوں کو ہر چند یقین دلایا۔ کہ میں تورات کی تصدیق کے لئے آیا ہوں۔ نئی شریعت کا موجد نہیں ہوں مگر انہوں نے انکار کیا۔ اور یہی کہا۔ کہ ہم تم کو پیغمبر ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ پھر انہوں نے اس صداقت کبریٰ کا بھی اعلان کیا۔ کہ میرے سید زمانہ کے بعد تمہارے پاس اللہ کا رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ جو اللہ کی حمد کے ترانے دنیا کے کانوں تک پہنچائے گا۔ مگر خود اُس کے ماننے والوں نے جب کہ وہ احمد نامی ذات مبعوث ہوئی۔ تو باوصف دلائل پیش کئے جانیکے ماننے سے انکار کیا۔ اور صاف صاف کہہ دیا۔ کہ ہم بنی اسمٰعیل میں اس شرف و بزرگی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

یہ واضح رہے۔ کہ تورات و انجیل میں حسد و حقانیت پر حضور کی آمد کی پیشگوئی موجود ہے۔ یہاں جس خبر کا ذکر ہے۔ وہ بالفاظ برنباس کی انجیل میں مذکور ہے اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ میرے بعد اللہ کا رسول آئیگا۔ جس کا نام احمد ہوگا۔ مروجہ اناجیل میں بھی فارقلیط کا لفظ آیا ہے۔ جسکے معنے تسلی دینے والے کے ہیں حضرت مسیح نے واضح لفظوں میں فرمایا ہے کہ میں تم سے سب باتیں اس وقت نہیں کہہ سکتا کیونکہ تم میں ان کیلئے قوت برداشت نہیں ہے۔ البتہ میرے بعد ایک شخص آنیوالا ہے۔ جو تم کو وہ سب بتائیگا۔

۸ فرمایا۔ کہ یہ لوگ جو اللہ کی طرف غلط عقائد منسوب کرتے ہیں ان سے بڑھ کر اور کون ظالم ہو سکتا ہے۔ یہ اس قابل نہیں ہیں کہ ہدایت سے بہرہ مند ہو سکیں۔

۹ فرمایا۔ کہ اسلام تو اللہ کی طرف سے نور اور روشنی ہے۔ جس سے نوع انسانی ہمیشہ کسب ضیا کرتی رہے گی۔ مگر منکرین یہ چاہتے ہیں۔ کہ اس چراغ ہدایت اور فانوس صداقت کو پھونکوں سے بجھا دیں۔۔۔ اور اپنی حقیر و ناپاک مساعی سے اس انوار کو روک دیں۔ ([illegible])

حل لغات: ۱۔ اِسْمُهٗ ۔ سے نام بھی مراد ہے اور ہو سکتا ہے اس سے مراد صفت ہو۔ لِيُطْفِئُوا ۔ اطفاء سے ہے یعنی بجھا دینا۔

بِدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ اسے اپنے دینوں پر غالب کرے اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں ۝

۱۰- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

۱۰- مومنو! میں تمہیں ایک سوداگری بتاؤں! کہ تمہیں دکھ کی مار سے بچائے ۝

۱۱- تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

۱۱- اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ۝

۱۲- يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ

۱۲- وہ تمہارے گناہ بخش دیگا اور تمہیں باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور عمدہ گھروں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہوں گے۔

بقیہ صفحہ ۱۳۲۱ ... ساتھ حقیقت اسی سے ہے کہ اس باطل کو بالکل مٹا دیا جائے اور اس روشنی کو چاروں طرف عالم میں پھیلا دیا جائے۔ یہ پیغمبروں کا منصب اور دین حق کو کر بھیجا ہے انھیں کے لئے ہے جو چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دین تمام ادیان پر غالب آئیگا۔ اور مسلمان اس کو قبول کریں گے۔ چاہے مشرک کتنا ہی برا جانیں اور اس حقیقت کو قبول کرنے کیلئے آمادہ نہ ہوں۔

بہترین تجارت

ف: اس آیت میں ایک ایسی تجارت کی جانب راہنمائی فرمائی ہے جس کی وجہ سے انسان عذاب الیم سے بچ جاتا ہے۔ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جنات نعیم کی نعمتیں میسر ہو جاتی ہیں۔ اور دنیا میں سربلندی، نصرت، فتح اور کامرانی حاصل ہوتی ہے۔ یعنی دنیا و عقبیٰ کے لحاظ سے اس میں گھاٹے اور خسارے کا احتمال ہی نہیں۔ دنیا میں اس تجارت کی وجہ سے رفعت و ارتقاء اور عزت و غلبہ عنایت ہوتا ہے۔ اور آخرت میں فوز و فلاح اور رضا و خوشنودی۔ اور پھر اس احتمال ایسا نہیں۔ کہ اپنے پاس سے دینا پڑے بلکہ سرمایہ بھی اسی کا ہے۔ جس سے سودا ہو رہا ہے۔ یہ محض اس کا فضل اور کرم گستری ہے۔ کہ وہ اس سرمایہ کو قبول فرما لیتا ہے۔ جو ہاتھ میں اسی کا بخشا ہوا ہے۔ اور پھر اس کے معاوضے میں بہترین نفع بھی دیتا ہے۔ سو ذرا غور کرو۔ اس سے بہتر کیا کاروبار ہو سکتا ہے۔ کہ جس میں نفع کے فوائد مضمر ہوں۔ اور اپنے پاس سے ایک چھوٹی کوڑی بھی خرچ نہ کرنا پڑے۔ یہ تجارت نہایت آسان ہے۔ اس میں شرط یہ ہے کہ تم ایمان و اخلاص میں ہو۔ اور اس کے بعد جان اور مال کی قربانی اور یہ جان اور مال کس کا ہے۔ کیا اسی نے تمہیں دولت نہیں بخشی ہے جو مانگ رہا ہے۔ اور یہ زندگی اسی کی مہربانی کا نتیجہ نہیں۔ جو طلب کر رہا ہے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی ۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ اگر تم اس تجارت کے فوائد کو سمجھ جاؤ۔ اور تمہیں معلوم ہو جائے۔ کہ یہ تمہارے حق میں کس وجہ بہتر اور مفید ہے۔ اور اسی وجہ سے قوم کو کتنا روحانی اور مادی فائدہ پہنچتا ہے۔ قرون اولیٰ میں جب تک مسلمان یہ تجارت کرتے رہے اور انہوں نے اپنی جان اور مال کو مال نہیں سمجھا۔ ان کا ہر قدم آگے بڑھتا رہا۔ اور جان اور مال کی تمام آسائشیں انکو میسر رہیں مگر جب یہ لوگ بزدل ہو گئے۔ جان انکو بہت زیادہ عزیز اور پیاری معلوم ہونے لگی۔ مال کو یہ اپنی زندگی کا نصب العین قرار دینے لگے۔ اور اسکی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی۔ اس وقت سے ہر دو قسم کی آسودگیوں کو ان سے چھین لیا گیا۔ اب کیفیت یہ ہے۔ کہ نہ جان اپنے قبضہ میں ہے۔ اور نہ مال۔ دونوں پر غیروں کا قبضہ ہے۔ وہ جب چاہیں ان سے یہ دونوں چیزیں چھین لیں اور یہ احتجاج کرنے پر بھی قادر نہ ہوں۔

حل لغات۔ جَنّٰتِ عَدْنٍ۔ دائمی باغ ہمیشہ رہنے کے باغ۔ [illegible]۔ تجارت کی بنی سوداگری۔ [illegible]

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

یہ ہے بڑی مراد ملنی ۝

۱۳- وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۱۳- اور ایک اور چیز بھی دیگا جسے تم چاہتے ہو (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور فتح قریب اور مومنوں کو خوشخبری سنا دو ۝

۱۴- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝

۱۴- مومنو! تم خدا کے انصار (مددگار) ہو جاؤ جیسے مریم کے بیٹے عیسیٰ نے حواریوں (اپنے یاروں) سے کہا تھا کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرے۔ حواری (یار) بولے کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل میں ایک جماعت ایمان لائی اور ایک جماعت کافر رہی۔ سو ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان دار تھے۔ ان کے دشمنوں پر مدد دی۔ پھر وہ غالب رہے ۝

ف: اس آیت میں مسلمانوں کو اسلام کی نصرت کے لئے ابھارا اور آمادہ کیا۔ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اللہ کے دین کی اشاعت کے لئے اور اس کے اعزاز و تفوق کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ اور اسی گرم جوشی اور استقلال کے ساتھ اسلام کی پکار کا استقبال کرو۔ جس طرح حضرت مسیح کے حواریوں نے کہا تھا کہ "نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ" حالانکہ مخالفین کی تعداد زیادہ تھی۔ اور ہر طرح طاقت ور تھے۔ مگر تم نے دیکھا کہ یہ مومنوں کا گروہ بالآخر غالب آیا۔ اور منکرین عیسائی ہوگئے یا بھی اقتدار کے سامنے ان کی گردنیں جھک گئیں۔

اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ اناجیل میں حضرت مسیح کی بے قدری اور تذلیل کا جو افسانہ مذکور ہے۔ وہ محض جھوٹ ہے۔ اور بعد میں وضع کیا گیا ہے۔ تاکہ ان کی مظلومیت کو ظاہر کر کے تبلیغ و اشاعت کے لئے دلوں میں ہمدردی کے جذبات پیدا کئے جائیں۔

حلِ لغات

ظاہرین۔ غالب یا با اقتدار۔

آیاتہا ۱۱ | (۶۲) سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۱۰) | رکوعاتہا ۲

(۶۲) سُورۂ جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱- يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

۲- هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

۳- وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ وہ بادشاہ پاک ذات غالب حکمت والا ہے ○

۲- وہی ہے جس نے اَن پڑھوں (عربوں) میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انکو اسکی آیتیں پڑھ کر سناتا۔ اور انہیں پاک کرتا۔ اور انہیں کتاب اور عقل مندی سکھلاتا ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے ○

۳- اور اٹھایا اس رسول کو اور لوگوں کے واسطے

نبوت کے متعلق چند نکات

ف۱ اس آیت میں منصب نبوت کے متعلق چند نہایت ہی بیش قیمت نکات کی توضیح فرمائی ہے۔ اور بیان کیا ہے۔ کہ رسالت کے مفہوم و تخیل کے لئے کون کون سی چیزیں لازم ہیں ○ اسلام سے قبل مذاہب میں عام غلطی یہ تھی۔ کہ وہ نبوت اور رسالت کے صحیح مفہوم سے آگاہ نہیں تھے۔ یہودی اور عیسائی تجسم کے قائل تھے۔ انکا عقیدہ تھا۔ کہ خدا متجسد ہو کر نزول فرماتا ہے۔ تاکہ انسان کیلئے رشد و ہدایت کا پیکر ہو سکے۔ اور تقریباً قریب غیر سامی دنیا بھی الہام و بعثت کے مفہوم سے ناآشنا تھی۔ وہ اسکے اول میں حلول اور تجسم ہی کیلئے دخل تھا۔ یعنی رسالت سے خدا انکے نفس سے متکلم ہو سکتا ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے اس تخیل کی تردید فرمائی۔ اور بتایا کہ نبوت کے معنے الوہیت کے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ نام ہے ایک ایسے انسان کا جس کو اللہ تعالیٰ اپنی ہم کلامی سے مشرف فرماتے ہیں۔ اور انسانوں کی راہنمائی کے لئے منتخب کر کے بھیجتے ہیں۔ اس مفہوم کو حضور نبی بعثت کے الفاظ سے واضح کیا ہے کہ خدا اس صورت میں نہیں آیا ہے۔ بلکہ خدا نے زمین پر ایک نبی کرم جنے کو مبعوث فرمایا ہے [illegible] اور [illegible] عوام کی دنیا کی نفسیات [illegible] سے باہر [illegible] ذہنی کیفیتیں [illegible]

ہو چکا جاتی ہیں۔ تو اس کو اپنی نبوت اور رسالت کا یقین ہونے لگتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ سچ مچ مجھ کو اللہ نے سچ مچ اور ادی بنا کر بھیجا ہے۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ منصب اللہ کے علم میں تھا۔ اس لئے پیغمبر کے لئے بعثت اور ارسال ایسے الفاظ کو عمداً تجویز فرمایا ہے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ یہ اس کی طرف سے مبعوث ہو کر آتے ہیں۔ اس نے ان کو بھیجا ہے۔ اور الہام و وحی دماغی کد و کاوش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ محض آسمانی فیض اور موہبت ہے ○

(باقی صفحہ ۳۲۵ پر)

حل لغات

اَلْمَلِكُ۔ شہنشاہ و حکمران ○

اَلْقُدُّوْسُ۔ نہایت پاک اور مبارک ○

اَلْعَزِيْزُ۔ صاحب قوت و غلبہ ○

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

بھی ان ہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا ○

۴- ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○

۴- یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ کا بڑا فضل ہے ○

۵- مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○

۵- ان کی مثال جن پر توریت لادی گئی۔ پھر انہوں نے اُسے نہ اُٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے ان لوگوں کی مثال، جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا بری مثال ہے۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○

۶- قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○

۶- تو کہہ اے یہودو اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ سب آدمیوں کے سوا صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو۔ اگر تم سچے ہو تو تم موت کی تمنا کرو ○

بقیہ صفحہ ۱۳۲۴۔

مِنْهُمْ کے لفظ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ کہ پیغمبر جب آتے ہیں۔ قوم کے رجحانات اور میلان و عواطف کے حامل ہو کے ہیں۔ وَيُزَكِّيهِمْ سے یہ بات ثابت کرنا مطلوب ہے۔ کہ پیغمبر کا کام محض وعظ و ارشاد نہیں۔ بحث اور مناظرہ نہیں۔ کتابیں لکھنا اور مباحثہ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ان سب چیزوں کے ساتھ تزکیہ کرنا بھی ہے۔ یعنی دلوں میں پاکیزگی اور تقویٰ کے جذبات پیدا کرنا نبوت کے فرائض میں داخل ہے اس لفظ سے اس غلط فہمی کا بھی کامل طور پر ازالہ ہو جاتا ہے۔ کہ کیا اسلامی نقطہ نگاہ سے حضورؐ معصوم ہیں۔ یا نہیں۔ در اصل یہ شبہ عیسائی مشنریوں نے پھیلایا ہے۔ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضورؐ کے لئے صرف معصوم ہونا تو کوئی خاص بات ہی نہیں۔ بلکہ آپ کا منصب اس سے کہیں بلند ہے۔ آپ تو انسانوں کو معصوم بناتے ہیں۔ اور تزکیہ و تطہیر سے دلوں کی دنیا کو پاک بناتے ہیں۔ گویا کہ آپ معصوم گر ہیں۔ اس لئے آپ کے متعلق ایسا سوال ہی سرے سے جہل اور بے معنی ہے۔ جو شخص اطبائے روحانی کا سب سے بڑا معلم ہو۔ اس کے متعلق یہ پوچھنا۔ کہ وہ خود بھی طبیب ہے یا نہیں۔ نادانی نہیں تو کیا ہے!

حل لغات:۔ الْأُمِّيِّينَ۔ بے پڑھے لوگ۔ حُمِّلُوا۔ ان پر بوجھ داری نہ ڈالی۔ أَسْفَارًا۔ سفر کی جمع ہے۔ یعنی کتابیں۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ۔ سو تم موت کی تمنا کرو یعنی بصورت مباہلہ۔

۷- وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ○

۷- اور وہ کبھی اسکی تمنا (آرزو) نہ کریں گے بسبب ان اعمال کے جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے ○

۸- قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۖ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

۸- تو کہہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے ملنے والی ہے۔ پھر تم چھپے اور کھلے کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تم کو جتائے گا۔ جو تم کرتے تھے ○

۹- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○

۹- مومنو! جب جمعہ کے دن[ف] نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو ○

۱۰- فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

۱۰- پھر جب نماز تمام ہو چکے تو زمین میں پھیل پڑو[ف] اور فضل (روزی) تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو۔

نماز جمعہ

ف اسلام میں اجتماعیت کو ہمیشہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس کی عبادات میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ موجود ہے۔ کہ وہ نوع انسانی کے لئے کیونکر زیادہ سے زیادہ تعاون اور تناصر کے جذبات کو پیدا کیا جا سکتا ہے۔ نماز ہی کو دیکھئے۔ کہ علاوہ روحانی فوائد کے اس کا ایک فائدہ یہ ہے۔ کہ مسلمان پانچ وقت باقاعدہ اپنے محلہ کی مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ گویا صرف محلے کے لوگوں کے لئے دن اور رات میں پانچ وقت ضروری ہے۔ کہ ایک جگہ جمع ہوں۔ اور اپنی فلاح و بہبود کے متعلق سوچیں۔ اور غور کریں۔ جمعہ نماز پنجگانہ کی زیادہ کامل صورت ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہفتہ میں ایک دن یہ چھوٹے چھوٹے اجتماعات ایک بڑے اجتماع کی شکل اختیار کر لیں۔ اور مسلمان اپنا کاروبار ترک کر کے خدا کے حضور میں جمع ہو جائیں۔ اور دنیا والوں پر ثابت کر دیں۔ کہ مسلمانوں کے دل میں کس درجہ خدا پرستی ہے۔ اور وہ کس درجہ متحد اور منظم ہیں۔

جمعہ کی نماز میں بالخصوص جو روحانیت اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کو کچھ وہی لوگ محسوس کرتے ہیں۔ جو اس بابرکت اجتماع میں شریک ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضورؐ نے اس کی اہمیت بہت زور کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو شخص تین جمعوں میں لگاتار شریک نہیں ہوتا ہے۔ اس کا دل حلاوت ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرضیت جمعہ کے سلسلے میں چھڑنے والی ایک خاص بحث یہ ہے۔ کہ دیہات میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ حالانکہ جہاں تک قرآن کا تعلق ہے۔ وہ واضح ہے۔ وہ اسکو ایک نماز قرار دیتا ہے۔ اور اس کے لئے اتنا کافی ہے کہ اذان کی ضرورت محسوس ہو اور دو چار لوگ سن سکیں۔ اور کاروبار کو آسانی کے ساتھ چھوڑ سکیں۔ یعنی اتنا اجتماع کرانے کے لئے ذکر اور خطبہ کا اہتمام ممکن ہو۔ اور اصلاح کیلئے اجتماعات مفید ثابت ہو سکیں۔ محض اس بنا پر کہ وہ دیہات میں ہیں۔ جمعہ کی برکات سے محروم ہیں۔ یہ کوئی معقول بات نہیں ●

ف غرض یہ ہے کہ عبادت سے مراد ترک سعی نہیں ہے۔ بلکہ اسکا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ اور زیادہ اکتساب فضل و دولت کیلئے تیار ہو سکے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم لوگ عبادت سے فارغ ہو جاؤ۔ تو پھر حسب معمول اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاؤ۔ اور اپنے کاروبار میں اس عہد کو یاد رکھو جو تم نے نماز میں اپنے اللہ سے کیا ہے ●

حل لغات: [illegible] خطبہ کی طرف اشارہ ہے [illegible] انْفَضُّوا اِلَيْهَا ۔ اس کی طرف بھاگ گئے

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

شاید تم چھوٹ جاؤ ۝

۱۱- وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

۱۱- اور جب وہ کوئی تجارت (سودا بکتا) یا تماشا دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور تجھے (منبر پر) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے اچھا ہے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے ۝

(۶۳) سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ — آیاتہا ۱۱ — رکوعاتہا ۲

(۶۳) سورۃ منافقون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝

۱- جب منافق تیرے پاس آجاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق جھوٹے ہیں ۝

۲- اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

۲- انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا پس لوگوں کو اللہ کی راہ سے

کی واضح تھا۔ کہ وحیہ بن خلیفہ، کلبی، اسلام سے قبل ایک قافلہ کی صورت میں غلہ سے لدا پھندا آرہا تھا۔ مدینہ والوں نے اس کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور یہ بھول گئے۔ کہ ہم حضورؐ کے سامنے خطبہ کی سماعت کر رہے ہیں۔۔۔ اس آیت میں ان کے اس طرز عمل کی مذمت کی گئی۔ اور کہا گیا۔ کہ تم لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا۔ کہ اللہ کے پاس اس سے کہیں زیادہ مال ہے۔ جس قدر کہ وحیہ کے پاس ہے۔ پھر کیا اس کا تقاضا یہ نہیں ہے۔ کہ تم لوگ زیادہ توجہ کے ساتھ حضورؐ میں بیٹھو۔ اور اس سے طلب رزق کرو۔

منافقین بزدل ہیں

قرآن حکیم نے منافقین کے اسرار و احوال کئی مقامات پر واشگاف انداز میں بیان کئے ہیں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی واقعہ اور کوئی سازش پوشیدہ نہیں۔ وہ ہر حرکت کو جانتا ہے۔ اور ہر شرارت سے آگاہ ہے۔ اس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس سورت میں بالخصوص ان کے افعال کی مذمت کی۔ اور بتایا۔ کہ ان کو دیکھو۔ تو بظاہر بھلے چنگے معلوم ہوتے ہیں۔ شکل و شباہت سے وجاہت ٹپکتی ہے۔ معقول آدمی دکھائی دیتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳۲۸ پر)

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

روکا بُرے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں ○

۳- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

۳- یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے۔ پھر ان کے دلوں پر مُہر کی گئی۔ سو اب وہ نہیں سمجھتے ○

۴- وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

۴- اور جب تو انہیں دیکھے۔ تو ان کے ڈیل ڈول جسم تجھے خوش لگیں اور اگر بات کہیں تو تو ان کی بات کی طرف کان لگائے گویا وہ لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگی ہوئی ہیں۔ ہر آواز کو اپنے اوپر ہلاکت۔ وہی دشمن ہیں سو تو ان سے بچتا رہ۔ اللہ غارت کرے کہاں پھیرے جاتے ہیں ○

۵- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○

۵- اور جب انہیں کہا گیا کہ آؤ تمہارے رسول خدا معافی مانگیں تو اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تو نے انہیں دیکھا کہ رُکتے اور تکبر کرتے ہیں ○

۶- سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ

۶- ان کیلئے تو مغفرت مانگے یا نہ مانگے۔ ان کے حق

بقیہ صفحہ ۱۳۲۷ سے آگے۔ سو قلب و دماغ کی یہ کیفیت ہے۔ کہ بالکل بیکار ہیں۔ جس طرح غیر ضروری لکڑیاں دیوار کے سہارے کھڑی کر دی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ بالکل بیکار ہیں۔ ان سے فائدہ کی توقع فضول ہے یعنی دنیا کے کاروبار میں بجائے غیر مفید ہونے کے انکو لکڑیوں سے تشبیہ دی ہے۔ باوجود اس ڈیل ڈول اور جسامت کے بزدل اس درجہ ہیں۔ کہ ہر آواز کو جو بلند ہو۔ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان ہی کی مخالفت میں بلند ہوتی ہے۔ دلوں میں تسکین و طمانیت موجود نہیں۔ ہر آن یہ محسوس کرتے رہتے ہیں کہ انہیں خطرہ رہتا ہے۔ کہ کہیں ہماری بدمعاشیوں کی وجہ سے ہم کو گزند نہ پہنچایا جائے۔ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ کسی کی ظاہری چمک دمک اور رکھ رکھاؤ سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ منکرین کی دولت اور ثروت کو دیکھ کر یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ ان سے خوش ہے۔ اور اللہ کا ان پر بڑا کرم ہے۔ کیونکہ جہاں ان کے باطن کا تعلق ہے۔ اس میں جرأت موجود نہیں ہے۔ پاکیزگی اور تقویٰ کا نام و نشان تک نہیں۔ اور وہ فضائل جو ایک انسان میں موجود ہونے ضروری ہیں سب سے یہ لوگ یکقلم محروم ہیں۔

منافقین کے حق میں طلب بخشش فضول ہے

ف منافقین کی بدبختی اور شقاوت کی حد ہے۔ کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ حضور بحضور طبیعت کے بہت نرم ہیں۔ اور دل سے چاہتے ہیں۔ کہ تم لوگ تائب ہو جاؤ۔ اور زمرۂ منافقین سے نکل آؤ۔ وہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کرینگے تم آؤ۔ اور دور بدبختی سے نجات کا پروانہ حاصل کرو تو یہ لوگ بکمال غروری اور نخوت منہ پھیر کر اعراض کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ کہ یہ لوگ جب تک منافق رہیں گے انکی بخشش نہیں ہو سکتی۔ آپ کا بخشش کا مانگنا یا نہ مانگنا برابر ہے۔ کیونکہ انکے دلوں میں فسق و فجور کی خباثت موجود ہوگی وجہ سے انکو علام الغیوب خدا نے حضور رحمۃ للعالمین کو ان کے ایمان لانے سے ناامید کیا ہے۔

حل لغات :۔ فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یعنی ایمان کے بعد کفر اختیار کرنے پر انکے دلوں پر مہر کر دی گئی۔ اور اس صلاحیت کو چھین لیا گیا جو وجہ امتیاز ہوتی ہے۔ اَجْسَامُهُمْ انکے ظاہری جسم انکے قد و قامت۔ صَيْحَةٍ ۔ چیخ ۔ آواز۔

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

۷- هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَهُوْنَ ۝

۸- یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ ع

۹- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ

میں برابر ہے۔ اللہ تو اُنہیں نہ بخشے گا۔ بیشک اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ۝

۷- وہی ہیں (جو انصار کو) کہتے ہیں کہ (اپنا مال) ان لوگوں پر جو رسولِ خدا کے پاس ہیں خرچ نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ بھاگ جائیں اور آسمان اور زمین کے خزانے اللہ کے ہیں۔ لیکن منافق نہیں سمجھتے ۝

۸- کہتے ہیں کہ اگر ہم (غزوہ بنی مصطلق سے) لوٹ کر مدینہ میں گئے تو عزت دار لوگ بے قدر لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے اور حالانکہ عزت اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کی ہے۔ لیکن منافق نہیں جانتے ۝

۹- مومنو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کی یاد سے

ف یہ لوگ جب یہ محسوس کرتے۔ کہ مسلمان بڑھتے جاتے ہیں اپنے اقتدار میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اور ہر شام کو ہمارے اقبال کا آفتاب غروب ہوتا ہے۔ تو دل میں بہت زیادہ کڑھتے اور جل کر کہتے۔ کہ اصل میں یہ سب ہمارا اپنا کیا دھرا ہے۔ اگر ہم ان کو جگہ نہ دیتے۔ اور ان کی مالی امداد نہ کرتے۔ تو یہ لوگ اتنی قوت نہ حاصل کر سکتے۔ اور کہتے۔ کہ دیکھو آئندہ مسلمانوں کی مالی مدد نہ کرو۔ پھر ایک ایک کر کے یہ لوگ خود بخود اسلام کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ فرمایا۔ یہ لوگ نہیں جانتے۔ کہ اس قوم کا تعلق اس خدا سے ہے جو آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا تنہا مالک ہے۔ وہ تمہاری مدد اور اعانت کا پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتا ہے۔ یہ کہتے کہ اب کے سفر سے ہم لوٹ کر مدینہ پہنچیں گے۔ تو ہم میں سے باعزت لوگ ان ذلیل مسلمانوں کو نکال کر رہیں گے۔ یہ گفتگو ایک سفر کی ہے۔ جبکہ حضورؐ نے ایک مہاجر اور انصاری میں ان کی توقعات کے خلاف صلح کرا دی تھی۔ اس کے جواب میں کہا۔ کہ تمہیں معلوم ہی نہیں۔ آئندہ عزت کا معیار بدل دیا گیا ہے۔ اب عزت اللہ اور اسکے رسولؐ کے لئے ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو مومن ہیں۔ تم باوجود مال و دولت کے ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔

حلِ لغات:۔ یَنْفَضُّوْا۔ بھاگ کھڑے ہوں گے۔ منتشر ہو جائیں گے۔

وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞

نہ غافل کریں اور جس نے یہ کیا۔ تو وہی لوگ زیاں کار ہیں ۞

۱۰۔ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞

۱۰۔ اور جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرو۔ اس سے پہلے کہ تم میں کسی کو موت آئے۔ پھر کہے۔ کہ اے رب ایک وقت قریب تک تو نے مجھے مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات دیتا۔ اور نیکوں میں ہو جاتا ۞

۱۱۔ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞

۱۱۔ اور اللہ کسی جان کو جب اس کا وقت آجاتا ہے۔ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۞

(۶۴) سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۸)

آیاتها ۱۸ — رکوعاتها ۲

(۶۴) سورۃ تغابن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

۱۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ

۱۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتا ہے

مردِ مسلمان کا اللہ سے تعلق

ف مرد مسلمان کی وابستگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نوع کی ہے۔ کہ وہ مذہبًا مجبور ہے۔ کہ کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ ہر آن اس کی ذات میں غور و فکر اور اس کے احکام کے ساتھ شغف ضروری ہے۔ ہر تعلق بھی اس کے لئے اس تعلق و ارادت کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ جو اس کو اس حسنِ مطلق کے ساتھ ہے۔ وہ زندگی کے تمام فیصلوں میں ہر لحظہ اور ہر آن یہ خیال رکھتا ہے۔ کہ اس کی حرکات اور اعمال و جوارح تک اللہ کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً اسکو حکم دیا گیا ہے۔ کہ دیکھو دنیا میں رہو۔ اور دنیا کی تمام آسودگیوں سے بہرہ وافر حاصل کرو۔ مگر ایسا نہ ہو۔ کہ مال و اولاد کی محبت تم کو الجھا دے۔ اور تمہارے دامن کو شرک آلودہ کر دے۔ مال کے اکتساب میں سعی بلیغ ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ مال و دولت جمع کرو۔ سیم و زر کے ڈھیر اپنے سامنے لگاؤ۔ اسی طرح اولاد پیدا کرو۔ اعوان و انصار بڑھاؤ۔ مگر یہ چیزیں اللہ کی محبت کے اندر دیوار کا باعث نہ ہوں۔ ذکر الٰہی اور فکر کو مائل کر لیں۔ جب اسکو ضرورت ہو۔ تو بے خوف ہو کے بیدریغ اسکی راہ میں لٹا دو۔ اور تمام دولت نچھاور کر دو۔ اور اولاد کی ضرورت ہو۔ تو اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ اسلامی فوج میں بھیج دو۔ اگر یہ کیفیت دل میں موجود ہو۔ اور یہ عزائم ہوں۔ تو پھر غفلت اور تساہل کے پیشے اثر انداز ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھا ہے۔ اسکو اللہ کی راہ میں صرف کرو۔ اس سے قبل کہ موت کے چنگل میں گرفتار ہو جاؤ۔ اور قضا کا فرشتہ آ موجود ہو۔ کیونکہ اس وقت دل میں حسرتیں پیدا ہوں گی۔ جو پوری نہ ہو سکیں گی۔ اس وقت یہ خواہش ہوگی۔ کہ کاش موت کے تحت میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ اور چند سے خیرات اور صدقات کی مہلت مل جاتی۔ اور صلاح و تقویٰ کے مواقع میسر آجاتے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ موت کا وقت مقرر ہے۔ اس میں ایک ثانیہ اور ایک لمحہ کی تاخیر نہیں ہوتی۔ بے پروا ہی یاد دلا دو اپنی جلالت قدر کے سامنے اپنے کو جھکا دیتا ہے اور یہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ موت کی توقیتیں اسکی عقل و بصیرت سے زیادہ زبردست ہیں۔ پھر جب یہ حقیقت ہے۔ کہ ہر نفس کو مرنا ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ موت ایک لمحہ کے لئے بھی ٹل نہیں سکتی۔ تو کیا حالات کا اقتضا یہ نہیں ہے کہ اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ مسلمان میدان جہاد میں آجائیں اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے مقدور بھر سعی کریں۔

(باقی صفحہ ۱۳۲۱)

حل لغات

التغابن۔ خسارہ پانے والے۔

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

اسی کی سلطنت ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے ○

۲- هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○

۲- وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی تم میں مومن اور جو تم کرتے ہو۔ اللہ دیکھتا ہے ○

۳- خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ○

۳- آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا اور تمہاری صورتیں کھینچیں سو اچھی صورتیں بنائیں۔ اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ○

۴- يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○

۴- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اسے معلوم ہے اور اللہ دل کی باتوں کو جانتا ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۳۰

سورۃ التغابن

تسبیح سے اس کا آغاز فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ دراصل بادشاہی اور اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ انسان تو محض اس کے امین ہیں۔ پھر ان اختیارات کو اس نے جس طرح استعمال فرمایا ہے۔ اس کے لئے وہ سزاوار حمد و ستائش ہے۔ کوئی چیز اور کوئی شے اس کے تعلّقہ سے باہر نہیں۔ پھر اس کے بعد اس حقیقت کی وضاحت فرمائی ہے کہ سب انسانوں کو اسی نے پیدا کیا ہے۔ کیا کافر اور کیا مومن اور وہ ان سب کے اعمال سے آگاہ ہے۔ آسمانوں کو بھی اسی نے جنم بخشی ہے اور زمین کو بھی اسی کے دست قدرت نے ہمارے پاؤں تلے بچھایا ہے۔ اور وہ ہمیں ذہنی اور دلی تغیرات سے آگاہ ہے۔

معیار نبوت کی بلندی اور معیار الوہیت کی پستی!

ف۱ یہ عجیب بات ہے۔ کہ کفار کے نزدیک معیار نبوت تو حیثیت ضرورت سے زیادہ بلند تھا۔ اور معیار الوہیت بیحد پست۔ یعنی انبیاء کا تو انہوں نے اس بنا پر بھی انکار کیا۔ کہ وہ فوق البشر قوتوں اور استعدادوں کے مالک نہیں ہیں۔ وہ کیوں بشری تقاضوں کے سامنے جھکتے ہیں۔ مگر خدا کے متعلق انکی عقل نے یہی فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ کوئی بڑی چیز نہیں انہوں نے بتوں پر قناعت کر لی۔ درختوں اور پودوں کو مقدس مان لیا۔ جیلوں اور پہاڑوں کو معبود قرار دے لیا۔ سانپوں اور اژدہوں کو خدا سمجھا۔ اور زمین کے ہر بلند اور رفیع جثہ کو خلعت الوہیت سے نوازا۔ یعنی یہ بات کتنی حیرت انگیز ہے۔ کہ انسان کو اس عہدہ پر فائز نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس منصب کا استحقاق وہ لوگ رکھتے ہیں۔ جن میں الوہیت مجسّم ہو جنہیں چھو کر محسوس ہوتی ہو۔ اور نہ بیمار ہیں۔ جو اس عالم کے قوانین فطرت سے یکسر آزاد ہوں۔ خدا کے متعلق انکا تو یہ نظریہ ہے۔ ہر خوفناک چیز اور ہر مرعوب کن شخصیت بلکہ ہر وہ چیز جس میں کچھ عجیب وندرت ہے۔ بلا ریب خدا ہے۔ غور فرمائیے ان دونوں باتوں میں کتنا تضاد ہے۔ بہرحال کہنا یہ ہے۔ کہ سابقہ کفار نے بھی اللہ کے فرستادوں کا انکار محض اس بنا پر کر دیا تھا۔ کہ وہ بھی الوہیت کا دعوے نہیں کرتے تھے۔ اور کبھی دھوکہ نہیں دیتے تھے۔ وہ صاف کہتے تھے انّا بشر ہیں۔ ہم انسان ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۳۳۲ پر)

حل لغات:۔ لَهُ الْمُلْكُ۔ بادشاہت۔ اسی کی سلطنت ہے۔ تُعْلِنُونَ۔ اعلان سے ہے۔ وَصَوَّرَكُمْ۔ اور صورتیں بنائیں۔

۵- اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

۵- کیا تمہیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو پہلے کافر تھے پھر انہوں نے اپنے کام کا وبال (سزا) چکھا اور انکے لئے دُکھ کا عذاب ہے ○

۶- ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○

۶- یہ اسلئے کہ اُنکے رسول اُنکے پاس کھلی دلیلیں لے کر آتے تھے سو وہ کہتے تھے کہ کیا آدمی ہمیں راہ دکھائیں گے۔ سو کافر ہو گئے۔ اور منہ موڑا اور اللہ نے بے پروائی کی اور اللہ بے پرواہ تعریف کیا گیا ہے ○

۷- زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○

۷- کافروں نے گمان کیا۔ کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائینگے۔ تو کہہ کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ پھر تمہیں جتایا جائے گا جو تم کرتے تھے۔ اور یہ اللہ پر آسان ہے ○

۸- فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

۸- سو تم اللہ اور اس کے رسول اور اس کے نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۳۱- ہم میں فضیلت یہ ہے۔ کہ اللہ نے ہم کو اس خدمت کیلئے منتخب فرمالیا ہے۔ اور ہم اسکی طرف کے مامور ہیں۔ کہ تمہاری اصلاح کریں۔ اور تمہیں منکرات کے ارتکاب سے روک دیں۔ وہ کہتے۔ کہ ہم ایک اپنے ایسے انسان کو اپنے سے بہتر نہیں سمجھ سکتے۔ اور پیغمبر نہیں قرار دے سکتے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو ٹھکرانے کی وجہ سے عذاب آیا۔ اور ان کے کبر و نخوت کو ایک دم فنا کر کے رکھ دیا گیا۔ ان نادانوں نے اتنا نہ سمجھا۔ کہ وہ شخصیت جو کسوت انسانی میں نہیں ہے۔ جس کی ضروریات اور تقاضے ہماری فطرت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ وہ ہماری راہنمائی کیونکر ہو سکتی ہے۔ ہمیں تو ایسے قائد کی ضرورت ہے۔ جو فطرتاً ہماری مشکلات کا سامنا کرے۔ انکو محسوس کرے۔ اور ہم لیکن جس کو ہم سے پہلے لئے احساسات کا کیا علم ہو سکتا ہے۔ [illegible] سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ کہ ہم کیونکر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ عقل و نقل ہے۔ اور اس میں حقیقت کا کوئی شائبہ نہیں۔ اس آیت میں اس خیال کی تردید فرمائی ہے۔ اور یہ بتلایا ہے۔ کہ بعثت کا عقیدہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ کہ وہ زندگی کو ختم نہ ہونے دے

بلکہ آگے بڑھ جائے۔ اور مکافات عمل کا یہ رسول بھی چاہتا ہے۔ کہ ایک عالم ایسا تسلیم کیا جائے۔ جہاں ظالم کو سزا ملے۔ اور مظلوم کی دادرسی کی جائے گی ۔

ف۸ قرآن حکیم کو نور سے تعبیر کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ یہ کتاب اپنے مطالب کی وضاحت میں بمنزلہ روشنی کے ہے۔ اس میں کوئی الجھن نہیں۔ اور نہ کسی عقیدہ کو تشنہ دلائل رکھا گیا ہے۔ اس کی ہر بات بجائے خود بھی کل اور مدلل ہے۔ اس لئے ان تمام لوگوں کو جو ضیاء بصیرت اور یقین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دعوت ہے ایمان کی۔ کہ وہ اس کتاب کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اور پھر دیکھیں۔ کہ کیونکر قلب و دماغ کو تسکین حاصل ہوتی ہے ۔

حل لغات

نَبَؤُا ۔ خبر ۔

غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۔ یعنی اس کی بے نیازی ایسی نہیں۔ جو بے پروائی اور تغافل کے مترادف ہو۔ بلکہ وہ ان معنوں میں بے نیاز ہے۔ کہ کائنات میں کسی چیز کی احتیاج نہیں رکھتا ہے۔ اور یہ بے نیازی قابل ستائش ہے ۔

۹- يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۚ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

۹- جس دن وہ تمہیں اکٹھا کرنے کے دن اکٹھا کریگا۔ یہی ہار جیت کا دن ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور اچھے کام کرے گا۔ اُسکے گناہ خدا اس سے دُور کریگا اور اُسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی مُراد ملنی ہے ○

۱۰- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

۱۰- اور جو کافر ہوئے انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - وہی دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے - اور وہ بُری جگہ ہے ○

۱۱- مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

۱۱- بغیر خدا کے حکم کے کوئی مصیبت نہیں آتی۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے گا۔ اللہ اُس کے دل کو راہ دکھائیگا۔ اور اللہ کو ہر شے معلوم ہے ○

مردِ مسلمان کا شیوہ

اسلام دلوں میں اس عقیدہ کی نشو ونما چاہتا ہے۔ کہ مرد مسلمان مصائب اور مشکلات میں واقعی توازن کو نہ کھو بیٹھے۔ پوری جمعیت کے ساتھ اپنے نصب العین کی تکمیل میں مصروف رہے۔ اور یہ سمجھے۔ کہ جس قدر تکلیفیں پہنچ رہی ہیں۔ وہ سب اللہ کے فیصلہ اور علم کے مطابق ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے عزائم میں استحکام اور ارادوں میں مضبوطی پیدا ہو جائے۔ نیز طمانیت قلب کا وہ درجہ حاصل ہو جائے۔ جہاں دلوں میں تزلزل پیدا نہیں ہوتا۔ یَهْدِ قَلْبَهٗ سے غالباً یہی مقام تسکین مراد ہے۔

مسئلہ تقدیر کا یہ وہ حسین آفرین پہلو ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان زندگی کی دشوار گذار منزلوں میں بھی مایوس نہیں ہوتا۔ اور جد و جہد اور سعی میں مصروف رہتا ہے۔ ایک پہلو وہ ہے۔ جس کو ہمارے جبین اور ہماری بزدلی نے پیدا کیا ہے۔ اور جو درحقیقت دور تنزل کا طبعی اقتضا ہے۔ اور وہ یہ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ خدا کے علم اور فیصلہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے سرے سے عزم اور محنت کی ضرورت ہی نہیں۔ یہ فلسفہ تقدیر وہ ہے۔ جس کو ہماری غدارانہ ذہنیت نے ایجاد کیا ہے۔ ورنہ یہ محض حقیقت ہے۔ کہ جب زندگی میں مصائب اور مشکلات کا ہونا ناگزیر ہے۔ تو پھر گھبرانے اور قنوطیت زدہ ہو جانے کے کیا معنے۔ اسلام کہتا ہے۔ تم ہر حال اپنے فرائض ادا کرو۔ اور ادھر سے قطعاً سروکار نہ رکھو کہ تکوینی نظرت کا کیا تقاضا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۳۲۴ پر)

حل لغات

یَوْمُ التَّغَابُنِ۔ خسارے کا دن یعنی روز قیامت۔

۱۲- وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

۱۲- اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے ○

۱۳- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

۱۳- اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور چاہیے کہ مومن اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں ○

۱۴- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۴- مومنو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں سو تم ان سے بچتے رہو۔ اور جو معاف کرو۔ اور درگزر کرو اور بخش دو۔ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۵- اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

۱۵- تمہارا مال اور اولاد صرف (فتنہ (یعنی آزمائش ہیں) اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۳۳۔

ایک وہ شخص جس نے طے کر لیا ہے کہ وہ بہر نہج اللہ کی فرمانبرداری کرے گا۔ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا راہ نما قرار دے گا۔ اور جب جھکے گا، ایک خدا کے سامنے آپ جانتے ہیں۔ اس اقرار اور اس عقیدے کے ساتھ، یہ شخص کفر و الحاد کے سمندر میں کتنی طغیانی پیدا کر دیتا ہے، اور اپنی مخالف قوتوں کو کتنا متحرک بنا دیتا ہے۔ و اس کے صاف اور واضح معنے یہ ہیں، کہ وہ ساری طاغوتی قوتوں سے لڑنے کے لئے آمادہ ہے۔ اس صورت حالات سے ظاہر ہے، کہ سوائے توکل اور صبر کے کوئی چیز گزند اور نقصان سے نہیں بچا سکتی۔ اسی لئے ارشاد فرمایا۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

ع۔ اسلام کے نزدیک اصل شئے اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے۔ اور اس کے بعد جتنے رشتے اور علائق ہیں۔ ان کی حیثیت محض ثانوی ہے۔ اس لئے وہ یہ نہیں چاہتا کہ جنسی جذبات یا چند از تعلق خاطر۔ خدمت اسلام کے سلسلہ میں حائل ہو۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے بیوی کے حقوق اور بچوں کے خیالات کی رعایت اسی وقت ضروری ہے۔ جبکہ ان کے مقصود اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کرنا ہو۔ اور جب یہ پاؤں کی زنجیریں اور گردن کا طوق بن جائیں۔ تو اس وقت انکی حیثیت دشمنوں کی سی ہے۔ جن سے تمہیں ہوشیار اور محتاط رہنا چاہئیے ۔

حل لغات

فَلْيَتَوَكَّلِ ۔ توکل سے ہے۔ جس کے معنے اللہ کو اپنا وکیل اور چارہ ساز سمجھنے کے ہیں ۔

مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ ۔ مِنْ یہاں تبعیض ہے۔ یعنی خاوند کیلئے اپنی نیک بیوی اور نیک اولاد تو باعث سرور اور ثبات قدمی کا باعث ہوتی ہے ۔

فِتْنَةٌ ۔ عذاب، برائی۔ مراد وجہ ابتلاء و آزمائش ہے ۔

الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا ○

اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے۔ انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں۔ مگر جب وہ صریح بے حیائی کا کام کریں۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے بڑھا۔ اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ اس کو خبر نہیں کہ شاید اللہ طلاق کے بعد کوئی نئی بات نکالے ○

٢- فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ

٢- پھر جب وہ اپنے وقت کو پہنچیں۔ تو انہیں دستور سے رکھ لو یا دستور سے جدا کر دو اور دو معتبر اپنے میں سے گواہ کر لو۔ اور اللہ کے لئے سیدھی گواہی دو۔ یہ وہ حکم ہے جس کے ساتھ اس کو جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ نصیحت کی جاتی

بقیہ صفحہ ۱۳۳۵ :- جس طرح کہ ماں، باپ اور بھائی بہنیں، کہ آپ لاکھ کوشش کریں۔ ماں کی جگہ دوسری ماں اور باپ کی جگہ دوسرا باپ نہیں بن سکتے۔ اسی طرح بھائی اور بہنوں کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا۔ پھر ان رشتوں میں تعلق اور بہ استحکام آتا ہے۔ کہ اگر آپ بخلاف بھی ہو جائیں۔ جب بھی ماں کے ماں ہونے سے اور باپ کے باپ ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ آپ مجبور ہیں۔ کہ ہر حالت میں ان رشتوں کو تسلیم کریں۔ بخلاف میاں بیوی کے تعلق کے۔ یہاں معنوں میں فطری رشتہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس رشتہ کا محرک جذبہ جنس و انس ہے۔ قانون اور فقہ اس کو باقاعدہ شکل دے دیتا ہے۔ اور پھر جب یہ معلوم ہو کہ اس جذبہ جنس و انس کی تکمیل میں یہ رشتہ حائل ہے۔ تو قانون و فقہ کو اتنا اختیار ہے۔ کہ اس کو منقطع کر دے۔ شیخ اس دلیل میں یہ مغالطہ ہے۔ کہ جس کو خدا نے جوڑا ہے۔ اس کو گویا ہم توڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے قانون کے ماتحت اس کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور اسی کی ہدایت کے مطابق اس کو ختم کیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ حقیقت ہے۔ کہ قرآن حکیم نے فلسفہ ازدواج کو جس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا۔ وہ اسی کا حصہ ہے۔

ان آیات کا خلاصہ کے ساتھ یہ مطلب ہے۔ کہ جب طلاق دو۔ بہتر حالت میں دو۔ جب کہ ظاہری تنفر کے اسباب موجود نہ ہوں۔

یعنی ٹھہراؤ اور پاکیزگی کی حالت میں۔ اور عدت کو باقاعدہ گنتے رہو۔ یہ بھی ضروری ہے۔ کہ عورتیں اس اثنا میں اپنے گھروں سے نہ نکل جائیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ طلاق کے بعد پھر وہ اپنے طرز عمل سے دوبارہ خاوند کو رجوع پر آمادہ کر سکیں۔ ہاں اگر کھلی بے حیائی کا ارتکاب ہو۔ تو اس وقت مرد کو عورت کے گھر سے نکال دینے کا حق حاصل ہے۔ پھر جب طلاق دیکی ہیں عدت ختم ہونے کو ہو۔ تو مرد کو یہ اختیار حاصل ہیں۔ یا تو شرافت اور حسن سلوک کے ساتھ اس کو اپنے نکاح میں رہنے دے۔ یا قاعدہ کے موافق اس کو جدا کر دے۔ وہ عورتیں جو عمر کی زیادتی سے حیض سے مایوس ہوں۔ اور وہ جو صغر سنی کی وجہ سے ابھی اس قابل نہ ہوں۔ وہ تین مہینے تک عدت گزاریں۔ اور اس کے بعد دوسرا نکاح کریں ○

حل لغات

بِفَاحِشَةٍ - بے حیائی۔ مراد زنا ○

اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۝

۳ - وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

۴ - وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝

۵ - ذٰلِكَ أَمْرُ اللّٰهِ أَنزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ

ہے اور جو اللہ سے ڈر گیا وہ اس کیلئے (گزارہ) نکلنے کی راہ پیدا کر دیگا

۳ - اور ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے اسکو گمان بھی نہ ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اُسے کافی ہے بےشک نہیں کہ اللہ اپنا کام پورا کرلیتا ہے اللہ نے ہر شے کا اندازہ کر رکھا ہے

۴ - اور تمہاری عورتوں میں سے وہ عورتیں جو حیض سے نا امید ہو گئی ہیں اگر تم شک میں ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔ ایسے ہی اُن کی جنہیں حیض نہیں آتا۔ اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے اُنکی عدت یہ ہے کہ پیٹ کا بچہ جنیں اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا رہے گا وہ اسکے کام میں آسانی کر دیگا ۝

۵ - یہ اللہ کا حکم ہے[ف] جو اس نے تمہاری طرف اُتارا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا رہے گا وہ اس کی برائیاں اس سے

مبغوض ترین جواز

[ف] طلاق کو اسلام بالکل اضطراری حالات میں جائز تصور فرماتا ہے۔ ورنہ قطعاً پسند نہیں کرتا۔ کہ جانور کی طرح ایک آدمی جب چاہے۔ بلا کسی عذر کے عورت کو چھوڑ دے۔ یہی وجہ ہے حضورؐ نے فرمایا ہے۔ ابغض المباحات عند الله الطلاق۔ کہ اللہ کے نزدیک وہ بات جو جائز تو ہے مگر مبغوض ترین صورت میں وہ طلاق ہے۔ یعنی اپنی رفیقہ حیات کو اپنے سے جدا کرنا۔ بعض غیر مسلم یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں طلاق پر کوئی پابندی عائد نہیں۔ یا اسلام نے طلاق کے ایجاد کرنے میں اولیت اختیار کی ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ اسلام نے طلاق پر پابندیاں عائد کی ہیں۔ اور ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ ایک پرہیزگار انسان کیلئے عام حالات میں عورت کو چھوڑ دینا ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ صلاح و تقویٰ کے خلاف ہے۔ اور

اُس جذبہ کے خلاف ہے جس کو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پھر اگر حالات اسکو بالکل مجبور ہی کر دیں۔ تو بھی رجوع کے مواقع باقی رکھے ہیں۔ تاکہ وہ خوب سوچ سمجھ لے اور اگر دوبارہ وہ اس مقام تک پہنچ جائے۔ جہاں پہنچ کر علیحدگی ضروری ہو جاتی ہے۔ تو پھر اسلام اس کے اس جائز حق کو پامال نہیں کرتا۔ بلکہ اسکو جائز بتاتا ہے۔ کیونکہ یہ طلاق عورت کو چھوڑ دے اور روحی تکلیف سے آزاد ہو جائے آپ غور فرمایئے۔ کہ وہ ان حالات میں بھی جبکہ میاں بیوی ایک دوسرے سے تنگ ہو رہے ہیں تقویٰ اور نیکی کی تلقین کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ ان تعلقات کو یوں منقطع کرو جس طرح ایک پاکباز انسان بصد مجبوری منقطع کرتا ہے۔ خود غرض اور ظالم آدمی کی طرح نہیں۔ گویا اسلام چاہتا ہے۔ کہ مسلمان عالم غیض و غضب میں بھی خلوق جندی کو ہاتھ سے نہ دے اور یہ جتا کر کہ وہ یہ علیحدگی جو گوارا کر رہا ہے۔ تو بالکل مجبور ہو کر ورنہ وہ چاہتا نہیں ہے وہ [illegible] ۳۳۲

حل لغات:۔ اُولَاتُ الْاَحْمَال:۔ حمل والیاں۔

أَجْرًا ۝

دُور کر دے گا۔ اور اسے بڑا اجر دے گا ۝

٦- أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ۝

٦- جہاں تم سکونت رکھتے ہو وہاں ان مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدور کے مطابق مکان دو اور انہیں تنگ نے ضرر نہ پہنچاؤ اور اگر حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرو۔ یہاں کہ وہ پیٹ کا بچہ جن لیں پھر اگر وہ تمہاری خاطر دُودھ پلائیں تو اُن کو اُن کی مزدوری اور موافقت رکھو آپس میں ساتھ اچھی طرح آپس میں ضد کرنے لگو۔ تو دوسری عورت مرد کے کہنے سے دُودھ پلائے گی ۝

٧- لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ

٧- چاہئے کہ صاحبِ وسعت کے موافق خرچ کرے اور جس کو اسکی روزی بھی تلی ملتی ہے۔ تو جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ اللہ کسی کو اس سے زیادہ تکلیف

بقیہ صفحہ ۱۱۳۳-

اسلام سے پہلے بھی طلاق کا رواج تھا۔ اور اس پر کوئی پابندی عاید نہ تھی۔ ایک مرد جب چاہتا عورت کو طلاق دے دیتا۔ اور پھر جب چاہتا رجوع کرلیتا۔ اسلام نے اس صورت حالات کو بالکل ختم کر دیا۔ اور اس کو باقاعدہ نظام کی شکل میں ڈھال دیا۔

ان آیات میں اجمال کے ساتھ ان مسائل کا ذکر ہے۔

١- حاملہ عورت کی عدت تا وضع حمل ہے۔

٢- مطلقہ عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق مکان دو۔

٣- ان کو تنگ کرنے کیلئے تکلیف نہ دو۔

٤- اگر مطلقہ عورت حاملہ ہو۔ تو اس کے نفقہ کا بھی بندوبست کرو۔

٥- اگر بچہ ہو۔ تو دودھ کیلئے اسکی ماں کو اجرت دو۔

اس کے بعد یہ بتایا ہے۔ کہ جن قوموں نے اپنے رب کی مخالفت کی ہے۔ وہ دنیا سے مٹ گئی ہیں۔ اور غالباً اس میں اس طرف لطیف اشارہ ہے۔ کہ جب قومیں بگڑتی ہیں۔ تو ان کی تباہی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ کہ ان کی خانگی زندگی کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے گھر کے اندر ہر سکون اور ہر مسرت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد ان کی یہ محرومی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

حل لغات:- مِّن وُجْدِكُمْ اپنی وسعت کے موافق۔ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم تعاون باہمی سے کام لو۔ باہم مشورہ کیا کرو۔

اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ۝

نہیں دیتا۔ جتنا کہ اس نے اسے دیا ہے۔ عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا ۝

۸- وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝

۸- اور بہت بستیاں ہیں کہ اپنے رب اور رسولوں کے حکم سے سرکش ہوئیں۔ پھر ہم نے انکو سخت عذاب میں پکڑا اور ان دیکھے عذاب سے ہم نے انہیں دکھ پہنچایا ۝

۹- فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝

۹- پھر انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام خسارہ ہوا ۝

۱۰- أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝

۱۰- اللہ نے انکے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے۔ سو اے عقل مندو! اللہ سے ڈرو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا ہے ۝

۱۱- رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللّٰهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ

۱۱- وہ (خدا) کا بھیجا ہوا ہے۔ جو تمہیں اللہ کی کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور انہوں نے

زندہ قرآن

لہ قرآن حکیم نے متعدد مقامات میں منصب نبوت کی تصریح کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے۔ کہ پیغمبر کی اجازت عقیدت مندوں کے لئے بہترین اسوہ اور نمونہ ہے۔ اور ان کی اطاعت اور ان کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی نجات ہے۔ مگر ایک بعض غلط گروہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قرآن کے سوا اور کوئی شخصیت مطاع نہیں ہے۔ اور رسول کی حیثیت محض یہ ہے۔ کہ وہ پیغام کو ہم تک پہنچا دیتا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے۔ کہ ہم اس کو لغت اور ادب کی روشنی میں سمجھیں۔ رسول یا تو تفصیلات بیان ہی نہیں کرتا۔ اور یا اسکی بیان کردہ تفصیلات ہمارے لئے مستند نہیں ہیں۔ اس آیت نے اس مغالطہ کو دور کر دیا ہے۔ اور یا صل واضح کر دیا ہے۔ کہ وہ ذکر جس کی پیروی کا تم کو تلقین کی گئی ہے۔ اس کو صرف قرآن کے اوراق میں نہ ڈھونڈو۔ کہ اس طرح تم حق و صداقت کو تلاش کرنے میں قطعاً ناکام رہو گے۔ اس کو رسول کی زندگی کے صفحات میں ڈھونڈو۔ کہ وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ کہ آیات بینات کو تفصیل کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ اور اس طرح انسانیت کو فہم و استدلال کے تاریک جنگلوں سے نکال کر ایمان اور تقویٰ کی روشن وادیوں میں پہنچادے

ترکیب نحوی کے لحاظ سے یہاں رسولاً ذکراً کا بدل ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ اطاعت اور وہ اطاعت اور فرمانبرداری جو قرآن میں مذکور ہے۔ اس کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک اس کو رسالت کی روشنی میں نہ دیکھا جائے۔ کیونکہ رسول ہی قرآن کا مخاطب اول ہے۔ اس کا دل مہبط وحی ہے۔ اس کے اعمال پر اسکو خدا کی جانب سے متنبہ ہوتا ہے۔ اسکی شان میں آیا ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یعنے وہ اپنا کچھ نہیں کہتا۔ اس حالت میں یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ قرآن کی تفصیلات عجب اور سند قرار دی جائیں۔ اور وہ فاسق و فاجر نسان۔ جو چند کتابیں پڑھ لیتا ہے۔ قرآن کا معتبر شارح بن جائے۔ وہ جس کا استاد جبریل ہو عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ۔ وہ جس کا سینہ حقائق کے فہم کیلئے کشادہ اور وسیع ہو۔ أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وہ تو قرآن کو صحیح نہ سمجھے۔ اور آج کل کے روشنی والے حضرات صحیح سمجھیں۔ جو دولت علم سے بہرہ مند نہیں۔ اور نہ صلاح و تقویٰ سے آشنا۔ ع ۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا (باقی صفحہ ۱۳۴۰ پر)

حل لغات :- عَذَابًا نُّكْرًا۔ وہ عذاب جسکو انہوں نے پہلے نہ دیکھا۔ اور نہ سنا ہو۔ جو نہایت سخت اور نہایت عجیب و غریب۔ اَلظُّلُمَاتِ۔ تاریکیاں۔ یعنی جہل و نادانی کی تاریکی تعصب و عناد کی تاریکی ہم

لہ کبر و غرور کی تاریکی۔ اور حب مال و جاہ کی تاریکی ہے

اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝

نیک کام کئے۔ تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالے۔ اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے وہ اُسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ نے اُسے اچھی روزی دی ۝

۱۲- اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

۱۲- اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو۔ زمین سے ان کو مانند۔ اس کا حکم انکے درمیان نازل ہوتا ہے۔ تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر شئے پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ کے علم میں ہر شئے کی سمائی ہے ۝

اٰیاتہا ۱۲	(۶۶) سُوْرَۃُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّۃٌ (۱۰۷)	رکوعاتہا ۲

(۶۶) سُورۂ تحریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ

۱- اے نبی جو چیز اللہ نے تجھے حلال کر دی ہے۔ تو اُسے

بقیہ صفحہ ۱۳۲۹ :۔ سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے۔ کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ سوائے اُس قرآن کے جس کو ہم سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بات حجت نہیں۔ وہ کس درجہ گستاخی کا ثبوت دیتے ہیں۔ کیا ان کے نزدیک منصب نبوت کے معنے محض یہ ہیں۔ کہ وہ ایک نوع کی سفارت ہے۔ جس کو سیرت، اخلاق اور اعمال کے ساتھ کوئی وابستگی نہیں۔ کیا رسول کی یہی حیثیت ہے کہ وہ قرآن کو بلا کم و کاست پہنچا دے۔ چاہے معاذ اللہ خود نہ سمجھے۔ اس پر عمل نہ کرے۔ اور دوسروں کو نہ سمجھائے۔ اگر واقعہ اسکے برعکس ہے۔ تو منکرین سنت بتائیں۔ کہ رسول کا فہم۔ اس کا عمل اور اس کی سیرت کہاں منضبط ہے؟ کن کتابوں میں موجود ہے؟ آخر قرآن فہمی کی ضرورت تو ان کو ان حاملین قرآن سے کہیں زیادہ ان کو محسوس ہوتی ہوگی۔ وہ قرآن فہمی ہے کہاں؟

سُورہ تحریم کی شانِ نزول

ف ان آیات میں دو اور مشہور واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ ایک یہ ہے۔ کہ حضورؐ عام طور پر ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے ہاں توقف فرماتے۔ اور شہد کھاتے۔ یہ بات حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہ کو سوکن ہونے کی وجہ سے ناگوار محسوس ہوتی۔ اس لئے طے یہ پایا۔ کہ جب حضورؐ شہد نوش فرما کر تشریف لائیں۔ تو اس وقت اُن سے کہا جائے۔ کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بُو آرہی ہے (مغافیر ایک قسم کی بدبودار گوند ہے) اور چونکہ بُو سے آپ کو طبعی نفرت ہے۔ اس لئے اس تدبیر سے آپ حضرت زینب کے ہاں شہد کھانا اور چندے قیام فرمانا چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ باری باری حضرت حفصہ نے حضورؐ سے یہی کہا۔ تو آپ نے عہد کر لیا۔ کہ میں آئندہ شہد استعمال نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے متنبہ ہوا۔ کہ محض امہات المومنین کو خوش کرنے کے لئے آپ کو استحقاق نہیں ہے۔ کہ اللہ کی حلال و طیب نعمتوں کو اپنے اوپر علی الدوام حرام ٹھہرالیں۔ اور یہ عہد کریں۔ کہ ان چیزوں سے استفادہ نہیں کیا جائے گا۔ (باقی صفحہ ۱۳۳۱ پر)

حلِ لُغات

اَلنُّوْر۔ روشنی اور وضاحت۔

تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

کیوں حرام کرتا ہے ؟ تو اپنی عورتوں کی خوشنودی چاہتا ہے ؟ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۲- قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ○

۲- مسلمانو! خدا نے تمہارے لئے تمہاری ایسی قسموں کا کھولنا مقرر کر دیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

۳- وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ○

۳- اور جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے ایک سے کوئی بات چھپا کر کہی۔ پھر جب اس نے اس بات کی خبر دی اور اللہ نے نبی کو یہ خبر کرنا جتلا دیا تو نبی نے کچھ تو جتا دی اور کچھ ٹلا دی۔ پھر جب اس عورت کو جتلا دی تو بولی کہ تجھے یہ کس نے بتایا؟ نبی نے کہا کہ مجھے جاننے والے واقف نے بتایا ہے ○

۴- اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ

۴- اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کر لو تو بہتر ہے کہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ اور اگر تم دونوں نبی پر

بقیہ صفحہ ۱۳۴۰ سے

دوسرا واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت حفصہ کو حضورؐ نے بعض اسرار کی اطلاع دی۔ اور کہہ دیا۔ کہ یہ باتیں ظاہر نہ ہونے پائیں۔ انہوں نے بر بنائے بے تکلفی ان اسرار کو حضرت عائشہ تک پہنچا دیا۔ اور یہ سمجھا۔ کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر جب حضورؐ کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ بات جو میں نے کہی تھی۔ اور جس کے اخفا کی تاکید کی تھی۔ ظاہر ہو گئی ہے۔ تو آپ نے حضرت حفصہ کو باتوں باتوں میں جتا دیا۔ کہ دیکھو۔ آخر تم راز کو اپنے سینے میں پنہاں نہ رکھ سکیں۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ سے کس نے کہا۔ آپ نے فرمایا۔ اس نے اس کی تفصیل اور بے کار ہے۔ انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بات بہت اہم تھی۔ اور اس قابل تھی کہ اس کو وقت مقررہ سے پہلے افشا نہ کیا جائے۔ وہ لوگ جن کو مسئلہ خلافت سے دلچسپی ہے۔ اُن کی رائے ہے۔ کہ یہ راز حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی خلافت سے متعلق تھا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(باقی صفحہ ۱۳۴۲ پر)

حلِ لُغات

عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ۔ یعنی انتہائی عالم غضب میں بھی حضورؐ نے اُمت کے لئے یہ مبارک اسوہ چھوڑا ہے۔ کہ جس شخص سے ناراضی ہو۔ اور یہ جتانا مقصود ہو۔ کہ ہم ناراض ہیں۔ اس کے لئے صرف یہ کافی ہے۔ کہ نفس واقعہ کی طرف اشارہ کر دیا جائے۔ کیونکہ زیادہ تصریح سے بعض دفعہ ملال بڑھتا ہے۔ اور ندامت کا احساس نہیں ہوتا۔ م

مو ہوتا ہے۔ غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ سننے والا اپنے کئے پر پشیمان ہو۔ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا۔ تب سے دل ابھی پیدا ہو گئی ہے۔ مَوْلٰىهُ۔ دوست۔ رفیق اور مددگار

وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ○

چڑھائی بھی کرو گی۔ تو اللہ اس کا رفیق ہی اور جبریل بھی اور سب نیک مومن بھی اور انکے بعد فرشتے مددگار ہیں ○

۵۔ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ○

۵۔ اگر نبی تمہیں طلاق دے تو قریب ہے کہ اس کا رب اسے تم سے بہتر بیویاں بدل دے۔ جو مسلمان، ایمان دار، نماز پڑھنے والی، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، روزہ دار، شوہر دار دیبا بیاں، اور کنواریاں ہوں ○

۶۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ○

۶۔ مومنو! اپنی جانوں اور اپنی گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس آگ پر تند خو، زور آور فرشتے مقرر ہیں جو اللہ انہیں حکم کرتا ہے اس میں نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم پاتے ہیں وہی کرتے ہیں ○

۷۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ

۷۔ اے کافرو آج کے دن کچھ عذر نہ کرو۔

بقیہ صفحہ ۱۳۴۱۔

لے حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ کا یہ طرز عمل چونکہ حضور کے لئے تکلیف دہ تھا۔ اس لئے یہ عتاب نازل ہوا۔ اور انکو بتا دیا گیا۔ کہ ہر فعل جس سے پیغمبر آزردہ خاطر ہو۔ وہ خدا کی نظروں میں بہت بڑا جرم ہے۔ غرض یہ تھی۔ کہ آئندہ کے لئے ازواج مطہرات محتاط ہو جائیں۔ اور ہر وقت آپکی طبع نازک کا خیال رکھیں۔ غرض یہ ہے۔ کہ اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو دین کی اہمیت

سے اس درجہ آگاہ رکھنا ضروری ہے۔ کہ جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔ اور اس سلسلہ میں تعلیم و تربیت سے لے کر تادیب و سرزنش تک سب باتیں روا ہیں۔

حل لغات۔ تَعْتَذِرُوا۔ روزہ رکھنے والیاں۔
ثَيِّبَاتٍ۔ بیوہ۔
وَالْحِجَارَةُ۔ یعنی وہ پتھر جن کو جاہل پوجتے ہیں۔
أَبْكَارًا۔ کنواریاں۔

إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے ۝

۸۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۸۔ مومنو! اللہ کی طرف خالص دل کی توبہ کرو۔ شاید تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دُور کرے اور تمہیں باغوں میں داخل کرے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جس دن اللہ نبی کو رُسوا نہ کریگا اور نہ ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ اُن کی روشنی اُن کے آگے اور داہنی طرف دوڑیگی۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے روشنی پُوری کرے اور ہمیں بخش دے۔ تو ہر شئے پر قادر ہے ۝

۹۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

۹۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور اُن پر سختی کر اور انکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُری جگہ ہے ۝

۱۰۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَ

۱۰۔ اللہ نے کافروں کیلئے ایک مثال بیان کی ہے وہ نوح کی عورت

ف لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ سے مقصود یہ ہے۔ کہ پیغمبر نے دنیا میں فلاح وسعادت کا جو وعدہ اپنے متبعین سے کیا تھا۔ آج یہ سمجھیں گے۔ کہ اُن کی تکمیل ہو رہی ہے۔ وہی جنت اُن کے اعمال کے صلے میں ان کے سامنے موجود ہے۔ اور وہی نُور اور روشنی ہے۔ کہ دائیں بائیں رواں دواں ہے ✦

اسلام کی زندگی کُفر کی موت ہے

ف کفر و ایمان کے مابین ایک ازلی آویزش ہے۔ اور جنگ ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ منکرین کے ہاتھ میں قوت و اقتدار ہو۔ اور وہ اسلام کو یونہی گوارا کرلیں۔ اور اس چیز کو برداشت کرلیں۔ کہ اللہ کے بندے علی الاعلان اُس کا نام بلند کرسکیں۔ اُس کے دین کو پھیلاسکیں اور نظام کے انسداد کے لئے منظم ہوسکیں۔ کیونکہ اسلام کے بقاء و اشاعت کا لابد نتیجہ اوہام اور خرافات کی موت ہے۔ جہل اور تعصب کی موت ہے۔ ظلم اور سفاکی کی موت ہے۔ باطل اور جھوٹ کی موت ہے۔ پھر جس طرح زندگی اور موت کبھی یکجا نہیں ہوسکتے۔ تاریکی اور روشنی میں تعاون محال ہے۔ اسی طرح یہ ناممکن ہے کہ مسلم اور کافر بایں خاطر متحد ہو جائیں۔ تمدنی تعلقات کا ہونا دوسری بات ہے مگر یہاں تک کفر و اسلام کی فطرت کا تعلق ہے۔ ان کا اجتماع آگ پانی اور خرمن کا اجتماع ہے۔ اور جب کیفیت یہ ہو۔ کہ کفر حق و صداقت کی راہ میں کانٹے بچھائے۔ اور مشکلات پیدا کرے۔ تو اس وقت فرض ہو جاتا ہے۔ کہ کفر کی قوت اور شوکت کو ہمیشہ کے لئے کچل دیا جائے۔ تاکہ دنیا اسلام کی برکات سے بہرہ مندی کے لئے تیار ہو جائے۔ اس ضمن میں کسی رعایت اور مروت کا خیال نہیں رکھنا چاہئیے۔ اس لئے اس آیت میں فرمایا ہے کہ ان کفار اور منافقین کی شرارتیں حدِ اعتدال سے تجاوز کر گئی ہیں۔ اس لئے آپ ان سے جہاد کیجئے۔ اور ان پر سختی کیجئے۔ مدعا یہ ہے کہ کفار کو تلوار سے روکئے۔ اور منافقین کو دلیلوں اور حدود قائم کرنے سے ✦

حلِ لُغات

تَوْبَةً نَصُوحًا۔ خالص وسچی توبہ۔ جس میں ریا کا کوئی شائبہ نہ ہو ✦ أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا۔ یعنی اس روشنی کو باقی رکھ ✦ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ۔ اس میں لفظ جہاد کے دو معنے ہیں۔ کفار کے مقابلہ میں بالسیف اور منافقین کے مقابلہ میں باللسان ✦

اِمْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○

اور لوطؑ کی عورتوں کی مثال ہے کہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں سو اُن عورتوں نے اُن سے چوری کی پس وہ دونوں نبی اُن عورتوں سے خدا کا کچھ عذاب نہ ہٹا سکے! اور کہا گیا کہ اور جانیوالوں کے ساتھ آگ میں چلی جاؤ ○

۱۱- وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

۱۱- اور اللہ نے ایمانداروں کیلئے ایک مثال سُنائی ہے وہ فرعون کی بیوی کی مثال ہے- جب اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس بہشت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بچا نکال ○

۱۲- وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ع

۱۲- اور مریم بیٹی عمران کی جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی پھر ہمنے اسمیں روح پھونک دی اور مریم نے اپنے رب کی باتوں اور کتابوں کو سچ جانا اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی ○

بقیہ صفحہ ۱۳۴۳:-

ف۱ اس آیت میں کفار مکہ کو متنبہ فرمایا ہے- کہ تمہیں یہ نہ سمجھنا چاہیئے- کہ چونکہ تمہارا تعلق حضرت ابراہیم سے ہے- اس لئے تم اس تعلق کی بزرگی اور قرابت کی وجہ سے نجات پا جاؤ گے- چاہے حق و صداقت کا کھلے بندوں انکار کرو- کیا تمہارا تعلق حضرت نوح کی بیوی یا حضرت لوط کی بیوی سے بھی زیادہ ہے- جتنا کہ اُن کو اپنے خاوندوں سے تھا- لیکن ان دونوں کو ان کے خاوندوں کا جلیل القدر پیغمبر ہونا قطعاً عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکا- پھر کیا تم توقع رکھتے ہو- کہ باوجود معصیت اور انکار کے محض قرابت کی وجہ سے اللہ کے ہاں مقبول ہو جاؤ گے- ع

این خیال است و محال است و جنوں

ف۲ اس مثال سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کی اور صلاحیت زہد و تقویٰ جہاں تربیت سے حاصل ہوتے ہیں- وہاں محض اللہ کا دین اور بخشش بھی ہے- فرعون کو دیکھو کتنا چالاک اور منکر تھا- کہ حضرت موسیٰ کی ساری کوششیں اس کی اصلاح کے لئے رائیگاں گئیں- مگر اس کے گھر میں اس کی عورت دولت ایمان سے بہرہ ور ہو گئی- اسی طرح حضرت مریم جس قوم میں پیدا ہوئیں- وہ قوم بے دین اور بدعمل تھی- مگر ان کو وہ مرتبہ ملا- جس پر بڑی بڑی جنتیاں رشک کریں-

حل لغات

فَخَانَتٰهُمَا- سو انہوں نے ان کی نافرمانی کی- اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا- یعنی اپنی ناموس کو محفوظ رکھا- تحصین کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی- کہ یہودی حضرت مریمؑ کو متہم کرتے تھے- مِنْ رُّوْحِنَا بفضل و کرم کیلئے

آیاتها ۳۰ (۶۷) سُورَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ (۷۷) رکوعاتها ۲

(۶۷) سورۂ ملک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ○

۱- بڑی برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے ○

۲- الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ○

۲- جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور وہ زبردست بخشنے والا ○

۳- الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ○

۳- جس نے اوپر تلے سات آسمان پیدا کئے تو رحمٰن کی پیدائش میں کچھ فرق دیکھے گا (بے ضابطگی) نہیں دیکھتا۔ پھر دوبارہ نظر کر بھلا کہیں کچھ دراڑ دیکھتا ہے؟ ○

۴- ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○

۴- پھر بار بار نظر پھیر تیری طرف آنکھیں خوار ہو کے تھکی ہوئی لوٹیں گی ○

۵- وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ

۵- اور ہم نے سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے زینت دی۔

اسلامی سوشلزم

ذوالجلال کی ملک ذاتِ خداوندی کا تعلق ہے۔ وہ آفاق و انفس و ارتقاء مراتب سے یک قلم منزہ اور پاک ہے۔ اسلئے تبارک کے یہ معنے تو ہرگز نہیں ہیں۔ کہ اس کی صفات جلال اور شئون جمال میں کہیں ازدیاد کا امکان ہے اس کی شان ازل سے ابد تک یکساں ہے۔ وہ الآن کما کان کا مصداق ہے۔ وہ قدرت و حکمت اور حسن و کمال کا وہ آخری مفہوم ہے۔ جس تک عقل انسانی مشکل پہنچ سکتی ہے۔ بجز اس کا اظہار نہیں کر سکتی۔ البتہ اسکے معنے یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ اس کے فیوض رحمت میں ابداً اور دواماً باعتبار کائنات کے اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور اسکی ربوبیت زیادہ اتم زیادہ جمیل اور زیادہ مفید شکل میں ڈھل رہی ہے۔

بیدہ کا لفظ جسمانیت پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مفہوم تملیک کو زیادہ مستحکم کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ کائنات ارضی و سماوی کا حقیقی مالک صرف خدا ہے۔ اور یہ لوگ جو جبر و ظلم اور استبداد و غصب کی بنا پر دنیا پر چھا رہے ہیں۔ قطعاً اس بات کا استحقاق نہیں رکھتے کہ دنیا کے تنہا مالک قرار دیے جائیں۔ اور غرباء اور مساکین کو زندگی کے تمام فرائض سے محروم کر دیں۔ مالک خدا ہے۔ اور یہ لوگ محض امین ہیں۔ ان کا کام یہ نہیں ہے۔ کہ اپنی مرضی سے دنیا کے منافع کو تصرف میں لائیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ خدا کے قوانین کے مطابق دولت و ثروت کی تقسیم کریں۔ اشتراکیت اور اسلام کے نقطۂ نظر میں یہی بنیادی اختلاف ہے۔ کہ اول الذکر تحریک کے مؤید تمام زمین اور آلات صنعت کو سٹیٹ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ انصاف کے ساتھ ان میں ان چیزوں کو تقسیم کرے گی۔ اور اسلام انسانوں کی کسی جماعت کو یہ حق نہیں دیتا۔ کہ عدل و انصاف کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اور لوگوں کی قسمتوں کی مالک بن جائے۔ (باقی صفحہ ۱۳۴۶ پر)

حلِ لغات

الملک۔ ہر نوع کا قبضہ و اقتدار۔

سبع سماوات۔ یعنی اجرام رفیع۔ یاد رہے۔ سبع کا لفظ جس طرح ایک متعین عدد کیلئے آتا ہے۔ اسی طرح کثرت کیلئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔

تفاوت۔ چوک۔ نقص و عیب۔

حسیر۔ تھکی ماندی۔ درماندہ۔

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ○

اور ان چراغوں کو شیاطین کیلئے پھینک مار بنایا اور ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کیا ہے ○

۶- وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

۶- اور اُنکے لیے جو اپنے رب کے منکر ہوئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بُری ہے جگہ پھر جانے کی ○

۷- اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ ○

۷- جب اُس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا دھاڑنا سُنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی ○

۸- تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِىَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ○

۸- قریب ہے کہ غصہ سے پھٹ جائے۔ جب اس میں کُچھ لوگ ڈالے جائیں گے تو اسکے نگہبان اُن سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ ○

۹- قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ○

۹- وہ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے پاس ڈرانے والا تو آیا تھا۔ پھر ہم نے اُسے جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے کوئی شے نازل نہیں کی تم تو بڑی گمراہی میں ہو ○ [ف]

۱۰- وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا

۱۰- اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے - سمجھتے - تو ہم

بقیہ صفحہ ۱۳۴۵ ۱۱- وہ صرف خدا پر اعتماد رکھتا ہے! وہ صرف اسکے منصفانہ فیصلوں کو ہی نوع انسان کے لئے مفید سمجھتا ہے۔ اسکے نزدیک انسانوں کی کوئی جماعت اس قابل نہیں ہے۔ کہ بغیر آسمانی ہدایت کے وہ تسلی بخش طریق کی نا سیس کر سکے۔

ف جس طرح زندگی ایک ایجابی حقیقت کا نام ہے۔ اسی طرح موت بھی صرف عناصر کو پریشان ہونا نہیں۔ بلکہ ایک مثبت شئے ہے جو خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور ان دونوں حقیقتوں پر عالم کون و فساد کی بنیادیں استوار ہیں۔ فرمایا کہ اس نظام حیات و ممات کی غرض اور غایت یہ ہے۔ کہ زندگی کو موت پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور انسان اپنے حسن عمل سے یہ ثابت کر دے۔ کہ یہ اللہ کا نائب ہے۔ اور شجر و حجر کی طرح زندگی پسند نہیں کرتا۔

ف اسکے بعد اس کارگاہ و حکمت کی طرف انسانی ذہن کو منعطف کیا ہے کہ اس میں تمام قسم کی ضروریات کو مہیا کر دیا گیا ہے۔ تو وہ کتنا ہی باریک بین انسان ہو جب اس پر غور کریگا۔ تو اس میں کوئی نقص نہیں پائے گا۔ نگاہ و تعمق و فکر تھک جائے گی۔ اور اس میں عیب نہیں نکال سکے گی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

پردہ زنگاری میں

ف سابقہ آیات میں یہ بتایا تھا۔ کہ یہ نظام کائنات ہر طرح کامل ہے۔ اس میں کوئی نقص و عیب نہیں ہے۔ ... جس کو دیکھ کر بادنیٰ تامل ہر شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ اسکو بنانے والا اور کتم عدم سے وجود میں لانے والا کوئی صاحب علم و قدرت خدا ہے۔ اس پردہ زنگاری کو دیکھ کر شبہ نہیں۔ بلکہ یقین ہوتا ہے۔ کہ اس میں کوئی معشوق ضرور پنہاں ہے۔ اس زندگی و موت کے تسلسل کو مشاہدہ کرنے کے بعد کون ہے۔ جو حی اور ممیت ذات کا انکار کر سکے۔ اور اس مستقف زنگاری کی آرائش و تجلی کو دیکھ کر کس میں جرات ہے۔ کہ اس نورانی جہان کو تسلیم نہ کرے۔ پھر وہ لوگ جو ان سب چیزوں کو ہیچ و فنا سمجھتے ہیں۔ اور ذات خداوندی کا اقرار نہیں کرتے۔ پھر ان اُس کی قدرتوں اور نعمتوں کا مشاہدہ کرنے اور ایمان کی نعمت سے بہرہ ور نہیں ہوتے اُنکے لئے سوائے جہنم کے اور کہاں ٹھکانا ہو سکتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۴۷ پر)

حل لغات:- رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ۔ اسکی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب یہ شہاب ثاقب آسمان کی طرف پرواز کرتی ہیں اور اوپر سے ... معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ تو ان شعلوں میں سے ایک چیز نکلتی ہے۔ جو ان کو آگ لگا دیتی ہے اور وہ شہاب ثاقب بھی کر نیچے گر جاتے ہیں۔

فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○
وہ دوزخیوں میں نہ ہوتے ○

١١- فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○
١١- سو انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ اب لعنت ہو دوزخیوں پر ○

١٢- اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○
١٢- وہ لوگ جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ ان کے لئے معافی اور بڑا اجر ہے ○

١٣- وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○
١٣- اور تم اپنی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے ○

١٤- اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○
١٤- کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے حالانکہ وہ بھید جاننے والا خبردار ہے ○

١٥- هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ○
١٥- وہی ہے جس نے تمہاری زمین کو نرم کیا۔ سو اس کے اطراف میں پھرو۔ اور اس کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف جی اُٹھنا ہے ○

١٦- ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاۗءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ
١٦- کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جو آسمان میں ہے۔ کہ تمہیں

بقیہ صفحہ ۱۳۴۶ ۔۔۔ یہ لوگ اس وقت تو اس ہولناک منظر کو دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کہ کیونکر اس آگ کی تپش اور حرارت کو برداشت کر سکیں گے۔ جو مارے غصے کے پیچ و تاب کھاتی اور بپھر رہی ہوگی۔ جب ایک گروہ کی شکل میں یہ دوزخ میں جھونکا جائیگا۔ اور فرشتے ان سے پوچھیں گے۔ کہ کیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نذیر نہیں آئے تھے؟ جو تمہیں برائیوں سے روکتے۔ اور انکار و تمرد سے منع کرتے۔ کیا انہوں نے اس مقام کی تلخیوں اور تکلیفوں کے متعلق تم سے کچھ نہیں کہا تھا۔ تو اس وقت یہ لوگ اپنی ناعاقبت اندیشی کا کھلے لفظوں میں اعتراف کریں گے۔ اور کہیں گے کہ بلاشبہ اللہ کے پیغمبر ہمارے پاس آئے تھے۔ مگر ہم نے انکی اس وقت تسلیم نہیں کیا۔ اور اُلٹا انکو مورد الزام ٹھہرایا۔ اگر اس وقت فہم و بصیرت سے کام لیتے۔ حق بات کو سنتے۔ اور دل میں اتار لیتے۔ تو آج یہ موجودہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مگر اب یہ اعتراف اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ اس وقت کا اقرار سوائے اسکے کہ حسرت اور کوفت میں اضافہ کردے۔ کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

نظر اور استدلال کی فضیلات

ماحصل غرض یہ ہے۔ کہ مغفرت اور اجر کبیر ان لوگوں کا حصہ ہے جو ان معارف پر غائبانہ ایمان رکھتے ہیں۔ جو پس پردہ ہیں۔ جو استدلال و وجدان کی روشنی میں ان حقائق کو تسلیم کرتے ہیں۔ جو نظروں سے اوجھل ہیں۔ اور جو اس دنیا میں کوشش کرتے ہیں۔ کہ سچائی کو پالیں اور صداقت کا جرأت کے ساتھ اعتراف کرلیں۔ اور جو لوگ اس وقت جب دنیا کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ عاقبت کی ہولناکیوں کے ساتھ مشاہدہ و تجربہ کے بعد خدا کو اور جنت و دوزخ کو تسلیم کریں گے ان کا یہ تسلیم کرنا ان کے لئے یکسر بے سود ہوگا۔ کیونکہ فضیلت تو اس بات کی ہے۔ کہ یہاں اس دنیا میں۔ ان مشکلات و موانع میں۔ اور ان موجب استتار کے باوجود۔ سچ کو پہچانا جائے۔ اور اس کے علم کو کفر و انکار کے غلاف میں چھپایا جائے۔ وہاں اس وقت تسلیم کیا۔ تو کیا۔ جب کہ وہ خود ایمان پر مجبور کرے۔ اور جبکہ اعمال کیلئے کوئی وقت ہی باقی نہ ہے ○

حلِ لغت

سَعِيْر ۔ آتش و نار ○

فَسُحْقًا ۔ لعنت ہے۔ یعنی بعد اور دوری ہے۔ مرضات الٰہی سے محرومی ہے ○

ذَلُوْلًا ۔ مسخر ○

الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ○

زمین میں دھنسا دے۔ پھر ناگاہ لرزنے لگے ○

١٧- أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ○

١٧- یا تم اُس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو گئے۔ کہ تم پر پتھر بھرا مینہ برسا دے سو اب تم جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے ○

١٨- وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ○

١٨- اور ان سے پہلوں نے بھی جھٹلایا۔ سو میرا انکار کیسا ہوا! ○

١٩- أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ○

١٩- کیا وہ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو پر کھولے ہوئے ہیں۔ اور سکیڑ لیتے ہیں۔ انہیں رحمٰن کے سوا کوئی نہیں تھام رہا۔ وہ ہر شے کو دیکھتا ہے ○

٢٠- أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ○

٢٠- بھلا رحمٰن کے سوا وہ کون ہے جو تمہیں مدد دینے کو تمہاری فوج ہے؟ کافر محض دھوکے میں ہیں ○

٢١- أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ○

٢١- بھلا وہ کون ہے کہ اگر اللہ اپنا رزق روک لے تو تمہیں رزق دے؟ کوئی نہیں پر وہ سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں ○

فریب نفس کی بدترین مثال

ف اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ کہ وہ مجرموں کو سنبھلنے کی کافی مہلت دیتا ہے تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔ اور ان کے پاس کوئی معقول عذر باقی نہ رہے۔ وہ ڈھیل دیتا ہے۔ اور عفو و درگزر سے کام لیتا ہے۔ تاکہ یہ اپنے طرز عمل پر غور کریں مگر ان کے مزاج اس قدر بگڑ جاتے ہیں۔ اور وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ خدا ہم سے خوش ہے۔ وہ ہم کو عذاب سے ہمیشہ مامون اور محفوظ رکھے گا۔ اس کا استدلال یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر ہم برے افعال کے مرتکب ہوتے۔ اور اس کے نزدیک ہم گنہگار ہوتے۔ تو کبھی کے غارت ہو گئے ہوتے۔ اور اس کے غضب نے بدلا اور انتقام کیوں نہ لیا۔ جب ہم باوجود انکار اور کفر کے چین سے بسر ہو رہی ہے۔ تو اس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ ہمارے عقائد اس کو ناگوار نہیں۔ اور وہ ہم کو حق بجانب سمجھتا ہے۔ اس مغالطہ اور فریب نفس کو دور کرنے کے لئے فرمایا۔ کہ تم ڈھیل پانے کو اس درجہ گستاخ نہ بناؤ۔ اور اس درجہ نڈر نہ ہو جاؤ۔ کہ گویا اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے تمہارے بچاؤ کی صورت کوئی نہ ہو۔ یاد رکھو۔ تم دن اور رات کی ہر ساعت میں اللہ کی گرفت میں ہو۔ وہ جب چاہے زمین کو الٹ دے۔ اور تم کو دبا کر رکھ دے۔

اور جب چاہے آسمان سے پتھروں کا مینہ برسا دے۔ وہ تمہیں جھوٹی تنبیہ کر کے نہیں ڈراتا۔ پھر اس وقت تمہیں معلوم ہو گا کہ اس کی تنبیہ کتنا صحیح اور درست تھا۔ تم سے پہلے بھی قوموں نے اللہ کے دین کو جھٹلایا۔ اور تمہاری طرح تمرد نفس میں مبتلا ہو گئے۔ کہ ہمیں کون پوچھتا ہے۔ اور کون سزا دیتا ہے۔ کہ یکایک اللہ کا غضب بھڑکا۔ اور ان کی بستیوں کو تنکے کی طرح اکھاڑ دیا گیا۔ اس وقت دنیا کی کوئی قوت ان کو نہ بچا سکی۔ اور مال و دولت اور اعزہ و فخر قطعاً کوئی سفارش نہ کر سکے۔ ان حالات میں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان سے اچھے ہو تمہیں نسل و عمر کے باوجود وہ عذاب باقی نہ رکھے گا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ کے نزدیک کوئی قوم چہیتی نہیں۔ وہ سب سے یکساں سلوک روا رکھتا ہے۔ اور اس کے ہاں صرف ایک ہی قانون ہے۔ جو مخلوقات کا جو سب کے لئے جاری ہے۔

تمہاری حفاظت کا کون ذمہ دار ہے

ف اللہ کی قدرت اور حکمت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ کیونکر پرندوں کو پرواز کی طاقت بخشتا ہے۔ اور کس طرح انکو توفیق عطا کرتا ہے۔ کہ وہ زمین کی کشش ثقل کو باطل کر دیں۔ اور فضا میں اڑنے لگیں۔ اس کے بعد منکرین اور مشرکین سے مخاطب فرمایا ہے۔ (باقی صفحہ ١٣٤٩ پر)

حل لغات: تمور۔ تھر تھرانے لگے۔ حاصبا۔ پتھر برسانا یا تیز ہوا۔ جند۔ لشکر۔ غرور۔ دھوکہ۔ لجوا۔ کسی چیز میں بے عقلی کے ساتھ الجھ جانا۔ عتو۔ سرکشی۔

۲۲ - اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

۲۲ - بھلا وہ جو اپنے منہ پر اوندھا چلتا ہے زیادہ ہدایت پر ہے یا وہ جو بڑا برسیدھا ہو کر راہ راست پر چلتا ہے ! ۝

۲۳ - قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

۲۳ - تو کہہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم تھوڑا شکر کرتے ہو ۝

۲۴ - قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

۲۴ - تو کہہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے ۝

۲۵ - وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

۲۵ - اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہو گا ۝

۲۶ - قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

۲۶ - تو کہہ خدا ہی کو علم ہے اور میں تو فقط کھول کر ڈر سنانے والا ہوں ۝

۲۷ - فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـــَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝

۲۷ - پھر جب دیکھیں گے کہ وہ نزدیک آگیا ہے تو کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے اور کہا جائیگا۔ یہی وہ ہے جسے تم مانگتے تھے[ف۱] ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۴۸ - کہ جب تم ایسے قادر اور مہربان خدا کو چھوڑتے ہو۔ اور دوسروں کی پوجا کرنے لگتے ہو۔ تو بتاؤ۔ تمہاری حفاظت کا کون ذمہ دار ہے۔ آج اگر خدا تمہاری روزی بند کر دے۔ اور تمہارے لئے معیشت کے تمام دروازے مسدود ہو جائیں۔ تو کون ہے۔ جو ان دروازوں کو کھولے۔ اور تم کو رزق سے بہرہ مند کرے ۔ پھر یہ بتاؤ۔ کہ رشد و ہدایت کی صراط مستقیم پر گامزن ہونا بہتر اور زیادہ قرین عقل و دانش ہے۔ یا ان پگڈنڈیوں پر چلنا جو نشیب و فراز کی وجہ سے تمہیں گرا دیں۔ یاد رکھو۔ اسلام ہی عقل و استدلال کی راہ ہے۔ روشنی اور بصیرت کا راستہ ہے۔ اور وہ سچائی اور کامرانی کا ذریعہ ہے۔ اسکے سوا جتنے راستے ہیں۔ وہ مخدوش ہیں اور غلط ہیں اور گمراہ ہیں ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف۱ قریش کو حضور کے حق میں ہلاکت کے طالب رہتے۔ اور دعا کرتے کہ کہیں ان پر جلد وہ پیغمبر کا غضب ہی نازل ہو۔ اس کا جواب مرحمت فرمایا ہے۔ کہ آپ ان سے کہہ دیجئے۔ کہ میں آخرت سے خائف نہیں ہوں۔ میں اور میری جماعت بندہ حق ہیں۔ موت کا خیر مقدم کریگی۔ ہم کو اس پر پورا پورا اعتماد ہے۔ یہیں وہ ہلاکت و فنا کا ہدف بنائے۔ خواہ رحمت کرے اور ایک عرصہ تک مزے سے زندہ رکھے۔ تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ سوال یہ ہے۔ کہ تم لوگوں کو اس عذاب سے جو مقدرات میں سے ہے۔ کون بچائے گا جب موت تمہارے سامنے آغوش کھولے آکھڑی ہوگی۔ اور جہنم کے شعلے تمہاری جانب لپک رہے ہوں گے۔ اس وقت تم کو کون پناہ میں لے گا۔ ہمارا ایمان اس خدائے رحمان پر ہے۔ جس نے اس دنیا میں بھی دستگیری فرمائی اور عاقبت میں بھی وہ اپنے فضل سے نواز دیگا۔ ہمارا اسی پر بھروسہ ہے۔ اور اسی کو اس سلسلہ میں لائق اعتماد سمجھتے ہیں۔ مگر عنقریب جب دنیا گزر جائیگی۔ تو تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ کون گمراہ ہے۔ اور کون راہ راست پر ہے۔ تم اللہ کی بوقلموں نعمتوں سے صبح و شام استفادہ کرتے ہو۔ وہ اگر تم سے یہ استعداد و استفادہ کی چھین لے۔ تو بتاؤ تم کیا کرو۔ کیا اس زندگی کے لوازم کے لئے تم اس کے محتاج نہیں ہو ۔

حل لغات

ذَرَاَكُمْ - پھیلا دیا ۔

زُلْفَةً - قریب ۔

٢٨- قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكَنِيَ اللَّهُ وَمَن مَّعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَن يُجِيرُ الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝

۲۸۔ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ ہلاک کرے یا ہم پر رحم کرے تو وہ کون ہے کہ دکھ دینے والے عذاب سے کافروں کو بچائے گا ۝

٢٩- قُلْ هُوَ الرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

۲۹۔ تو کہہ وہی رحمٰن ہے اس پر ہم ایمان لائے اور ہم نے اس پر توکل کیا تو اب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ کون صریح گمراہی میں ہے ۝

٣٠- قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَاءٍ مَّعِينٍ ۝

۳۰۔ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی خشک ہو جائے۔ تو تمہیں جاری ستھرا پانی کون لاوے گا ۝ ط

آیاتھا ۵۲ (٦٨) سُورَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ (٢) رکوعاتھا ۲ — (۶۸) سورۂ قلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

١- نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝

۱۔ نٓ قلم کی قسم اور جو کچھ لکھتے ہیں اس کی قسم ۝

٢- مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ ۝

۲۔ کہ تو اپنے رب کی نعمت فضل سے دیوانہ نہیں ہے ۝

٣- وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝

۳۔ اور تیرے لئے بے انتہا اجر ہے ۝

ط یہ پانی اس پر کتنا بڑا انعام ہے۔ کہ زندگی کے لوازم میں سے دو بڑی ہیں اس کا شمار ہے۔ اگر تم کو خدا کرے۔ سوتے خشک ہو جائیں کنوئیں اتنے عمیق ہو جائیں۔ کہ پانی کی بوند بھی حاصل کرنا دشوار ہو۔ تو بتاؤ۔ پھر کیا تمہارے معبودان باطل تمہاری کوئی مدد کر سکتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے۔ اور یقیناً نفی میں ہے۔ تو اٹھو۔ اور اعتبار تشکر میں اس کے سامنے جھک جاؤ۔

سورۃ القلم اور جنون و خرد

آپ حضورؐ کے متعلق مکہ والوں کی رائے تھی۔ کہ ان کو خلل دماغ ہے۔ یورپ کے بعض متعصب مستشرقین نے بھی یہ کہا ہے۔ کہ نبوت محض مرض صرع کا دوسرا نام تھا معاذ اللہ مگر قرآن حکیم فرماتا ہے۔ کہ قلم اور تحریر لاجنبہ اللہ و خرد۔ اس وقت فطرت نے محفوظ رکھا ہے۔ اور جس قدر کمال میں اللہ و خرد ہو سکتا ہے۔ اس سارے ذخیرۂ ادب و حکمت کو میزان کے پلڑے میں رکھو۔ اور دوسرے پلڑے میں اس پیغام کو رکھو۔ جس کو معاذ اللہ اس مجنون نے پیش فرمایا ہے۔ جس کے متعلق ہوا لزام کرو۔ اور دیکھو۔ کہ کون شخص اتنی عظیم عقل و دانش کا مالک ہے۔ کہ انسانی تصنیفیں میں اس کی ساری شکل ہے۔ قیامت تک انسان ایسی اسکے تئیں کہ وہ پیغام کی برکات سے استفادہ کرتی رہے گی۔ اور جس سرچشمۂ معارف میں کمی پیدا نہ ہوگی۔ یہ کتنی بڑی فریب خوردگی ہے۔ کہ ایک ایسی شخصیت جو انسانوں کی فطرت کو حل کر کے رکھ دے۔ جو ایک مضبوط اور قابل قدر معاشرتی نظام پیش کرے۔ جو ایک مستقل اور پائیدار تہذیب کی اساس کرے۔ اور ہزاروں حکماء اور فلسفیوں کو اپنا غلام بنالے۔ اسکے متعلق یہ فیصلہ ہو۔ کہ اس کا دماغ صحیح نہیں ہے۔ اگر باوجود ان کمالات کے اور اس رفعت و عظمت کے ایک شخص کا دماغ صحیح نہیں ہے۔ تو پھر صحت دماغی کا معیار کیا ہے؟ اور اگر یہ جنون ہے۔ تو کیا دنیا بھر کی عقل و دانش کو اس پر قربان نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے افکار کا اظہار انتہائی تعصب اور بے حسی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ جس شخص کو ادنیٰ ترین قوت تمیزی بھی عطا ہوئی ہے۔ وہ بھی یہی فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیائے عقل و خرد کے سب سے بڑے انسان ہیں۔

حل لغات

یُجِیرُ۔ پناہ دینا۔

غَوْرًا۔ گہرا۔ عمیق۔ غَیْرَ مَمْنُوْنٍ۔ غیر منقطع۔ جو ختم ہونے والا نہیں۔

وقیلی۔ آپ دواں۔

۱۵ - اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

۱۵- جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں

۱۶ - سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ○

۱۶- اب ہم اس کی سونڈ (ناک) پر داغ دیں گے ○

۱۷ - اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ○

۱۷- ہم نے انہیں آزمایا، جیسے باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح ہوتے ہی ہم اس کا میوہ توڑ لیں گے ○

۱۸ - وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ○

۱۸- اور انشاء اللہ بھی نہ کہا ○

۱۹ - فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ○

۱۹- پھر تیرے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا اس باغ پر پھر گیا۔ اور وہ سو رہے تھے ○

۲۰ - فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ○

۲۰- پھر وہ باغ کٹی کھیتی کی مانند ہو گیا ○

۲۱ - فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ○

۲۱- پھر صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو پکارنے لگے ○

۲۲ - اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ○

۲۲- کہ اپنے کھیت میں صبح ہی چلو اگر تم کاٹنے والے ہو ○

۲۳ - فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ○

۲۳- سو وہ گئے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے تھے ○

۲۴ - اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ○

۲۴- کہ آج باغ میں تمہارے پاس کوئی فقیر نہ آنے پائے ○

ــ بہرحال ان آیات میں کفار مکہ کی اخلاقی تصویر کھینچی ہے۔ اور فرمایا کہ ان عادات کے متصف لوگ متکبر اور مغرور اس وجہ سے ہیں، کہ جب ہماری آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو محض مال و دولت اور اولاد کے بھروسہ پر کہہ دیتے ہیں، کہ یہ تو محض پہلوں کے افسانے اور قصے کہانیاں ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم ان کے کبر و غرور کو خاک میں ملا دینگے۔ اور اس ناک کو جس کی وجہ سے یہ حق کو قبول نہیں کرتے تحقیر و تذلیل سے داغدار کر دینگے (حاشیہ صفحہ ۱۲۵۱)

باغ والوں کی مثال

ف ان آیات میں اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ اللہ کے مال و دولت کی بنا پر احکام الٰہی کا انکار کر دیتے ہیں انہیں یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ فراوانی اور آسودگی ہمیشہ نہیں رہے گی۔ فرمایا کہ مکے والوں کو ہم نے عیش و تکلفات سے بہرہ مند کر کے اسی طرح آزمایا ہے جس طرح کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو ہم نے مال و دولت سے نوازا۔ ان کو ایک نہایت عمدہ باغ مرحمت فرمایا۔ مگر انہوں نے از راہ بخل یہ طے کر لیا، کہ ہم اس کا پھل صرف آپس میں بانٹ لیں گے۔ اس میں کسی غریب کا حصہ نہیں ہوگا۔ پھر کیا ہوا باغ کی آمدنی سے فیگا۔ اس کو صرف اپنی تن آسانی کے لئے استعمال کریں گے۔ اور مستحقین کو کچھ نہیں دینگے۔

حل لغات

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ۔ یعنی اس کی شہرت کو خراب کر دیں گے۔ اس کی ذلت و تحقیر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریخ کے اوراق میں منضبط کر دیں گے۔ جریر کا شعر ہے ؎

لما وضعت على الفرزدق ميسمي
وعلى البعيث جدعت انف الاخطل

وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ۔ انشاء اللہ نہ کہنا۔

طَآئِفٌ۔ گردش۔ عذاب۔

صَرِيْمٌ۔ کٹا ہوا کھیت۔

۲۵- وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ○

۲۵- اور سویرے سے چلے لپکتے ہوئے زور کے ساتھ ○

۲۶- فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ○

۲۶- پھر جب اُسے دیکھا تو بولے کہ ہم راہ بھول گئے ○

۲۷- بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ○

۲۷- نہیں بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی ○

۲۸- قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ○

۲۸- ان کا بھلا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے ○

۲۹- قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

۲۹- بولے ہمارا رب پاک ہے بیشک ہم ہی تقصیر وار ہیں ○

۳۰- فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ○

۳۰- پھر بعض بعض کو ملامت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے ○

۳۱- قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ○

۳۱- بولے ہم پر افسوس ہم ہی سرکش تھے ○

۳۲- عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ○

۳۲- شاید ہمارا رب اس باغ سے بہتر باغ ہمیں بدل دے۔ ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہیں ○

۳۳- كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

۳۳- یوں عذاب آتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ اگر وہ جانیں ○

۳۴- اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○

۳۴- بیشک متقیوں کے لئے ان کے رب کے پاس نعمت کے باغ ہیں ○

...... نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن صبح کو جب یہ لوگ منہ سے بھرپور باغ میں پہنچے، تو دیکھا کہ بالکل ویران ہے۔ اس وقت ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اور یہ کہنے لگے۔ کہ اب ہم خدا کی طرف پلٹتے ہیں۔ انشاء اللہ وہ ہم کو اس سے زیادہ بہتر باغ عنایت فرمائے گا۔

کیا مسلمان اور جرائم پیشہ لوگ برابر ہیں

ف۱ جس طرح حق و باطل میں تقابل ہے۔ فسق و فجور، تقویٰ اور پرہیزگاری برابر نہیں۔ اور جس طرح سرکشی اور تمرد میں بین تفاوت ہے۔ اسی طرح نتائج اعمال میں درجات کا فرق ملحوظ ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی سیاہ کاریوں کے باعث اللہ کے غضب و سخط کے مستحق ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو صحت العقیدہ اور حسن عمل کی بدولت مقام قرب و حضوری پر فائز ہیں۔ جن کے لئے روح و ریحان کی پوری آسودگی کا انتظام ہے یہ لوگ جنات نعیم میں آرام سے ان کی لذتوں سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ ان کے لئے روح کی بالیدگی کا سلسلہ مہیا ہوگا۔ ان کے لئے دید و نظر کے لئے رب السموات کی جلوہ فرمائیاں باعث تسکین ہوں گی۔ اعلاء اس طرح وہاں رہیں گے۔ جس طرح ایک عزیز اور محترم مہمان رہتا ہے محض اس پاداش میں کہ انہوں نے دنیا میں اپنے سکھ اور آرام کی پرواہ نہ کی۔ اور دولت حسین پر مقدم نہ سمجھا۔ انہوں نے ہمیشہ زندگی کا نصب العین خدا کی خوشنودی کو قرار دیا۔ کیا یہ مخلصین اور وہ لوگ جنہوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کی راہ میں مشکلات حائل کیں، برابر ہیں۔ کیا یہ لوگ جنہوں نے اپنی جوع الارض جنبش سے مسلمانوں کو صدمے پہنچائے جنہوں نے قلب و روح کی بربادیوں کو دعوت دی۔ جن کی سیاہ کاریوں کی وجہ سے زمین کانپ اٹھی۔ ان پرہیزگاروں کی ہمسری کے دعویدار ہیں۔ جنہوں نے پاکیزگی اور تقویٰ کو چاردانگ عالم میں پھیلا دیا۔ فرمایا تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ کہ تم اس نوع کے نامنصفانہ فیصلہ کو روا رکھتے ہو۔ کیا کسی الہامی کتاب میں یوں لکھا ہے یا ہم نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ باوجود فسق و فجور اور انکار و الحاد کے ہم کو دیں۔ جو یہ چاہیں گے کیا ان کے شرکاء نے نہیں یہ یقین دلایا ہے تو وہ کہاں ہیں۔ کیوں میدان میں نکل کر اپنے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتے۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مراتب اپنے بندوں کے لئے مخصوص کر رکھے ہیں۔ وہ ان لوگوں کو قطعاً نہیں مل سکتے جو اس کے نافرمان ہیں۔

حل لغات:- حرد۔ بخل و امساک۔

۳۵- اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ ۝

۳۵- کیا ہم فرمانبرداروں کو گنہگاروں کے برابر کر دیں گے؟ ۝ ف

۳۶- مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ ۝

۳۶- تمہیں کیا ہو گیا کیا فیصلہ کرتے ہو ۝

۳۷- اَمْ لَکُمْ کِتٰبٌ فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝

۳۷- کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟ ۝

۳۸- اِنَّ لَکُمْ فِیْهِ لَمَا تَخَیَّرُوْنَ ۝

۳۸- کہ وہاں تمہارے لئے وہی ہے جو تم پسند کرتے ہو ۝

۳۹- اَمْ لَکُمْ اَیْمَانٌ عَلَیْنَا بَالِغَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اِنَّ لَکُمْ لَمَا تَحْکُمُوْنَ ۝

۳۹- کیا تم نے ہم سے پکی قسمیں لی ہیں جو قیامت تک چلی جائیں گی کہ تمہارے لئے وہی ہوگا جو تم ٹھہراؤ گے ۝

۴۰- سَلْهُمْ اَیُّهُمْ بِذٰلِکَ زَعِیْمٌ ۝ ع

۴۰- ان سے پوچھ کہ کون ان میں اس کا ذمہ دار ہے؟ ۝

۴۱- اَمْ لَهُمْ شُرَکَآءُ فَلْیَاْتُوْا بِشُرَکَآئِهِمْ اِنْ کَانُوْا صٰدِقِیْنَ ۝

۴۱- کیا ان کے شریک ہیں سو اگر سچے ہیں۔ تو اپنے شریکوں کو لائیں ۝

۴۲- یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝

۴۲- جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور سجدہ کی طرف بلائے جائیں گے۔ تو سجدہ نہ کر سکیں گے ۝ ف

۴۳- خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ کَانُوْا

۴۳- ان کی آنکھیں نیچے جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی

ف۔ فرمایا۔ ان عبادت ناآشنا لوگوں کو جب اس وقت دعوت سجود دی جائے گی۔ جب کہ قیامت کے احوال منکشف ہو چکے ہوں گے۔ تو اس وقت ان کی جبینیں قطعاً نہیں جھک سکیں گی۔ ان کی نظریں مارے شرم و ندامت کے زمین بوس ہوں گی۔ اور ان پر ذلت و حقارت چھا رہی ہوگی۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا۔ کہ دنیا میں باوجود تندرستی اور صحت و توانائی کے ذوق عبادت سے محرومی کتنا بڑا جرم تھا۔

فرمایا۔ یہ لوگ آج ان حقائق کو جھٹلاتے ہیں۔ مگر بتدریج غیر محسوس طریق پر یہ لوگ جہنم کی طرف کھچے ہوئے جا رہے ہیں۔

حل لغات

تَدْرُسُوْنَ۔ پڑھتے ہو۔

زَعِیْمٌ۔ ذمہ دار۔ ضامن۔

یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا۔ کہ کشف عن الساق کے کیا معنے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جو بات سمجھ میں نہ آئے۔ اس کو اشعار عرب کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کیا کرو۔ کیونکہ وہ عربی کے ذخائر معلومات کا بہت بڑا اور مستند ذخیرہ ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ اس کے معنے کرب اور شدت کے ہیں۔ اور سند میں یہ شعر پڑھا ہے

سَنَّ لنا قومك ضرب الاعناق ۔ وقامت الحرب بنا على ساق

ان معنوں میں اور بھی اشعار عربی ادب میں کہے گئے ہیں۔ ابو عبید قیس بن زہیر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ۔ فلی شمرت لك عن ساقها ۔

[illegible] ولا تسأم ۔ جریر کہتا ہے ۔

الا رب سام الطرف من آل مازن ۔ اذا شمرت عن ساقها الحرب شمّرا

[illegible] کہتے ہیں۔ کرب کے معنے یوں پیدا ہوئے کہ عربی میں جب کسی پر کے وقت [illegible] [illegible] اپنے [illegible] [illegible]

- مقام شدت و کرب میں اس کا استعمال ہونے لگا۔ اور اس کشف کے۔ کر کشف عن ساقہ۔

إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝

۵۲- وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝

کہ تو دیوانہ ہے ۝

۵۲- اور یہ تو جہان والوں کیلئے نری نصیحت ہی نصیحت ہے ۝

آیاتہا ۵۲	(۶۹) سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ (۷۸)	رکوعاتہا ۲

(۶۹) سورۂ حاقہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- الْحَاقَّةُ ۝
۲- مَا الْحَاقَّةُ ۝
۳- وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝
۴- كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۝
۵- فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ۝
۶- وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝
۷- سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝

۱- ضرور ہونے والی ۝
۲- کیا ہے وہ ضرور ہونے والی ۝
۳- اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے وہ ضرور ہونے والی ۝
۴- ثمود نے اور عاد نے اس ٹھوکنے والی کو جھٹلایا ۝
۵- سو ثمود تو ایک حد سے بڑھ جانے والی (کڑک) سے ہلاک کئے گئے ۝
۶- اور وہ جو عاد تھے سو بڑے زور کی سنسناتی ہوئی آندھی سے ہلاک کئے گئے ۝
۷- اس کے جڑ کاٹنے والی ہوا کو سات رات اور آٹھ منحوس دن تک عاد پر لگا رکھا تھا۔ پھر تو اس آندھی میں اس قوم کو اس طرح زمین پر گرا ہوا دیکھتا ہے کہ گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے تھے ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۵۵ ۔ ا۔ کیا ان سے مذہب کی مخالفت کے نام پر کچھ [illegible] وصول کیا جاتا ہے۔ جسکے بوجھ تلے وہ دبے ہوئے ہیں یا یہ بات ہے۔ کہ انکو علم غیب سے بہرہ ور ہونا ہے۔ جو انکے پاس لکھا رکھا ہے۔ بہرحال کچھ تو بتانا چاہئیے۔ کہ ان کی [illegible] وہ انکار کی وجہ کیا ہے۔ فٹ یعنی ان لوگوں کے انکار و تکذیب پر تنگدل نہ ہوں اور حضرت یونس کی طرح بددعا میں اور ترک شفقت میں جلدی نہ کریں۔ اور پورے صبر و سکون کے ساتھ انکی ان حرکتوں کو برداشت کریں۔ اللہ نے چاہا۔ تو [illegible] صاحب [illegible] ثابت نہیں ہوگی۔ حضرت یونس کا قصہ یہ ہے۔ کہ آپ کی نافرمانی سے رنجیدہ ہو کر اللہ کے عذاب کے طالب ہوئے۔ اور اصلاح سے مایوس ہو کر قوم کو چھوڑ کر ہجرت پر آمادہ ہو گئے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آئی۔ اور منزل ہی کی جب دریا پار کرنے لگے۔ تو ایک بڑی مچھلی کا لقمہ بن گئے۔ اور اگر حضرت [illegible] توبہ و انابت کی توفیق میسر نہ ہوتی۔ تو مچھلی کے پیٹ ہی سے نہ نکلتے۔ اور اللہ کا انعام شامل حال نہ ہوتا۔ تو میدان میں پڑے [illegible] یہ اللہ کا فضل تھا۔ کہ اس نے حضرت یونس کو دوبارہ زندگی بخشی۔ اور اس قابل بنایا۔ کہ وہ مسیر تبلیغ و دعوت کے فرائض ادا کر سکیں۔

[illegible] سورۃ الحاقۃ

فٹ قیامت کا ایک نام حاقہ بھی ہے۔ یعنی دنیا کی ہر حقیقت میں شکوک و ارتیاب کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ ایک قطعی حقیقت ہے۔ کہ یہ عالم یقیناً فانی ہے۔ اور ایک دن ضرور آنے والا ہے۔ جب کہ یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائیگا۔ ثمود و عاد نے اسی چیز کی تکذیب کی اور نہایت بیجوئی کے ساتھ اللہ کے حکموں کو ٹھکرایا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صفحہ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔

سرچشمہ حیات سے بعد کا نتیجہ

فٹ ان آیات میں یہ قانون واضح فرمایا ہے۔ کہ کوئی قوم زندگی کا اس وقت تک استحقاق نہیں رکھتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قوانین کی اطاعت نہ کرے۔ اور اپنی خواہشات کو اسکے ارادہ اور منشاء کے تابع نہ کرے۔ کیونکہ مقدرات میں سے ہے۔ کہ کوئی نفس اس سرچشمہ حیات و ارادے سے الگ رہ کر اپنی انفرادیت باقی نہیں رکھ سکتا۔ چنانچہ جب کسی قوم نے اس اصول کو نہیں سمجھا۔ اور اللہ کے حکموں کی پرواہ نہیں کی۔ اس کا نتیجہ [illegible] اور اس کو زندگی سے محروم کر دیا۔ ثمود و عاد کی قوم فنا کر دی گئی۔

حل لغات:۔ الطاغیۃ۔ زوردار آواز۔ صرصر۔ تیز و تند۔ عاتیۃ۔ حد سے بڑھنے والی۔ سرکش۔ حسوما۔ مسلسل۔ تباہ کن۔

۸- فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ○

۸- سو کیا تجھے ان میں کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے؟ ○

۹- وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَن قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ ○

۹- اور فرعون اور اس سے پہلے والوں اور الٹی بستیوں والیوں نے گناہ کئے ○

۱۰- فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ○

۱۰- پھر اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی، پھر خدا نے انہیں سخت پکڑ میں پکڑا ○

۱۱- إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ○

۱۱- جب پانی نے طغیانی کی تو ہم ہی نے تمہیں کشتی میں سوار کیا ○

۱۲- لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ○

۱۲- تاکہ اس کشتی کو ایک یادگار بنائیں کہ اسے کوئی یاد رکھنے والا کان یاد رکھے ○

۱۳- فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ○

۱۳- سو جب نرسنگے میں ایک پھونک پھونکی جائے گی ○

۱۴- وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ○

۱۴- اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائینگے پھر وہ ایک ہی چوٹ ٹھوک کر پارہ پارہ

۱۵- فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○

۱۵- پھر اس دن ہونے والی ہو جائے گی ○

۱۶- وَانشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ○

۱۶- اور آسمان پھٹ جائے گا، اور وہ اس دن بودا ہو جائے گا ○

۱۷- وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ○

۱۷- اور فرشتے اس کے کناروں پر ہونگے اور اس دن آٹھ فرشتے تیرے رب کا تخت اوپر اٹھائے ہوں گے ○

فرعون اور اس کا لاؤ لشکر قلزم میں اپنی عزت و جلالت سمیت ڈبو دیا گیا۔ قوم لوط کی بستیاں الٹ دی گئیں۔ اور اسی طرح جب بھی کسی قوم نے سرکشی اور تمرد کا اظہار کیا ہے۔ اللہ نے اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے قانون کا ذکر فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جہاں فاسقوں اور فاجروں کو اللہ نے سزا دی ہے۔ وہاں عین حالت عذاب میں پاکبازوں کی حفاظت اور ان کی دستگیری کی ہے۔ مثال میں حضرت نوح کو، کہ جس وقت جب کہ آسمان کے دروازے کھل گئے۔ اور زمین کے چشمے سمندر اگلنے لگے۔ اللہ نے ان کو غیبی رحمت فرمائی۔ کہ نبی اور مومنین کی حفاظت کے لئے ایک کشتی بنائیں۔ اور اس کو بلا خطر اس طوفان میں ڈال دیں۔ اور یہ اس لئے ہوا تاکہ منکرین یہ محسوس کریں کہ یہ عذاب محض اتفاق و بخت کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ علیم و حکیم خدا کے فیصلے کے مطابق نازل ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں نافرمانوں کو غرق کیا گیا ہے۔ وہاں مومنوں کو بچا لیا گیا ہے۔

صور پھونکا جائیگا

ف۱ نرسنگے میں پھونکنے کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ بطور اعلان و اعلام کے ہوگا جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اب وقت آ گیا ہے۔ کہ اس بساط لہو و لعب کو الٹ دیا جائے۔ اور یا خود اس آواز میں یہ اثر ہوگا۔ کہ اس کی وجہ سے عالم کون و مکان درہم برہم ہو جائیگا۔ اور عقلاً اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آواز میں تاثیر پیدا کر دے۔ بہرحال یہ ایک واقعہ ہے۔ کہ جب یہ موعود وقت آ جائیگا۔ تو اس وقت یہ سقف زر نگار پھٹ جائیگا اور فرشتے اس کے کناروں پر آ لگیں گے۔ پھر عدل و انصاف بپا ہوگی۔ اور رب قدوس کی تجلیات عرشی جلالت بھرے انداز میں جلوہ گر ہوں گی۔ جس کو آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا۔

حل لغات

باقیۃ۔ کوئی شخص یا قوم کا بچا کھچا حصہ۔

اخذۃ رابیۃ۔ بہت سخت گرفت۔

واعیۃ۔ وعی سے ہے جس کے معنے یاد رکھنے کے ہیں۔

فدکتا۔ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔

ارجائھا۔ کنارے۔

۱۸- يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ○

۱۹- فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ○

۲۰- إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ○

۲۱- فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○

۲۲- فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ○

۲۳- قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ○

۲۴- كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ○

۲۵- وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ○

۲۶- وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ○

۲۷- يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○

۱۸- اس دن تم پیش کئے جاؤ گے کوئی بھید تمہارا چھپا نہ رہے گا ○

۱۹- سو جس کی (اب) اعمالنامہ اسکے داہنے ہاتھ میں دی جائیگی وہ کہیگا دیکھو سو میرا اعمالنامہ ○

۲۰- میں جانتا تھا کہ میرا حساب مجھے ملنا ہے ○

۲۱- سو وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا ○

۲۲- بلند بہشت کے درمیان ○

۲۳- جسکے میوے جھک رہے ہوں گے ○

۲۴- رچتا پچتا کھاؤ پیو۔ اس کا بدلہ جو تم نے ایام گذشتہ میں کیا تھا ○

۲۵- اور جس کو اس کی کتاب بائیں ہاتھ میں ملے گی وہ کہیگا کاش کہ میرا اعمالنامہ نہ ملتا ○

۲۶- اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ○

۲۷- کاش موت خاتمہ کر دیتی ○

ایک ایک شخص کو اس کے رو برو پیش کیا جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کہ کوئی بات بھی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔ وہ ہر بات کو اور ہر حرکت کو تمام تفصیلات کے ساتھ جانتا ہے۔ پھر کچھ لوگ تو ایسے خوش قسمت ہوں گے۔ کہ نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی علامت ہوگی۔ کہ یہ اللہ کے نزدیک مکرم اور معزز ہیں۔ یہ نہایت عمدہ زندگی بسر کریں گے۔ یعنی بہشت بریں میں ہونگے۔ جہاں میوے نزدیک اور سہل الحصول ہونگے۔ ان سے کہا جائیگا۔ کہ اب یہاں مزے سے کھاؤ۔ اور پیو۔ یہ تمہارے گزشتہ اعمال کا ثمرہ ہے۔ اور کچھ ایسے بدقسمت ہونگے۔ جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے عنداللہ معتوب قرار پائیں گے۔ اور جسم و روح کی شدید ترین اذیتوں میں مبتلا ہوں گے۔

معتوب گروہ

ف یہ معتوب لوگ جن کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا۔ اپنی ذلت و تحقیر کا اعلان ہوں گے یہ جب دیکھیں گے۔ کہ اس دفتر اعمال میں کوئی خوشخبری نہیں ہے۔ تو ازراہ حسرت کہیں گے۔ کہ اے کاش ہم کو یہ نہ ملا ہوتا۔ اور ہم اپنے اعمال سے آگاہ نہ ہوتے۔ اے کاش موت کے بعد پھر لمحات زندگی نہ عطا کئے جاتے۔ اور موت ہی ہمارے لئے فیصلہ کن ثابت ہوتی۔

۲۸- مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۝

۲۹- هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ۝

۳۰- خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝

۳۱- ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝

۳۲- ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝

۳۳- اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝

۳۴- وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝

۳۵- فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝

۳۶- وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝

۳۷- لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخٰطِئُوْنَ ۝

۳۸- فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۝

۳۹- وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۝

۲۸- میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا ۝

۲۹- میری سلطنت مجھ سے جاتی رہی ۝

۳۰- اُسے پکڑو پھر طوق پہناؤ ۝

۳۱- پھر دوزخ میں داخل کر دو ۝

۳۲- پھر اس زنجیر میں جو ستر گز لمبی ہے اُسے جکڑ دو ۝

۳۳- بیشک وہ اللہ عظیم پر ایمان نہ لاتا تھا ۝

۳۴- اور فقیر کو کھانا دینے پر ترغیب نہ دیتا تھا ۝

۳۵- سو آج اُس کا نہ کوئی یہاں دوست دار ہے ۝

۳۶- اور نہ سوائے زخموں کے دھوون کے کچھ کھانا ہے ۝

۳۷- جسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہ کھائے گا ۝

۳۸- سو جو تم دیکھتے ہو۔ میں اس کی قسم کھاتا ہوں ۝

۳۹- اور جو تم نہیں دیکھتے (اس کی بھی) ۝

ف یہ دنیا میں اپنے مال و دولت پر مغرور تھے۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ یہ ثروت، یہ کنوز اور خزائن۔ ہمیں عاقبت میں بھی عزت و افتخار بخشیں گے۔ اور جس طرح دنیا میں ہم تمول کی وجہ سے ہر نوع کی آسودگی حاصل کر لیتے ہیں۔ شاید آخرت میں بھی اس کی بدولت جنت اور اس کی آسائشوں کو خرید سکیں گے۔ جزاء کے دن یہ خیال درست ثابت نہیں ہوگا۔ ان لوگوں کے متعلق یہ فیصلہ ہوگا۔ کہ ان کو پکڑو۔ اور طوق و سلاسل پہنا دو۔ اور پھر ایک طویل زنجیر میں جکڑ کر جہنم میں پھینک دو۔ کیونکہ ان لوگوں کا اللہ پر ایمان نہ تھا۔ ان کے دلوں میں بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی نہ تھی۔ ان کے دل غریبوں کو دیکھ کر پسیجتے نہ تھے۔ یہ اپنے دسترخوان سے مسکینوں کو کھانا نہیں دیتے تھے۔ اور ان کو دیکھ کر ان کے لئے جذبات شفقت و رحم پیدا نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے آج ان کا یہاں کوئی دوست نہیں۔ جو ان کو اس وقت دلداری سے بچا لے۔ اور کھانا بھی ان کو یہاں ملے گا۔ وہ غسلین کا بدبخت گنہگار ہی کھا سکتے ہیں۔

جہنم اصل میں نام ہے۔ ذلت و تحقیر کا۔ اور اذیت و تکلیف کا۔ اور پوری پوری اعمال کے مطابق سزا کا۔ چونکہ کفار نادار تھے۔ اس لئے یہاں طوق و زنجیر سے انکی تواضع کی گئی۔ چونکہ اس کے قلب و دماغ پر پیٹ چھایا ہوا تھا اس لئے کھانا وہ تجویز ہوا۔ جو اس کو بتا دے کہ اللہ کے نزدیک خوش کھانا پینا کوئی زندگی کی اہم غرض نہیں ہے۔ اور جو اپنے سامنے زندگی کا نصب العین صرف یہ رکھتا۔ کہ صبح و مسا پر تکلف اور پر تقلین کھانوں سے اپنے کام و دہن کی تسکین کا سامان بہم پہنچائے۔ وہ یہاں کتنا ذلیل اور حقیر کھانا کھاتا ہے۔ پھر اس کا معیار زندگی یہ تھا۔ کہ ٹھاٹ کے ساتھ رہے۔ عالیشان محلات ہوں۔ اور ہر قسم کے سامان آسائش میسر ہوں۔ یہاں اس کی منزل ہے۔ کہ جہنم شعلہ ہے۔ آگ۔ اور تپش۔ اس کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ شعلے اور لپٹیں اس کا استقبال کریں۔

حل لغات:۔ سُلْطٰنِیَهْ: یعنی دلیل میرا سب اور میرا زور و ثروت۔ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا: درازی اور طول کی وسعت کی طرف اشارہ ہے۔ غِسْلِیْن: زخم یا کسی چیز کا دھوون۔ بقول مولانا شاہ رفیع الدین

۴۰- اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝
۴۰- کہ بیشک یہ قرآن ایک پیغام لانے والے سردار کا قول ہے ○

۴۱- وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝
۴۱- اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں۔ تم تھوڑا ایمان لاتے ہو ○

۴۲- وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝
۴۲- اور نہ کسی پریوں حاضرات والے کا قول ہے تم کم دھیان کرتے ہو ○ ف۱

۴۳- تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
۴۳- یہ جہان کے رب کا اتارا ہوا ہے ○

۴۴- وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝
۴۴- اور اگر یہ ہم پر کوئی بات بھی از خود اپنی طرف سے بنا لاتا ○

۴۵- لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝
۴۵- تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ○

۴۶- ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝
۴۶- پھر اس کی گردن کاٹ لیتے ○

۴۷- فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝
۴۷- پھر تم میں کوئی نہ تھا کہ اس سے اس عذاب کو روکتا ○

۴۸- وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝
۴۸- اور بیشک یہ قرآن تو متقیوں کیلئے نصیحت ہے ○ ف۲

۴۹- وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝
۴۹- اور ہمیں معلوم ہے کہ بیشک تم میں اسے جھٹلانے والے ہیں ○

۵۰- وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝
۵۰- اور یہ قرآن کافروں پر پچھتاوا ہے ○

۵۱- وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝
۵۱- اور کچھ شک نہیں کہ وہ ضرور قابل یقین ہے ○

۵۲- فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝
۵۲- سو تو اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے پاکی بیان کر ○

ف۱ اسلام سے قبل عربوں میں شاعری اور کہانت کا بڑا زور تھا۔ اس لئے انہوں نے جب قرآن کو دیکھا۔ کہ اس میں بھی موسیقی اور وزن ہے۔ سجع اور ترنم ہے۔ تو وہ یہ سمجھے کہ یہ بھی شاید شعر و کہانت کی طرح کوئی چیز ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ یہ غلط ہے۔ یہ کلام انسانی دماغ کی کد و کاوش کا نتیجہ ہرگز نہیں ہے تو اس میں کہانت اور شاعری کی آمیزش ہو۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اور ایک برتر فرشتے کی وساطت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ہے۔ اور یہ اسی لئے کہ یہ مجسم صداقت اور سچائی ہے۔ حالانکہ شعر و کہانت میں جھوٹ اکذب اور احسن اور کا اصل کاروبار ہوتا ہے اور ان کے متعلق یہ احتمال بھی نہیں۔ کہ یہ اللہ پر جھوٹ باندھ کر خواہشات کے مطابق افترا کا ارتکاب کر سکیں گے۔ کیونکہ اگر یہ ایسا کریں۔ تو ہم ان کو زندگی کے حق سے ہی محروم کر دیں۔ واضح رہے کہ قطع وتین کا اصول انبیاء کیلئے ہے۔ اور غرض یہ ہے۔ کہ منکرین انکی جانب سے بالکل مایوس ہو جائیں۔ اور دل کے کسی گوشے میں یہ خیال کو جگہ نہ دیں۔ کہ کسی وقت بھی ان کی مرضی کے مطابق دین میں تغیر و تبدل پر قادر ہو سکیں گے۔ بہر نوع نبوت کے متعلق نہیں ہے۔

ف۲ ان آیات میں قرآن کی صداقت اور حقانیت کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ بلا شبہ اس میں ان لوگوں کی تشفی کا پورا پورا سامان موجود ہے۔ جو پاکباز ہیں۔ جنکے قلب و دماغ میں تعصب جہل کی تاریکی نہیں ہے۔ جو دیانتداری کے ساتھ اس کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اور خلوص کے ساتھ حق کے خواستگار ہیں۔

حل لغات۔ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ۔ قلیل عربی میں ایسے موقع پر بالعموم نفی کے معنے میں آتا ہے۔ تَقَوَّلَ۔ افترا اور [illegible]

آیاتہا ۴۴ | (۷۰) سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ (۷۹) | رکوعاتہا ۲

(۷۰) سورۂ معارج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ○

۱- ایک مانگنے والے نے وہ عذاب مانگا جو واقع ہونیوالا ہے ○

۲- لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ○

۲- وہ کافروں کیلئے ہے اس کو کوئی ہٹا نہیں سکتا ○

۳- مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ○

۳- عذاب اس اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں والا ہے ○

۴- تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ○

۴- فرشتے اور روح (جبرئیل) اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ اس دن میں وہ عذاب ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے ○

۵- فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ○

۵- پس تو اچھی طرح صبر کر ○

۶- اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ○

۶- وہ اسے دور دیکھتے ہیں ○

۷- وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ○

۷- اور ہم اسے قریب دیکھتے ہیں ○

۸- يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ○

۸- جس دن آسمان پگھلے تانبے کی مانند ہو جائے گا ○

۹- وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ○

۹- اور پہاڑ ایسے ہوں گے جیسے رنگی ہوئی اون ○

۱۰- وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ○

۱۰- اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا ○

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ — ف سَاَلَ سَآئِلٌ سے یا تو کوئی ایک شخص مراد ہے۔ جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے۔ کہ نضر بن حارث نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ عذاب جس کا آپ ڈر سناتے ہیں لے آئیے۔ کہ تکذیب کی صورت میں اس کا آنا ناگزیر ہے۔ وہ کھیل نہیں ہے؟ وہ آئے۔ اور ہم کو فنا کے گھاٹ اتار دے۔ یا کوئی شخص مراد نہیں ہے۔ بلکہ پوری قوم مراد ہے۔ کہ نزول وعید کی پیشگوئی کر کے ان کے دلوں میں شکوک پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے ان شکوک کا تذکرہ ایک دوسرے سے کیا۔ اس بنا پر اس سورت میں سَاَلَ سَآئِلٌ کے انداز میں جواب مرحمت فرمایا گیا۔

بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ میں (ب) عن کے معنے میں ہے۔ جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ بھی آیا ہے فَاسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ [illegible] ایک شعر ہے ؎

فان تسئلونی بالنساء فاننی ۔ بصیر بادواء النساء طبیب

مقصود یہ ہے۔ کہ مجھ سے عورتوں کے متعلق ... کیا ہے۔

۲- اس لئے یہ لوگ شک و ارتیاب کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے وقوع میں کوئی استحالہ نہیں۔ جب وہ آ جائیگا۔ اسکو دنیا کی کوئی قوت ہٹا نہیں سکتی۔ افسوس یہ نہیں سوچتے۔ کہ جس خدا نے اس بزم گیتی کو سجایا ہے۔ وہ اس کو برباد کر دینے پر کیوں قادر نہیں۔ اگر وہ چاہے کہ اس ساری کائنات کو جو اس کی نافرمانیوں کے ہلاک کر دے تو کون ہے جو اس کے اس ارادے میں مزاحم ہو سکے انکے بعد ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وہ خدا جس کی جانب سے یہ عذاب آنیوالا ہے۔ وہ سراسر عفو و کرم کا مالک ہے۔ اس لئے وہ مہلت دیتا ہے۔ اور تم ہو کہ اس کی مہربانی سے بالکل ناجائز استفادہ کرتے ہو۔ حالانکہ اس کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ تم لوگ ذوق عبودیت سے اس کے سامنے جھک جاؤ۔ اور اس کی حمد و ثنا کے زمزموں سے عالم انسانی کو گونج پیدا کر دو۔

(بقایا ۱۳۶۲ پر)

حل لغات:۔ ذی المعارج۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں ذی الفضل والنعم۔ یعنی صاحب بخشش و کرم۔

بعیدا۔ عقل و امکان سے دور۔

حمیما۔ دوست۔

۱۱- يُبَصَّرُوْنَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝	۱۱- حالانکہ انہیں دکھلائے جائیں گے۔ مجرم آرزو کریگا کاش اُس دن کے عذاب سے چھوٹنے کے عوض اپنے بیٹے دیدے ۝
۱۲- وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝	۱۲- اور اپنی بیوی اور اپنا بھائی ۝
۱۳- وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـــــْٔوِيْهِ ۝	۱۳- اور اپنا سارا گھرانا جس میں رہتا تھا ۝
۱۴- وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝	۱۴- اور جتنے زمین میں ہیں اور وہ سب دیدے اور پھر یہ فدیہ اسے بچالے ۝
۱۵- كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝	۱۵- ہرگز نہ چھوٹے گا ۝
۱۶- نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝	۱۶- وہ بھڑکتی آگ ہے منہ کی کھال کھینچنے والی ۝
۱۷- تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝	۱۷- وہ آگ اس آدمی کو جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا پکارتی ہے ۝
۱۸- وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝	۱۸- اور جس نے مال جمع کرکے بند رکھا ۝
۱۹- اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝	۱۹- بیشک آدمی جی کا کچا پیدا کیا گیا ہے ۝
۲۰- اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝	۲۰- جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو بے چین ہو جاتا ہے ۝
۲۱- وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝	۲۱- اور جب اُسے بھلائی پہنچتی ہے تو بخیل بے توفیق بن جاتا ہے ۝
۲۲- اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝	۲۲- مگر نمازی لوگ ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۶۱ - ۱ ابو مسلم کے نزدیک اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس میں دنیا کی عمر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی فرشتوں کے ابتدائی نزول سے لیکر آخری عروج وصعود تک کا عرصہ پچاس ہزار سال ہے۔

۲ غرض یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اس عذاب کو بعید اور مستبعد قرار دیتے ہیں۔ مگر ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بالکل قریب ہے۔ وہ دن نمودار ہے جب یہ آسمان تیل کی تلچھٹ جیسا سرخ ہو جائے گا۔ پہاڑ باوجود اپنی صلابت کے رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے۔ اس وقت کوئی دوست کسی دوست کے کام نہیں آسکے گا۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱ آج یہ لوگ اس واقعہ کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ مگر اس وقت یہ چاہیں گے۔ کہ فدیہ میں اپنے بیٹوں کو دے دیں۔ اور بس چلے تو اپنی بیوی اور بھائی کو قربان کر دیں۔ اور نجات حاصل کرلیں۔ اپنے کنبے کو اور ساری دنیا کو دے دیں۔ اور کسی طرح عذاب الٰہی سے چھوٹ جائیں۔

نمازی کی سیرت

۲ قرآن حکیم میں یہ خوبی نمایاں امتیاز رکھتی ہے۔ کہ اس میں حقائق نفسیات کا بھی ذکر ہے۔ یعنی اس کتاب علم و معرفت میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ انسانی فطرت کیا ہے؟ فرمایا۔ اس میں ایک بہت بڑا عیب یہ ہے۔ کہ یہ کم ہمت اور بے صبر ہے۔ اگر اس کو ذرا تکلیف پہنچتی ہے۔ تو بلبلا اٹھتا ہے۔ اور نالہ و شیون سے آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے۔ اور جہاں بیٹھتا ہے اسی بات کا تذکرہ کرتا ہے۔ کہ میں بہت مصیبت زدہ ہوں۔ مجھ کو فلک ستم شعار نے بہت دکھ پہنچایا ہے اور اگر بُرے دن پھر جائیں۔ اور آسودہ حال ہو جائے۔ تو پھر انتہا درجے کا بخیل اور ممسک ہو جاتا ہے۔ پائی پائی کو گنتا ہے اور پیسے پیسے کا حساب رکھتا ہے (باقی صفحہ ۱۳۶۳ پر)

حلِ لغات:۔ فَصِیْلَۃٌ۔ کنبہ۔ ھَلُوْعًا۔ کم ظرف۔ ناپائیدار حریص۔ بے صبرہ۔ جَزُوْعًا۔ گھبرا اٹھنے والا۔ مَنُوْعًا۔ بخیل و ممسک۔

۲۳- الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ○

۲۳- جو اپنی نماز پر قائم ہیں ○

۲۴- وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ○

۲۴- اور وہ جنکے مالوں میں حصہ مقرر ہے ○

۲۵- لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ○

۲۵- مانگنے اور ہارے کا ○

۲۶- وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ○

۲۶- اور جو انصاف کے دن کا یقین رکھتے ہیں ○

۲۷- وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ○

۲۷- اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں ○

۲۸- إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ○

۲۸- بیشک انکے رب کا عذاب وہ چیز ہے جس سے نڈر نہیں ہونا چاہئے ○

۲۹- وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ○

۲۹- اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھتے ہیں ○

۳۰- إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ○

۳۰- مگر اپنی بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال (باندیوں) سے کہ اس میں ان پر الزام نہیں ○

۳۱- فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ○

۳۱- پھر جو کوئی اسکے سوا ڈھونڈے تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں ○

۳۲- وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ○

۳۲- اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھتے ہیں ○

۳۳- وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ○

۳۳- اور اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں ○

۳۴- وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ○

۳۴- اور جو اپنی نماز سے خبردار ہیں ○

بقیہ صفحہ ۱۳۶۲ سے ... اور اگر کوئی محتاج اور فقیر انکے دروازے پر پہنچ جائے اور صدقہ اور خیرات کی آرزو رکھے۔ تو اسکو جھڑک کر کے ٹال دیتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں نے جو دولت حاصل کی ہے اپنی محنت اور قابلیت سے کی ہے تو کیوں دوں۔ اور تمہارے خدا کا کیا احترام کروں۔ جاؤ۔ خود کماؤ۔ اور خود کھاؤ۔ ان نمازی اس لحاظ سے یکسر مختلف ہوتے ہیں۔

خدائے آسمان و زمین کی عبادت کی وجہ سے انکا ظرف عالی ہوجاتا ہے۔ ان کا تعلق چونکہ بڑی سرکار سے ہوتا ہے اسلئے قلب میں وسعت اور حوصلہ مندی نمایاں ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو ہمیشہ اس ذوق خیر و برکت کے جذبہ کو برقرار رکھتے ہیں۔ انکے مال و دولت میں مانگنے والوں اور محتاجوں کا ایک مقررہ حصہ ہوتا ہے۔ یہ بیشک اس میں مقدار کو اہم نہیں کرلیتے۔ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے۔ انکے دروازے سے سائل مایوس ہوکر نہیں لوٹتا۔ انکے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے۔ یہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور کبھی نڈر نہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی وقت بھی انسان آفات سماوی وارضی کی طرف سے محفوظ نہیں ہے۔ یہ عفیف اور پاکباز ہوتے ہیں۔ اور جنسیات پر پورا پورا ضبط و اختیار رکھتے ہیں۔

اور بجز اپنی رفیقۂ حیات یا مملوکہ کے اور کسی سے جنسی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ اس لئے فرمایا۔ کہ بالکل قطع تعلق اور جنسیات سے علیحدگی عفاف نہیں ہے بلکہ رہبانیت ہے جسکو اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا۔ عفاف کے معنے اسلام میں یہ ہیں کہ بیوی تو موجود ہے۔ مگر اسکے سوا اور کسی عورت سے جنسی تعلق نہ ہو۔ ان میں یہ خوبی بھی ہوتی ہے انکو امانت اور عہد کا بہت پاس ہوتا ہے۔ وہ گواہی پر اپنی مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔ اور پھر نمازوں پر کمال توجہ مبذول کرتے ہیں۔ اور خشیت و خضوع کے ساتھ اس فرض کو ادا کرتے ہیں۔ یہی لوگ عند اللہ مکرم اور محترم ہیں اور جنکے رہنے کی جگہ باغات ہیں۔

واضح رہے کہ قرآن کی ان آیات میں عام انسانوں سے نمازی کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔ کہ اس کی خصوصیات عام انسانوں سے الگ ہیں۔ اور پھر انکی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ جس سے بادنیٰ تامل معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نمازی کی کتنی عزت و حرمت ہے اور نمازی سے کن عادات و اخلاق کا متوقع ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۶۴ پر)

حل لغات:- مُشْفِقُونَ۔ ڈرتے ہیں۔

اَلْعَادُونَ۔ حد شرعی سے تجاوز کرنے والے۔

۳۵- أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝

۳۵- وہی لوگ عزت سے باغوں میں ہوں گے ۝

۳۶- فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ۝

۳۶- پھر ان کافروں کو کیا ہو گیا۔ کہ تیری طرف دوڑے آتے ہیں

۳۷- عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ۝

۳۷- داہنے اور بائیں سے گروہ گروہ ہو کر ۝

۳۸- أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ۝

۳۸- کیا ہر شخص ان میں سے یہ لالچ رکھتا ہے۔ کہ وہ نعمت کے باغ میں داخل ہو ۝

۳۹- كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ۝

۳۹- ہرگز نہیں ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں

۴۰- فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ۝

۴۰- سو میں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں بیشک ہم اس بات پر قادر ہیں ۝

۴۱- عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝

۴۱- کہ ان سے بہتر لوگ بدل لائیں اور ہم عاجز نہیں ۝

۴۲- فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝

۴۲- سو تو انہیں چھوڑ کہ بکواس کریں اور کھیلیں۔ یہاں تک کہ اپنے اس دن کو آملیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ۝

۴۳- يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا

۴۳- جس دن قبروں سے اس طرح اُٹھ نکلیں گے۔ کہ گویا وہ کسی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۶۳: نماز کی یہاں بطور ایک صاحب بصیرت انسان کے بیان کیا ہے جسکے صاف معنی یہ ہیں۔ کہ مسلمانوں کیلئے صرف یہ کافی نہیں ہے۔ کہ قبلہ رو ہو کر مسجد میں اسکے سامنے کھڑے ہو جائیں۔ اور چند مقررہ حرکات کو سرسری طور پر عمل میں لے آئیں۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ نماز کی حقیقی اہمیت کو سمجھیں۔ اور اسکے ظاہر کیساتھ اس کی معنویت کو بھی اپنے میں پیدا کریں۔ اسکو یہ بجائے عادت اختیار نہ کریں۔ بلکہ اصلاح و تربیت کی ایک تحریک سمجھیں نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ حسب دلخواہ تمام خوبیاں خود بخود پیدا ہو جائیں گی۔ (حاشیہ صفحہ ھذا)

مالداروں کی ذہنیت

فرمایا۔ کہ ان لوگوں کو اپنے مال اور اپنی دولت پر بڑا ناز ہے۔ اور اس کی دلشئے میں چونکہ یہ دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ عالم آخرت میں بھی انکا تفوق علیٰ حالہٖ قائم رہے۔ اور وہاں بھی جنت کی تمام مسرتوں سے مستفید ہونے کا انہیں حق حاصل ہو۔ حالانکہ یہ قطعاً اس پاک جگہ میں جانے کی استعداد نہیں رکھتے۔ اور مال و دولت چاندی سونے کے ذخائر کو یہ لوگ کیوں

انکو اہمیت دیتے ہیں۔ کہ اسکی وجہ سے اپنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ اور غریب مسلمانوں کو اپنی نظروں میں حقیر جانتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان چیزوں سے کہیں یہ اپنی فطرت کو بدل سکتے ہیں۔ کیا یہ وہی نہیں ہے۔ جنکو ایک قطرہ آب سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور جب یہ حقیقت ہے۔ کہ ان کی دنیا میں آنے کی حیثیت ایسی ہے۔ کہ اس میں یہ ساری نوع کے ساتھ برابر ہیں۔ تو پھر فخر و غرور کیسا۔ اور تفاوت و برتری کا دعویٰ کیسا۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اگر لوگ اس پا افتادہ حقیقت کو آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔ کہ بڑے سے بڑا انسان بھی دنیا میں اسی طریق سے آیا ہے۔ تو یہ غرور اور فخر جس کی وجہ سے نوع انسانی تفوق و امتیازات جیسی کی لعنت میں گرفتار ہے یکسر جاتا رہے۔ اور اس ناہمواری کا جو سماج میں رائج ہے بالکل خاتمہ ہو جائے۔

حل لغات:- مُهْطِعِينَ لپکتے ہوئے۔ عِزِينَ۔ عزۃ کی جمع ہے۔ بمعنی گروہ اور فرقہ یا جماعت۔ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ سورج کا مشرق اور مغرب چونکہ موسم کے تغیر کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ اسلئے اسکو جمع کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس سے تعدد شموس کی

طرف اشارہ ہو۔ جیسا کہ جدید علم ہیئت کا خیال ہے۔ کہ صرف ایک نظام شمسی نہیں ہے۔ بلکہ کئی نظام شمسی ہیں۔

كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ۝

نشان کی طرف (یعنی بتوں کی) دوڑتے چلے جاتے ہیں ۝

۴۴ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝

۴۴- ان کی آنکھیں نیچے کی طرف جھکی ہوئی ہوں گی۔ ان پر ذلت چھارہی ہوگی۔ یہ وہ دن ہے جس کا وعدہ ان سے کیا گیا تھا ۝ ف۱

آیاتها ۲۸ — (۷۱) سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ (۷۱) — رکوعاتها ۲

سورہ نوح (۷۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

۱- ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ ان پر دکھ کی مار پڑے ڈرا ۝ ف۱

۲- قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝

۲- کہا اے قوم میں تمہارے لئے کھول کر ڈرانے والا ہوں ۝

۳- أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝

۳- کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۝

۴- يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

۴- وہ تمہارے گناہ بخشے گا اور وقت مقررہ تک تم کو مہلت دیگا۔ بیشک اللہ کا وعدہ جب آتا ہے تو پیچھے نہیں ہٹایا جاتا۔ کاش کہ تم جانتے ۝

۵- قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝

۵- کہا اے رب میں نے رات دن اپنی قوم کو بلایا ۝

ف۱ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ ہیں کس خیال میں مشرق و مغرب کی ہر چیز اٹھا کر دیکھیں اور غور کریں کہ ہم نے کیونکر قوموں اور جماعتوں کے ساتھ سلوک روا رکھا ہے۔ ہم نے جب دیکھا ہے۔ کہ ایک قوم ہمارے ارادہ کے مطابق نہیں ہے۔ اور قانون فطرت اور عدل کا احترام نہیں کرتی۔ تو اس کو فوراً فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اور اس کی جگہ اس سے بہتر لوگ پیدا کئے ہیں۔ جو ہماری باتوں کا احترام کرتے ہیں۔ اور زندگی کے اسرار سے محرم ہیں۔ پھر جب دنیا میں یہی طرز عمل ہے۔ کہ بہتر اور اعلیٰ لوگوں کو باقی رہنے کی ذاتی صلاحیت ہوتی ہے تو عقبیٰ اور آخرت میں یہ کیونکر ہوگا۔ کہ ان کافروں کو محض ان کی دولت و ثروت کی وجہ سے جنت میں داخل کر لیا جائے۔ حالانکہ زندگی اور روحانیت کے اعتبار سے یہ نہایت درجہ پست اور ذلیل ہوں۔

ارشاد فرمایا۔ کہ آپ ان لوگوں کو ان فضول باتوں میں محو حق و لحق کرنے دیجئے۔ اور ان سے تعرض نہ کیجئے۔ وہ وقت آرہا ہے جب یہ قبروں سے دوڑتے ہوئے اور بھٹکتے ہوئے اٹھیں گے جس طرح کہ پجاری اپنے بتوں کی طرف بسرعت دوڑتے ہیں۔ اور کیفیت یہ ہوگی کہ آنکھیں مارے ندامت کے زمین میں گڑی ہوں گی۔ اور چہروں پر ذلت چھارہی ہوگی۔ اس وقت ان سے کہا جائیگا۔ کہ یہی دن مکافات اور جزا اور سزا کا ہے۔ اسی کے متعلق وعدہ تھا۔ اور اسی سے تمہیں ڈرایا گیا تھا۔ آج دیکھ لو۔ کہ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ یہ دن اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ موجود ہے۔

سورۂ نوح

ف۱ حضرت نوح ایک نہایت جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ اس سورۃ میں ان کی تبلیغ و اشاعت کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ کہ وہ جب تشریف لائے۔ تو کیونکر انہوں نے حق و صداقت کی تلقین کی۔ اور کس حد تک مخالفین کی تکلیفوں کو برداشت کیا۔

حل لغات

اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ مقررہ وقت۔ موت۔

۶- فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ○
۶- سو میرے بلانے سے تو وہ اور بھی زیادہ بھاگنے لگے ○

۷- وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ○
۷- اور جب کبھی بھی میں نے ان کو بلایا کہ انہیں بخشے تو انہوں نے اپنی کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور ضد کی اور بڑا تکبر دکھلایا ○

۸- ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ○
۸- پھر میں نے ان کو بآواز بلند پکارا ○

۹- ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ○
۹- پھر میں نے انہیں علانیہ کہا! اور چپ چپ کر بھی کہا ○

۱۰- فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○
۱۰- چنانچہ میں نے کہا کہ اپنے رب سے گناہ بخشواؤ بیشک بڑا بخشنے والا ہے ○

۱۱- يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ○
۱۱- تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا ○

۱۲- وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ○
۱۲- اور مال اور بیٹوں میں تمہیں بڑھائیگا اور تمہارے لئے باغ اُتاریگا اور تمہارے لئے نہریں بہائیگا ○

۱۳- مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ○
۱۳- تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی بڑائی کا یقین نہیں رکھتے ○

۱۴- وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ○
۱۴- اور اسی نے تم کو طرح طرح کا بنایا ○

۱۵- اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
۱۵- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کیونکر اللہ نے اوپر تلے سات

حضرت نوح کی تبلیغ کا اثر

ف۱ حضرت نوح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے انکو شب و روز حق کی طرف دعوت دی۔ اور بلایا۔ مگر تقریباً ایک ہزار سال کی طویل مدت میں اس ساری تبلیغ و اشاعت کا اثر یہ ہوا۔ کہ انکے دلوں میں اور زیادہ نفرت پیدا ہو گئی۔ میں نے جب بھی ان سے کہا کہ حق و صداقت کو مان لو۔ فلاح دارین پا لو گے۔ تو انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیں۔ کپڑے سے منہ ڈھانپ لیا۔ لاابالی اور سرکشی پر اصرار کیا۔ اور از راہ تکبر و نخوت انکار کر دیا۔ میں نے ہر طریق سے سمجھانے کی کوشش کی۔ کھلے بندوں کہا۔ علانیہ اور خفیہ ہر طرح بار بار سمجھایا۔ مگر سب بیکار۔ انکو نہ ماننا تھا۔ نہ مانے اور نہ تسلیم کرنا تھا۔ نہ تسلیم کیا۔ انکے دلوں پر تعصب اور جہالت کے تالے پڑے تھے۔ انکی بصیرت تقلید و جمود کے ہاتھوں چھن چکی تھی۔ ان سے غور و فکر کی طاقت سلب ہو چکی تھی۔ اور بحیثیت مجموعی برے اعمال کی وجہ سے قطعاً اس قابل نہیں رہے تھے۔ کہ کسی نیک بات کو قبول کر سکیں۔ اور اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے طویل عرصہ تک حضرت نوح نے رشد و ہدایت کی دعوت دی۔ مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

دین فطرت برکت اور دولت ہے

ف۲ ان آیات میں حضرت نوح نے دین کے متعلق ایک نہایت بڑی غلط فہمی کا ازالہ فرمایا ہے۔ عام طور پر دینداری اور مذہب کو سمجھتے یہ ہیں۔ کہ یہ دنیا میں ترقی اور تقدم کی دشمن ہے۔ اور اسکی وجہ سے افلاس فقر اور تنگی تنگدستی اور پابندی قرار پاتی ہے۔ لیکن حق یہ ہے۔ جو نوح کی معرفت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ اگر تم لوگ اپنے رب سے تعلقات عقیدت کی رشتہ وابستہ کرو۔ اور خلوص کیساتھ اس سے اپنی مغفرت طلب کرو اور کوتاہیوں کی تلافی چاہو۔ تو وہ ایسا نہیں ہے۔ کہ معاف نہ کرے اور تمہیں توبہ و حضوری کا موقع نہ بخشے۔ تم دیندار ہو جاؤ۔ اور اسکی اطاعت کا ربقہ اپنے گلے میں ڈال لو۔ پھر دیکھو۔ کیونکر آنکھوں میں نور اور قلب میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ کیونکر آسمانی برکات اور انوار کا تسلسل اور سیم و زر [illegible] ہوتا ہے۔ اور کس طرح تمہارے اہل و اولاد میں اضافہ ہوتا ہے۔ تم دیکھو گے کہ جہاں جنت میں تمہارے لئے باغ ہیں۔ نہریں ہیں۔ اور نہایت تکلف و شادکی زندگی ہے۔ یہ محض غلط ہے۔ کہ خدا کے ساتھ انتساب اور عقیدت

[illegible] (باقی آگے ۱۳۶۷ پر)

طِبَاقًا ۝

آسمان بنائے ؟ ۝

۱۶- وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝

۱۶- اور ان آسمانوں میں چاند کو نور کیا اور سورج کو چراغ بنایا ۝

۱۷- وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝

۱۷- اور خدا نے تمہیں زمین میں سے ایک قسم کا اگانا اگایا ۝

۱۸- ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝

۱۸- پھر تمہیں زمین میں لوٹائیگا اور پھر تم کو باہر نکالے گا ۝

۱۹- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝

۱۹- اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ۝

۲۰- لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝

۲۰- کہ تم اس کی کشادہ راہوں میں چلو ۝

۲۱- قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝

۲۱- نوح نے کہا کہ اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے تابع ہوئے جسکو اسکے مال و اولاد سے اور ٹوٹا ہی بڑھا

۲۲- وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝

۲۲- اور انہوں نے بڑا ہی مکر کیا ۝

۲۳- وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝

۲۳- اور بولے کہ اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو ۝

۲۴- وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ

۲۴- اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا اور اے خدا تو ظالموں کیلئے

بقیہ صفحہ ۱۳۶۶ — حقیقت یہ ہے کہ یہ باتیں انہوں نے مشہور کر رکھی ہیں جو دین کی فطرت سے آگاہ نہیں ہیں۔ اور جو خود قرآن سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتے! اور ان لوگوں نے اس قسم کی خرافات کو عقیدہ بنا لیا ہے۔ جو دین کے نام پر درست ہیں۔ جو عیسائیت اور رہبانیت کو زہد و تقویٰ کے نام سے موسوم کر کے مسلمانوں کو اپاہج اور بیکار بنانا چاہتے ہیں۔ ورنہ دین فطرت ہے، عقل و دانش ہے۔ ترقی و ترفع ہے۔ اور عمل و جہد ہے جسکو اپنا لینے سے ساری دنیا مسخر ہو جاتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ۱۳۶۷)

۱۵ فرمایا حقیقت یہ ہے۔ کہ تم جو دین کو نہیں مانتے ہو اور اس طرح کے خیالات کی اشاعت کرتے ہو، تو محض اس لئے کہ تمہارے دلوں میں اللہ کے لئے عزت و احترام کا جذبہ نہیں ہے اسکے بعد حکمتِ تعالیٰ اور شکر کا بیان کیا ہے۔ کہ دیکھو خود تم کو اس نے بنایا ہے۔ آسمان کو کس طرح اوپر تلے پیدا کیا ہے۔ اور پھر اس میں چاند اور سورج کو کس طرح آویزاں کیا ہے۔ کہ وہ ضیا بخش عالم ہیں۔ تم کو زمین کے اجزاء سے پیدا کیا ہے۔ پھر زمین ہی میں مرنے کے بعد بھیجا جائیگا۔ اور پھر دوبارہ اسی زمین سے اٹھایا جائیگا۔ یہ کتنی عبرت انگیز بات ہے۔ دیکھو یہ محض اللہ کی عنایت ہے۔ کہ اس نے زمین کو باوجود اتنی وسعت کے تمہارے پاؤں تلے بچھا دیا ہے۔ اور تم نے اس میں کشادہ اور وسیع راستے بنا رکھے ہیں۔ اور بلا خوف و خطر اس میں چلتے پھرتے ہو۔ کیا ایسا اللہ تمہارے نزدیک بھی قابلِ احترام نہیں ہے!

بت پرستی کی وجوہ

۲۱ حضرت نوح نے بحضور خدا فرمایا ہے۔ کہ اے اللہ ان لوگوں نے میرے احکام کی پرواہ نہ کی۔ اور ان لوگوں کے پیچھے لگے۔ جو مال و دولت اور فرزند اور شہرت میں مشہور تھے۔ اور جنہوں نے حق و صداقت کو مٹانے کیلئے بڑی بڑی تدبیریں اختیار کیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ نوجوان سرکش ہو گئے اور حضرت نوح اور ان کی دعوت کو نقصان پہنچا۔ اور یہ لوگ سچائی کے مقابلہ میں صف آرا ہو گئے۔ ان کا سب سے بڑا حربہ قوم کو یہ پٹی پڑھائی۔ کہ دیکھو۔ کہیں توحید کو اختیار کر کے اپنے معبودوں اور بزرگوں سے دست بردار نہ ہو جانا! اپنے بتوں کو عزت و احترام سے رکھنا، اور کسی وقت بھی ان سے عقیدت منقطع نہ کرنا، اس طرح ان جاہلین ودّ اور سواع وغیرہ نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا! اور آخر طوفان باد و باراں کے بھینٹ چڑھ گئے۔ اور جہنم واصل ہوئے۔

اِلَّا ضَلٰلًا ۝ — سوائے گمراہی کے اور کچھ نہ بڑھا ۝

۲۵- مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝

۲۵- اپنے گناہوں کے سبب غرق کئے گئے پھر آگ میں داخل ہوئے پھر اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ پایا ۝

۲۶- وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝

۲۶- اور نوح نے کہا اے میرے رب زمین پر کافروں کا کوئی گھر بسنے والا نہ چھوڑ ۝

۲۷- اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝

۲۷- اگر تو انہیں چھوڑے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کرینگے اور جو جنیں گے وہ بدکار ناشکر گزار ہی ہوگا ۝

۲۸- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

۲۸- اے میرے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور جو میرے گھر میں مومن ہو کے آئے اس کو بھی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بھی اور ظالموں کیلئے ہلاک ہونا ہی بڑھا ۝

آیاتہا (۲۸) (۷۲) سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ (۴۰) رکوعاتہا (۲)

(۷۲) سورۂ جن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

۱- تو کہہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے

ان آیات میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت نوح کے زمانے میں بھی بت پرستی موجود تھی۔ حالانکہ توحید جیسے ظاہر و مدلل عقیدہ کے ہوتے ہوئے عقلاً اس کا کوئی احتمال نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اور عقل و بصیرت بالکل اسکو باور نہیں کرتی۔ کہ انسان۔ جیسی چیزوں۔ وہ خود اپنے شکل و مثال کو خدا سمجھ لیا جائے۔ جبکہ ان سب چیزوں کو انسانی ہاتھوں نے بنایا ہے اور ان میں کوئی بات خرق و عجیب کی نہیں ہے۔ آخر وہ کیا ہے۔ کہ ابتداء سے اب تک لوگ زیادہ تر مشرک ہیں۔ حالانکہ شرک کے حق میں کوئی وجہ معقول نہیں ہے۔ یہ سوال اکثر دلوں میں کھٹکتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اس کی چند وجوہ ہیں۔

(۱) ہو سکتا ہے۔ کہ لوگوں کے دل میں ابتداءً یہ خیال ہو۔ کہ خدا ان کی مادی شکل و صورت میں مجسد ہو جاتا ہے اسلئے انکا احترام ضروری ہے۔

(۲) یہ بھی ممکن ہے۔ کہ بعض چیزوں کی افادیت کو دیکھ کر ذہن اس طرف منتقل ہوا ہو۔ کہ اللہ نے انکے اندر کچھ خدمات لگا رکھی ہیں۔

(۳) ایک یہ صورت بھی ہے۔ کہ ابتداءً ہر عجیب و غریب مظاہرہ کو نافہمی کی وجہ سے الوہیت کی کرشمہ سازی قرار دیا گیا ہو۔

(۴) وسیلہ اور ذریعہ کا خیال بھی اس کا باعث ہو سکتا ہے۔ (۵) یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ صلحاء کی موت ایک نسل نے انکے مجسموں کو اور انکی قبروں کو بطور احترام ہو یا یادگار کے باقی رکھا ہو۔ اور بعد میں آنے والی دوسری نسل نے پرستش شروع کر دی ہو۔

(۶) وہ ان چیزوں کو بطور کعبہ و قبلہ کے استعمال کیا گیا ہو۔ اور انکے بعد لوگوں نے اس حکمت کو نہ سمجھا ہو۔ اور اسکی عبادت شروع کر دی ہو۔

یہ سب تاویلات ہیں۔ جو شرک کی طرف سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ اسلام نے ان سب کی تردید کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ خدا کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔ وہ تجسد و حلول کی آلودگی سے پاک ہے۔ تمام مظاہر کو پیدا کرنیوالا ہے۔ ذرائع اور وسائل کی اس حد تک پہنچنے کیلئے بالکل ضرورت .... نہیں۔ اپنے اختیارات کو وہ بانٹ نہیں دیتا۔ وہ تنہا سلسلہ کائنات کا مالک ہے۔

انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے حق میں انتہائی شفیق اور دعا جو ہوتے ہیں۔ کہ حتی الامکان کبھی انکے لئے بددعا اور ہلاکت و فنا کا مطالبہ نہیں کرتے۔ ہاں اس حالت میں جبکہ قوم میں نیکی کی صلاحیت بالکل مفقود ہو جائے۔ اور انکا زندہ رہنا خوف لگنے لگے، اور آئندہ نسل کیلئے اخلاقی اور روحانی م

فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ

۲- يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ

۳- وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ

۴- وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ

۵- وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ

۶- وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ

۷- وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ

قرآن سنا سو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ○

۲- وہ بھلائی کی طرف راہ دکھاتا ہے سو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز اپنے رب کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے ○

۳- اور یہ کہ ہمارے رب کی عزت بلند ہے نہ اس نے کوئی جورو رکھی اور نہ بیٹا ○

۴- اور یہ کہ ہم میں بیوقوف جن اللہ کی نسبت جھوٹ کہا کرتے تھے ○

۵- اور یہ کہ ہمیں یہ خیال تھا کہ آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ ہرگز نہ بولیں گے ○

۶- اور یہ کہ انسانوں میں کتنے ہی مرد تھے کہ جنوں کے کتنے ہی مردوں کی پناہ لیا کرتے تھے سو ان لوگوں نے جنوں کا تکبر اور بڑھا دیا ○

۷- اور یہ کہ جیسے تم جنات خیال کرتے تھے ویسی ہی وہ بھی آدمی خیال کرتے تھے کہ اللہ ہرگز کسی کو نہ اٹھائے گا ○

بقیہ صفحہ ۱۳۶۸:- ایسی حالت میں مناسب اور موزوں ہی ہوتا ہے کہ یہ قوم اپنے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کر دے۔ اور دوسری قوموں کو موقع دے کہ وہ فرمانبرداری اور اطاعت شعاری سے اپنے زندہ رہنے کے استحقاق کو ثابت کریں۔ چنانچہ ٹھیک ایسے ہی حالات میں مایوس ہو کر حضرت نوحؑ نے اللہ سے اس بدنہاد قوم کی ہلاکت کیلئے درخواست کی۔ جنہوں نے تقریباً ایک ہزار برس تک اللہ کے پیغام کے ساتھ استہزاء کیا اور ان کے عقیدے سے سرتابی کی۔

جنات تاویل اور شہاب ثاقب

ط اور جو محققین نے یونان کے متفلسفین سے جنات کا انکار کیا اور بعد میں یورپ کے حضرات نے اس حرص میں آ کر تاویل کو ضروری سمجھا۔ حالانکہ قرآن حکیم میں ان کا ذکر ہے۔ مذہبی صحائف میں اور دیگر آثار قدیمہ میں ان کے متعلق اتفاق ظاہر ہے۔ کہ انکار ناممکن ہے۔ اور اب تو وہ عقلی مشکلات بھی درمیان میں نہیں رہی ہیں۔ اب تو یورپ والے بھی کہہ رہے ہیں کہ جنات اور ارواح کا وجود ہے۔ اب ان کی تصویریں لی جا رہی ہیں۔ ان کا ذکر دریافت کر لیا گیا ہے۔ ان سے باتیں کی جاتی ہیں بلا واسطہ کسی قریبی نفس اور سہو و خطا کے

اب یہ ایک مستقل سائنس ہے۔ یعنی روحانیت مگر اس وقت بھی یونانیت سے کچھ لوگ ایسے موجود ہیں اور نادانی کی وجہ سے تاویل پر مجبور ہیں۔ انہوں نے آج سے پچاس برس پیشتر جو کچھ سنا تھا اسی پر جمے بیٹھے ہیں حالانکہ دنیائے معلومات میں بڑا انقلاب واقع ہو چکا ہے۔ کل کے حقائق آج مسترد اور مزخرفات قرار پا رہے ہیں۔ اور کل کے اوہام آج حقائق۔ آج جنات کا وجود صرف مشرق کا وہم نہیں ہے بلکہ مادہ پرست یورپ کی ایک حقیقت بن گیا ہے۔ آج جگہ جگہ سائنس روم کھلے ہیں جہاں روحانیین مشق روحانیت کرتے ہیں اور ان ارواح سے گفتگو کرتے ہیں۔ اور ان اسرار و رموز کو معلوم کرتے ہیں۔ جو عام انسانوں کی دسترس سے باہر ہیں۔ ہاں یہ درست ہے۔ کہ آج بھی ان کی حقیقت دریافت نہ ہو سکی۔ مگر ان کے وجود کے بارہ میں کچھ شبہ باقی نہیں رہا۔

قرآنی مسائل کے باب میں ایک اصل یاد رکھنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ قرآن کو بھیجنے والا وہ خدا ہے جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۳۷۰ پر)

حل لغات:- عجبًا: عجیب ۔ صاحبۃ: جورو ۔ بیوی ۔ شططًا:

۸- وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝

۸- اور ہمنے آسمان (کی خبروں) کی تلاشی (حسبِ عادتِ سابقہ کے) لینا چاہا سو ہمنے اسکو سخت پہرہ یعنی محافظ فرشتوں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا ۝

۹- وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝

۹- اور یہ کہ ہم آسمان کے بعض ٹھکانوں میں بات سُننے کو بیٹھ جایا کرتے تھے پر جو کوئی اب سُننا چاہے وہ اپنے لئے آگ کا انگارا تیار پاتا ہے ۝

۱۰- وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝

۱۰- اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ زمین کے رہنے والوں کے ساتھ بُرا ارادہ کیا گیا ہے یا انکے رب نے انکے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے ۝

۱۱- وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝

۱۱- اور یہ کہ بعض ہم میں نیک ہیں اور بعض کے سوا ہیں (یعنی) ہم مختلف راہوں پر ہیں ۝

۱۲- وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝

۱۲- اور یہ کہ ہمنے جان لیا کہ ہم اللہ کو زمین پر ہرگز عاجز نہ کر سکیں گے اور نہ بھاگ کر عاجز کر سکیں گے ۝

۱۳- وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝

۱۳- اور یہ کہ ہمنے جب ہدایت کی بات سُنی تو ہم اس پر ایمان لائے سو جو کوئی اپنے رب پر ایمان لائیگا وہ کسی نقصان سے نہ ڈریگا اور نہ کسی قسم (کی) زبردستی (سے) ۝

۱۴- وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝

۱۴- اور یہ کہ بعض ہم میں مسلمان ہیں اور بعض ظالم ہیں سو جو کوئی مسلمان ہوا۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے نیکی کا قصد کیا ہے ۝

بقیہ از صفحہ ۱۳۶۹۔ اس لئے وہ جو کچھ کہتا ہے وہ بلا کم و کاست بالکل درست ہے۔ چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم ہر بات کی کنہ اور حقیقت کو پالیں۔ بلکہ تجربہ تو یہ ہے۔ کہ ہم اشیاء میں چند خواص و عوارض کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ بنا بریں کسی وقت بھی تاویل کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جب ہم دیکھیں۔ کہ کوئی بات قرآن حکیم کی بظاہر ہماری عقل و رجحان کے خلاف ہے تو بجائے قرآن کے حقائق میں تاویل کرنے کے یہ کہہ دیں۔ کہ اس عقل و رائے میں جو ابھی تغیر ہے میں تاویل کی ضرورت ہے، ہو سکتا ہے۔ کہ آج کی عقل اور کل کا سائنس اسکی تائید نہ کرے۔ یہ نظریئے ہمارے بدلتے رہتے ہیں۔ اور تغیر پذیر ہیں۔ حالانکہ قرآن حکیم بالکل غیر متغیر اور غیر متبدل صداقت کا نام ہے جس میں کبھی ترمیم و اصلاح کی احتیاج محسوس نہیں ہوئی۔

بہرحال حقیقت یہ ہے۔ کہ جن اللہ کی ایک مخلوق ہے۔ جو سمجھ اور شعور رکھتی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ اسلام سے پہلے جنات آسمان کی طرف شعور کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے۔ کہ عالم بالا کی کچھ خبریں ان کو معلوم ہو جائیں۔ جب حضور مبعوث کیا گیا تو ایک رات جنات حسب عادت آسمان میں بیٹھے منتظر تھے۔ کہ کچھ معلوم ہو گیا۔ دیکھتے ہیں کہ شہاب ثاقب کی بارش ہو رہی ہے۔ اور سلسلہ سماعت بالکل منقطع ہو گیا ہے۔ یہ چیز انکے لئے نہایت حیران کن تھی۔ یہ تجسس اور تشویش میں رواں دواں ہو گئے۔ اور سوق عکاظ میں پہنچ گئے وہاں دیکھا کہ حضور علیہ السلام قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہے ہیں انہوں نے اسکو غور سے سُنا۔ اور اپنی قوم کو آکر اطلاع دی۔ اس سورت میں اس واقعہ کا تذکرہ ہے۔

واضح رہے۔ کہ شہاب ثاقب تقدیم ایام سے گرتا ہے۔ اسکو بعثت سے صرف اس قدر تعلق ہے۔ کہ اس زمانہ سے انکے اثرات میں اس چیز کا اضافہ کر دیا گیا۔ کہ وہ ان جنوں کو جو عالم بالا کی ترتیل میں پرواز کرتے ہیں۔ روک دے۔ اور سماعت سے محروم کر دے۔ یہ اسلئے کہ معتقدات میں سے ہے۔ کہ حضور کے زمانے میں اور انکے بعد قیامت تک اب کوئی آسمانی ذریعہ معلومات انسان کیلئے بجز انکے باقی نہ رہے کہ وہ ختم المرسلین کے باب نبوت پر دستک دیں۔ اور جو کچھ پائیں یہاں سے پائیں۔

حل لغات:۔ رَشَدًا۔ بھلائی۔ ہدایت۔ طَرَائِقَ۔ طریق کی جمع ہے۔ قِدَدًا۔ مختلف۔ بَخْسًا۔ کمی۔ رَهَقًا۔ زیادتی۔
تَحَرَّوْا۔ تحری سے ہے جس کے معنے قصد و ارادہ کے ہیں۔

آیاتها ۲۰ (۷۳) سورۃ المزمل مکیۃ (۳) رکوعاتها ۲

(۷۳) سورۂ مزمل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○

۱- اے کپڑوں میں لپٹنے والے ○

۲- قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ○

۲- رات کو کھڑا رہ مگر تھوڑا ○

۳- نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ○

۳- آدھی رات یا تھوڑا اس سے کم کر ○

۴- اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ○

۴- یا اس سے زیادہ کر اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھ ○

۵- اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ○

۵- ہم تجھ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں ○

۶- اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ○

۶- بیشک رات کا اٹھنا نفس کو سخت کچلنے والا اور قول کو زیادہ درست کرنے والا ہے ○

۷- اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ○

۷- دن میں تجھے لمبا شغل رہتا ہے ○

۸- وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ○

۸- اور اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو ○

۹- رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ○

۹- وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو اُسی کو کارساز بنا ○

۱۰- وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ

۱۰- اور جو وہ کہتے ہیں اس پر صبر کر اور انہیں

بقیہ صفحہ ۱۳۷۲:-

کہ ذرہ آفتاب ہو جائے۔ اور قطرہ سمندر کی وسعتیں اپنے اندر چھپالے۔ تو پھر یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کوتاہ عقل و بصیرت انسان خدائے ذوالجلال کے پورے علم کو حاصل کرلے۔ یہ یاد رہے۔ کہ اس عقیدہ میں انبیاء کی معاذ اللہ توہین نہیں ہے۔ بلکہ علم خداوندی کی بے پناہی کا ذکر مقصود ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ اس کا علم کتنا وسیع ہے۔ اور کس درجہ ہے ●

سورۃ المزمل

ف المزمل کے معنے لغۃ اس شخص کے بھی ہیں جو ایک بار عظیم اپنے کندھوں پر اٹھائے۔ اور نبوت و رسالت سے زیادہ گراں بار کون ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتا ہے۔ جس نے فرمایا۔ کہ اے وہ شخص جو نبوت کی گراں بار ذمہ داریوں کا حامل ہے۔ اٹھ اور رات کو نیند سے حضور خداوندی میں قیام کر۔ رات بھر نہیں۔ کیونکہ تمہیں دن کو بھی دین کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں بہت کام کرنا ہے۔ غور فرمائیے۔ ایسا شخص جو رات کی تاریکیوں میں جبکہ ساری کائنات سو رہی ہے۔ اپنے قلب کو نور اور روشنی سے بھر رہا ہے۔ اور اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہے۔ کیا وہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ جس کے تعلق باللہ کی یہ حالت ہے۔ کہ راتیں بھی عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اور شفقت خداوندی اس کو سخت اور شدید ریاضت کی دعوت دیتی ہے۔ کیا اس کے متعلق یہ گمان بھی ہو سکتا ہے۔ کہ یہ خدا کی طرف سے مامور نہیں ہے ● رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔ قرآن کو ادا و مخارج حروف کا پورا لحاظ رکھ کر اور صاف صاف پڑھا جائے ●

هَجۡرًا جَمِيۡلًا ○

انکی طرح چھوڑ دے ○

١١- وَذَرۡنِیۡ وَالۡمُكَذِّبِيۡنَ اُولِی النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيۡلًا ○

١١- اور مجھے اور جھٹلانے والے کو جو نعمت والے ہیں چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے ○

١٢- اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّجَحِيۡمًا ۙ

١٢- بیشک ہمارے پاس بیڑیاں اور آگ کا ڈھیر ہے ○

١٣- وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ

١٣- اور کھانا جو گلے میں اٹکے اور دردناک عذاب ○

١٤- يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا ○

١٤- جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ ریت کے بھربھرے ٹیلے ہو جائیں گے ○

١٥- اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ○

١٥- بیشک ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے جیسے کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا ○

١٦- فَعَصٰى فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰهُ اَخۡذًا وَّبِيۡلًا ○

١٦- سو فرعون نے رسول کی نافرمانی کی سو ہم نے اسے سخت پکڑ میں دھر پکڑا ○

١٧- فَكَيۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ كَفَرۡتُمۡ يَوۡمًا يَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِيۡبًا ○

١٧- سو اگر تم کافر ہو گئے سو اس دن سے کیونکر بچو گے جو لڑکوں کو بوڑھا بنا دے گا ○

امراء کیوں مخالفت کرتے ہیں!

۱ حضورؐ نے جب اپنی بعثت کا اعلان کیا۔ تو حسب دستور بڑے لوگوں نے انکار کیا۔ وہ مفلس اور قلاش لوگ نہ تھے۔ بلکہ وہ لوگ تھے جو صاحب مال و منال تھے۔ اور ابتداء سے یہ سنت چلی آ رہی ہے۔ کہ حق و صداقت کی مخالفت میں یہی رؤسا کا طبقہ پیش پیش رہتا ہے۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے۔ کہ غرباء کا دین سے کوئی تصادم نہیں ہوتا۔ انکی آرزوئیں اور خواہشیں نہایت محدود اور ادنیٰ قسم کی ہوتی ہیں۔ مگر اکابر ریاست و قیادت کے خواہاں اور منصب و جاہ کے متوالے ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ قانون و اخلاق کی کوئی پابندی ان پر عائد نہ ہو۔ مذہب کی پہلی لڑائی انہیں اغراض کی اصلاح کے لئے ہوتی ہے۔ انکی ریاست چھن جاتی ہے۔ ان کی قیادت باقی نہیں رہتی۔ دولت و ثروت بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ مذہب۔ قانون و اخلاق کی مساوات کی بناء پر ان خواہشات نفس کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ جو مقصود و مطلوب ہے۔ کہ انسانی خون اور انسانی عزت و آبرو کے سلسلے میں۔ بڑے چھوٹے اور امیر و غریب کا کوئی امتیاز باقی نہ رکھا جائے۔ پھر اس پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی تربیت کے لئے ان غریبوں کو چن لیتا ہے جنکو یہ لوگ حقیر و ذلیل جانتے ہیں۔ اور پیغمبران کی روحانی تحقیق کو اتنا بجلی کر دیتا ہے۔ کہ یہ ان لوگوں پر حکومت کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ کہ اگر یہ ارباب تنعم آپکے پیغام کو نہیں مانتے۔ اور آپکی راہ میں مشکلات کا ایک پہاڑ حائل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ پرواہ نہ کریں۔ اگر یہ نہیں ہیں۔ اسکے بعد انکو پکڑ کر پاس پابجولاں۔ کشاں کشاں آتا ہے۔ انکے لئے جہنم ہے اور ایسا کھانا ہے۔ جو گلے میں پھنس کر رہ جائے۔ جہاں آگ ہے جوش ہے۔ اور عذاب الیم ہے۔ فرمایا۔ کہ ان لوگوں کو اس دنیا دول پر ناز ہے۔ اور یہ اس زندگی کی بھول بھلیوں میں ہیں۔ حالانکہ یہ سارا کچھ اٹھنے کو ہے۔ یہ زمین اپنی وسعتوں اور فراوانیوں کے باوجود ایک دن ایک حرکت سے متاثر ہو کر کانپنے لگی۔ اور یہ پہاڑ اپنی بلندیوں کے ساتھ لرزنے لگیں گے۔ اور ریت ہو جائینگے جس طرح ہوا کا تیلہ ہوتا ہے۔

حل لغات: انکالا۔ بیڑیاں۔ ذا غصۃ۔ جو حلق کے اندر پھنسے۔ مہیل۔ مشتق از ہیل بہنے لگے۔ وبیلا۔ وبیل۔ سخت۔

١٨- السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ○

١٩- إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ○

٢٠- إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

١٨- اس دن آسمان پھٹ جائیگا۔ خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہا ہے ○

١٩- یہ تو نصیحت ہے سو جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راہ پکڑے ○

٢٠- تیرا رب جانتا ہے۔ کہ تو قریب دو تہائی رات اور آدھی رات اور تہائی رات کھڑا رہتا ہے اور ان میں سے (بھی) جو تیرے ساتھ ہیں ایک جماعت اٹھتی ہے۔ اور اللہ رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے۔ اس نے معلوم کر لیا کہ تم اس (قیام لیل) کو نباہ نہ سکو گے (اور ادا نہ کر سکو گے) سو وہ تم پر مہربان ہوا۔ اب قرآن میں سے جس قدر آسانی ہو پڑھو۔ خدا کو معلوم ہے کہ بعض تم میں بیمار ہوں گے اور بعض اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرتے زمین میں پھریں گے اور بعض اللہ کی راہ میں لڑتے ہونگے۔ پس قرآن میں جس قدر آسان ہو پڑھو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو قرض حسنہ دو۔

بقیہ صفحہ ۱۳۷۴ سے شاہد سے غرض یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور میں آپ تمہاری تکذیب اور تمہارے ایمان کی گواہی دینگے اور بتائیں گے۔ کہ کن لوگوں نے دعوت اسلام کو قبول کیا۔ اور اللہ کی رضا کے جویا ہوئے! اور کون محروم رہے۔ اور اسکے سخط و غضب کا ہدف بنے۔

دین اسلام میں یسر و آسانی ہے

ف ۲ یعنی اسلام میں سراسر یسر و آسانی ہے۔ اسمیں تہذیب نفس کے اصول کو مدار تقدس و زہد قرار نہیں دیا گیا۔ اسلئے کہ عبادت کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ آپ رات بھر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے رہیں بلکہ یہ ہیں۔ کہ جس قدر آپکا نفس بشاشت اور ذوق کے ساتھ قرآن پڑھ سکتا ہے پڑھیے اور جہاں معلوم ہو کہ اب ملال طبع و تھکن کے آثار ہیں چھوڑ دے۔

اسلامی عبادت کا تخیل

ف قرآن حکیم کی تعلیمات چونکہ انسان کے ہر طبقہ کیلئے یکساں قابل عمل ہیں۔ اس لئے اس میں طاقت و وسعت کا اندازہ کر کے عبادت کا معیار ایسا مقرر کیا ہے۔ جو ساری نوع انسانی کیلئے لائق قبول ہو۔ اسکے نزدیک رہبانیت و زہد کیلئے تہذیب نفس کی ضرورت نہیں۔ اور نہ اسکی ضرورت ہے۔ کہ انسانی جسم سے لوگوں کو دو طبقوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک وہ جو دنیا اور اسکے مشاغل کو ترک کر کے اپنی جان کو ہر نعمت و آسودگی سے محروم کر کے رہبانیت تجمل اختیار کر لے۔ اور صرف عبادت کا ہو رہے اور جو اسکے لئے عبادت کا جو کورس مقرر ہو وہ سخت ہو اور طویل و صبر طلب ہو اور دوسرا گروہ وہ جو دنیا کے کاروبار میں مشغول ہو اور دن رات اپنی اور اپنی نوع کی خدمت میں مصروف رہتا ہے اسکے لئے نصاب یہ ہو جو مختصر و آسان ہو۔ بلکہ یہ فلسفہ اور نظام جسکو اسلام پیش کرتا ہے ایسا ہے کہ ہر شخص کیلئے یکساں برکات و سعادت کا موجب ہے۔ اسکی نہ دنیا سے محرومی ہے۔ نہ ذوق کو ناقابل برداشت تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ جستجو کرنے کا سوال ہے۔ یہ انسانوں کو دنیادار اور دیندار دو طبقوں میں تقسیم نہیں کرتا۔ اسکے نظام عبادت میں سبکے لئے شب زندہ داری کا مرحلہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کرتے ہیں۔ آپ اور آپکے [illegible] قیام لیل کے سلسلہ میں دو تہائی رات کے قریب یا کبھی آدھی اور کبھی تہائی رات تک عبادت و قرأت و دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۷۶ پر)

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور جو بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس بہتر اور ثواب میں بڑا پاؤ گے۔ اور اللہ سے معافی مانگو۔ بیشک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے ۝

(۷۴) سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ (۴) — آیاتہا ۵۶ — رکوعاتہا ۲

(۷۴) سورۃ مدثر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝
۱- اے لحاف میں لپٹنے والے ۝

۲- قُمْ فَأَنذِرْ ۝
۲- اٹھو اور ڈرو ۝

۳- وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝
۳- اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر ۝

۴- وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝
۴- اور اپنے کپڑے پاک کر ۝

۵- وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝
۵- اور پلیدی دُور کر ۝

۶- وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ۝
۶- اور زیادہ عوض لینے کیلئے احسان نہ کر ۝

۷- وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝
۷- اور اپنے رب کے واسطے صبر کر ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۲۵ سے — ہم جانتے ہیں۔ ان لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جو مریض ہوں گے۔ اور کچھ ایسے ہوں گے جو تلاش روزگار میں ادھر سے ادھر پھرتے ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جنکی شجاعانہ خدمات کی میدان جہاد میں ضرورت ہوگی اسلئے آپ لوگوں کو اجازت ہے کہ ما تیسر پر اکتفا کریں۔ اور صرف اس حد تک پڑھیں کہ طبیعت پر بار نہ ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بیماروں، روزگار کے خواستگاروں اور مجاہدین کو موقع دیا ہے کہ سب حسب توفیق و استطاعت عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کر سکیں۔ اور عبادات کو بہر کیف بار نہ سمجھیں۔

سورۃ المدثر

یعنی دثار نبوت سے متدثر انسان کو تبلیغ و اشاعت کیلئے اُبھارا ہے اور کہا ہے۔ کہ اٹھیے! دوسروں کو آگاہ کیجئے۔ ربوبیت کے تخیل کی شرک اور بت پرستی سے تذلیل ہو رہی ہے۔ آپ اس کو قول و عمل کے ساتھ بلند کیجئے دل کو پاکیزہ رکھئے۔ اور فکر و خیال کی ہر نجاست کو جھٹلا دیجئے۔ اور اس فرض کو اس طرح خلوص کے ساتھ ادا کیجئے۔ کہ ان لوگوں کو ممنون کر کے مال و دولت میں فراوانی کرنا مقصود نہ ہو۔ بلکہ محض اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونا ہو۔ گویا مبلغ حق و صداقت کے لئے پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اولاً قیام و استعداد، ثانیاً اعلاء کلمۃ اللہ کا جذبہ، ثالثاً قلب کی پاکیزگی۔ اور رابعاً برائی کی باتوں سے کامل احتراز۔ اور خامساً خلوص۔

حل لغات

الْمُدَّثِّرُ: کپڑے میں لپٹنے والے۔ دثار نبوت کا حامل۔
وَثِيَابَكَ: قلب اور دل سے استعارہ ہے امرء القیس کا شعر ہے ؎

وان تک قد ساءتک منی خلیقۃ
فسلی ثیابی من ثیابک تنسل

یعنی اے معشوقہ اگر تجھ میری کوئی ادا اور کوئی بُری محسوس ہوتی ہے تو میرے دل سے جدا کیوں نہیں کر لیتی۔ اس طرح خود بخود علیحدگی واقع ہو جائیگی۔ ایک دوسرا شعر ہے ؎

وشققت بالرمح الاصم ثیابہ ۔ لیس الکریم علی القنا بمحرم

یعنی میں نے اسکے قلب و دل کو بھالے سے چھید دیا ہے۔ ع مالی بانوبی ورد حیتی

آیت	ترجمہ
۸- فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝	۸- پھر جب صور پھونکا جائے گا ۝
۹- فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝	۹- تو وہ دن (بہت) سخت دن ہے ۝
۱۰- عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝	۱۰- کافروں پر آسان نہیں ۝
۱۱- ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝	۱۱- مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا چھوڑ دے ۝
۱۲- وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۝	۱۲- اور میں نے اسے بہت مال دیا ۝
۱۳- وَبَنِينَ شُهُودًا ۝	۱۳- اور مجلس میں بیٹھنے والے بیٹے دیئے ۝
۱۴- وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ۝	۱۴- اور میں نے اس کیلئے اچھی تیاری کر دی ۝
۱۵- ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝	۱۵- پھر لالچ کرتا ہے کہ اور بھی دوں ۝
۱۶- كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝	۱۶- ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے ۝
۱۷- سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۝	۱۷- اب میں اُسے بڑی چڑھائی پر چڑھاؤں گا ۝
۱۸- إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝	۱۸- اس نے قرآن کی نسبت سوچا اور اندازہ کیا کہ کیسا کلام ہے ۝
۱۹- فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝	۱۹- پس وہ مارا جائیو۔ اس نے کیسا اندازہ کیا ۝
۲۰- ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝	۲۰- پھر مارا جائیو۔ اس نے کیسا اندازہ کیا ۝

ولید بن مغیرہ

جمہور مفسرین کے نزدیک ان آیات کا تعلق ولید بن مغیرہ سے ہے۔ فرمایا۔ کہ ہم نے مال و دولت کی نعمت سے نوازا۔ حتیٰ کہ حالت یہ تھی کہ اس کے قافلے تجارت کے رواں دواں تھے۔ بیٹے دیئے جو ہر وقت اس کے سامنے موجود تھے۔ اور اس کے کاروبار میں شریک تھے۔ حشمت و جاہ عطا کی۔ پھر اس کی حرص و آز کا یہ عالم ہے کہ اس کے باوجود بھی اضافہ کا طالب ہے۔ جواب ہم کچھ نہیں دیں گے کیونکہ یہ ہماری آیتوں کا سخت مخالف ہے۔ عنقریب اس کو شدید ترین عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اور اس کو معلوم ہوگا کہ یہ دولت و ثروت یہ اولاد و انصار و اعوان غرض ان میں سے کوئی چیز بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ اس کا جرم یہ ہے۔ کہ اس نے جب قرآن حکیم کو سنا۔ اور یہ جانا کہ اس میں حق و صداقت ہے۔ اور کہا۔ کہ اس میں شیرینی اور حلاوت ہے۔ اس میں بلاغت و فصاحت کا وافر حصہ ہے۔ اور یہ ہر طرح غالب رہے گا۔ مغلوب نہیں ہو سکے گا۔ تو قوم نے کہا کہ تیرے منہ سے یہ تعریف قریش کے بہت سے سمجھداروں کو مائل بنا دے گی۔ اور گمراہ کر دے گی۔ اس پر اس نے نتائج و عواقب پر نظر ڈالی۔ (باقی صفحہ ۱۳۷۸)

حل لغات

النَّاقُور۔ نرسنگا۔ صور۔ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا۔ عنقریب اس کو چڑھاؤں گا۔ صعود کے معنی بلندی کے۔ دوزخ میں ایک پہاڑ ہے۔ غرض یہ ہے کہ عذاب میں مبتلا کروں گا۔

۲۱۔ ثُمَّ نَظَرَ ۝

۲۲۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝

۲۳۔ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝

۲۴۔ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ۝

۲۵۔ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝

۲۶۔ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝

۲۷۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ۝

۲۸۔ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۝

۲۹۔ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝

۳۰۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝

۳۱۔ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

۲۱۔ پھر نظر کی ○

۲۲۔ پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا ○

۲۳۔ پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا ○

۲۴۔ پھر بولا کہ اور کچھ نہیں۔ یہ صرف جادو ہے جو نقل ہوتا چلا آتا ہے ○

۲۵۔ اور کچھ نہیں یہ صرف آدمی کا قول ہے ○

۲۶۔ اب میں اسے سقر (دوزخ) میں ڈالوں گا ○

۲۷۔ اور کیا سمجھا کہ سقر (دوزخ) کیا ہے!؟ ○

۲۸۔ وہ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑ دے ○

۲۹۔ چمڑا جھلسنے والی ○

۳۰۔ اس پر انیس فرشتے نگہبان ہیں ○

۳۱۔ اور ہم نے جو لوگ دوزخ پر مقرر کئے ہیں وہ اور نہیں مگر فرشتے ہیں اور ان کی جو شمار رکھی ہے سو کافروں کے جانچنے کے لئے رکھی ہے تاکہ وہ لوگ یقین کریں جنہیں کتاب ملی ہے۔

کلام کی قدر و قیمت کا اندازہ کیا۔ پھر سوچا۔ اور بالآخر اظہار تنفر کے انداز میں جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں۔ کہ اس پر قرآن کا کچھ بھی اثر نہیں ہے۔ کہنے لگا۔ کہ میری رائے میں یہ قرآن جادو ہے۔ جو منقول چلا آتا ہے۔ اور یہ ضرور انسانی کلام ہے۔ گویا اس طرح اس رائے کو چھپایا جس کا اظہار وہ ازراہ دیانت کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ فی الحقیقت وہ فرد تمام قریش قرآنی عظمت و رفعت کے قائل تھے۔ اور یقین رکھتے تھے۔ کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ بات صرف یہ تھی۔ کہ اس کو کلام الٰہی تسلیم کرنے سے ان کی مشکلات میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ ان کی تجارت چھین جاتی تھی۔ ان سے اقتدار کو صدمہ پہنچتا تھا۔ اور ان کا کبر و غرور مٹ جاتا تھا۔ اسی لئے وہ یہی مناسب سمجھتے تھے۔ کہ اس کی مخالفت کی جائے۔ اور اپنے وقار کو ضائع نہ کیا جائے۔ وماھی سقر... قرآن حکیم میں بعض مقامات ایسے ہیں۔ جہاں جذبات عقیدت و نیاز مندی کا استعمال ہوتا ہے۔ ان تک عقل و فہم کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ البتہ ایمان اور یقین کی روشنی سے ان کو سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے ان مقامات میں بحث اور دلائل فلسفی محض بے کار ہوا ہے۔ بلکہ یہاں ضرورت ہے اس بات کی کہ آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیا جائے۔ اور اگر عقلیت بہت زیادہ بغاوت کرے۔ تو اس کو یہ کہہ کر دبا دیا جائے کہ ہر منزل میں تمہاری راہنمائی قطعاً بے سود ہے ؎

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

ان مقامات میں جنت اور دوزخ کی تفصیلات ہیں۔ کہ ان کا اس دنیا میں معلوم ہونا ناممکن ہے۔ اسی لئے جہنم کے متعلق چند کیفیات کا ذکر کر کے فرمایا۔ کہ یہ محض آزمائش و ابتلا ہے۔ اہل کتاب اور مومنین تو اس کو تسلیم کر لیں گے۔ مگر جن کے دل میں نفاق کا مرض ہے۔ اور کفر کا روگ ہے۔ وہ یہ کہیں گے۔ کہ خدا کا ان تفصیلات کے ذکر کرنے سے مقصد کیا ہے!؟ اور اس طرح گمراہ ہو جائیں گے۔

حل لغات

عَبَسَ۔ تیوری چڑھائی۔
بَسَرَ۔ منہ بنایا۔
سَقَرُ۔ دوزخ۔

وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝

اور ایمانداروں کا ایمان بڑھے اور جنہیں کتاب ملی ہے وہ اور مسلمان شک نہ کریں اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور کافر بھی یہ کہیں کہ اس مثال سے اللہ نے کیا ارادہ کیا ہے۔ یوں اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے۔ اور تیرے رب کے لشکر اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ سقر آدمی کے لئے ایک نصیحت ہے ۝

۳۲- كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝
۳۲- نہیں نہیں، ہم کو چاند کی قسم ۝

۳۳- وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝
۳۳- اور رات کی قسم جب وہ پیٹھ پھیرے ۝

۳۴- وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۝
۳۴- اور صبح کی قسم جب وہ روشن ہو ۝

۳۵- إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۝
۳۵- بیشک وہ دوزخ بڑی چیزوں میں سے ایک چیز ہے ۝

۳۶- نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ۝
۳۶- آدمی کے لئے ڈراوا ہے ۝

۳۷- لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝
۳۷- اس کے لئے جو تم میں سے آگے بڑھنا یا پیچھے رہنا چاہے ۝

صبح اسلام کا طلوع

ف قمر سے مراد نبوت حاضرہ کی روشنی ہے۔ رات سے مقصود کفر کی تاریکی ہے۔ جو صبح کی آمد آمد میں غائب ہو رہی ہے۔ اسلام یہ صبح وہ صبح سعادت ہے۔ کہ جس کے مقابلہ میں ظلمت کا کوئی اثر نہیں اور دائم قیامت تک ممتد ہے۔ فرمایا۔ کہ تم یقین رکھو کہ دوزخ کا مسئلہ کوئی ڈھکوسلہ نہیں۔ بلکہ یہ بڑی بھاری چیز ہے اس کے قیام اور بقا سے یہ غرض ہے۔ کہ نادان انسان دنیا میں اس کی ہولناک سزاؤں کا خیال کرکے پاکبازی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے۔

حل لغات

اسفر۔ روشن ہو جائے۔
الکبر۔ کبریٰ کی جمع ہے۔

۳۸- كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ○
۳۸- ہر شخص اپنے کیے ہوئے میں پھنسا ہوا ہے ○ (۱)

۳۹- إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ○
۳۹- مگر دہنی طرف والے ○

۴۰- فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ○
۴۰- بہشتوں میں ہونگے، پوچھیں گے ○

۴۱- عَنِ الْمُجْرِمِينَ ○
۴۱- مجرموں سے (۲) ○

۴۲- مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ○
۴۲- کہ تمہیں کونسی چیز دوزخ میں لائی ○

۴۳- قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ○
۴۳- وہ کہیں گے کہ ہم نمازیوں میں نہ تھے (۳) ○

۴۴- وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ○
۴۴- اور ہم فقیر کو کھلانا نہ کھلاتے تھے ○

۴۵- وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ○
۴۵- اور ہم بکواس کرنیوالوں کے ساتھ بکواس کرتے تھے (۴) ○

۴۶- وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ○
۴۶- اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے تھے ○

۴۷- حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ○
۴۷- یہاں تک کہ ہمیں یقین آنیوالی چیز یعنی موت آ پہنچی ○

۴۸- فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ○
۴۸- سو شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت انکے کام نہ آئیگی (۵) ○

۴۹- فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ○
۴۹- پھر انہیں کیا ہوا کہ نصیحت سے منہ موڑتے ہیں ؟ ○

۵۰- كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ○
۵۰- گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں ○

ع

(۱) غرض یہ ہے۔ کہ خدا کسی شخص پر جبر کرکے اس کو نیکی اور تقویٰ پر مجبور نہیں کرتا۔ اس نے ہر ایک کو اختیار دے رکھا ہے۔ کہ وہ اپنے لئے جس طرح کی زندگی پسند کرے۔ چاہے خیر وبرکت کی طرف بڑھے اور مراتب میں رفعت وارتقاء حاصل کرے۔ اور چاہے ہر نیکی سے محروم رہے۔ اور اپنے لئے تنزل اور پستی اختیار کرے۔

(۲) یعنی اسلامی نقطہ نگاہ سے ہر شخص اپنے اعمال کی پاداش میں محبوس ہے۔ اب اگر اعمال نیک اور صالح ہیں تو [illegible] کی صورت میں [illegible] جنت کی [illegible] ہوں اور اگر برے اور بد ہیں۔ تو یہ اعمال اس کو جہنم میں دھکیل دینگے۔ گویا اسلام ہر شخص سے براہ راست عمل خیر کا متوقع ہے۔ اور اس چیز کو غلط اور ناممکن قرار دیتا ہے۔ کہ آپ کو دوسروں کے اعمال کے بدلے میں گرفتار کیا جائے۔ یا دوسروں کے تقویٰ اور زہد کی وجہ سے آپ کی رہائی ہو جائے۔ اور آپ کو بخش دیا جائے۔

(۳) قرآن حکیم نے یہاں مصلی کے لفظ کو مسلمان کے ہم معنی قرار دیا ہے۔ کیونکہ اسلامی تصور حیات میں یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی شخص اسلام کا دعویٰ دار بھی ہو اور بے نیاز بھی ہو۔ قرآن وحدیث اور صحابہ کی زندگی میں اس قسم کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کہ کوئی شخص اسلام کا حلقہ بگوش ہو۔ اور اسکے متعلق شکایت یہ ہو۔ کہ وہ نماز نہیں پڑھتا۔ نمازی ہونا ایک بنیادی لازمہ ہے۔ کہ مسلمان کے تخیل سے نماز کو جدا کرنا ناممکن ہے۔ یہ محض غلط فہمی یا اپنے متعلق خوش فہمی ہے۔ کہ ہم ایسے مسلمانوں کو بھی مسلمان سمجھنے پر مجبور ہیں۔ جو اس اہم فریضہ کو ادا نہیں کرتے۔ ورنہ دیکھئے۔ کہ اہل جہنم سب سے بڑی وجہ اپنے جہنم میں داخل ہونے کی یہی قرار دیتے ہیں۔ کہ ہم نمازی نہ تھے یعنی ایسے نظام عمل کو نہ مانتے تھے جس میں نماز جیسی بابرکت صالح چیز موجود ہے۔

(۴) خوض کے معنے عربی میں مطلقاً گھسنے کے ہیں۔ اور غور وفکر کے ہیں۔ مگر قرآن کی اصطلاح میں اس سے مراد بلا فائدہ کدوکاوش کے ہیں۔

(۵) اسلام سے قبل نجات کا مفہوم یہ تھا۔ کہ لوگ ولیوں اور شہیدوں پر بھروسہ کرکے ہر نوع کے فسق وفجور کا ارتکاب کرتے۔ اور یہ سمجھتے۔ کہ چونکہ ان لوگوں کے ساتھ ہمارے تعلقات ارادت وعقیدت استوار ہیں۔ اس لئے عذاب اور سزا سے بچ جانا یقینی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۳۸۱ پر)

حل لغات:- رَهِينَةٌ - مصدر ہے۔
الْيَقِينُ - موت۔

۵۱ - فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝

۵۱- وہ شیر سے بھاگے ہیں ۝

۵۲ - بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝

۵۲- نہیں بلکہ اُن میں ہر آدمی یہ چاہتا ہے۔ کہ اسے کھلے صحیفے دیئے جائیں ۝

۵۳ - كَلَّا ۖ بَلْ لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۝

۵۳- کوئی نہیں۔ بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے ۝

۵۴ - كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ۝

۵۴- نہیں نہیں یہ قرآن نصیحت ہے ۝

۵۵ - فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ۝

۵۵- سو جو چاہے اُسے یاد کرے ۝

۵۶ - وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

۵۶- اور جب تک خدا نہ چاہے وہ ہرگز یاد نہ کریں گے۔ وہی ڈرنے کے لائق اور بخشنے کے لائق ہے ۝

آیاتہا ۴۰ (۷۵) سُورَةُ الْقِيَامَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۱) رکوعاتہا ۲

(۷۵) سورۃ قیامہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱ - لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝

۱- میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں ۝

۲ - وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝

۲- اور میں ملامت کرنیوالے نفس کی قسم کھاتا ہوں ۝

۳ - أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ ۝

۳- کیا آدمی خیال کرتا ہے۔ کہ ہم ہرگز اسکی ہڈیاں جمع نہ کرینگے؟ ۝

بقیہ صفحہ ۱۳۸۰ :- یہ لوگ جنوں اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو اس بات کا مجاز قرار دیتے تھے۔ کہ وہ اپنے پجاریوں کو بخشوا لیں گے۔ اس بنا پر اس قبیل کی آیتیں نازل ہوئیں، جن میں شفاعت کی نفی کی گئی۔ اور بتایا گیا۔ کہ جب تک ذاتی صلاحیت نہ ہو۔ کوئی سفارش مفید نہیں ہو سکتی ہے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا)

سُورَةُ الْقِيَامَةِ

لا ؤ حرف تزئین و استہلال ہے۔ قسم سے پہلے بطور افتتاح کے عام طور پر عربی لٹریچر میں آتا ہے۔ امرء القیس کے ایک قصیدہ کا آغاز یوں ہوتا ہے ؎

لا وابیک ابنۃ العامری
لا یدعی القوم انی افر

یوم قیامت اور نفس لوامہ میں مناسبت یہ ہے۔ کہ وہاں عمل بُرے فعل پر نفس کی ملامت نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے یہی سی عقوبت اور سزا ہے۔ اور اس کو اگر پھیلا کر آپ دیکھئے اور عمل شکل میں ملاحظہ کیجئے گا۔ تو یہی وہ نظام قیامت ہے جس کو قرآن حکیم پیش فرماتا ہے۔ اور جو مشرکین کی سمجھ میں نہیں آتا۔ قرآن حکیم دراصل انسان کی توجہ کو خود اس کے باطن کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے۔ اور یہ کہنا چاہتا ہے۔ کہ تم لوگ نظام مکافات و آخرت و بعثت کے تخیل کی مخالفت تو کرتے ہو۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ یہی چیز چھوٹے پیمانے پر خود تمہارے اندر موجود ہے۔ اور ہر آن اور ہر لحظہ تم اس سے دوچار ہوتے ہو۔ اور یہ نفس لوامہ ہے۔ فرمایا۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکیں گے۔ اور ان کو دوبارہ زندگی نہیں عنایت کر سکیں گے۔ حالانکہ ہم کو یہ قدرت حاصل ہے۔ کہ ہم ان کی انگلیوں کی پوروں تک کو ٹھیک ٹھاک کر کے درست کر دیں۔

حل لغات

قَسْوَرَةٍ ۔ شیر درندہ ۔

۱۵- وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ○
۱۵- اور اگرچہ وہ اپنے بہانے بنایا کرے ○

۱۶- لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○
۱۶- اور قرآن پڑھنے میں اپنی زبان تیز نہ چلایا کرو کہ اسے ساتھ جلدی یاد کر لو

۱۷- اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ○
۱۷- اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے ○

۱۸- فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ○
۱۸- پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو پیروی کیا کرو اس کے پڑھنے کی ○

۱۹- ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ○
۱۹- پھر اس کو کھول کر بتانا ہمارا ذمہ ہے ○

۲۰- كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ○
۲۰- نہیں نہیں تم دنیا کو دوست رکھتے ہو ○

۲۱- وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ○
۲۱- اور آخرت چھوڑتے ہو ○

۲۲- وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○
۲۲- کتنے منہ اس دن تازہ ہوں گے ○

۲۳- اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○
۲۳- اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے ○

۲۴- وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ○
۲۴- اور کتنے منہ اس دن اداس ہوں گے ○

۲۵- تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ○
۲۵- وہ خیال کریں گے کہ ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے گا جس سے کمر ٹوٹ جائے گی ○

۲۶- كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ○
۲۶- ہرگز نہیں، جب جان حلقوم میں آ پہنچے ○

دیدار الٰہی

اہل جمہور اہل السنت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ قیامت کے دن رویت باری تعالیٰ سے خستگان جمال ضرور مشرف ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ از راہ قرب و خوشنودی ان کو موقع دیں گے۔ کہ وہ بارگاہ حسن میں عقیدت نیاز مندی کے نذرانے پیش کر سکیں گے۔ اہل عقل و اعتزال کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ قرب و حضوری کے مقامات پر فائز ہونا تو ممکن ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ قرب اتنا زیادہ ہو کہ یہ مقربین جناب قدس کے سامنے اپنے کو محسوس کریں۔ اور حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیں۔ جو اس شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ جو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہو۔ اور اس طرح اس قرب و حضوری پر وارفتگی اور مسرت کا اظہار کریں۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ وہ حسن مطلق اور جمال جہاں سوز جس کو موسیٰ علیہ السلام کی قوت و تاب برداشت نہیں کر سکی جس کی ایک تجلی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس کو ان محدود اور بے قوت آنکھوں سے دیکھا جا سکے۔ دونوں کے پاس دلائل ہیں۔ اور دونوں ایک حد تک حق پر ہیں۔ جہاں تک شوق و محبت کا تعلق ہے۔ اور اللہ کے کرم و نوازش کا تعلق ہے۔ دیدار میں کیا مضائقہ ہے۔ اور جہاں اس کی حیات قدرت کا سوال سامنے آتا ہے۔ کچھ مشکل سا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دیدار شوخ چشمی کی حد میں داخل ہو جاتا ہے۔ تاہم حق و اعتدال کی راہ یہ ہے کہ نظریں تو نہیں گی بلکہ رویت کا حصول مشکل ہے یعنی جلوہ فرمائیوں کے منظر تو آنکھوں کے سامنے ہوں گے بلکہ احاطہ اور آگے اور پوری طرح نظروں کا چاروں طرف سے گھیر لینا ناممکن ہو گا۔ آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ کچھ لوگ تو ایسے خوش قسمت ہوں گے۔ کہ اس وقت قرب و حضوری کے اس مرتبہ کو پا کر مسرور ہوں گے۔ اور کچھ ایسے ہوں گے۔ جو بعد و دوری کی وجہ سے بےچین، ان کے چہروں پر وہ آب و تاب نہ ہو گی۔ جو مومنین کے حصہ میں آئے گی۔

حل لغات

اَلْعَاجِلَةُ - دنیا۔
نَاضِرَةٌ - رونق۔ شاداب و شگفتہ۔
بَاسِرَةٌ - بے آب۔ بے رونق۔
فَاقِرَةٌ - وہ مصیبت جو کمر توڑ دے۔

۲۷- وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝
۲۸- وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝
۲۹- وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝
۳۰- إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ۝
۳۱- فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ۝
۳۲- وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝
۳۳- ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۝
۳۴- أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝
۳۵- ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ۝
۳۶- أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى ۝
۳۷- أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ ۝
۳۸- ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝
۳۹- فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝

۲۷- اور کہا جائیگا۔ کون ہے جھاڑنے پھونکنے والا ۝
۲۸- اور وہ جانے کہ اب آیا وقت جدائی کا ۝
۲۹- اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے ۝
۳۰- اس دن تیرے رب کی طرف کھینچ کر چلا جاتا ہے ۝
۳۱- پھر نہ یقین لایا۔ اور نہ نماز پڑھی ۝
۳۲- لیکن جھٹلایا اور منہ موڑا ۝
۳۳- پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر کو چلا گیا ۝
۳۴- خرابی تیری، پھر خرابی تیری ۝
۳۵- پھر خرابی تیری، پھر خرابی تیری ۝
۳۶- کیا آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ بے قید چھوڑ دیا جائیگا ۝
۳۷- کیا وہ منی کی ایک بوند نہ تھا جو ٹپکی ۝
۳۸- پھر وہ جمکی ہو۔ پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا ۝
۳۹- پھر اس منی میں نر و مادہ کا جوڑا بنایا ۝

ف ان آیتوں میں بتایا ہے۔ کہ جو بات آخرت میں کام آنے والی ہے وہ اعمال صالحہ ہیں۔ اور وہ جس نے ساری عمر نافرمانی اور معصیت میں بسر کی جس نے کبھی خدا کی راہ میں کچھ نہیں دیا۔ جس نے کبھی مسجد تک آنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ روگردانی اور تکذیب سے کام لیا۔ اور اکڑتا ہوا اپنے گھر کو چل دیتا تھا۔ وہ آج یوم الحساب کے دن کسی رعایت کا مستحق نہیں۔ اس پر کم بختی آنے والی ہے۔ اور ضرور کم بختی آنے والی ہے۔

ف ان آیات میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ کہ یہ زندگی یوں ہی بلا مقصد کے نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ کہ ہر شخص کو بغیر محاسبہ کے چھوڑ دیا جائے۔ اور اس سے کوئی باز پرس نہ ہو بلکہ یہ زندگی دوسری اور چند روزہ کی زندگی ہے۔ جس خدا نے ایک قطرہ آب سے مرد و عورت کی ایک دنیا پیدا کر دی ہے۔ کیا وہ مکافات عمل کے لئے لوگوں کو دوبارہ زندہ نہ کر سکے گا۔ یہ وہ سوال ہے۔ جس کو قرآن بطور استدلال کے پیش کرتا ہے۔ اور مقصد یہ ہے۔ کہ ایسا ہو سکتا ہے۔

حل لغات

یتمطی۔ ناز کرتا ہوا۔ اور اکڑتا ہوا۔

۴۰۔ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ۝

۴۰۔ کیا ایسا شخص مُردے جلانے پر قادر نہیں ؟ ۝

اٰیاتھا ۳۱	۷۶ سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ (۹۸)	رکوعاتھا ۲

(۷۶) سُورۂ دہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝

۱۔ کچھ شک نہیں زمانہ میں سے انسان پر ایک ایسا وقت آچکا ہے جب کہ وہ کوئی چیز نہ تھا کہ اس کا ذکر کیا جاتا ۝

۲۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝

۲۔ ہم نے انسان کو دو رنگی (ملی جلی) بوند سے بنایا جسے ہم ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پلٹتے رہے پھر ہم نے اسے سنتا دیکھتا بنایا ۝

۳۔ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝

۳۔ ہم نے اسے راہ دکھائی یا شکرگزار ہے یا ناشکرا ۝

۴۔ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَا۟ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ۝

۴۔ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کی ہے ۝

۵۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝

۵۔ البتہ نیک تو وہ پیالہ پئیں گے۔ جس کی ملونی کافور ہے ۝

اپنی حقیقت کی طرف دیکھو

ف انسان جو کبر و غرور کا پیکر بن جاتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ میں اب دنیا میں کسی شخصیت کا محتاج نہیں ہوں، اس کی اس حقیقت کی جانب متوجہ فرمایا ہے کہ آج جو یہ بغض و عناد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اور حق و صداقت کی آواز کو سن کر اکڑ جاتا ہے اسے معلوم ہی ہے۔ کہ اس کی پیدائش میں کن عناصر کو دخل ہے، کیا یہ وہی انسان نہیں ہے جس کو ایک ناپاک قطرۂ آب سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور جو اس کو سمجھ بوجھ اور سمع بصر کی قوتیں دے رکھی ہیں۔ تو اس لئے کہ اس کو معارف سمجھائیں، سمجھے۔ کہ ان کا غلط اور ناجائز استعمال کرتا ہے

عموم فیضان

ف یعنی جس طرح اللہ کا آفتاب ساری دنیا کو روشن کرتا ہے۔ جس طرح اس کا ابر رحمت و جلد زمین کے ہر حصہ پر برستا ہے۔ اور جس طرح ہوا بہ چلتی ہے اور نفس نفس تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح جہاں تک نظام رشد و ہدایت کا تعلق ہے۔ وہ سب کے لئے عام ہے۔ اس میں چھوٹے بڑے، امیر و غریب کی کوئی تمیز نہیں۔ ہر طبقے اور ہر طرح کا انسان اس کی برکات سے بہرہ مند ہو سکتا ہے۔ جس طرح آفتاب سارے افق انسانیت پر چمکتا ہے۔ اور وحی و الہام کی بارش ہر خطہ ارضی پر برابر ہوتی ہے۔ اور اسی طرح نیوض و نفحات کی ہوائیں ہر شخص کے قلب و دماغ کو تازگی بخشتی ہیں۔ اب یہ ان لوگوں کا کام ہے۔ اور ان کا اپنا فرض ہے کہ اس سے استفادہ کریں اور سعادت دارین حاصل کریں۔ یا گمراہ ہو جائیں اور دہریتی ذوقت کو طوریں

حل لغات۔ اَمْشَاجٍ مخلوط۔ سَلٰسِلَا زنجیریں۔ سلسلۃ کی جمع ہے۔ اَغْلٰلًا جمع غل یعنی طوق آہنی۔ یعنی دنیا میں جو ان کو ہر طرح کی آزادی میسر تھی۔ مگر انہوں نے آزادی کو جیسے کرنے اور جرم و جیل کیلئے استعمال کیا۔ اس لئے آج ان کی آزادی چھین جاتی ہے۔ اور مجھے کہیں اور ان کی حیثیتوں کو ان کیلئے زنجیروں اور طوقوں کی شکل میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ کیا ہے۔ پیالہ۔ جو تمیزہ۔ اور چھلک رہا ہے۔

فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ○

۱۴- وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ○

۱۵- وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ○

۱۶- قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ○

۱۷- وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ○

۱۸- عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ○

۱۹- وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ○

۲۰- وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ○

۲۱- عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ

دیکھیں گے اور نہ جاڑا ○

۱۴- اور ان پر سائے جھک رہے ہیں۔ اور اس کے میوے نزدیک نزدیک آ رہے ہیں ○

۱۵- اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آب خوروں کا دور چلے گا ○

۱۶- یہ شیشے چاندی کے ہیں بنانیوالوں نے ٹھیک اندازہ کر رکھا ہے ○

۱۷- اور وہاں انکو ایسے پیالے بھی پلائے جائینگے جنکی ملونی سونٹھ کی ہے ○

۱۸- وہ ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے ○

۱۹- اور ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے نوجوان لڑکے پھر رہے ہیں جب تو انہیں دیکھے تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے ○

۲۰- اور جب تو وہاں دیکھے تو بڑی نعمت اور بڑی بادشاہت دیکھے ○

۲۱- انکے اوپر کی پوشاک سبز ریشمی باریک اور گاڑھے ریشمی کپڑے ہیں۔ اور انکو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا

بقیہ صفحہ ۱۳۸۶ — انکو اتنا تو معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا کی چیزیں اور انکا مقابلہ ہی کیا ہے۔ یہ عارضی اور فانی وہ دائمی اور ابدی۔ یہ ناقص وہ کامل۔ انہیں تکدرات و عیوب کا اندیشہ۔ ان میں یہ باتیں نہیں۔ تاہم یہ کیا ضروری ہے۔ کہ نجات کیلئے ایسی دنیا کا ہونا لازم ہو۔ جہاں اس دنیا کی خواہشات اور اس دنیا کی ضروریات نہ ہوں۔ یہ خیال محض رہبانیت پر مبنی ہے ورنہ جہاں تک انسانی فطرت کا اقتضا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہر انسان دل کی گہرائیوں کے ساتھ یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ ایک ایسی دنیا میں چلا جائے۔ جہاں ظلم نہ ہو فکر و اندیشہ نہ ہو۔ جہاں نفس کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ جہاں ہمیشہ جوان رہیں۔ جہاں تازگی اور مسرت کے پورے لوازم ہر آن موجود رہیں۔ اور جہاں روح اور جسم کی تمام خوشیاں مہیا ہوں۔ قرآن کہتا ہے ایسی دنیا موجود ہے۔ اور اسکے حصول کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس دنیا میں اپنے ارادوں اور اپنی خواہشات کو اللہ کے تابع کر دو۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اُس دنیائے مسرت و ابتہاج کو وہ تمہارے تابع کر دیگا۔ کہئے اس میں کون عقل کی بات ہے۔ اصل یہ ہے اعتراضات اس لئے … ان میں انسانی فطرت کی صحیح ترجمانی نہیں کی گئی۔ … اور ہے

دل کی پیداوار ہیں۔ اور ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ یہ معلوم کر لیا جائے۔ کہ کیا واقعی اس طرح ہونے والا ہے؟

حل لغات — آنِیَۃ۔ جام۔ برتن۔ ظروف۔ اَکْوَاب۔ کوب کی جمع ہے۔ بے ڈنڈی اور دستے کے آب خورے۔ قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّۃٍ یعنی وہ آبخورے۔ چاندی اور شیشے کے مرکب سے بنائے جائیں گے۔ زَنْجَبِیْلًا۔ سونٹھ۔ عرب اس شراب کو پسند کرتے تھے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو کیونکہ اس میں ذرا خوشگوار قسم کی تلخی پیدا ہو جاتی ہے۔ سَلْسَبِیْلًا۔ خوشگوار بہشت کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ پانی کی صفائی اور روانی کی مناسبت سے اس کا نام رکھا گیا ہے۔ مُخَلَّدُوْنَ۔ نوعمر لڑکے ایسے بچے جو ہمیشہ بچے رہیں۔ عام طور پر انکو اس لئے پسند کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کام چستی اور پھرتی سے کرتے ہیں۔ … ہونے نیز معصوم ہونیکی وجہ سے … انکے لئے … میں مشغول ہیں۔ … کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا یعنی یہ خوبصورت بچے اہل جنت کے … ادھر ادھر … بکھرے ہوئے … کہ ان پر موتیوں کا دھوکا ہوگا۔

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝
رب انہیں پاک شربت پلائے گا ۝

۲۲- إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ۝
۲۲- یہ تمہارا بدلہ ہے ۔ اور تمہاری کوشش قابل شکر گزاری ہے ۝

۲۳- إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ۝
۲۳- ہم نے تجھ پر آہستہ آہستہ قرآن نازل کیا ۝

۲۴- فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ۝
۲۴- سو تو اپنے رب کے لئے صبر کر اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکر گزار کی نہ مان ۝

۲۵- وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝
۲۵- اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کر ۝

۲۶- وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝
۲۶- اور کچھ رات میں اُسے سجدہ کر اور بڑی رات تک اسکی تسبیح کر ۝

۲۷- إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝
۲۷- یہ لوگ دنیا چاہتے ہیں اور ایک بھاری دن کو اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑتے ہیں ۝

۲۸- نَّحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ۝
۲۸- ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑوں کو مضبوط کیا۔ اور جب ہم چاہیں ان کی مانند اور لوگ بدل لاویں ۝

۲۹- إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ
۲۹- یہ نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف

ف: غرض یہ ہے۔ کہ یہ منکرین محض اس لئے قرآن کی برکات اور حق و صداقت کے انوار سے محروم ہیں کہ یہ اس عاجلہ کو اس آجلہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ جو اس سے زیادہ قیمتی ہے۔ اور زیادہ واقعی ہے ان لوگوں کو دنیائے عاجل کی چمک دمک نے ایسا مبہوت کر رکھا ہے۔ کہ انکی نظریں کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ یہ مادیت کے مدعی فقط کو حاصل حیات سمجھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی دنیا میں جو کچھ ہے یہیں ہے۔ اسکے بعد وہاں شکوک ہے یا بعید از عقل۔ حالانکہ اس دنیا کا حسن مٹنے کو ہے۔ اس کا سارا نظام ضائع ہونے کو ہے۔ اور جرم کھلنے کو ہے۔ پھر سوائے حقیقی اور عالم آخرت کے کوئی چیز قطعی اور یقینی نہیں ہے۔ جلد فرمایا۔ کیا یہ اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ ہم نے انکو پیدا کیا۔ ان کے جوڑ بند مضبوط بنائے ہیں۔ تو کیا محض عبث اور بیکار کیا ہے ان کی تخلیق سے بس یہ وہ کوئی غرض اور مقصد کار فرما نہیں دیا دہ ہے۔ کہ اگر انہوں نے چاہے پیام کو ٹھکرایا۔ تو جس طرح ان کو ہم نے کتم عدم سے نکالا ہے اور وجود کے شرف سے نوازا ہے۔ اسی طرح ان کو شاکران کی جگہ دوسری قوم کو آباد کیا جا سکتا ہے۔ یہ قرآن تذکرہ اور نصیحت ہے۔ جو شخص چاہے۔ اس کی وساطت سے خدا کی راہ پر گامزن ہو جائے مگر مشکل یہ ہے۔ کہ یہ میلان خود موقوف ہے۔ اللہ کی توفیق پر اور اس کی مشیت پر (باقی اگلے صفحہ پر)

حل لغات: شَرَابًا طَهُورًا۔ ایسی شراب جو اپنے اوصاف کے اعتبار سے پاکیزہ ہو۔ جنون و ہذیان کو پیدا کرے جگر، دماغ و قلب پر مضر نہ ہو۔ اور بیہودہ گوئی پر آمادہ نہ کرے۔
يَوْمًا ثَقِيلًا۔ ایک اہم دن۔

اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ — راہ پکڑے ۝

۳۰- وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

۳۰- اور جب تک اللہ نہ چاہے تم کوئی بات نہیں چاہ سکتے بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝

۳۱- يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

۳۱- جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے اور جو ظالم ہیں ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب تیار کیا ہے ۝

(۷۷) سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ (۳۳) — آیاتہا ۵۰ — رکوعاتہا ۲

(۷۷) سورۂ مرسلات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ — ۱- قسم ہے ان ہواؤں کی جو چھوڑی گئی ہیں بڑی نرمی سے ۝

۲- فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ — ۲- پھر جو نکالا دینے والیوں کی زور پکڑ کر ۝

۳- وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ — ۳- پھر بادل کو ابھارنے والیوں کی اٹھا کر ۝

۴- فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝ — ۴- پھر جدا کرنے والیوں کی بانٹ کر ۝

۵- فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝ — ۵- پھر ان فرشتوں کی قسم جو نصیحت اتار لاتے ہیں ۝

۶- عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۝ — ۶- الزام اتارنے کے لئے یا ڈرانے کے لئے ۝

۷- اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝ — ۷- بے شک جو تم سے وعدہ ہوا ہے وہ ضرور ہو نیوالا ہے ۝

۸- فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝ — ۸- سو جب ستارے مٹائے جائیں ۝

۹- وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝ — ۹- اور جب آسمان میں سوراخ ہو جائیں ۝

ل وہ علیم و حکیم خدا ہے جس کو پسند کرتے، اپنی آغوش رحمت میں لے لے! ورظالموں کے لئے جو کہ ان حقائق کے منکر ہیں، اس نے دردناک عذاب تیار کیا ہے؛

سورۃ المرسلات

ف اس سورۃ میں قیامت کے اثبات کے لئے اس انداز بیان کو اختیار کیا ہے، تاکہ سننے والے اور پڑھنے والے کے دل میں غور و فکر کی استعداد پیدا ہو، اور وہ سوچنے بھی قائم کرے۔ وہ قوں کر اور جانچ کرکرے۔ دعوٰے یہ ہے کہ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ۔ اور شہرت میں پیش کیا ہے۔ ان مذکورہ بالا چیزوں کی تاویل اور ان کے ترجمے میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض کی رائے میں ہوائیں ہیں۔ اور امام رازی نے یہ احتمال پیدا کیا ہے۔ کہ اس سے قرآن کی آیتیں مراد ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ یہ احتمال زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اس طرح دعوٰی اور دلائل میں بڑی تطبیق پیدا ہو جاتی ہے۔ ترجمہ یوں ہوگا۔ کہ قرآن کی ان آیات کو قیامت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ جو پیہم اور مسلسل رشد و ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ دنیا نے ان کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر ان میں قوت اور زور پیدا ہو گیا۔ ان آیات نے خیالات کی دنیا کو یکقلم بدل دیا۔ پھر ان آیات نے حکمت و عقل کے نشانات کو پھیلایا۔ اور حق و باطل میں امتیاز قائم کر دیا۔ اور اس طرح دنیا میں انقلاب ذکر کا باعث ہوئیں۔ یہ آیات اس حقیقت پر دال ہیں۔ کہ ان میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ حق و صداقت پر مبنی ہے۔ اور تم آج تم انکار کر رہے ہو۔ مگر یا لآخر ان کے ساتھ متفق ہو جاؤ گے اور وہ تمہارے علوم بتاویں گے۔ کہ واقعی یہ نظام دنیا درہم برہم ہونے والا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجئے۔ کہ آج قیامت صرف مذہبی حقیقت ہی نہیں۔ بلکہ سائنٹیفک حقیقت بھی ہے؛

حل لغات

عُرْفًا۔ نیکی کو بھی کہتے ہیں۔ اور پیہم اور مسلسل کو بھی۔ طُمِسَتْ۔ مٹائے جائیں گے۔ طمس سے ہے جس کے معنی مٹانا ہے۔

۱۰- وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ○
۱۰- اور جب پہاڑ اڑائے جائیں ○

۱۱- وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ○
۱۱- اور جب سب رسول وقت پر لائے جائیں ○

۱۲- لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ○
۱۲- کس دن کے واسطے ان چیزوں میں دیر ہے ○

۱۳- لِيَوْمِ الْفَصْلِ ○
۱۳- جدائی کے دن کے لئے ○

۱۴- وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ○
۱۴- اور تو نے کیا سمجھا کہ جدائی کا دن کیا ہے؟ ○ ف۱

۱۵- وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ○
۱۵- اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○

۱۶- أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ○
۱۶- کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا؟ ○

۱۷- ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ○
۱۷- پھر ان کے پیچھے ہم پچھلوں کو چلاتے ہیں ○

۱۸- كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ○
۱۸- گنہگاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ○ ف۲

۱۹- وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ○
۱۹- اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○

۲۰- أَلَمْ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ○
۲۰- کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ ○

۲۱- فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ○
۲۱- پھر ہم نے اس پانی کو استوار (مضبوط) جگہ میں رکھ دیا ○

۲۲- إِلَىٰ قَدَرٍ مَعْلُومٍ ○
۲۲- ایک اندازہ مقرر تک ○

۲۳- فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ○
۲۳- پھر ہم نے اندازہ کیا، سو ہم خوب اندازہ کرنے والے ہیں ○ ف۳

۲۴- وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ○
۲۴- اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○

يَوْمُ الْفَصْلِ

ف۱ قیامت کو یوم الفصل کے لفظ سے تعبیر کرکے خود اس کی ضرورت اور اہمیت کو اس طرح واضح کردیا ہے۔ کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے یعنی وہ لوگ جو قیامت کے منکر ہیں۔ جو اس بات کو نہیں تسلیم کرتے۔ کہ مرنے کے بعد کسی دوسری زندگی کا آغاز ہونے والا ہے۔ اور کوئی دن ایسا مقرر ہے جس میں مکافات عمل کے اصول کے مطابق سزا اور جزا تجویز ہونے والی ہے۔ وہ بتائیں۔ کہ انکی رائے اس دنیا کے نظام کے متعلق کیا ہے کیا وہ اسکو اتنا کامل سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے بعد کسی دنیا کو فرض کرنا غیر ضروری قرار دیتے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو پھر اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ یہاں اکثر و بیشتر ظالم و سفاک تو قدرت کی تعزیر سے بچ جاتے ہیں۔ اور بیگناہ انکی شامت اعمال کی وجہ سے پکڑے جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اگر اس دنیا کا قانون ظالموں کو کوئی سزا نہیں دیتا۔ تو کبھی بھی ظالموں سے باز پرس نہیں ہوگی یہ ایسی بات ہے۔ کہ سمجھ میں نہیں آتی۔ تو کیونکر یہ فرض کرلیا جائے کہ اس عالم کون پر معاذ اللہ اندھی حکومت کارفرما ہے۔ اور اس چیز کا تسلیم کرلینا دلائل اور عقل وبصیرت کا انکار کرنا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا کا نظام خدائے علیم وحکیم کی صنعت گیری پر سراسر دال ہے۔ اس لئے لازمًا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ نظام عمل کے ساتھ ایک نظام مکافات بھی ہے۔ اور ایک دن ایسا بھی ہے جس میں ظالم کو سزا دی جائیگی۔ مکذبین کو انکی تکذیب کا مزہ چکھایا جائیگا۔ اور مجرموں کو بتایا جائیگا۔ کہ خدا کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ یہی یوم الفصل ہے۔

ف۲ اس قانون مکافات کا ذکر ہے۔ جو اس دنیا میں جاری وساری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ افراد کو تو برے اور اچھے عمل کی آزادی حاصل ہے۔ مگر جب پوری قوم بدکار ہوجائے۔ اس وقت انکو گوارا نہیں کیا جاتا۔ اس وقت اللہ کا قانون حرکت میں آتا ہے۔ اور زندگی کے حق سے انکو محروم کردیتا ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ کہ پہلوں کو دیکھو۔ کہ انکو انکے اعمال کی کیا سزا ملی ہے۔ پچھلے کیوں نہ اپنی سرکشی وبدعمالی پر نازاں ہیں؟ (باقی صفحہ ۱۳۹۱ پر)

حل لغات۔ ویل۔ انتہائی تأسف کیلئے ہے۔ [illegible] کا لفظ۔ یہ قرآن کی لطافت بیان ہے۔ کہ وہ نازک سے نازک مسئلہ کی تشریح میں بھی ان چیزوں کا اس طرح سے علم نہیں لیتا۔ جن کا انسان کے م

آیت	ترجمہ
۳۸ - هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ○	۳۸ - یہ فیصلہ کا دن ہے۔ تمہیں اور پہلوں کو ہم نے جمع کیا ○
۳۹ - فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ○	۳۹ - پس اگر تمہارا کوئی داؤ ہے تو مجھ پر چلا لو ○
۴۰ - وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○	۴۰ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○
۴۱ - اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ○	۴۱ - بیشک متقی لوگ چھاؤں اور چشموں میں ہوں گے ○
۴۲ - وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ○	۴۲ - اور میووں میں جس قسم کی چاہیں گے ○
۴۳ - كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○	۴۳ - جو عمل تم کرتے تھے اُن کے بدلے میں خوب مزے سے کھاؤ پیو ○
۴۴ - اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○	۴۴ - نیکوں کو ہم جزا دیتے ہیں ○
۴۵ - وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○	۴۵ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○
۴۶ - كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ○	۴۶ - تھوڑے دِن کھا لو اور فائدہ اُٹھا لو۔ تم گنہگار ہو ○
۴۷ - وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○	۴۷ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○
۴۸ - وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ○	۴۸ - اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے ○
۴۹ - وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○	۴۹ - اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○
۵۰ - فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ○	۵۰ - پھر وہ قرآن کے بعد اور کونسی بات پر ایمان لائیں گے ○

بقیہ صفحہ ۱۳۹۱:-

کر کے فکر و نیاز، فلاس و فقر کی لعنتوں میں پھنسایا جا سکتا ہے آج یہ غضب آگ کی شکل میں متشکل ہو کر ان کے دائیں پہلو کو داغ رہا ہے۔ شہوت بائیں طرف کو اذیت پہنچا رہی ہے۔ اور حرص و آز دماغ پر مسلط ہے۔ اس طرح یہ جہنم جو کچھ بھی ہے۔ گویا ان کا بنایا ہوا ہے۔ فرمایا کہ آج مکذبین کے لئے نہایت ہی حسرت و افسوس ہے۔ آج انکی زبانیں مارے ندامت کے گنگ ہیں۔ ان میں یہ سکت و ہمت ہی نہیں، کہ کوئی عذر کر سکیں۔ پھر اس بات کی اجازت بھی نہیں ہے کہ بے فائدہ عذر او بہانے پیش کریں۔

۲ فیصلے کا دن ہے۔ اس میں سب لوگوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اگر ہمارے عذاب سے چھوٹ سکتے ہو۔ اور تمہارا کوئی فریب تمہارے کچھ کام آ سکتا ہے۔ تو آزما لو۔ بہرتقدیر سزا مقدر ہے۔ جو ملکر رہیگی۔ (حاشیہ صفحہ ۱۳۹۱)

۳ جہنم کی تفصیلات کے بعد ضروری تھا کہ پاکبازوں کو بشارت سنائی جائے۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ اہل تقویٰ کے لئے بہ سائے ہیں۔ وہ نفس اور معصیت کے سائے ہیں۔ وہ بیٹھے اور شیریں چشموں میں جیسی گے ان کو ہر نوع کے مرغوب میوے ملیں گے۔ اور کہا جائیگا کہ چونکہ تم نے دنیا میں اپنی خواہشات کے خلاف ہمارے دین کا ساتھ دیا ہے۔ اور نیک زندگی بسر کی ہے۔ اس لئے تمہاری خواہشات کو یہاں ملحوظ رکھا جائے گا۔ تمہیں اجازت ہے۔ کہ اس باغ میں جو جی چاہے وہ کھاؤ پیو۔

حلِ لغات

كَيْدٌ - مکر اور تدبیر۔

عُيُوْنٌ - جمع عین۔

هَنِيْٓـئًا - خوش گواری کے ساتھ۔

آیاتہا ۴۰ (۷۸) سُوْرَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ (۸۰) رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

۱- عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ○
۲- عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ○
۳- الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ○
۴- كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ○
۵- ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ○
۶- اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا○
۷- وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا○
۸- وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا○
۹- وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا○
۱۰- وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا○
۱۱- وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا○

۷۸ سورۂ نباء

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے○

۱- لوگ آپس میں کس چیز کے متعلق سوال کرتے ہیں○
۲- اس بڑی چیز سے○
۳- جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں○
۴- ہرگز نہیں عنقریب اُنہیں معلوم ہو جائے گا○
۵- پھر اُنہیں عنقریب ہی معلوم[۱] ہو جائے گا○
۶- کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا○
۷- اور پہاڑوں کو میخیں[۲]○
۸- اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا بنایا○
۹- اور تمہاری نیند کو آرام کا سبب ٹھہرایا○
۱۰- اور رات کو اوڑھنا ٹھہرایا○
۱۱- اور دن کو ہم نے کمانے کے لئے بنایا○

سورۃ النّباء ۱ قیامت کے تخیّل کو اس تفصیل اور اس اہمیت کے ساتھ صرف اسلام نے پیش کیا ہے اس لئے کہ مادہ پرست مشرکین کو جو مذہبی معارف سے محض ناآشنا تھے۔ یہ بات قرین عقل و ثواب نظر نہیں آتی تھی۔ وہ برملا کہتے تھے کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ یہ دنیا کی زینت و آرائش یکایک ایک دن تباہی و بربادی کے ساتھ بدل جائے گی۔ ان کی رائے میں یہ مسئلہ محض طبع زاد حیثیت رکھتا تھا جس سے مقصود لوگوں کو خواہ مخواہ مرعوب کرنا تھا۔ اس لئے اس کے متعلق اکثر بحث رہتی کہ قیامت کے امکانات کیا ہیں اور وہ کب وقوع پذیر ہوگی۔ کیونکر ایسا ہوگا کہ یہ عالم آن کی آن میں تہ و بالا ہو جائے۔ اس پر اس سورت میں ان کو بتایا کہ آج تمہاری عقول نے اتنی ترقی نہیں کی ہے کہ تم اس کی حقیقت کو سمجھ سکو۔ قرآن کا یہ مسئلہ تمہاری عقل سے کہیں بالا ہے۔ اس کی نظریں آج سے چودہ سو سال بعد میں آنے والے علوم پر ہیں۔ زمانہ گزرنے دو۔ مگر وہ انسان کو ترقی و عروج کی کچھ منزلیں طے کرنے دو۔ اس کے بعد آپ سے آپ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ قرآن میں جو کچھ ہے حق و صداقت ہے اور قیامت اسی طرح ایک حقیقت ہے جس طرح دن کے بعد رات کا آنا اور زندگی کے بعد موت کا ورود۔ چنانچہ یہی ہوا وہ بات جو اُس وقت مضحکہ خیز تھی آج اس کی حیثیت (سائنٹیفک تھیوری) یعنی حقیقت طبیعیہ کی ہے۔ آج طبیعیات کے ماہرین نے اس قسم کے اندیشوں کا اظہار کیا ہے کہ یہ دنیا اور اس کی قوتیں اور اس کے متعلقات سب فنا پذیر ہیں اور ایک وقت آنے والا ہے جب کہ یہ عالم رنگ و بو صفحۂ کون سے حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا۔ سب سے زیادہ امکان سورج کی طرف سے ہے کہ اس کی روشنی ایک دن میں کتنی ہی حرارت کو ختم کر رہی ہے اور اگر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو بالآخر یہ کرۂ نار اپنی کل حرارت کھو دے گا اور یہی قیامت ہے۔

غور فرمایا آپ نے صاحب قرآن کا علم؟ کیا اس کے خوارق علمیہ کے اظہار کے بعد بھی یہ رائے درست ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب نہیں ہے

(باقی صفحہ ۱۳۹۳ پر)

حلّ لغات

یَتَسَآءَلُوْنَ۔ باہم ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ اَلنَّبَاء۔ اہم بات۔ سُبَاتًا۔ سَبْتٌ کے معنی اصل میں قطع کرنے کے ہیں نیند چونکہ بے آرامی کو دور کر دیتی ہے اور دن بھر کی کوفتوں اور مصیبتوں سے رشتۂ غور و فکر کو منقطع کر دیتی ہے۔ اس لئے اس کو سُبَاتًا کہا جاتا ہے۔ یعنی منقطع کرنے والی۔

۱۲- وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝
۱۲- اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے ۝

۱۳- وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝
۱۳- اور ہم نے ایک چمکتا چراغ بنایا ۝

۱۴- وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝
۱۴- اور نچوڑنے والی بدلیوں سے پانی کا ریلا نازل کیا ۝

۱۵- لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝
۱۵- تاکہ ہم اس سے دانہ اور سبزہ نکالیں ۝

۱۶- وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝
۱۶- اور لپٹے ہوئے باغ ۝

۱۷- اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝
۱۷- بیشک فیصلہ کا دن مقرر ہے ۝

۱۸- يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝
۱۸- جس دن نرسنگا پھونکا جائے گا تو تم گروہ گروہ چلے آؤ گے ۝

۱۹- وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝
۱۹- اور آسمان کھولا جائے گا تو دروازے ہو جائیں گے ۝

۲۰- وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝
۲۰- اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو ریت ہو جائیں گے ۝

۲۱- اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝
۲۱- بے شک دوزخ[ف] تاک میں ہے ۝

۲۲- لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۝
۲۲- سرکشوں کا ٹھکانا ہے ۝

۲۳- لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝
۲۳- وہاں وہ قرنوں رہیں گے ۝

(بقیہ صفحہ ۱۳۹۳) ف پہاڑوں کو میخیں بنانے کے معنی یہ ہیں کہ نظریہ جذب شمسی کی تائید فرمائی ہے یعنی جب یہ زمین سورج سے وزن میں کہیں کم ہے اور سورج اپنے اندر جذب و کشش رکھتا ہے تو پھر زمین کیوں سورج کی طرف نہیں چلی جاتی۔ اس کا جواب یہ مرحمت فرمایا ہے کہ پہاڑوں کی وجہ سے زمین کا ثقل اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب سورج کی کشش اس کو اپنی طرف کھینچ کر نہیں لے جا سکتی نتیجہ یہ ہے کہ ایک توازن سا قائم ہے اور زمین اس وجہ سے محفوظ ہو گئی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ف سَبْعًا شِدَادًا سے مراد کئی نظام کواکب ہیں جو اپنی ساخت کے اعتبار سے نہایت محکم اور مضبوط ہیں۔ سبع کا لفظ یہاں عدد کے لئے نہیں بلکہ تکثیر کے لئے ہے۔

ف يَوْمَ الْفَصْلِ کے اثبات کو بطور نتیجہ کے بیان فرمایا ہے۔ غرض یہ ہے کہ جب تم لوگ کائنات کی افادیت پر غور کرو گے اور جب اس حقیقت کے متعلق سوچو گے کہ آخر بے جان مادہ نے نفع اور فائدہ کی شکلیں ہی کیوں اختیار کی ہیں اور یہ دنیا باضابطہ اور قاعدے کے مطابق کیوں تجویز کی گئی ہے تو اس کا جواب خود بخود سوجھے گا۔ وہ یہی ہو گا کہ یہ نظام علیم و حکیم خدا کا مقرر کردہ ہے تخمین و مجازفہ کا نتیجہ نہیں ہے اور اس کے پیدا کرنے سے ایک مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ کے سامنے پیش ہو کر ایک دن بتائے کہ اس نے اس دنیا کی نعمتوں سے کیونکر استفادہ کیا ہے؟

مقامِ غضب

ف جہنم نام ہے اللہ کے مقام غضب کا۔ یعنی جو لوگ دنیا میں اللہ کے احکام سے روگردانی کرتے ہیں، حدود فطرت و اعتدال سے تجاوز کرتے ہیں اور خواہشات کی پیروی میں منہیات کے ارتکاب سے نہیں چوکتے اللہ ان پر ناراض ہوتا ہے اور آخرت میں ان کے لئے جس مقام اور جس جگہ کو تجویز فرماتا ہے وہ مقام غضب سے مخطط ہے اور اس کو قرآن کی اصطلاح میں جہنم کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کی تعریف میں فرمایا کہ جہنم گھات کی جگہ ہے منتظر ہے کہ کب گناہ گار مخلوق آتی ہے اور اس کے پیٹ کو بھرتی ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔ جو لوگ توازن اور انصاف کو ملحوظ نہیں رکھتے اور اخلاق و روحانیت کی حدود طبعی کو پھاند جاتے ہیں، وہ ان کی جگہ ہے۔

حلِ لغات

اَلْفَافًا۔ گھنے گھنے۔ گنجان + مِرْصَادًا۔ یا ظرف مکان ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ جہنم گھات کی جگہ ہے اور یا مبالغہ کے لئے ہے۔ یعنی شدت کے ساتھ منتظر + اَحْقَابًا۔ حُقبہ کی جمع ہے۔ مدتِ کثیر۔

۲۴- لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝

۲۵- اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝

۲۶- جَزَآءً وِّفَاقًا ۝

۲۷- اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝

۲۸- وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝

۲۹- وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝

۳۰- فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝ ع

۳۱- اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝

۳۲- حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝

۳۳- وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝

۳۴- وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝

۳۵- لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝

۳۶- جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝

۲۴- وہاں وہ نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کچھ پینے کو ملے گا ۝

۲۵- مگر کھولتا پانی اور پیپ ۝

۲۶- پورا بدلہ ہے ۝

۲۷- وہ حساب کی اُمید نہ رکھتے تھے ۝

۲۸- اور تکرار کر ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ۝

۲۹- اور ہم نے ہر شے گن کر لکھ رکھی ہے ۝

۳۰- سو اب چکھو کہ ہم تمہارے لئے سوائے عذاب کے اور کچھ نہ بڑھائیں گے ۝

۳۱- بے شک متقیوں کو مراد ملتی ہے ۝

۳۲- وہ باغ اور انگور ہیں ۝

۳۳- اور نوجوان ہم عمر عورتیں ۝

۳۴- اور چھلکتے پیالے ۝

۳۵- وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھٹلانا ۝

۳۶- یہ تیرے رب کا حساب سے دیا ہوا بدلہ ہے ۝

ف وہاں کہیں سایہ نہیں ہے نہ ٹھنڈک ہے اور نہ پینے کے لئے کوئی عمدہ چیز۔ پانی ملے گا تو کھولتا ہوا اور شراب ملے گی تو نہایت ردی، سیاہ اور متعفن۔ یہ یاد رہے کہ غساق کے معنی ردی اور بدبودار شراب کے بھی ہیں۔ یہ اس لئے کہ انھوں نے دنیا کی عارضی آسائشوں کو آخرت کے دائمی آرام پر ترجیح دی۔ انھوں نے خواہشاتِ نفس کی تکمیل کے سلسلہ میں ہر اخلاقی اور روحانی نصب العین کو پس پشت ڈال دیا اور وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جن سے انسانیت شرمائے۔ انھوں نے بالکل اس حقیقت پر غور نہ کیا کہ ہمیں احکم الحاکمین خدا کے سامنے پیش ہونا ہے اور ان تمام حرکتوں کا جواب دہ ہونا ہے۔ دل کھول کر احکامِ خداوندی کی تکذیب کی اور آیات و براہین کا مضحکہ اڑایا۔ آج اُن سے کہا جائے گا کہ تمہارا ایک ایک عمل دفترِ احتساب میں مثبت ہے۔ اس لئے اب اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہیں کہ سزا پاؤ اور عذاب کا مزہ چکھو۔ جو کم آگیا ہوگا، البتہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ضرور جائے گا۔

ف مَفَازًا کے ایک لفظ میں جنت کے لذائذ روحانی اور جسمانی کی پوری تفصیل بیان کر دی ہے۔ غرض یہ ہے کہ وہ تمام جذباتِ مسرت و ابتہاج جو تمہارے دلوں میں موجزن ہوتے ہیں اور جن کی تکمیل کے لئے تم یہاں بے قرار اور بے چین رہتے ہو، وہ اگر کہیں کامیابی اور کامرانی کے ساتھ پائے جائیں گے تو جنت وہی جگہ ہے بامراد ہونے کی اور جذبات و خواہشات کی تکمیل کی۔ اس لئے کوشش کرنا ہے تو اس کے لئے کرو اور دوڑ دھوپ اگر مفید ہے تو اس کے لئے۔ ورنہ یہ دنیا تو باوجود اپنی زیب اور زیبائش بالکل عارضی ہے اور ہر لمحہ زوال پذیر ہے اور یہاں کی مسرتیں ایسی نہیں کہ ان کو خالصتًا مسرتوں سے تعبیر کیا جا سکے۔ یہاں ہر آسودگی کے بعد عسر اور تنگی ہے اور ہر خوشی کے بعد غم ہے اور یاس و محرومی۔

حلِ لغات

بَرْدًا۔ ٹھنڈک۔ بعض کے نزدیک اس کے معنی نیند کے ہیں۔ غَسَّاقًا۔ غساق کا معرب ہے یعنی ردی چیز یا ردی شراب، پیپ یا وہ زردی مائل گندہ پانی جو زخم سے نکلتا ہے۔ کَوَاعِبَ جمع کاعب تیز و تند ابھار والی عورتیں۔ نوخاستہ۔ دِهَاقًا۔ چھلکتے ہوئے پُر اور لبالب۔ عَطَآءً حِسَابًا۔ کافی یا بہت زیادہ۔ جیسا کہ ابن قتیبہ نے تشریح کی ہے۔

٣٧۔ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝	٣٧۔ جو آسمانوں اور زمین کا اور جو اُن میں ہے اُس کا رب ہے۔ بڑی مہر والا ہے۔ قدرت نہ ہوگی کہ کوئی اس سے بول سکے ۝
٣٨۔ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝	٣٨۔ جس دن رُوح اور فرشتے قطار باندھ کر کھڑے ہوں گے اُس دن سوائے اس کے جسے رحمٰن حکم دے اور وہ ٹھیک بولے اور کوئی نہ بول سکے گا ۝
٣٩۔ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝	٣٩۔ یہ دن ضرور آنے والا ہے۔ سو جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنا رکھے ۝
٤٠۔ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ ع	٤٠۔ ہم تمہیں نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرا چکے جس دن آدمی دیکھے گا جو اُس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا، اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہوتا ۝
آیاتھا ٤٦ ۔ (٧٩) سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ (٨١) ۔ رکوعاتھا ٢	٧٩۔ سورۂ نازعات مکی
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
١۔ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝	١۔ قسم ہے ڈوب ڈوب کر (جان) کھینچ کر لانے والوں کی ۝

ف غرض یہ ہے کہ وہ دن ایسا جلال و جبروت کا دن ہوگا کہ فرشتے بھی صف بستہ ادب و احترام کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور اپنے میں جرأت کلام نہ پائیں گے۔ صرف اُن کو اجازت ملے گی کہ وہ رب السّمٰوٰت والارض کو مخاطب کر سکیں جو پہلے سے اللہ کے علم میں ماذون ہوں اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ جو کچھ کہیں وہ صواب اور درست بھی ہو۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ

ف مکی سورتوں کی طرح اس میں بھی جس مسئلہ میں زیادہ اہمیت کے ساتھ بحث کی گئی ہے، وہ مسئلہ حشر و نشر کا ہے۔ ان شواہد سے جن کو قسموں کی شکل میں پیش کیا ہے، یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ بعثت و حشر کے نظریہ میں کوئی عقلی استحالہ نہیں ہے۔ وجوہ تاویل میں اختلاف ہے۔ جمہور مفسرین کے نزدیک ان سے مراد فرشتے ہیں اور ان کے متنوع اوصاف و فرائض کی توضیح ہے۔ النّٰزِعٰتِ سے تعبیر ہوں گے وہ فرشتے جو کفار کی رُوح کو ان کی بداعمالیوں کے سبب سے بدن کے گوشے گوشے اور بال بال سے بتکلیف کھینچ کر لاتے ہیں۔

۲- وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝

۲- اور گرہ کھول کر بند سے چھڑانے والوں کی ۝

۳- وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝

۳- اور تیر کر بہنے والوں کی ۝

۴- فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝

۴- پھر دوڑ کر آگے بڑھنے والوں کی ۝

۵- فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝

۵- پھر کام کی تدبیر کرنے والوں کی ۝

۶- یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝

۶- جس دن کانپنے والی کانپے گی ۝

۷- تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝

۷- پیچھے آنے والی اس کے پیچھے آئے گی ۝

۸- قُلُوْبٌ یَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۝

۸- اُس دن بہت دل دھڑکیں گے ۝

۹- اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝

۹- اُن کی آنکھیں نیچے ہوں گی ۝

۱۰- یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ۝

۱۰- وہ کہتے ہیں کیا ہم اُلٹے پاؤں لوٹائے جائینگے یعنی مر کر پھر پیدا ہونگے ۝

۱۱- ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝

۱۱- کیا جب ہم گلی ہوئی ہڈیاں ہو جائیں گے ۝

۱۲- قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝

۱۲- کہتے ہیں یہ ہمارا اس وقت آنا تو خسارہ ہے ۝

۱۳- فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝

۱۳- سو وہ تو ایک جھڑکی ہے ۝

۱۴- فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝

۱۴- پھر ناگاہ وہ سب میدان میں آجائیں گے ۝

ف نشطت سے وہ فرشتے جو مسلمانوں کی جان کو بسہولت قبض کر لیتے ہیں۔ گویا کہ زندگی کی گرہ کو اپنے ناخن تدبیر سے عمدگی کے ساتھ کھول دیتے ہیں۔ السّٰبحٰت سے وہ ملائکہ جو فضا میں طاعت اور فرمانبرداری کے لئے تیرتے پھرتے ہیں اور جہاں کوئی حکم صادر ہوتا ہے تعمیل کے لئے لپکتے ہوئے چلتے ہیں۔ فالسّٰبقٰت سے وہ جو مرتبہ و مقام میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں اور فالمدبّرٰت امرًا سے وہ جو نظام عالم کی دیکھ بھال پر مقرر ہیں اور جن کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ ساری کائنات کی ضروریات کی تکمیل کے لئے کوشاں رہیں۔

اس تعبیر و تاویل کی صورت میں غرض یہ ہے کہ جب تم لوگ موت و حیات اور اس کی کیفیتوں پر غور کرو گے اور فرشتوں کے فرائض کو دیکھو گے اور تمہیں معلوم ہو گا کہ ان کے اختیارات کس حد تک ہیں تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہر آن عالم کی ہلاکت اور تعمیر پر قادر ہے اور بے شمار فرشتے اور ملائکہ اس کے اشارۂ چشم و ابرو پر عالم کو تہ و بالا کر دینے کے لئے ہر وقت تیار و مستعد ہیں۔ وہ جب چاہے گا اس دنیا کو باسانی ختم کر دے گا اور جب چاہے گا پھر اس کو زندگی کی نعمت سے مشرف کر دے گا۔

امام حسن بصری کی رائے ہے کہ ان شواہد سے مقصود ستارے ہیں۔

النّٰزعٰت وہ ہیں جن کا مطلع و مغرب دُور دُور ہیں اور ان کی حدود کافی وسیع ہیں۔ النّٰشطٰت وہ ہیں جن کی طلوع و غروب کی منزل بہت قریب قریب ہے اور وہ ہنسی خوشی اس کو طے کر لیتے ہیں۔

ف۲ السّٰبحٰت وہ ہیں جو تیز سیری میں مچھلیوں کی مانند ہیں اور فالسّٰبقٰت وہ ہیں کہ تیزی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور فالمدبّرٰت امرًا سے مراد وہ کواکب ہیں جو اپنی طبعی خاصیتوں کی بنا پر دنیا پر اپنا مستقل اثر قائم کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح گویا ان نجوم کو کواکب کو انسانی زندگی کے مظہر قرار دیا گیا ہے کہ بعض لوگ بہت طویل عمر کے ہوتے ہیں اور ان کی ولادت اور موت کا مطلع و مغرب دُور دُور ہوتا ہے بعض وہ ہوتے ہیں جو تھوڑی عمر پاتے ہیں اور ہنسی خوشی گزار دیتے ہیں۔ بعض کی زندگی حوادث اور مقابلہ و تقدم سے عبارت ہوتی ہے۔ (باقی ص ۱۳۹۸؟)

حل لغات۔ ترجف۔ الرجفۃ سے ہے جس کے معنی لرزش اور کانپنے کے ہیں اور لرزۂ زمین کو بھی رجفۃ کہتے ہیں۔ واجفۃ۔ دھڑکنے والے۔ لرزنے والے۔ الحافرۃ۔ رجع فلان فی حافرتہ کا ترجمہ ہوتا ہے کہ فلاں آدمی جہاں سے چلا تھا اب پھر وہیں آگیا ہے۔ یہاں موت سے قبل کی زندگی کی طرف اشارہ ہے۔ عظامًا نخرۃ۔ بوسیدہ ہڈیاں۔ الساھرۃ۔ روئے زمین۔

١٥- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝
١٥- کیا تجھے موسیٰ کی خبر بھی پہنچی ہے؟ ۝

١٦- اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝
١٦- جب اُسے اس کے رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے پکارا ۝

١٧- اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝
١٧- کہ فرعون کی طرف جا اُس نے سر اٹھایا ہے ۝

١٨- فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝
١٨- پھر کہہ کیا تیرا جی چاہتا ہے کہ تو پاک ہو ۝

١٩- وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝
١٩- اور میں تجھے تیرے رب کی طرف راہ دکھاؤں کہ تو ڈرے ۝

٢٠- فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝
٢٠- پھر اس نے وہ بڑا معجزہ اُس کو دکھایا ۝

٢١- فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝
٢١- سو اُس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی ۝

٢٢- ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝
٢٢- پھر پیٹھ پھیری سعی کرتے ہوئے ۝

٢٣- فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝
٢٣- پھر جمع کیا پھر پکارا ۝

٢٤- فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝
٢٤- پھر بولا میں تمہارا رب سب سے بڑا ہوں ۝

٢٥- فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝
٢٥- پھر اللہ نے اُسے دنیا اور آخرت کے عذاب میں پکڑا ۝

٢٦- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ ع
٢٦- بیشک اس میں اس کے لئے جو ڈرے بڑی عبرت ہے ۝

(بقیہ صفحہ ١٣٩٧) اور وہ سب سیّاروں کی طرح فضائے حیات میں تیر کر منزل تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض سرگرم اور جدوجہد کے عادی ہوتے ہیں کہ وہ سب ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش میں رہتے ہیں اور بعض ایسے زبردست ہوتے ہیں کہ اپنی ذہنی قوتوں کی بنا پر دُنیا کی تدبیر و اصلاح کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور ایک پائیدار نقش یادگار چھوڑ جاتے ہیں۔ غرضیکہ کوئی ستارہ نہیں جو انفی حیات پر ہمیشہ کے لئے چمکے۔ اس لئے منکرین بعث و حشر کو یہ بتایا ہے کہ تم بھی اس دُنیا کے اُفق میں ہمیشہ نہیں چمکو گے تمہیں مرنا ہے اور مر کر انہیں ستاروں کی طرح پھر ایک بار نمودار ہونا ہے۔ (حاشیہ صفحہ ھٰذا)

سُنَّةُ اللّٰه ف ان آیتوں میں بطور تذکیر سُنّۃ اللہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو طویٰ کی مقدس وادی میں اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا اور کہا کہ ارض مصر میں فرعون باغی و سرکش ہو گیا ہے۔ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو جاؤ اور اس سے اولاً یہ کہو کہ کیا تم پاکبازی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو اور تمہاری یہ خواہش ہے کہ میں تم کو راہِ راست پر گامزن کر دوں۔ اگر مان لے تو فبہا ورنہ بنی اسرائیل کو اس کے چنگل سے چھڑاؤ اور اس کی قوت و تدبیر کا مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے معجزات و خوارق پیش کئے اور کہا کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ مگر اُس نے بہر طور تکذیب کی اور اپنے اعوان و انصار اور عام لوگوں کو جمع کر کے کہنے لگا کہ تم مجھ کو خدا کی طرف بلاتے ہو۔ مگر تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں سب سے بڑا خدا ہوں۔ اس لئے تمہارے دین کی پیروی کی کوئی ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ارض مصر کا سب سے بڑا اور زبردست انسان غریب اور غلام اسرائیلیوں کے سامنے قلزم میں بیچارگی کے ساتھ مارا گیا اور انہوں نے اس کو انتہائی ذلت و عاجزی کے عالم میں پانی میں ڈوبتے دیکھا۔ یہ اللہ کا عذاب تھا جو اس نوع کے تمام بڑے بڑے سرکشوں کے لئے مقدر اور مخصوص ہے اس لئے قریش مکہ کے سرداروں کو بتایا ہے کہ تم قوت و شوکت اور لاؤ لشکر میں فرعون کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ نافرمانی اور سرکشی کی پاداش میں اس کا یہ حشر ہوا ہے تو تم کیونکر محفوظ رہ سکتے ہو تمہارے لئے اس واقعہ میں بڑی عبرت کا سامان ہے بشرطیکہ دلوں میں ذرہ برابر بھی اللہ کا ڈر اور خوف ہو۔

حلِ لغات

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا عذاب۔
لَعِبْرَةً۔ نصیحت کی بات۔

٢٧۔ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ۝

٢٧۔ بھلا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ کہ خدا نے اُسے بنایا

٢٨۔ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝

٢٨۔ اس کا اُچان بلند کیا پھر اُسے درست کیا ۝

٢٩۔ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝

٢٩۔ اور اُس کی رات (اندھیری سے) ڈھانک دی اور اس کی دھوپ کھول نکالی ۝

٣٠۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝

٣٠۔ اور اس کے بعد زمین[1] کو بچھایا ۝

٣١۔ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝

٣١۔ اور اس میں پانی اور چارہ نکالا ۝

٣٢۔ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝

٣٢۔ اور پہاڑوں کو گاڑ دیا ۝

٣٣۔ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝

٣٣۔ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدہ کے لئے ۝

٣٤۔ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝

٣٤۔ پھر جب وہ بڑی آفت آئے گی ۝

٣٥۔ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝

٣٥۔ جس دن آدمی اپنی سعی کو یاد کرے گا ۝

٣٦۔ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝

٣٦۔ اور دوزخ دیکھنے والوں کے لئے ظاہر کی جائے گی ۝

٣٧۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝

٣٧۔ سو جس نے سرکشی کی ۝

٣٨۔ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝

٣٨۔ اور دُنیا کے جینے کو بہتر سمجھا ۝

٣٩۔ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

٣٩۔ اس کا ٹھکانا بس وہ دوزخ[2] ہے ۝

٤٠۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ

٤٠۔ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور

زمین کب پیدا ہوئی؟

[1] بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا سے نظام لیل ونہار کو پیدا کرنے کے بعد زمین کو پیدا کیا گیا ہے۔ حالانکہ دُوسرے مقامات میں یا تصریح فرمایا ہے کہ آسمان کی تخلیق زمین کی تخلیق کے آخر میں ہوئی ہے۔

جواب یہ ہے کہ پیدا کرنے میں اور دَحْوٌ میں لغتہً ایک باریک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ دَحْوٌ کے معنی یہ ہیں کہ زمین کو اس طرح پاؤں تلے بچھا دیا جائے کہ اس میں افادہ کی قابلیت اور استعداد ہو۔ اس لئے معنی یہ ہوں گے کہ گو زمین کو پیدا تو پہلے کیا گیا ہے، مگر مفید بعد میں بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ علم الحیات کے ماہرین کا خیال ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بَعْد یہاں ترتیب کے لئے نہ ہو، بلکہ ترتیب تعقیب بیان کے لئے ہو۔ یعنی غرض یہ ہو کہ اس واقعہ کے بعد اللہ نے آسمان کو بنایا ہے اور اس کو بلندی بخشی ہے اور لیل ونہار کا انتظام فرمایا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس نے زمین کو پیدا کیا ہے۔

جہنمی اور جنتی

[2] ان آیتوں میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ قیامت کے بعد جہنم سے بچنے اور جنت میں داخل ہونے کے لئے کن باتوں کی ضرورت ہے۔ فرمایا جن لوگوں نے سرکشی اختیار کی۔ حدود مذہبی سے تجاوز کیا اور اس دنیائے حقیر کی زندگی کو زیادہ اہمیت دی اور یہ سمجھا کہ جو کچھ بھی ہے یہی چند روزہ حیات ہے۔ انھوں نے اپنی جگہ جہنم میں بنائی۔ جو لوگ اللہ کے سامنے پیش ہونے سے ڈرے کہ مبادا کہیں اعمال کی گرفت نہ ہو اور نفس کو ناجائز خواہشات سے روکا۔ وہی جنت اور اس کی نعمتوں کے مستحق قرار دیئے جائیں گے۔

حلِ لُغات

سَمْكَهَا۔ بلندی + وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ میں اس طرف اشارہ ہے کہ منکرین تو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ان کو چونکہ مال ودولت کی نعمتوں سے نواز گیا ہے۔ اس لئے آخرت میں بھی ان کو جنت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کا موقع دیا جائے گا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خلاف توقع ان کے سامنے جو چیز لائی جائے گی، وہ جہنم ہوگی۔

عَنِ الْهَوٰى ۝

۴۱- فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

۴۲- يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝

۴۳- فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝

۴۴- اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝

۴۵- اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝

۴۶- كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝

نفس کو خواہشات سے روکا ۝

۴۱- اُس کا ٹھکانا بس جنّت ہے ۝

۴۲- لوگ تجھ سے اس گھڑی کی بابت پُوچھتے ہیں کہ اس کے لنگر ڈالنے (یعنی قائم ہونے) کا وقت کب ہے؟ ۝

۴۳- تو اس کی یاد سے کس خیال میں ہے؟ ۝

۴۴- اس کے علم کی انتہا تیرے ربّ کے پاس ہے ۝

۴۵- تُو تو صرف اس شخص کو ڈرانے والا ہے جو اُس سے ڈرے ۝

۴۶- جس دن وہ اُسے دیکھیں گے ایسے ہونگے کہ گویا وہ دُنیا میں بس ایک شام یا ایک صبح سے زیادہ نہ رہے تھے ۝

آیاتها ۴۲	(۸۰) سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ (۲۴)	رکوعاتها ۱

(۸۰) سُورۂ عبس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے) ۝

۱- عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝

۲- اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝

۱- تیوری چڑھائی اور مُنہ موڑا ۝

۲- اس سے کہ اس کے پاس اندھا آیا ۝

سُورۂ عبس اور مقامِ نبوت

ف یہاں اس بات کو بطور اصل اور حقیقت کے ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ مقامِ نبوت اس سے کہیں بلند و ارفع ہے کہ اس کی جانب گناہ یا معصیت کو منسوب کیا جائے۔ کیونکہ نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ ایک سیرت ہے جو عام انسانوں سے ممتاز اور برتر ہے اور ایک ایسا کیرکٹر ہے جو عصمت اور عفت کے زیور سے آراستہ ہے۔ انبیاء علیہم السّلام کی ساری زندگی بے داغ اور سراسر پاک ہوتی ہے۔ اگر ان سے بہ تقاضائے بشریت لغزش کا صدور ہوتا ہے تو محض وہ اپنی اجتہاد میں۔ بعض اوقات یہ اَولیٰ اور اَولیٰ تر میں امتیاز نہیں کر پاتے اور اجتہاد کے ایسے پہلو اختیار کر لیتے ہیں جو اَولیٰ تو ہوتا ہے۔ مگر اَولیٰ تر نہیں ہوتا اور ان کے مرتبہ و مقام کی بلندی اور رفعت کی وجہ سے اتنی سی بات بھی اللہ کو ناگوار ہوتی ہے اور اس پر ان کو تاریبا مطلع کر دیا جاتا ہے۔

سُورہ عبس میں بھی بالکل اسی قسم کا ایک واقعہ مذکور ہے۔ کہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہاد میں سہو ہوا اور کیونکر اللہ کی جانب سے متنبہ کیا گیا۔ بات یہ تھی کہ ایک دن صنادید قریش کا ایک گروہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصروفِ کلام تھا اور آپ بکمال توجہ ان کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اتنے میں ابن اُم مکتوم جو نابینا تھے شوق اور وارفتگی کے عالم میں آئے اور آپ سے مسائل پوچھنے لگے۔ اور یہ نہ دیکھ سکے کہ آپ پہلے کن لوگوں کو شرفِ مکالمہ بخش رہے ہیں۔ آپ نے اس خیال سے کہ یہ لوگ جذبۂ تنفر سے کہیں نفسِ اسلام کی دعوت کو نہ ٹھکرا دیں، یہ موزوں خیال کیا کہ اس وقت ان کو قدرے تغفّص کے ساتھ روک دیا جائے اور ان سردارانِ قریش سے گفتگو کو برابر جاری رکھا جائے شاید اس التفات اور توجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ ادا ناگوار معلوم ہوئی کیونکہ یہ بات وہی علّام الغیوب خوب جانتا ہے کہ نتائج کے اعتبار سے کون چیز بہتر تھی۔ یعنی ان قریش کے بڑے بڑے آدمیوں کے ساتھ بحث و مکالمہ کو جاری رکھنا یا ایک مخلص مسلمان کے ساتھ علم و رافت کے ساتھ گفتگو کرنا۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔

حلِ لُغات

مُرْسٰىهَا۔ قیام۔ وقوع۔

عَبَسَ۔ اظہارِ تغفّص فرمایا۔

۳- وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكّٰىٓ ۙ
۳- اور تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ پاک ہو جاتا ○

۴- اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ
۴- یا نصیحت سنتا اور وہ نصیحت اُسے مفید ہوتی ○

۵- اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ
۵- وہ جو پرواہ نہیں کرتا ○

۶- فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ
۶- تو اُس کی فکر میں ہے ○

۷- وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ
۷- اگر وہ پاک نہ ہو تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں ○

۸- وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ
۸- اور وہ تیرے پاس دوڑتا آیا ○

۹- وَهُوَ يَخْشٰى ۙ
۹- اور وہ ڈرتا ہے ○

۱۰- فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ
۱۰- تُو تو اُس سے تغافل[ف] (بے پرواہی) کرتا ہے ○

۱۱- كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ
۱۱- ہرگز نہیں یہ تو نصیحت ہے ○

۱۲- فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ
۱۲- سو جو چاہے اُسے یاد کرے ○

۱۳- فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ
۱۳- اور یہ ان ورقوں میں (لکھی) ہے جن کی تعظیم کی جاتی ہے ○

۱۴- مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ
۱۴- جو بلند قدر مقدس[ف] (پاک) ہیں ○

۱۵- بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ
۱۵- وہ ورق لکھنے والوں کے ہاتھ میں ہیں ○

ف غور کیجئے۔ واقعہ کے لحاظ سے یہاں کوئی نافرمانی یا معصیت نہیں ہے۔ بلکہ معاملہ صرف یہ ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان باتوں میں کہ کون توجہ اور التفات کا زیادہ مستحق ہے۔ کہنے والے یا یہ نابینا صحابی صحیح اور اولیٰ فیصلہ نہیں کر پائے اور مسئلہ کے ایسے پہلو کو اختیار کر لیا جو عنداللہ معقول تھا، افضل نہیں تھا۔

قرآن کی یہ آیات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صادق اور مامور من اللہ ہونے پر بہترین دال ہے کیونکہ معاذ اللہ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے نہ ہوتے تو ان آیتوں کو جن میں آپ کو متنبہ کیا گیا ہے کبھی قرآن کے اوراق میں درج نہ فرماتے۔ یہ واقعہ بجائے خود دعویٰ نبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے کہ اتنی بڑی تنبیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر کسی تشریحی نوٹ کے ابد تک باقی رکھا اور اپنے عقیدت مندوں کو بتایا کہ مجھے اس مقام پر ٹھوکر لگی ہے۔

ف صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ سے مراد اوراق قرآن ہیں جو عنداللہ مکرم ہیں اور رفعت اور پاکیزگی میں ممتاز ہیں۔ اور بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ سے مقصود صحابہ ہیں جن کے بزرگ اور مقدس ہاتھوں میں ان کی کتابت ہوئی اور جن کی مساعی سے یہ کتاب حکیم ساری دُنیا میں اشاعت پذیر ہوئی۔

حلِ لغت

لَهٗ تَصَدّٰى۔ آپ اس کے درپے ہوئے۔ اس کی فکر میں پڑتے ہیں۔

۱۶- كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ○
۱۷- قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ○
۱۸- مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ○
۱۹- مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ○
۲۰- ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ○
۲۱- ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ○
۲۲- ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ○
۲۳- كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ○
۲۴- فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ○
۲۵- اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ○
۲۶- ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ○
۲۷- فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ○
۲۸- وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ○

۱۶- جو بزرگ اور نیکوکار ہیں ○
۱۷- آدمی پر خدا کی مار وہ کیسا کچھ ناشکر گزار ہے ○
۱۸- خدا نے اُسے کس چیز سے پیدا کیا ○
۱۹- نطفہ سے اسے پیدا کیا۔ پھر اس کا اندازہ رکھا ○
۲۰- پھر اس کے لئے راہ آسان کی ○
۲۱- پھر اُسے مُردہ کیا۔ پھر اُسے قبر میں رکھوایا ○
۲۲- پھر جب چاہے گا اُسے اُٹھائے گا ○
۲۳- کوئی نہیں جو اُسے حکم ملا ہے اُس نے اُسے پورا نہیں کیا ○
۲۴- سو چاہیئے کہ انسان اپنے کھانے کی طرف دیکھے ○
۲۵- کہ ہم نے بڑے زور سے پانی برسایا ○
۲۶- پھر ہم نے زمین کو پھاڑ کر چیرا ○
۲۷- پھر ہم نے اُس میں دانہ اُگایا ○
۲۸- اور ترکاری ○

آپا دھاپی اور نفسا نفسی

ف غرض یہ ہے کہ آج تو یہ مادیت میں پھنسے ہوئے لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بوقلموں نعمتوں سے استفادہ کر رہے ہیں اور ان چیزوں کو حاصل حیات سمجھے ہوئے ہیں۔ مگر ایک وقت آنے والا ہے جب کانوں کو بہرہ کر دینے والی آواز کا دھماکا ہوگا اور یہ محسوس کریں گے کہ اب احتساب کی گھڑی قریب تر ہو رہی ہے۔ اس وقت یہ تعلقات جو یہاں گناہ اور معصیت کا سبب بن جاتے ہیں، منقطع ہو جائیں گے اور ہر شخص آپا دھاپی اور نفسا نفسی میں کچھ ایسا منہمک ہوگا کہ دوسروں کی ہمدردی کا خیال بھی اُس کے دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ جس بھائی پر وہ جان دیتا تھا اور جن کی وجہ سے کئی ہنگامے اور لڑائیاں اس نے مول لی تھیں۔ آج اُن سے بھاگے گا اور ان کا سامنا نہیں کرے گا۔ وہ ماں اور باپ جن کے پیار اور جن کی محبتوں پر اس کو ناز تھا اور جن کی بے جا محبّت اور نازبرداری کی وجہ سے اس کے اخلاق بگڑے تھے۔ ان کو چھوڑ دے گا۔

(باقی صفحہ ۱۴۰۳ پر)

حلِ لغت

فَاَقْبَرَهٗ۔ یعنی عالم قبر میں پہنچایا۔ جس کا آغاز موت کے بعد ہوتا ہے۔
قَضْبًا۔ ترکاری۔

۲۹ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ۝ ۲۹-اور زیتون اور کھجوریں ۝

۳۰-وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ ۳۰-اور گھنے باغ ۝

۳۱-وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ۝ ۳۱-اور میوے اور چارہ ۝

۳۲-مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ۝ ۳۲-تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے نفع کے لئے ۝

۳۳-فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ ۳۳-پھر جب کان پھوڑنے والی آئے گی ۝

۳۴-يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ ۳۴-اُس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا ۝

۳۵-وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ۝ ۳۵-اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے ۝

۳۶-وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ۝ ۳۶-اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے ۝

۳۷-لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ ۳۷-اُس دن اُن میں سے ہر آدمی ایک حال میں مشغول ہوگا جو اس کو کافی ہوگا ۝

۳۸-وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ۳۸-کتنے منہ اُس دن روشن ہوں گے ۝

۳۹-ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ ۳۹-ہنستے خوشی کرتے ۝

۴۰-وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ ۴۰-اور کتنے منہ اُس دن ایسے ہوں گے جن پر غبار پڑا ہوگا ۝

۴۱-تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ ۴۱-اُن پر سیاہی[1] چھائی ہوگی ۝

۴۲-اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ ع ۴۲-وہ لوگ وہی ہیں جو کافر بدکار ہیں ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰۲)

وہ بیوی اور بچے جن کے لئے رات دن سرگرداں رہتا تھا اور جن کی آسودگی اور آسائش کے لئے اُس نے حلال اور حرام کی تمیز بھی اٹھا رکھی تھی آج اس کو یہ اپنے دشمن نظر آئیں گے۔ آج صرف اپنی ذات اور اس کی فکر ہوگی۔ اپنا معاملہ اور اس کے متعلق تشویش ہوگی جس کی وجہ سے ہر آدمی حیران اور پریشان ہوگا۔

پھر اعمال کی تقسیم کا تقاضا یہ ہوگا کہ کچھ لوگ تو خوش و خرم ہوں گے اُن کے چہروں پر مسرت کھیل رہی ہوگی اور کچھ ایسے ہوں گے کہ بداعمالیوں کی وجہ سے رُوسیاہ ہوں گے۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

[1] جن پر گرد و غبار چھارہا ہوگا۔ مؤخر الذکر وہ ہوا ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کا انکار کیا اور ساری زندگی فسق و فجور میں گزار دی۔

حلِ لغات

اَبًّا۔ چارہ۔ بھوسی۔ گھاس۔
اَلصَّآخَّةُ۔ نفخۂ ثانیہ جس کی وجہ سے ایک شور ہوگا۔
قَتَرَةٌ۔ ندامت و حسرت کی سیاہی۔

آیاتہا ۲۹	(۸۱) سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ (۷)	رکوعہا ۱

(۸۱) سُورۃ تکویر ف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○

۱- جب سورج لپیٹا جائے گا ○

۲- وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ○

۲- اور جب تارے ماند پڑ جائیں گے ○

۳- وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○

۳- اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے ○

۴- وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○

۴- اور جب اس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بیکار پھریں گی ○

۵- وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ○

۵- اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے ○

۶- وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○

۶- اور جب دریا جھونکے جائیں گے ○

۷- وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ○

۷- اور جب جیوں کے جوڑے باندھے جائیں گے ○

۸- وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ○

۸- اور جب اس لڑکی سے جو زندہ گاڑی گئی تھی پوچھا جائیگا ○

۹- بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ○

۹- کہ وہ کس گناہ پر ماری گئی تھی ○

۱۰- وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○

۱۰- اور جب اعمالنامے کھولے جائیں گے ○

سُوْرَةُ التَّكْوِيْر

ف قرآن حکیم نے جن صداقتوں کو آج سے چودہ سو سال قبل بیان کیا تھا، آج سائنس اور علوم جدیدہ اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ چنانچہ تکویر شمس کا مسئلہ وہ ہے جس کو قیامت کی توضیح کے سلسلہ میں قرآن حکیم نے بوضاحت ذکر کیا اور آج بڑے بڑے ماہرین کہہ رہے ہیں کہ ایک وقت آئے گا جب کہ سورج کی حرارت اور روشنی کا خزانہ بالکل ختم ہو جائے گا اور یہ محض کرۂ بے نور ہو کر رہ جائے گا۔ اس وقت کے عقل مند اس نظریہ پر ہنستے تھے کہ کہیں آفتاب کا چشمۂ نور وضیاء بھی خشک ہو سکتا ہے؟ مگر آج کے عقلاء ان لوگوں کی عقل پر ہنستے ہیں جو اس نظام کو دائمی سمجھتے تھے۔

وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ سے غرض یہ ہے کہ وہ وقت اتنا ہولناک ہوگا کہ چوپایہ کی وہ قسم جو مالک کو بہت عزیز ہوتی ہے، وہ اس سے بھی بے پرواہ ہو جائے گا۔

وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ یعنی وحشی جانور بھی گھبرا جائیں گے اور مارے وحشت اور اضطراب کے جنگلوں میں جمع ہونے شروع ہو جائیں گے۔

حل لغات

اَلْمَوْءُدَةُ:- زندہ گاڑی ہوئی لڑکی۔

بعض قبائل میں عزت اور شرف کا یہ غلط خیال رواج پذیر ہوگیا تھا کہ لڑکیاں ناموس اور عزت کے لئے موجب ننگ ہیں۔ اس لئے وہ ان کو جب پیدا ہوتیں تو زندہ زمین میں گاڑ دیتے۔ اس براء کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل عربوں کی اخلاقی حالت کیا تھی؟ اور اسلام نے ان لوگوں کی اصلاح کے سلسلہ میں کتنا بڑا کام کیا۔

۱۱- وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝
۱۲- وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝
۱۳- وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝
۱۴- عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ ۝
۱۵- فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝
۱۶- الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝
۱۷- وَ الَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝
۱۸- وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝
۱۹- اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝
۲۰- ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝
۲۱- مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝
۲۲- وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝

۱۱- اور جب آسمان کی کھال اُتاری جائے گی ۝
۱۲- اور جب دوزخ دہکائی جائے گی ۝
۱۳- اور جب بہشت نزدیک لائی جائے گی ۝
۱۴- اُس وقت ہر شخص معلوم کریگا جو اُس نے حاضر کیا ہے ۝
۱۵- سو مَیں پیچھے ہٹنے والوں کی قسم کھاتا ہوں ۝
۱۶- سیدھے چلنے والوں تھم رہنے والوں کی ۝
۱۷- اور رات کی قسم جبکہ وہ جانے لگے ۝
۱۸- اور صبح کی قسم جبکہ وہ سانس لے ۝
۱۹- کہ بیشک یہ قرآن بزرگ رسولؐ کا قول ہے ۝
۲۰- وہ رسولؐ صاحب قوت ہے عرشؐ والے کے پاس عزت والا ہے ۝
۲۱- سب کا مانا ہوا ہے وہاں امانت دار ہے ۝
۲۲- اور یہ کہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں ہے ۝

آفتابِ نبوت کا طلوع

ف قرآن کے متعلق یہ شبہ تھا کہ یہ کلام جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے پیش کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام کی وساطت سے نازل نہیں ہوا۔ اس کا جواب مرحمت فرمایا ہے کہ ان پانچ سیاروں کو دیکھو جن کو مریخ، زحل، مشتری، زہرہ اور عطارد کہتے ہیں کہ جس وقت چلتے چلتے مشرق کی جانب گھوم جاتے ہیں اور جس وقت تاریک رات جانے لگتی ہے اور صبح صادق کا وقت ہوتا ہے اور آفتاب کی آمد آمد ہوتی ہے۔ کیا اس وقت دن کی تابندگی اور روشنی میں کوئی شک وارتیاب باقی رہتا ہے اور کیا اس وقت سوائے آفتاب کے اور کوئی دلیل آفتاب کے وجود کی پیش کی جاسکتی ہے۔ ع "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب"

ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ یہ پانچ سیارے آخری رات کو آفتاب کی پیشوائی کے لئے مشرق کی جانب آجاتے ہیں اور اپنی آب وتاب کھو بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح انبیائے سابقین کا زمانہ اپنی حیات پر چمکنے کا ختم ہو چکا ہے۔ کفر وظلمت کی رات جو ان کے بعد چھا چکی تھی، اب چھٹ چکی ہے اور صبح کا اُجالا نمودار ہے اور آفتابِ نبوت جلوہ گر ہے۔ اس لئے اب ان حالات میں یہ واقع ہے کہ یہ قرآن جبریل علیہ السلام کی وساطت سے نازل ہوا ہے۔ جو بزرگ ہے۔ صاحبِ قوت ہے۔ مالکِ عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے۔ مطاع اور آسمانوں میں امانت داری میں مشہور ہے۔

ف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور کسبِ فیض کیا تو منکرین نے کہا کہ یہ محض جنون ہے۔ اس کی تردید میں فرمایا کہ وہ شخص جو تمہارے ساتھ برسوں سے ہے اور جس کی عقل مندی اور دوستی پر تمہیں ناز رہا ہے۔ آج یکایک مجنون کیونکر ہو گیا۔ کیا محض اس لئے کہ وہ الہام کا مدعی ہے یقین مانو کہ اُس نے جبریلؑ کو اُس کی اصل شکل میں صاف آسمان کے کنارہ پر دیکھا ہے۔

حلِ لغات

کُشِطَتْ۔ کَشْطٌ سے ہے۔ جس کے معنی کھال اُتارنے اور برہنہ کرنے کے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ نظامِ آسمانی کو درہم برہم کر دیا جائے گا۔

عَسْعَسَ۔ ذوات الاضداد میں سے ہے۔ اس کے معنی آنے اور جانے دونوں کے ہیں۔ مگر یہاں مُراد یہ ہے کہ جب رات جانے لگتی ہے۔

۲۳- وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝

۲۳- اور کچھ شک نہیں کہ اُس نے اُس رسُول کو آسمان کے کھلے کنارہ پر دیکھا ہے ۝

۲۴- وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝

۲۴- اور وہ پوشیدہ بات پر بخیل بھی نہیں ہے ۝

۲۵- وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝

۲۵- اور قرآن شیطان مردود کا قول نہیں ہے ۝

۲۶- فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝

۲۶- پھر تم کدھر جاتے ہو؟ ۝

۲۷- اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

۲۷- یہ تو جہان بھر کے لئے ایک نصیحت ہے ۝

۲۸- لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝

۲۸- اس کے لئے جو تم میں سیدھی راہ پر چلنا چاہے ۝

۲۹- وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۲۹- اور جب تک اللہ جو جہان کا رب ہے، نہ چاہے تم ہرگز نہیں چاہ سکتے ۝

(۸۲) سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ (۸۲)

آیاتہا ۱۹ — رکوعہا ۱

(۸۲) سُورۂ انفطار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝

۱- جب آسمان پھٹ جائے ۝

۲- وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝

۲- اور جب ستارے جھڑ پڑیں ۝

۳- وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝

۳- اور جب دریا بہہ چلیں ۝

ف۱ ضَنِيْنٍ بالضاد کے معنی بخل کے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو باتیں رُشد و ہدایت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے معلوم ہوتی ہیں وہ ان کو از راہ بخل نہیں چھپاتے بلکہ بلا کم و کاست بندوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

ایک قرأت میں ظَنِيْنٍ بالظاء بھی آیا ہے۔ اس کے معنی متہم ہونے کے ہیں۔ اس صورت میں غرض یہ ہوگی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذب و افتراء سے متہم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی ساری زندگی صداقت شعاری سے معمور رہی ہے جس کو تم بھی جانتے ہو۔

قرائین کے توافق سے معلوم ہوتا ہے کہ ضاد کو ظاء کے قریب پڑھنا چاہئے۔

ف۲ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ قرآن حکیم تمام کائنات کے لئے رُشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔ آج تم لوگ از راہ جہل و تعصب اس کے حقائق کو تسلیم نہیں کرتے ہو مگر ایک وقت آنے والا ہے کہ اس کی روشنی سارے عالم میں پھیلے گی اور اس کی تعلیم کو دنیا کے ہر حصہ میں قبولیت اور پذیرائی کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

حل لغت

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔ یعنی جب اس بساط ارضی کو اُلٹ دیا جائے گا۔ اس وقت سمندر چھلک جائیں گے اور اِدھر اُدھر بہنے لگیں گے۔

۴- وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ○
۵- عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ○
۶- يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ○
۷- الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ○
۸- فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ○
۹- كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ○
۱۰- وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ○
۱۱- كِرَامًا كَاتِبِينَ ○
۱۲- يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ○
۱۳- إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ○
۱۴- وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ○
۱۵- يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ○
۱۶- وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ○

۴- اور جب قبریں اُٹھائی جائیں ○
۵- اُس وقت ہر نفس معلوم کریگا جو آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ہے ○
۶- اے انسان کس چیز نے تجھ کو تیرے ربِ کریم کی نسبت فریب دیا؟ ○
۷- جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے درست کیا پھر برابر کیا ○
۸- جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا ○
۹- ہرگز نہیں بلکہ تم انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہو ○
۱۰- حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں ○
۱۱- یعنی بزرگ لکھنے والے ○
۱۲- جو کچھ تم کرتے ہو اُن کو معلوم رہتا ہے ○
۱۳- بے شک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے ○
۱۴- اور بے شک بدکار دوزخ میں ہوں گے ○
۱۵- انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے ○
۱۶- اور کبھی اس دوزخ میں غائب نہ ہوں گے ○

تم فریبِ نفس میں کیوں مبتلا ہوئے؟

ف علاماتِ قیامت کی تفصیل بیان کرنے کے بعد یہ فرمایا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے جب کہ ہر شخص اپنے کئے ہوئے کو دیکھے گا اور معلوم کرے گا کہ اُس نے اپنی نجات کے لئے اعمال کی پونجی کیا آگے بھیجی ہے اور کن فرائض اور واجبات کو اُس نے ادا نہیں کیا اور ان میں پیچھے رہ گیا۔ پھر منکر و سرکش انسان سے پوچھا ہے کہ تیرے پاس اس دن کے لئے کیا تحفہ ہے؟ تجھ کو آخر ربِ کریم کے باب میں کس چیز نے خداعِ نفس اور جہل میں مبتلا کر رکھا ہے؟ کیا اس کی ربوبیت اور کرم و نوازش نے؟ مگر تم نے کبھی سوچا ہے کہ صرف تو ہی اس کا کیوں مستحق ہے؟ کیا وہ لوگ جنھوں نے اپنی جان تک اللہ کی راہ میں دے دی، جنھوں نے اپنے خون سے اپنے اعمال نامہ کو لکھا، جنھوں نے اس دُنیائے دُوں کو آخرت کے مقابلہ میں ہمیشہ حقیر سمجھا، وہ کیوں اس کی رحمت و بخشش کے مستحق نہیں؟ کیا وہ خدا جس نے تجھ کو کتمِ عدم سے وجود کی نعمت بخشی۔ جس نے جوڑ بند درست کئے۔ جس نے اعضاء اور اعضاء میں توازن و اعتدال پیدا کیا اور جس نے حسبِ پسند تیری صورت بنائی، اس کے کرم اور بخشش کا تقاضا یہ نہ تھا کہ تو اس کے سامنے جھکتا۔ سرکشی کو چھوڑ کر رضا کا شیوہ اختیار کرتا اور کفر کی تاریکیوں سے نکلتا اور ایمان و یقین کی روشنی میں داخل ہوتا۔ مگر تو نے جب اس کی بخششوں اور ان نوازشوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا تو اب اُس کے کرم اور نوازشوں کا کیوں متوقع ہے۔

حلِ لغات

مَا غَرَّكَ۔ تجھ کو کس چیز نے بھول میں رکھا۔
كِرَامًا كَاتِبِينَ۔ وہ فرشتے جو انسانوں کے عمل لکھتے ہیں۔

۱۷- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

۱۸- ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

۱۹- يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

۱۷- اور تُو کیا جانے انصاف کا دن کیا ہے؟ ۝

۱۸- پھر تُو کیا جانے انصاف کا دن کیا ہے؟ ۝

۱۹- جس دن کوئی (منکر مجرم) کسی کے لئے کچھ نہ کر سکے گا اور اُس دن حکم اللہ ہی کا ہوگا ۝

آیاتہا ۳۶ (۸۳) سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ (۸۶) رکوعہا ۱

(۸۳) سُورۂ تطفیف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝

۲- الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝

۳- وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝

۴- اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝

۵- لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

۶- يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۷- كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- کم دینے والوں کی خرابی ہے ۝

۲- وہ کہ جب لوگوں سے ناپ لیں تو پورا بھریں ۝

۳- اور جب انہیں ناپ کر یا وزن کر کے دیں تو گھٹا کر دیں ۝

۴- کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اُٹھائے جائیں گے ۝

۵- ایک بڑے دن کے لئے ۝

۶- جس دن آدمی جہان کے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے ۝

۷- ہرگز نہیں بدکاروں کے اعمالنامے سجّین میں پہنچے ۝

ف اس میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ ان لوگوں نے جو سرکشی اور عناد کا وتیرہ اختیار کر رکھا ہے تو وہ اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رُشد و ہدایت کے استفادہ کے مواقع عنایت نہیں فرمائے ہیں یا عقل و دانش اس راہ میں حائل ہے اور ٹیک نیتی کے ساتھ اسلام کے حقائق کو سمجھ نہیں پاتے۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ اصول مکافات عمل کے قائل نہیں ہیں۔ قیامت اور جزا و سزا کو نہیں تسلیم کرتے اس لئے دین کی قدر و قیمت ہی اُن کے دلوں سے اُٹھ گئی ہے اور اب یہ اس قابل نہیں رہے کہ ان معارف پر غور کر سکیں۔

سُورۃ التّطفیف

ف اس سُورۃ کا موضوع یہ ہے کہ کاروبار اور معاملات میں اعتماد و صداقت کی رُوح کو پیدا کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ مذہب کا تعلق صرف عبادات سے نہیں اور عبادت کا مفہوم صرف یہ نہیں ہے کہ مجاہدہ و ریاضت سے نفس کو پاک کیا جائے۔ بلکہ مذہب نام ہے عقائد سے لے کر معاملات تک اصلاح کا۔ اور عبادت تعبیر ہے معاملہ کی پاکیزگی سے۔ اور ریاضت و زہد کہتے ہیں قلب کو حرص و آز کے جذبات سے پاک کرنے کو۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے ایک مسلمان کا تخیل صرف یہی نہیں ہے کہ وہ توحید و سُنّت کا قائل ہے اور پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ لین دین، بیع و شرا اور معاملات باہمی میں بھی مسلمان ہو۔ چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہ عذاب کے مستحق ہیں۔ ان لوگوں کی بیع اور حرص کا یہ عالم ہے کہ جب یہ دوسروں سے کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں اور جب دوسروں کو دینے لگتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں سے پوچھا ہے کہ کیا ان لوگوں کو خدا کے سامنے پیش نہیں ہونا ہے اور پیش ہو کر جواب نہیں دینا ہے۔

حلِ لغت

لِلْمُطَفِّفِيْنَ۔ مُطَفِّف کی جمع ہے۔ چیز کو گھٹا کر دینے والے۔ شیٔ طفیف۔ اے قلیل۔

۸- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ○
۸- اور تو کیا جانے سجّین کیا ہے؟ ○

۹- كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ○
۹- ایک لکھا ہوا دفتر ہے ○

۱۰- وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○
۱۰- اس میں جھٹلانے والوں کی خرابی ہے ○

۱۱- الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ○
۱۱- جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں ○

۱۲- وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ○
۱۲- اور اُسے وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے باہر نکلنے والا گنہگار ہے ○

۱۳- اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○
۱۳- جب اُس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ○

۱۴- كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○
۱۴- ہرگز نہیں، بلکہ جو وہ کماتے ہیں اُس نے اُن کے دلوں پر زنگ لگا دیا ہے ○

۱۵- كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ○
۱۵- ہرگز نہیں، وہ اُس دن اپنے رب سے پردہ میں ہوں گے ○

۱۶- ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ○
۱۶- پھر ان کو ضرور دوزخ میں جانا ہوگا ○

۱۷- ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
۱۷- پھر کہا جائے گا یہ وہ ہے جسؒ کو تم

اِن دِلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے

ف اس دن افسوس اُن لوگوں کے لئے ہے جو مکذب ہیں اور مکافاتِ عمل کے اصول کو تسلیم نہیں کرتے۔ جو یہ نہیں مانتے کہ ان کو مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا ہے۔ جن کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ مٹی میں مل کر مٹی ہو جانے کے بعد کیونکر دوبارہ زندگی عطا ہو سکے گی اور جن کے نزدیک عقلاً یہ مستبعد ہے کہ حیات رواں دواں اور مسلسل ہے۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی بری بھلی زندگی ہے یہی ہے۔ اس کے بعد نہ برزخ ہے نہ جنت اور نہ دوزخ۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ ان لوگوں کا انکار بر بنائے معقول نہیں ہے۔ ان کے پاس دلائل نہیں ہیں۔ جن کی وجہ سے کفر پر مصر ہوں اور جزا و سزا کے اس قانونِ عدل و انصاف کو نہ مانیں۔ بلکہ اس انکار و کفر کے پس پردہ سب سے بڑا محرک جذبۂ معصیت ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے سلسلہ میں یہ نہیں چاہتے کہ کوئی قانون، کوئی ضابطہ اور کوئی دین درمیان میں حائل ہو اور ان کو فسق و فجور کے لذائذ سے روک دے۔ کبر و نخوت کا یہ عالم ہے کہ جب قرآن حکیم کی آیتیں ان کو پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تاکہ ان کو روشنی اور نور کے اکتساب کا موقع ملے تو یہ نہایت بے توجہی سے کہہ اٹھتے ہیں کہ اس میں بجز پہلوں کے قصّے کہانیوں کے اور کیا رکھا ہے۔ حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں زندگی کے معارف اور رُوح کی بالیدگی اور رفعت سے بحث کی گئی ہے۔ جس میں قوموں کے عروج و زوال کے اسباب بیان کئے گئے ہیں جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کے لئے قانونِ فطرت کیا ہے۔ جس میں اخلاق و معاشرت کی وہ گتھیاں سلجھائی گئی ہیں جن کو انسان تا ایں تدبیر اب تک نہیں سلجھا سکا ہے جس میں خدا تک پہنچنے کے اور اس کے حصول و تقرب کے وسائل کی تشریح ہے۔

(باقی صفحہ ۱۴۵۰ پر)

حلِ لغات

مُعْتَدٍ۔ حد اعتدال و توازن سے بڑھ جانے والا۔
اَثِيْمٍ۔ عادی مجرم۔ رَانَ۔ زنگ بیٹھ گیا۔ دل کی حقیقت پر غالب آگیا۔ چھا گیا۔

تُكَذِّبُوْنَ ۝

۱۸- كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝

۱۹- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝

۲۰- كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝

۲۱- يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

۲۲- اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝

۲۳- عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝

۲۴- تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝

۲۵- يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝

۲۶- خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۗ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝

۲۷- وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝

۲۸- عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

جھٹلاتے تھے ۝

۱۸- ہرگز نہیں بیشک نیکوں کے اعمالنامے علّیین (اونچا لوں) میں ہیں ۝

۱۹- تو کیا سمجھا علّیون کیا ہے ۝

۲۰- وہ لکھا ہوا دفتر ہے ۝

۲۱- مقرب (فرشتے) اس پر حاضر ہوتے ہیں ۝

۲۲- بیشک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے ۝

۲۳- تختوں تختوں پر بیٹھے ہوں گے ۝

۲۴- تو اُن کے چہروں پر نعمت کی تازگی پہچانے گا ۝

۲۵- مُہر لگی ہوئی خالص شراب ان کو پلائی جائے گی ۝

۲۶- اس کی مُہر مشک (کستوری) پر ہوتی ہے اور اسی ہی کی چاہئے کہ رغبت کریں ۝

۲۷- اور اس کی طونی تسنیم سے ہے ۝

۲۸- وہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب ف۱ پیتے ہیں ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰۹)

اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر زمانے میں وہ کون دین ہے جو کائنات انسانی کے لئے سرمایۂ صد رحمت و برکت قرار دیا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کی رائے غور و فکر پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ قلب بے حس ہو چکا ہے۔ گناہوں کا غبار اس پر چھا گیا ہے اور بصیرت اور نور دب چکا ہے۔ اب اس میں وہ معرفت نہیں ہے۔ وہ عمق اور گہرائی نہیں ہے جس کی وجہ سے انسان کسی معاملہ کی تہ تک پہنچ سکتا ہے۔

ف۲ یعنی آج تو یہ لوگ دُنیا میں حقائق دینی سے رُوگردانی کرتے ہیں مگر کل آخرت میں مومنین جب کہ حق تعالیٰ کے قرب سے مشرف ہوں گے اور اس کی تجلیات سے دل و دیدہ کی تسکین کا سامان بہم پہنچائیں گے، یہ اس نعمت سے محروم رہیں گے اور جہنم میں پھینکے جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ یہی وہ مقام ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔ آج بتاؤ کیا ہم جھوٹ کہتے تھے۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

ف۱ پاکبازوں کا نامۂ اعمال مقام علو و رفعت میں ہوگا۔ جس کو فرشتے بھی عزت اور فخر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کا ٹھکانا جنت ہے۔ جہاں اُن کو ہر نعمت سے نوازا جائے گا۔ جہاں یہ مسہریوں پر بیٹھے خدا کی نعمتوں اور بخششوں کا نظارہ کریں گے۔ تم ان کو دیکھو گے کہ چہروں سے تکلف اور تنعم کے اثرات نمایاں ہیں۔ ان کو وہاں ہر نوع کے کھانے پینے کی آزادی میسّر ہوگی۔ حتیٰ کہ شراب بھی ملے گی جو سربمہر ہوگی اور آخر میں جو مزا ہوگا، مُشک سا ہوگا۔ خوشبودار اور معطر۔ یہ وہ کیفیت اور زندگی ہے جس میں تنافس اور تفاخر کی ضرورت ہے۔ دنیا کی ذلیل چیزوں کے لئے ایمان اور دیانت کو قربان کر دینا انتہا درجہ کی بے عقلی ہے۔

حلِ لُغات

نَضْرَةَ النَّعِيْمِ۔ تازہ نعمت کی زندگی کی شگفتگی۔ آسائش کی بشاشت + رَحِيْقٍ۔ خالص شراب وصافی یا بہتر و خوشبو تر + خِتٰمُهٗ مِسْكٌ۔ آخری گھونٹ مشک کی خوش بوئے ہوگے یا مُہر مُشک کی ہوگی۔ دونوں معنی مُراد ہیں۔

۲۹۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝

۳۰۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝

۳۱۔ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝

۳۲۔ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَضَاۗلُّوْنَ ۝

۳۳۔ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝

۳۴۔ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝

۳۵۔ عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ يَنْظُرُوْنَ ۝

۳۶۔ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ ع

۲۹۔ وہ جو گنہگار ہیں، ایمان داروں پر ہنستے تھے ۝

۳۰۔ اور جب اُن کے پاس گزرتے تھے تو آپس میں آنکھ مارتے تھے ۝

۳۱۔ اور جب اپنے گھر کو لوٹتے تو باتیں بناتے لوٹتے تھے ۝

۳۲۔ اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے کہ بے شک یہ لوگ گمراہ ہیں ۝

۳۳۔ اور حالانکہ وہ ایمانداروں پر محافظ بنا کر نہیں بھیجے گئے ۝

۳۴۔ سو آج مومن کافروں پر ہنسیں گے ۝

۳۵۔ تختوں پر بیٹھے دیکھیں گے ۝

۳۶۔ کیا کافروں کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملا ۝

آیاتھا ۲۵	(۸۴) سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ (۸۳)	رکوعھا ۱	(۸۴) سورۂ انشقاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

مذاق کا بدلہ مذاق

ف کفار کے لئے یہ منظر کتنا تکلیف دہ اور اذیت بخش ہوگا کہ دنیا میں جن لوگوں پر یہ لوگ ہنستے تھے جن کی تحقیر اور تذلیل کے لئے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارے ہوتے تھے۔ جن لوگوں کو اپنے گھروں میں یہ ہدفِ طعن و تشنیع بناتے تھے اور جن کو دیکھ پاتے تھے تو بڑی بے باکی اور دلسوزی سے کہتے تھے کہ افسوس یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ یہ بات کہنے کا ان کو کوئی استحقاق نہ تھا آیا ان کو دیکھیں گے کہ وہ بلندیوں اور رفعتوں کے مالک ہیں۔ اور مسہریوں پر تمکنت اور وقار سے بیٹھے ان کا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ آج ان منکرین اور کفار کو اُن کے استہزا اور تمسخر کا پورا پورا بدل مل گیا اور آج اُن کی آنکھوں سے سارے پردے اور حجاب اٹھ گئے۔ آج اُن کو معلوم ہو گیا کہ اللہ کے نزدیک معیارِ تقرب کیا ہے؟ مال و دولت کی فراوانی یا سیم و زر کے انبار یا اعوان و انصار کی کثرت؟ نہیں! بلکہ اعمالِ صالح، پاک بازی، دولتِ ایمان سے بہرہ مندی، خلوص، جاں بازی، ایثار اور پیہم اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جدوجہد۔ یہ وہ نعمتیں ہیں، جن سے اُن کے دامن ہمیشہ خالی رہے۔ انہوں نے اس بات پر بڑے فخر و غرور کا اظہار کیا کہ ان کو دنیا کی ساری آسائشیں حاصل ہیں اور مسلمان اُن سے یک قلم محروم ہیں۔ مگر اس بات کو یہ لوگ معلوم نہ کر سکے کہ زندگی کا اصلی و حقیقی نصب العین دُنیا نہیں ہے۔ دُنیا کی آسودگیاں اور تکلفات نہیں ہیں بلکہ رضاءِ الٰہی ہے۔ وہ اگر خوش ہو گیا تو دارین کی نعمتیں حاصل ہیں اور اگر وہ روٹھ گیا تو چاندی سونے کے محل بھی محض بے کار ہیں۔ یہی وہ راز تھا جس کو مسلمان نے سمجھا اور جس کی وجہ سے آج جنت اُن کے قدموں میں ہے۔ اور کفار نے نہ سمجھا اور جہنم کا ایندھن بنے۔

حل لغات

فَكِهِيْنَ۔ مذاق اُڑاتے ہوئے۔

هَلْ ثُوِّبَ۔ یہاں هل بمعنی قَدْ ہے۔

۱- إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۝
۲- وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝
۳- وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝
۴- وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝
۵- وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝
۶- يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝
۷- فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝
۸- فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ۝
۹- وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝
۱۰- وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝
۱۱- فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ۝
۱۲- وَيَصْلَى سَعِيرًا ۝
۱۳- إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝

۱- جب آسمان پھٹ جائے گا ۝
۲- اور اپنے رب کا حکم سُنے اور وہ اسی لائق ہے ۝
۳- اور جب زمین پھیلائی جائے ۝
۴- اور جو اس میں ہے نکال ڈالے اور خالی ہو جائے ۝
۵- اور اپنے رب کا حکم سُنے اور وہ اسی لائق ہے ۝
۶- اے انسان! بیشک تو محنت کرنے والا ہے اپنے رب کی طرف پھر تو اس سے ملے گا ۝
۷- سو جسے اُس کی کتاب داہنے ہاتھ میں ملی ۝
۸- اُس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا ۝
۹- اور وہ خوش خوش اپنے گھر والوں کی طرف لَوٹے گا ۝
۱۰- اور جسے اُس کی کتاب پیٹھ پیچھے سے دی گئی ۝
۱۱- وہ موت کو پکارے گا ۝
۱۲- اور وہ دوزخ میں جائے گا ۝
۱۳- وہ اپنے اہل میں خوش وقت تھا ۝

سُورۂ انشقاق

ف یہ سُورہ مکی ہے اور اس میں مسائل معاد سے زیادہ تر بحث کی گئی ہے۔ جیسا کہ مکی سورتوں کی خصوصیت ہے۔ فرمایا کہ جب قیامت آ جائے گی اور اللہ کا حکم ہوگا کہ یہ قبۂ زرنگار توڑ دیا جائے۔ تاکہ فرشتے اس میں آ جا سکیں اور یہ بساط ارضی کھینچ کر بڑھا دی جائے تو اس میں ان کو قطعاً تخلف نہیں ہوگا۔ دونوں انتہائی عاجزی سے اللہ کے حکموں کی اطاعت کریں گے۔

ف۲ یعنی ساری زندگی میں انسان اس جدّ وجہد میں مبتلا رہتا ہے کہ کسی شاہدِ آرزو کے حصول میں کامیابی ہو اور کسی نہ کسی طرح سے اس کی محنتیں ٹھکانے لگیں۔ دن رات دوڑ دھوپ کرتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمحہ بھی وہ فارغ نہیں ہے۔ سو اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایک دن اس نصب العین تک رسائی ہونے کو ہے۔ جس کے لئے اس نے عمر بھر سعی کی اور تگ ودَو جاری رکھی۔ مگر شرط کامرانی یہ ہے کہ یہ عمل پیہم، یہ شوقِ وصال اور یہ تگ ودَو اللہ کو پسند آ جائے اور وہ از راہِ تکریم و اعزاز اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دے دیں۔ ورنہ ہلاکت ہے اور جہنم کی آگ ہے اور یہ سارے اعمال بے کار اور اکارت ہیں۔

حلِ لُغات

وَحُقَّتْ۔ اور اس کے لئے یہی زیبا تھا۔ وہ اسی لائق تھا۔
كَادِحٌ۔ محنت اور شدید برداشت کرنے والا ہے۔
ثُبُورًا۔ ہلاکت۔

۱۴۔ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنۡ لَّنۡ يَّحُوۡرَ ۚ

۱۴۔ وہ سمجھا تھا کہ وہ پھر ہرگز (خدا کی طرف) نہ لوٹے گا

۱۵۔ بَلٰٓى ۛۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيۡرًا ؕ

۱۵۔ کیوں نہیں، اس کا رب اسے دیکھتا تھا

۱۶۔ فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِۙ

۱۶۔ سو میں قسم کھاتا ہوں شام کی سُرخی کی

۱۷۔ وَالَّيۡلِ وَمَا وَسَقَۙ

۱۷۔ اور رات کی جو اس نے سمیٹا اس کی

۱۸۔ وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَۙ

۱۸۔ اور چاند کی جب وہ پُورا ہو

۱۹۔ لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍؕ

۱۹۔ کہ تم ضرور ایک حال سے دُوسرے حال میں آؤ گے

۲۰۔ فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَۙ

۲۰۔ سو انہیں کیا ہُوا کہ وہ ایمان نہیں لاتے

۲۱۔ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيۡهِمُ الۡقُرۡاٰنُ لَا يَسۡجُدُوۡنَ ۩

۲۱۔ اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے

۲۲۔ بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُكَذِّبُوۡنَ ۖ

۲۲۔ بلکہ یہ کافر تو جھٹلاتے ہیں

۲۳۔ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يُوۡعُوۡنَ ۖ

۲۳۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ دلوں میں رکھتے ہیں

۲۴۔ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍۙ

۲۴۔ سو تو انہیں دُکھ دینے والے عذاب کی بشارت دے

۲۵۔ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

۲۵۔ مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے، ان

لہ جس شخص کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا، وہ اللہ کی نظروں میں حقیر و ذلیل ٹھہرے گا۔ دنیا میں اس شخص کی کیفیت یہ تھی کہ عاقبت کے متعلق کبھی اُس نے سوچا ہی نہ تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ ہمیشہ اپنے متعلقین اور وابستگان میں اسی طرح خوش و خرم زندہ رہے گا۔ نہ کبھی مرے گا اور نہ مر کر اللہ کے حضور میں پیش ہو گا۔ مگر کیونکر ایسا ہونا ممکن تھا۔ جب کہ موت و حیات اس ذات کے اختیار میں ہے۔ جو سب کچھ جانتی اور دیکھتی ہے۔ جو یہ علم رکھتی ہے کہ بعض لوگ میرے نام کے اٹھانے کی پاداش میں سخت تکلیف و عسرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ میرے دشمن ہیں۔ مگر دنیا میں میں نے ان کو کسی تکلیف سے دوچار نہیں کیا۔ اس لئے انصاف و عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ایک دن ایسا مقرر کیا جائے جب سب ایک جگہ جمع ہوں اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا پائیں۔

زندگی یک قلم تحولات کا نام ہے

لہ اس سے قبل کی آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو بعثت و حشر کے عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس آیت کی وجہ استدلال کی تردید ہے۔ اور فرمایا کہ اس میں عقلاً کوئی اشکال نہیں ہے۔ جس طرح نظامِ قدرت میں تم دوسری تبدیلیاں دیکھتے ہو اور تم کو کوئی تعجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ بھی فطرت کی ایک تبدیلی اور تحوّل ہے۔ جیسا کہ سورج غروب ہوتا ہے اور اس وقت ایک سُرخی سی افق پر چھا جاتی ہے اور پھر غائب ہو جاتی ہے اور رات کی تاریکی اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ جیسا کہ چودھویں شب کا چاند سارے آسمان کو روشن کر دیتا ہے۔ اسی طرح تمہاری زندگی کا آفتاب غروب ہوتا ہے تو موت کی شفق برزخ کے کناروں پر نظر آتی ہے۔ اسی طرح عالم قبر کی تاریکی چھا جاتی ہے اور پھر اسی طرح نئی زندگی کا بدرِ منیر ضَو فگن ہو جاتا ہے۔ اس میں کون سی بات تعجب اور حیرت پیدا کرنے والی ہے۔ یقیناً تمہاری ساری زندگی پیدائش سے حساب و کتاب تک ایک سلسلۂ تحولات ہے۔ ایک کیفیت کے بعد دوسری اور دُوسری کے بعد تیسری کا ظہور ناگزیر ہے۔

بعض مفسرین کی رائے میں لَتَرۡكَبَنَّ بالفتح ہے اور یہ اشارہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج آسمانی کی طرف کہ آپ عنقریب طبقاتِ علوم کی سیر کے لئے جائیں گے۔

حلِّ لغات

بِالشَّفَقِ۔ وہ سُرخی جو سورج ڈوبنے کے لئے نمودار ہوتی ہے۔
اِذَا اتَّسَقَ۔ جو چاند پورا ہو جائے۔

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

کے لئے بے انتہا اجر ہے ۝

آیاتھا ۲۲	(۸۵) سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ (۲۷)	رکوعھا ۱

(۸۵) سُورۂ بُروج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝

۱۔ برجوں والے آسمان کی قسم ۝

۲۔ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝

۲۔ اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے ۝

۳۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝

۳۔ اور حاضر ہونے والے کی اور جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ۝

۴۔ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝

۴۔ خندقوں والے مارے گئے ۝

۵۔ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝

۵۔ وہ ایندھن سے بھری ہوئی آگ تھی ۝

۶۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝

۶۔ وہ اُس کے پاس بیٹھے تھے ۝

۷۔ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝

۷۔ اور جو وہ ایمانداروں سے کرتے تھے دیکھ رہے تھے ۝

۸۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝

۸۔ اور انہوں نے ایمان والوں میں صرف یہی ایک عیب پکڑا تھا کہ وہ اُس اللہ پر ایمان لائے تھے جو زبردست قابلِ تعریف ہے ۝

۹۔ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

۹۔ جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے ۝

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ

اصحابِ اُخدود کا قصہ یہ ہے کہ ذو نواس یہودی نے جب یہ دیکھا کہ بہت سے لوگوں نے دینِ مسیحی کو قبول کر لیا ہے تو اُس کا خون کھولنے لگا۔ اُس نے اُن مسیحیوں سے کہا کہ تم لوگ دو چیزوں میں سے ایک چیز کو پسند کر لو۔ یا تو آگ یا یہودیت۔ اِن صاحبِ عزیمت لوگوں نے عیسائیت سے انحراف کو دیانت و تقویٰ کے خلاف سمجھا اور دہکتی ہوئی کھائیوں میں کود پڑے۔

ان آیات میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور بتانا یہ مقصود ہے کہ حق کی اشاعت کے لئے پہلی قوموں نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں اور کتنے استقلال سے کام لیا ہے۔ اس لئے مسلمان بھی مکہ والوں کی مخالفت سے نہ گھبرائیں۔ بلکہ ان عیسائیوں کی طرح بڑی سے بڑی مصیبت برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں۔

قاتل کی توبہ

ف ایک طرف اصحابِ اُخدود کے مظالم ہیں کہ بارہ ہزار عیسائیوں کو محض اس پاداش میں نذرِ آتش کر دیا کہ انہوں نے ایک خدا کو کیوں تسلیم کیا اور دوسری جانب اللہ کا عفو و کرم دیکھئے کہ وہ ان لوگوں کو توبہ و مغفرت کی دعوت دیتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۴۱۵ پر)

حلِ لُغات

ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۔ یعنی نجوم و کواکب والا۔
اَلْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۔ قیامت کا دن۔
شَاهِدٍ ۔ احوالِ قیامت کا مشاہدہ کرنے والا۔
مَشْهُوْدٍ ۔ قیامت کے احوال و اہوال۔

۱۰- إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝

۱۰- جن لوگوں نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو ستایا۔ پھر توبہ نہ کی، اُن کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور اُن کے لئے جلنے کا عذاب ہے ۝

۱۱- إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۝

۱۱- بے شک جو ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک کام کئے۔ اُن کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ہی بڑی مُراد پانی ہے ۝

۱۲- إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝

۱۲- بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے ۝

۱۳- إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ۝

۱۳- بیشک وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دُوسری بار پیدا کریگا ۝

۱۴- وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۝

۱۴- اور وہی بخشنے والا محبت کرنے والا ہے ۝

۱۵- ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝

۱۵- عرش کا مالک ہے۔ بڑی شان والا ہے ۝

۱۶- فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝

۱۶- جو چاہتا ہے سو کر ڈالتا ہے ۝

۱۷- هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝

۱۷- بھلا تجھے لشکروں کا حال بھی معلوم ہوا ہے؟ ۝

۱۸- فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ۝

۱۸- یعنی فرعون اور ثمود کا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱۴) اور کہتا ہے کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے اور جب تک ظالم توبہ نہیں کرتا، اللہ کی بخشش کا حق دار نہیں ہے، بلکہ جہنمی ہے۔ اور عذاب احتراق کا مستحق ہے۔ اس آیت سے بعض مفسرین نے یہ استدلال کیا ہے کہ قاتل بھی اگر خلوص کے ساتھ توبہ کرلے تو اس کی توبہ عنداللہ مقبول ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب ان لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے جنہوں نے ہزاروں عیسائیوں کو آگ میں جھونک دیا تو پھر وہ شخص توبہ کا کیوں حق نہیں رکھتا جس نے نادانی سے قتل کا ارتکاب کیا ہے اور اب پچھتا رہا ہے اور اپنے فعل پر نادم ہے۔

ف۲ اس آیت میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ جنت میں وہ لوگ جائیں گے اور فوز کبیر سے وہ لوگ بہرہ مند ہوں گے جو ایمان لے آئیں گے اور دل سے تسلیم کرلیں گے کہ اسلام کا نظام عمل صحیح اور درست ہے اور اس کے بعد عزیمت و استقلال کے ساتھ اس نظام پر عمل پیرا ہوں گے۔ وہ نہیں جنہوں نے مال و دولت کی فراوانی کو کافی سمجھا اور سیم و زر کے انبار کو گھروں میں جمع کرکے رکھا اور اللہ کے ہر حکم کی مخالفت کی۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

خُدا اور اُس کی نوازش

ف ان آیتوں میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اس کے ارادوں میں کوئی قوت اور کوئی شخصیت حائل نہیں ہو سکتی۔ وہ اگر مجرموں اور منکروں کو سزا دینا چاہے تو اس کی گرفت بہت سخت ہے اور اگر اپنے بندوں کو مغفرت اور دوستی سے نوازنا چاہے تو وہ غفور اور ودود ہے۔ جو لوگ خدا کے اصلاحی تخیل سے خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس تصور میں وہ پیار نہیں ہے جو عیسائی مذہب میں ہے، وہ ودود کے لفظ پر غور کریں کہ اس کے معنی دوست کے ہیں یعنی احکم الحاکمین رب السمٰوٰت والارض خدا اور محبت کے لئے منتخب فرماتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۳۱۶ پر)

حلِّ لغات

فَتَنُوا۔ فتنہ کے معنی دراصل عذاب اور کسی چیز کو آگ میں ڈالنے کے ہیں۔ یہاں مقصود ہے آزمائش میں ڈالنا۔ اَلْحَرِیْق۔ آگ۔ سوزش۔ اَلْبَطْش۔ پکڑ۔ گرفت۔ اَلْجُنُوْد۔ عساکر۔

۱۹- بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝

۲۰- وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝

۲۱- بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝

۲۲- فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

۱۹- کوئی نہیں بلکہ کافر جھٹلانے میں مصروف ہیں ۝

۲۰- اور ان کے پیچھے سے انہیں اللہ نے گھیر رکھا ہے ۝

۲۱- بلکہ یہ تو قرآن ہے بڑی شان والا ۝

۲۲- لوح محفوظ پر لکھا ہے ۝

آیاتها ۱۷	(۸۶) سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ (۳۶)	رکوعها ۱	(۸۶) سورۂ طارق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝

۲- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝

۳- النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝

۴- اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝

۵- فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝

۶- خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝

۷- يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- آسمان کی قسم اور اندھیرا پڑے آنے والے کی قسم ۝

۲- اور تُو کیا جانے اندھیرا پڑے آنے والا کیا ہے ۝

۳- وہ چمکتا تارا ہے ۝

۴- بے شک ہر شخص پر ایک نگہبان مقرر ہے ۝

۵- سو چاہئے کہ انسان دیکھے کہ وہ کس شے سے بنایا گیا ہے ۝

۶- اُچھلتے پانی سے بنایا گیا ہے ۝

۷- جو پیٹھ (یعنی بواسطہ حرام مغز و دماغ) کے بیچ سے اور چھاتیوں (یعنی اعضائے رئیسہ) کے بیچ سے نکلتا ہے ۝

(بقیہ صفحہ ۱۴۱۵)

کیا اس سے بڑھ کر نوازش اور محبت کا کوئی دوسرا انداز ہو سکتا ہے؟ وہ جس کے ہم ادنیٰ چاکر ہیں۔ جس کے حقیر غلام بھی اگر قرار پاسکیں تو جائے صد فخر و مباہات ہے۔ وہ عزت بخشتا ہے۔ دوستی اور محبت کی۔ جو خود محبوب ہے اور اس لائق ہے کہ ساری دنیا اس کو دل سے چاہے۔ وہ یہ فرماتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تمہارے حق میں محبوب ہونے کے ساتھ محب بھی ہوں۔ تم کو چاہتا ہوں اور تم سے دوستی اور موّدت کا اظہار کرتا ہوں۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

حشر و نشر پر استدلال

ف قرآن حکیم کے انداز بیان کی یہ خصوصیات میں سے ہے کہ وہ پا افتادہ حقائق کو پیش کرتا ہے اور ان سے علم الٰہی کے نہایت دقیق مسائل کا استنباط کرتا ہے اور جتلاتا ہے کہ اگر تم لوگ کوتاہی نظر سے کام نہ لو تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ فرماتے ہیں، وہ بالکل درست اور واقعہ ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ تم یہ روز مرہ دیکھتے ہو کہ وہ چھلکتا ہوا پانی جو بدن کے ہر حصے سے نچڑ کر نکلتا ہے، وہ بے جان پانی ہوتا ہے مگر ایک جیتے جاگتے انسان کو منصۂ شہود پر جلوہ گر کر دیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ علیم و حکیم خدا نے یہی مناسب اور موزوں سمجھا کہ اس معزز اور مطہر انسان کو اس طرح اور اس نہج سے پیدا کیا جائے۔ پھر تمہیں جب اس میں تعجب نہیں ہوتا اور تم کبھی اس حقیقت کا انکار نہیں کرتے کہ محض قطرۂ آب ایک انسان کی تخلیق کا باعث ہو سکتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۴۱۷ پر)

حل لغات

اَلطَّارِقُ۔ رات کو آنے والا۔ نمودار ہونے والا۔

لَمَّا۔ بمعنی اِلَّا ہے۔

مَآءٍ دَافِقٍ۔ اُچھل کر نکلنے والا پانی۔

۸- اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝
۹- يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝
۱۰- فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝
۱۱- وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝
۱۲- وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝
۱۳- اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝
۱۴- وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝
۱۵- اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝
۱۶- وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝
۱۷- فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ ع

۸- بے شک وہ اُسے پھیر لانے پر قادر ہے ○
۹- جس دن بھید آزمائے جائیں گے ○
۱۰- سو اس کے لئے نہ طاقت ہو گی نہ مددگار ○
۱۱- آسمان مینہ والے کی قسم ○
۱۲- اور زمین پھٹنے والے کی قسم ○
۱۳- کہ یہ قرآن قولِ فیصل (دو ٹوک بات) ہے ○
۱۴- اور وہ بے فائدہ بات نہیں ○
۱۵- بے شک یہ لوگ ایک داؤ میں لگے ہوئے ہیں ○
۱۶- اور میں بھی ایک داؤ میں لگا ہوا ہوں ○
۱۷- تو کافروں کو مہلت دے زیادہ نہیں بلکہ انہیں تھوڑے دنوں کی مہلت دے ○

آیاتہا ۱۹	(۸۷) سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ (۸)	رکوعہا ۱	(۸۷) سورۂ اعلیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱۶)

تو پھر اس میں کیوں تعجب ہے کہ جب وہ چاہے گا تو موت کو زندگی سے بدل دے گا۔ کیا موت اور حیات کے واقعات روزانہ تمہارے سامنے نہیں ہیں؟ ایک وقت ضرور آئے گا جب کہ تمام راز ہائے سربستہ امتحان کی کسوٹی پر کسے جائیں گے اور دیکھا جائے گا کہ کون حق و صداقت کے مطابق ہیں اور کون مخالف۔ پھر جن لوگوں کے متعلق وہ عذاب کا فیصلہ دے گا۔ دنیا کی کوئی قوت اس کی اعانت نہیں کر سکے گی۔

(حاشیہ صفحہ ھٰذا)

ل وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں کے سامنے یہ حقیقت بالکل واشگاف طور پر موجود تھی کہ بخارات سمندر سے اُٹھتے ہیں اور اس کے بعد یہی بخارات ابر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور پھر یہی برستے ہیں۔ اسی لئے اس کو ذَاتِ الرَّجْعِ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ ایسے ابر جو اس امانت کو جو انہوں نے سمندروں سے لی ہے۔ پھر سمندروں کو لوٹا دیتے ہیں۔ زمین کو بھی تمثیل میں پیش کیا ہے۔ جس میں سبزیاں نکلتی ہیں اور وہ پھٹ جاتی ہے۔ وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح ابر برستا ہے اور کھیت لہلہا اُٹھتے ہیں اور جس طرح زمین بوقلموں سبزیوں کو اُگلتی ہے، اسی طرح قرآن فیضان الٰہی ہے اور اس سے دلوں کے کھیت شگفتہ و شاداب ہو جاتے ہیں اور جس طرح بوقلموں سبزیاں زمین سے پھوٹتی ہیں اور انسان ان سے استفادہ کرتا ہے۔ اسی طرح یہ حق و صداقت کی کونپلیں جن کو قرآن کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ قلبِ پیغمبر سے پھوٹی ہیں۔

حلِ لغت

مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ۔ صُلب کے معنی پُشت کے ہیں اور ترائب سینے کی ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ سارے بدن سے پانی نچڑ کر نکلتا ہے۔

۱- سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝	۱- اپنے رب کے نام کی جو سب سے بلند (مرتبہ) ہے تسبیح کر ۝
۲- الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝	۲- جس نے پیدا کیا۔ پھر درست کیا ۝
۳- وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝	۳- اور جس نے اندازہ کیا۔ پھر راہ دکھائی ۝
۴- وَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝	۴- اور جس نے چارہ نکالا ۝
۵- فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝	۵- پھر اُسے کالا کوڑا کر دیا ۝
۶- سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۝	۶- اے پیغمبر ہم تجھے پڑھائیں گے۔ پھر تو نہ بھولے گا ۝
۷- اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝	۷- مگر جو اللہ چاہے۔ وہ ظاہر اور چھپے کو جانتا ہے ۝
۸- وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝	۸- اور آسانی کی جگہ پہنچنے کو ہم تیرے لئے آسان کرینگے ۝
۹- فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝	۹- سو تو نصیحت کر اگر تیری نصیحت سے نفع ہو ۝
۱۰- سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝	۱۰- جو ڈرتا ہے شتاب نصیحت قبول کرے گا ۝
۱۱- وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝	۱۱- اور وہ بڑا بدبخت اس سے یکسو ہو جائے گا ۝
۱۲- الَّذِیْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝	۱۲- جو بڑی آگ میں داخل ہوگا ۝
۱۳- ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝	۱۳- پھر اس میں نہ مرے گا نہ جئے گا ۝

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى

ف سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ پیغمبر کا دماغ خدا کی جانب سے محفوظ ہوتا ہے اور جہاں تک شرعیات کا تعلق ہے، اس پر کبھی سہو و نسیان کی کیفیتیں طاری نہیں ہوتیں۔

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کا استثناء تائید کے لئے ہے۔ یعنی خدا کو یہ منظور نہ ہو کہ پیغمبر تعلیمات کو بھول جائے۔ ورنہ دوسری قوت ایسی نہیں جو ذہن پیغمبر پر غالب آسکے۔

حلِ لغات

فَسَوّٰى۔ اعضاء میں تسویہ پیدا کرنا۔

فَهَدٰى۔ بدن میں اعضاء و احشاء کو اُن کے وظائف طبعی سے اطلاع بخشی۔

۱۴- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝
۱۵- وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝
۱۶- بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝
۱۷- وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝
۱۸- اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝
۱۹- صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝

۱۴- بے شک جو پاک ہوا اُس نے مراد پائی ۝
۱۵- اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی ۝
۱۶- بلکہ تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو ۝
۱۷- اور حالانکہ آخرت بہتر اور بہت باقی رہنے والی ہے ۝
۱۸- بیشک یہ بیان اگلے صحیفوں (اور قول) میں ہے ۝
۱۹- ابراہیمؑ اور موسٰیؑ کے صحیفوں (اور قول) میں ۝

(۸۸) سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۸)

آیاتہا ۲۶ — رکوعہا ۱

(۸۸) سُورۂ غاشیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝
۲- وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝
۳- عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝
۴- تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝

۱- بھلا تیرے پاس ڈھانپنے والی کا حال پہنچا ہے ۝
۲- اُس دن کتنے مُنہ ذلیل ہوں گے ۝
۳- محنت کر رہے ہوں گے، تھک رہے ہوں گے ۝
۴- جلتی آگ میں داخل ہوں گے ۝

ہمہ گیر صداقت

ف غرض یہ ہے کہ صداقت ہمہ گیر ہے۔ ابراہیم اور موسٰی علیہم السلام نے بیک آواز جو چیز اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کے سامنے پیش کی وہ یہ تھی کہ کامیابی اسی شخص کا مقدر ہے جو پاکباز ہے۔ جو خیال و فکر سے لے کر اعمال و جوارح تک پاکیزگی اور تقوٰی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ جس کا قلب پاک ہے جس کا خیال پاک ہے۔ جس کا استدلال شوائب ضلالت سے پاک ہے اور جس کا عمل خلوص اور پاکیزگی ہے۔ جو ہر آن اللہ کو یاد رکھتا ہے اور اپنی عقیدت و نیازمندی کے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ یعنی وہ جس کو ذوقِ عبادت بے قرار کر دیتا ہے اور مجبور کر کے اس کے حضور میں کھڑا کر دیتا ہے۔ جس کی جبین اس کے آستانۂ جلال پر جھکنے کے لئے ہر وقت بے تاب رہتی ہے اور جس کا دل حمد و ستائش کے ترانوں سے گونجتا رہتا ہے۔ جس کی زبان اس کے ذکر سے تازہ و شگفتہ رہتی ہے اور جس کی پوری زندگی ثبوت ہوتی ہے اس بات کا کہ اس نے اپنی زندگی کے کسی حصّہ میں اس کی یاد اور اس کے احکام کو فراموش نہیں کیا۔ جو متاعِ دنیا کو ذلیل اور حقیر سمجھتا ہے اور آخرت کو جو دائمی اور واقعی ہے بہتر قرار دیتا ہے جس کے نقطۂ نگاہ سے اصل چیز جو حصول اور جنگ و دو کے قابل ہے۔ وہ عقبٰی کی نعمتیں ہیں دنیا کی احقر اور ارذل اشیاء نہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کو مختلف انبیاءؑ نے اپنے اپنے وقتوں میں بنی نوع انسان تک پہنچایا اور ان کے اخلاقی اور رُوحانی افق کو بلند اور تابناک بنانے کی کوشش کی۔

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ

ف قیامت کے کئی نام قرآن میں آئے ہیں اور سب کو اس کی مختلف خصوصیات پر دلالت کرتے ہیں۔ غاشیہ کے معنی ڈھانپ لینے اور چھا جانے کے ہیں۔ مناسبت یہ ہے کہ قیامت کے احوال اور شدائد کسی شخص کو بھی مستثنٰی نہیں کریں گے اور ہر ایک کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ ان سے دوچار ہو۔

(باقی صفحہ ۱۴۲۰ پر)

حلِّ لغات

تُؤْثِرُوْنَ۔ ترجیح دیتے ہو۔ زیادہ اہم سمجھتے ہو۔
حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔ قیامت کی خبر۔
عَامِلَةٌ۔ کام کرنے والی۔ نَاصِبَةٌ۔ خستہ۔

۵- تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝
۵- کھولتے چشمہ سے اُن کو پانی پلایا جائے گا ۝

۶- لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝
۶- اُن کیلئے سوائے کانٹے دار گھاس کے اور کچھ کھانا نہیں ہوگا ۝

۷- لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝
۷- جو نہ موٹا کرے اور نہ بھوک دُور کرے ۝

۸- وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝
۸- کتنے چہرے اُس دن تازہ ہوں گے ۝

۹- لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝
۹- اپنی کمائی پر راضی ۝

۱۰- فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝
۱۰- اُونچے باغ میں ۝

۱۱- لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝
۱۱- وہاں بکواس نہیں سنتے ۝

۱۲- فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝
۱۲- اس میں ایک چشمہ جاری ہے ۝

۱۳- فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝
۱۳- اس میں اُونچے اُونچے تخت ہیں ۝

۱۴- وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝
۱۴- اور آبخورے رکھے ہوئے ہیں ۝

۱۵- وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝
۱۵- اور تکیے ایک قطار میں رکھے ہوئے ہیں ۝

۱۶- وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝
۱۶- اور مسندیں بچھی ہوئیں ۝

۱۷- اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝
۱۷- سو کیا وہ اُونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیونکر پیدا کئے گئے ہیں ۝

۱۸- وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝
۱۸- اور آسمان کو کہ کیونکر بلند کیا گیا ہے؟ ۝

۱۹- وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝
۱۹- اور پہاڑ کو کہ کیونکر کھڑے کئے گئے ہیں؟ ۝

۲۰- وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝
۲۰- اور زمین کو کہ کیونکر بچھائی گئی ہے؟ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۱۹) غاشیہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دن فیصلہ اور احتساب کا ہوگا۔ کچھ چہرے ایسے ہوں گے کہ اُن پر ذلت برس رہی ہوگی اور دنیا میں انھوں نے جتنے کام کئے تھے آج یہ محسوس کریں گے کہ وہ بجز تعب اور بوجھ کے اور کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ غذا ان کی ناقص اور تکلیف دہ ہوگی۔ پانی ملے گا تو وہ کھولتا ہوا۔ اور کھانا پائیں گے تو ایسا جس میں ذرہ برابر غذائیت نہ ہو۔ نہ بھوک اس سے دُور ہوگی اور نہ قوت و توانائی پیدا ہوگی۔ اور کچھ چہرے شگفتہ اور شاداب ہوں گے اپنے اعمال پر خوش اور نازاں ہوں گے۔ بلند مرتبت جنت میں رہیں گے۔ جہاں لغویات کا کہیں مذکور نہیں۔ جہاں بہتے چشمے ہیں اور بلند تخت ہیں جو قرینے سے بچھے ہیں۔ جہاں آلاتِ غذ و نوشی کا پورا پورا انتظام ہے۔ جہاں عمدہ عمدہ گدّے اور قالین ہیں۔ غرضیکہ ایسی زندگی ہے جس میں رُوح و جسم کی ہر آسودگی مہیا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو یہ نعمت ہائے گوناگون میسر ہیں۔ اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جو ان سے محروم ہیں۔

حلِ لُغات

ضَرِيْعٍ۔ ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے جو نہایت بدمزہ اور زہر دار ہونے کے باعث چارپائے اس کو کھا نہیں سکتے۔ مگر یہاں مراد وہ کھانا ہے جس میں غذائیت نہ ہو۔ نَاعِمَةٌ۔ بارونق، شگفتہ۔ نَمَارِقُ۔ نُمْرُقَةٌ کی جمع ہے۔ تکیہ۔ گدّا۔ زَرَابِيُّ۔ زَرْبِيَّةٌ کی جمع ہے۔ فرش۔ قالین۔ اَلْجِبَال۔ علامہ زمخشری کے نزدیک جبال سے مراد بادل ہیں۔ مگر بطور تشبیہ و مجاز کے۔

۲۱- فَذَكِّرْ ۗ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝
۲۲- لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝
۲۳- إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝
۲۴- فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝
۲۵- إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝
۲۶- ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ۝

۲۱- سو تو نصیحت دے تیرا کام ہی نصیحت دینا ہے ۝
۲۲- تو اُن پر داروغہ نہیں ہے ۝
۲۳- لیکن جس نے مُنہ موڑا اور کافر ہُوا ۝
۲۴- سو اللہ اسے بڑا عذاب دے گا ۝
۲۵- بیشک انہیں ہماری طرف پھر آنا ہے ۝
۲۶- پھر بیشک اُن سے حساب لینا ہمارا ذمہ ہے ۝

آیاتها ۳۰ (۸۹) سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰) رکوعها ۱

۸۹ سورۂ فجر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝
۱- وَالْفَجْرِ ۝
۲- وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝
۳- وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- قسم ہے (عید قرباں کی) فجر کی ۝
۲- اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں کی ۝
۳- اور جفت (یوم ترویہ اور یوم عرفہ) اور طاق (یوم عید الاضحیٰ) کی ۝

دینِ فطرت اور دینِ کون

ف قرآن صرف مسائل ہی بیان نہیں کرتا بلکہ فطرت کے عجائبات کی طرف بھی انسانی توجہات اور فکر و غور کو مبذول کرتا ہے۔ اس لیے غرائبِ دنیا اور غرائبِ دین میں ایک عجیب تناسب ہے۔ بلکہ قرآن تو اس حقیقت کا برملا اظہار کرتا ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس میں اور قوانینِ فطرت وکون میں نہ صرف کوئی تضاد نہیں۔ بلکہ پورا توافق و تطابق ہے۔ قرآن یہ چاہتا ہے کہ انسان اتنا وسیع النظر ہو کہ اسرار وعجائبات کون پر کامل طریق سے نگاہ رکھتا ہو۔ اس لئے کہ حقائق کی راہ میں سب سے بڑی جو رکاوٹ ہوتی ہے، وہ تعصب اور کوتاہ نظری ہوتی ہے اور فطرت کے آزاد مطالعہ سے یہ مرض دُور ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ ان کو اُونٹ کی تخلیق پر غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کس درجہ مفید حیوان بنایا ہے اور ریگستانوں میں رہنے والے انسانوں کے لئے اس کا وجود کس درجہ سُود مند ہے۔
پھر آسمان کی بلندیوں کو دیکھنا چاہئے کہ یہ نظام کہ اب کیونکر بغیر ستون کے قائم اور استوار ہے۔ پہاڑوں کی طرف غور وفکر کی نظریں دوڑانا چاہئے کہ کس طرح زمین میں گاڑ دیئے گئے ہیں کہ اب ان کے ثقل اور بوجھ کی وجہ سے زمین میں غیر طبعی حرکت پیدا نہیں ہوتی اور سُورج اپنی طرف اس کو جذب نہیں کر لیتا۔ پھر بساطِ ارضی کو دیکھنا چاہئے کہ کیونکر اس کو پاؤں تلے بچھا دیا ہے کہ ہم اس کو پامال کرتے اور روندتے ہیں۔ مگر یہ احتجاج نہیں کرتی۔ کیا ان غرائب کونیہ میں ان لوگوں کے لئے ذکر و نصیحت کی کوئی بات پنہاں نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ آپ ان تک ان حقائق کو پہنچا دیں۔ اب اگر یہ غور وفکر سے کام نہیں لیتے تو نہ لیں۔ آپ پر اس کا بوجھ نہیں۔

(باقی صفحہ ۱۴۲۲ پر)

حلِ لغات

بِمُصَيْطِرٍ۔ داروغہ۔ سیطرۃ سے ہے۔ جس کے معنی قبضہ اور اقتدار ہیں۔
إِيَابَهُمْ۔ لوٹنا۔ رجوع کرنا۔

آیات	ترجمہ
۴- وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ۝	۴- اور رات کی جب گذرنے لگے (حاجی میدان مزدلفہ میں) ۝
۵- هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ۝	۵- کیا ان چیزوں میں عقل مندوں کے لئے پوری قسم ہے ۝
۶- أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝	۶- کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے عاد کے ساتھ کیا کیا ۝
۷- إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝	۷- (یعنی) عاد ارم ستونوں والے کے ساتھ ۝
۸- الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝	۸- وہ ارم کہ ان کی مانند شہروں میں پیدا نہیں ہوئے ۝
۹- وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝	۹- اور ثمود کے ساتھ کیا (کیا کیا) جنھوں نے وادی میں پتھر تراشے ۝
۱۰- وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝	۱۰- اور فرعون میخوں والے کے ساتھ کیا کیا ۝
۱۱- الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝	۱۱- یہ سب وہ تھے جنھوں نے شہروں میں سر اٹھایا ۝
۱۲- فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۝	۱۲- پھر اُن میں بہت فساد مچایا ۝
۱۳- فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝	۱۳- پھر تیرے ربّ نے اُن پر عذاب کا کوڑا چلایا ۝
۱۴- إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝	۱۴- بے شک تیرا رب گھات میں ہے ۝
۱۵- فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي	۱۵- سو جو انسان ہے (اس کا حال یہ ہے کہ) جب اس کو اس کا رب آزماتا اور اُس کو عزت اور نعمت دیتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲۱)

سُورۃ الفجر

ف اس سورت میں قسموں کے انداز میں شواہد کو پیش فرمایا ہے اور دلائل کا ذکر کیا ہے۔ اسی واسطے فرمایا ہے۔ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ۔ کہ اس میں عقلمندوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے ایک یقین دلیل ہے۔ اس لئے مقام اور موقع کے لحاظ سے زیادہ موزوں یہ ہے کہ یہاں الفجر سے مراد فجر قیامت ہو اور دس راتوں سے مراد وہ دس راتیں ہوں جن میں نافرمان قوموں پر عذاب بھیجا گیا اور الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ سے غالباً ایام عاد کی طرف اشارہ ہو۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا اور اَلَّيْلِ إِذَا يَسْرِ غرض ہر وہ رات ہے جو معذب قوموں پر آتی ہے۔ اس قسم سے یہ دعوی إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ بالکل درست اور صحیح ثابت ہوگا۔ یعنی ان معذب قوموں کی تاریخ پڑھو اور ان کے حالات کا مطالعہ کرو۔ تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ جب بھی انھوں نے اللہ کے احکام کی نافرمانی کی۔ اس کا غضب ان پر نازل ہوا اور ان کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

حَلِّ لُغات

قَسَمٌ۔ قسم۔ يَسْرِ۔ رجوع کرنا۔ ذَاتِ الْعِمَادِ۔ بالا قد۔
ذِي الْأَوْتَادِ۔ میخوں والا۔ صاحب حشم و جاہ۔

أَكْرَمَنِ ۝

۱۶- وَأَمَّآ إِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُولُ رَبِّيٓ أَهَانَنِ ۝

۱۷- كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۝

۱۸- وَلَا تَحٰٓضُّونَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝

۱۹- وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۝

۲۰- وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

۲۱- كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝

۲۲- وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝

۲۳- وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝

۲۴- يَقُولُ يٰلَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ۝

۲۵- فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ أَحَدٌ ۝

تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے بزرگی دی ۝

۱۶- اور جو اُسے آزمائے اور اُس کا رزق اُس پر تنگ کرے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ۝

۱۷- ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے ۝

۱۸- اور ایک دوسرے کو فقیر کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے ۝

۱۹- اور تم مُردے کا سامان سمیٹ سمیٹ کر کھا جاتے ہو ۝

۲۰- اور مال سے بڑی محبت رکھتے ہو ۝

۲۱- ہرگز نہیں جب زمین ریزہ ریزہ توڑی جائے گی ۝

۲۲- اور تیرا رب آئے گا اور فرشتے قطار قطار آئیں گے ۝

۲۳- اور اُس دن دوزخ لائی جائے گی۔ اُس دن آدمی نصیحت پکڑے گا اور اُسے نصیحت پکڑنا کہاں ملے گا ۝

۲۴- کہیگا کاش کہ میں اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا ۝

۲۵- پھر اُس دن اللہ کے عذاب کے برابر کوئی عذاب کریگا ۝

اِنسانی تنگ ظرفی

ف قرآن حکیم کی خصوصیت ہے کہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں انسانی نفسیات تک پر بحث کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ اس کی لغزش اور گمراہی کے منابع کون کون ہیں۔ فرمایا کہ انسان کا دل اتنا چھوٹا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو مال و دولت سے نوازتے ہیں تو پھر یہ آپے میں نہیں سماتا۔ تبختر اور غرور میں ڈوب جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ پر میرے رب کا بڑا فضل ہے اور جب مال و دولت کو چھین لیتا ہے اور تنگی اور عسرت سے بسر ہونے لگتی ہے تو بے قرار ہو کر کہہ اٹھتا ہے کہ خدا نے میری بڑی توہین کی ہے۔ گویا مال و دولت کے وقت اُس نے اس کا صحیح استعمال کیا تھا۔ اور اب چھن جانے پر اس درجہ متاسف ہے۔ حالانکہ جب اس کے پاس سرمایہ تھا۔ اس وقت یہ نفس کی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ مگر مسکینوں اور حاجت مندوں کو کھانا کھلانے کی توفیق اسے کبھی میسّر نہیں ہوئی بلکہ اس حرص و آز کی کیفیت یہ تھی کہ جو پایا اور جہاں پایا کھا جاتا۔ اور اس میں جائز و ناجائز کی کوئی تمیز روا نہ رکھتا اور دولت کا تو اسے عشق تھا۔ حالانکہ یہ چاہئے تھا کہ دولت کے وقت حد سے زیادہ خوش نہ ہوتا اور اس کو اللہ کی امانت سمجھ کر مستحقین میں صرف کرتا اور جب اللہ تعالیٰ دولت سے محروم کر دیتے۔ اس وقت صبر اور شکر سے کام لیتا اور قناعت اختیار کرتا۔ واضح رہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے مال و دولت کی محبت اگر اندازے کے مطابق ہو تو ممنوع نہیں۔ بلکہ بعض حالات میں ضروری ہے۔ اگر اندازے سے زیادہ ہو اور بے جا غرور اور خواہشاتِ نفس کی تکمیل کے جذبات پیدا کرے تو ناجائز اور ممنوع ہے۔ فی نفسہٖ یہ چیز نہ بُری ہے اور نہ اچھی۔ اس کا اچھا استعمال محمود ہے اور بُرا استعمال مذموم۔ فرمایا کہ منکرین یہاں سیم و زر کے انباروں پر ناز و کبر کا اظہار کر رہے ہیں۔ مگر انھیں معلوم نہیں کہ قیامت کے دن جب فرشتے اس کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہوں گے اس وقت ان کو احساس ہو گا کہ اے کاش دنیا میں ہم نے یہاں کے لئے کچھ بھیجا ہوتا۔

حلِّ لغات

فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ۔ روزی کو اس پر تنگ کر دیتا ہے۔
أَكْلًا لَّمًّا۔ یعنی سارے کا سارا کھا جاتے ہو۔ لَمّ کے معنی جمع کرنے کے ہیں۔ شیئ ملموم ای مجتمع۔

۲۶- وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ۝

۲۶- اور جیسا وہ زنجیروں میں جکڑے گا ایسا کوئی نہ جکڑے گا ۝

۲۷- يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝

۲۷- اے تسلّی پانے والی جان! ۝

۲۸- ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝

۲۸- اپنے رب کی طرف لوٹ تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۝

۲۹- فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝

۲۹- پھر میرے بندوں میں داخل ہو ۝

۳۰- وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝

۳۰- اور میرے بہشت میں داخل ہو ۝

(۹۰) سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ (۳۵) — آیاتها ۲۰ — رکوعها ۱

(۹۰) سورۂ بلد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝

۱- مَیں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں ۝

۲- وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝

۲- اور تو اس شہر میں اُترا ہوا ہے ۝

۳- وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

۳- اور (میں جننے والے کی اور اُس کی جسے جنا (یعنی باپ اور بیٹے کی) قسم کھاتا ہوں ۝

۴- لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ۝

۴- کہ ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے ۝

۵- اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝

۵- کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اُس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا ۝

ف وہاں نصیحت اور عبرت بالکل بے کار اور عبث ہوگی کہ وہ مقام مقام احتساب ہے، مقام تذکیر وعمل نہیں۔ اس کے بعد اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی روح دنیا میں بھی بلند رہتی ہے اور طمع اور آلودگیوں سے ملوث نہیں ہوتی۔ اور باوجود اس کے کہ افلاس اور معیشت کے طوفان اُٹھتے ہیں مگر ان کا نفس اطمینان کے جس نشیمن پر متمکن ہوتا ہے، وہاں سے نیچے نہیں اترتا۔ ان مطمئن نفوس کو کہا جائے گا کہ جاؤ تمہارے لئے مقام رضا وخوشنودی ہے۔ تم میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور میری جنت میں رہو بسو۔ فادخلی فی عبٰدی سے غرض یہ ہے کہ انسان بلند ترین مقامات پر پہنچنے کے بعد بھی دائرۂ عبودیت سے نہیں نکلتا اور روحانیت کے انتہائی ارتقاء میں بھی اس کا چاکر اور غلام ہی رہتا ہے۔

حیاتِ انسانی

ف سورۃ البلد میں تین چیزوں کو بطور استشہاد کے پیش فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ انسانی زندگی مسلسل مصائب اور سختیوں کا نام ہے۔ ایک گھر کی پوری تاریخ کہ کیونکر اللہ کے ایک بندے نے پریشانی اور اضطراب کے عالم میں یہاں اپنی اولاد کو بسایا اور اس غیر آباد زمین میں ایک معبد کی بنیاد رکھی۔ اور پھر وہ جگہ کس درجہ مقبول ہوئی۔ دوسرے آپ کا اس شہر میں فاتحانہ داخلہ اور تیسرے آدم اور بنی آدم کی ساری زندگی، ان واقعات کو دیکھئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حیات انسانی، تعبیر ہے محنت وجانفشانی سے، تگ ودو اور سعی سے، دوڑ دھوپ اور کوشش سے، اور وہی لوگ دُنیا میں کامیابی اور کامرانی سے زندگی بسر کر سکتے ہیں جو اس راز کو سمجھتے ہیں اور جو آسودہ تن ہیں اور آرام طلب ہیں۔ وہ ہمیشہ سیاسیات عالم میں غلام اور نکمے رہتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہاں وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ بطور جملہ معترضہ کے ہے اور یہ پیش گوئی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے معنی مُطلق مکہ میں سکونت پذیر ہونے کے ہوں۔ اس صورت میں آپ کی مکی زندگی کے پُر مصائب ہونے کی طرف اشارہ ہوگا۔

حلِّ لغات

وَثَاقَهٗ۔ باندھنا۔ قید کرنا۔ جکڑنا۔
كَبَدٍ۔ مشقت۔ کوفت اور مصیبت۔

۶- يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝
۷- أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ۝
۸- أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ ۝
۹- وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝
۱۰- وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۝
۱۱- فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝
۱۲- وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝
۱۳- فَكُّ رَقَبَةٍ ۝
۱۴- أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۝
۱۵- يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝
۱۶- أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝

۶- کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال خرچ کیا ۝
۷- کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُسے کسی نے نہیں دیکھا؟ ۝
۸- کیا ہم نے اُسے دو آنکھیں نہیں دیں؟ ۝
۹- اور ایک زبان اور دو ہونٹ ۝
۱۰- اور ہم نے اُسے دونوں راہیں دکھلائیں ۝
۱۱- پھر ابھی وہ گھاٹی پر ہو کر نہ گزرا ۝
۱۲- اور تُو کیا سمجھا کہ گھاٹی کیا ہے؟ ۝
۱۳- وہ گردن چھڑانا ہے ۝
۱۴- یا بھوک والے دن کھانا کھلانا ۝
۱۵- رشتہ دار یتیم کو ۝
۱۶- یا محتاج کو جو خاک پر پڑا رہتا ہے ۝

ف غرض یہ ہے کہ انسان کو تو اس لئے پیدا کیا گیا تھا کہ یہ حق وصداقت کی راہ میں جس قدر مشکلات پیش آئیں، ان کو صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرے۔ مگر اس کی سرکشی اور بغاوت کا یہ عالم ہے کہ خدا سے بھی نہیں ڈرتا اور سمجھتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چل سکے گا۔ عیش و عشرت میں، شادی غمی کی رسموں میں اور نام و نمود کے موقع پر بے دریغ خرچ کرتا ہے۔ دعوتوں میں اور حکام وقت کی خوشنودی اور ان کی استرضا میں ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا دیتا ہے اور جب قومی اور ملی کاموں کے لئے خدا کے نام پر اس سے کچھ مانگا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ صاحب! میں نے بڑی دولت لٹائی ہے اور بڑا سرمایہ خرچ کیا ہے۔ اب میں کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ شاید اس کی فضول خرچیوں کو کسی نے نہیں دیکھا اور اس کی ریاکارانہ مساعی کو بہ نظر احتساب نہیں جانچا۔ اللہ نے اس کو دو آنکھیں بخشی ہیں۔ تاکہ حقائق کا مشاہدہ کرے۔ ایک زبان اور دو ہونٹ عطا کئے ہیں کہ دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو اور کلمۂ حق کے اظہار سے دریغ نہ کرے۔ اور نیکی و بدی کی دو راہیں اس کو دکھا دی ہیں تاکہ گمراہ نہ ہو۔ مگر یہ ہے کہ ان بیش قیمت نعمتوں کو قدر و تشکر کی نظروں سے نہیں دیکھتا سو یوں ایسا نہیں ہوتا کہ یہ دشوار گزار اخلاق و روح کی گھاٹی کو عبور کرے اور وہ دشوار گزار گھاٹی یہ ہے کہ غلامی کے خلاف جہاد کرے اور اللہ کے غلاموں کو بندوں کی غلامی سے چھڑائے یا قحط اور بھوک کے زمانہ میں اپنے رشتہ دار یتیموں کی مدد کرے۔ یا فقیر خاک نشین کی طرف دستِ شفقت بڑھائے اور ان پاکبازوں میں سے ہو جو مومن ہیں اور صبر و ہمدردی کے جذبات کی تلقین کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اعزاز و تکریم کے مستحق ہیں اور اصحاب یمین ہیں اور وہ منکرین جو خدا کی نعمتوں سے استفادہ نہیں کرتے جن کے دلوں میں خلق اللہ کے لئے کوئی شفقت کا جذبہ موجزن نہیں وہ بدبختی اور محرومی کے مالک ہیں، جہنم میں جائیں گے۔ اور اس کی آگ ان کو چاروں طرف سے گھیرے گی۔

فَكُّ رَقَبَةٍ سے مصطلح غلامی مراد ہے جس کے صاف اور واضح معنی یہ ہیں کہ قرآن کا مشورہ یہ نہیں ہے کہ وہ بندگی کے نظام کی تقویت کرے۔ بلکہ یہ چاہتا ہے کہ اخلاقاً لوگوں میں یہ روح پیدا کر دی جائے کہ وہ غلامی کو دُور کرنا اپنے لئے بڑی سعادت سمجھنے لگے۔

حل لغات

لُّبَدًا۔ بہت زیادہ۔ النَّجْدَيْنِ۔ نیکی اور بدی کی دو راہیں۔ الْعَقَبَةَ۔ گھاٹی۔ رَقَبَةٍ۔ گردن۔ مَسْغَبَةٍ۔ بھوک۔ فاقہ۔ ذَا مَتْرَبَةٍ۔ خاک نشینی۔

۱۷- ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝

۱۷- پھر اُن لوگوں میں داخل ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو سہارنے کی وصیت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو رحم کھانے کی وصیت کرتے ہیں ۝

۱۸- اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝

۱۸- وہی دہنی طرف والے ہیں ۝

۱۹- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝

۱۹- اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی بائیں طرف والے ہیں ۝

۲۰- عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝

۲۰- ان کے اُوپر منہ بند آگ ہے ۝

(۹۱) سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ (۲۶) — آیاتها ۱۵ — رکوعها ۱

(۹۱) سورہ شمس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝

۱- سورج اور اس کی دھوپ کی قسم ۝

۲- وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝

۲- اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے ۝

۳- وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝

۳- اور دن کی جب اس کو روشن کرے ۝

۴- وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝

۴- اور رات کی جب اس کو ڈھانپ لے ۝

۵- وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝

۵- اور آسمان کی اور اس کی جس نے اُسے بنایا ۝

۶- وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝

۶- اور زمین کی اور اس کی جس نے اُسے پھیلایا ۝

کامیاب کون ہے؟

ف سورہ الشمس میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مظاہر فطرت کو پیش فرمایا ہے کہ تم ان پر غور کرو اور بتاؤ کہ انسان کو منصۂ شہود پر لانے کا مقصود کیا ہے۔ آفتاب کو دیکھو اور دھوپ ملاحظہ کرو چاند کو دیکھو جب کہ وہ غروب آفتاب کے بعد اس کی جگہ بقیع ارض کو نور وضیا بخشتا ہے۔ دن کو دیدۂ عمق سے دیکھو جب کہ خدا اس کو لوگوں کے لئے جلوہ گر کرتا ہے۔ رات کو دیکھو جب کہ وہ آفتاب کی روشنی پر چھا جاتی ہے۔ آسمان کی بلندیوں کو دیکھو اور اس ذات کے متعلق سوچو جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔ زمین کو دیکھو اور یہ ملاحظہ کرو کہ اس ذات نے کیونکر اس کو ہمارے پاؤں تلے بچھایا ہے۔ پھر نفس انسانی کی منزلوں کی طرف نظریں دوڑاؤ اور اس خدائے حکیم کی مدح وستائش کرو جس نے اس میں اعتدال اور توازن پیدا کیا ہے اور فجور و تقوٰی کے درمیان اسے تمیز کی استعداد بخشی۔ تم خود بخود غور وفکر کی وجہ سے اس نتیجے پر پہنچو گے کہ اس سارے نظام کو پیدا کرنے کا مقصود یہ ہے کہ حضرت انسان جس کی خاطر شمس و قمر کی تنیاباریاں ہیں، آسمان کی بلندیاں اور زمین کی وسعتیں ہیں۔ انسان تشکر اور پاک بازی کی زندگی بسر کرے اور اس راز کو معلوم کرے کہ جو شخص اپنے نفس کو غور وفکر کی گمراہیوں سے بچاتا ہے اور خواہشات کی آلودگی سے پاک رکھتا ہے۔ وہی کامیاب ہے اور اسی کے لئے کامرانی مقدر ہے۔ اور وہ جو نفس گمراہی اور ضلالت تلے دبا دیتا ہے اور اس کی تقوٰی پرور آواز کو نہیں سنتا۔ وہ خائب وخاسر ہے۔

حل لغات

وَضُحٰهَا۔ سورج کی روشنی یعنی دھوپ۔

۷۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝

۷۔ اور جان کی اور اس کی جس نے اُسے درست اندام بنایا ۝

۸۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝

۸۔ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری کی اس کو سمجھ دی ۝

۹۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝

۹۔ بیشک جس نے نفس کو پاک کیا مُراد کو پہنچا ۝

۱۰۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝

۱۰۔ اور جس نے نفس کو گاڑ دیا نامُراد رہا ۝

۱۱۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۝

۱۱۔ اور ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا ۝

۱۲۔ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝

۱۲۔ جب اُن میں کا بڑا بدبخت اُٹھ کھڑا ہوا ۝

۱۳۔ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝

۱۳۔ تو اللہ کے رسولؑ نے اُن سے کہا کہ محافظت کرو خدا کی اُونٹنی اور اس کے پانی پلانے کو ۝

۱۴۔ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝

۱۴۔ سو انھوں نے اُسے جھٹلایا پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے پھر اُن کے گناہوں کے سبب اُن کے رب نے اُن پر ہلاکت ڈالی اور انھیں برابر کر دیا ۝

۱۵۔ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

۱۵۔ اور خدا اس سے نہیں ڈرتا کہ وہ اس کا پیچھا کریں گے ۝

(۹۲) سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ (۹) — آیاتہا ۲۱ — رکوعہا ۱

(۹۲) سورۂ لیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝

۱۔ رات کی قسم جب چھپالے ۝

ف قوم ثمود کا ذکر ہے کہ جب انھوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت کی اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ حالانکہ انھوں نے پہلے سے کہہ رکھا تھا کہ تم اس کو پانی پینے سے نہ روکنا اور اس کا خیال رکھنا۔ تو اللہ کا غضب بھڑکا اور ان کو پیغمبر کی نافرمانی میں ہلاک کر ڈالا اور اللہ اس نوع کے انجام سے قطعاً خائف نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایسی سرکش اور نافرمان قوموں کا مٹ جانا ہی بہتر ہے۔

سُورۃ الّیل

یعنی جس طرح تاریک رات اور روشن دن میں اختلاف ہے اور خدا کی اس تقسیم میں اختلاف ہے اللہ تعالیٰ نے مرد کو بھی پیدا کیا اور عورت کو بھی۔ نر کو بھی اور مادہ کو بھی۔ اسی طرح کفر و ایمان کی مساعی یکساں نہیں ہیں۔ نہ فطرت اور ساخت کے اعتبار سے اور نہ نتائج و ثمرات کے اعتبار سے۔ کفر ہمہ تاریکی ہے اور ایمان ہمہ روشنی۔ کفر انوثیت اور نامرادی ہے اور ایمان جرأت و جسارت۔

(باقی صفحہ ۱۴۲۸ پر)

حلِ لُغات

فَاَلْهَمَهَا۔ یہ الہام "الہام فطرت" ہے جس میں ساری نوعِ انسانی مساوی ہے جس کی وجہ سے نیکی اور برائی میں قلب امتیاز کرتا ہے۔

دَسّٰىهَا۔ دبا دیا۔ گاڑ دیا۔

فَدَمْدَمَ۔ مسلسل ہلاکت نازل کی۔

۲- وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰی ۝
۳- وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝
۴- إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝
۵- فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝
۶- وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝
۷- فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ۝
۸- وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝
۹- وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝
۱۰- فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ۝
۱۱- وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدّٰى ۝
۱۲- إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝
۱۳- وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولٰى ۝
۱۴- فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝
۱۵- لَا يَصْلٰهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝
۱۶- الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝
۱۷- وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝

۲- اور دن کی جب روشن ہو ۝
۳- اور اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا ۝
۴- البتہ تمہاری کوشش مختلف ہے ۝
۵- سو جس نے دیا اور ڈرا ۝
۶- اور اچھی بات کو سچ جانا ۝
۷- ہم آسانی کی جگہ اس کے لئے آسان کریں گے (یعنی بہشت کا رستہ) ۝
۸- و لیکن وہ جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی ۝
۹- اور اچھی بات کو جھٹلایا ۝
۱۰- ہم اس کے لئے سختی کی جگہ آسان کریں گے ۝
۱۱- اور جب وہ نیچے گرے گا (یعنی دوزخ کے گڑھے میں)، تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا ۝
۱۲- بیشک ہدایت کرنا ہمارا ذمہ ہے ۝
۱۳- اور بیشک پہلا اور دُوسرا جہان ہمارے ہاتھ میں ہے ۝
۱۴- سو میں نے تمہیں شعلہ مارنے والی آگ سے ڈرا دیا ۝
۱۵- اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بدبخت ہے ۝
۱۶- جس نے جھٹلایا اور مُنہ موڑا ۝
۱۷- اور بڑا متقی (ڈر والا) اس سے یکسو کیا جائے گا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲۷)
نتائج و ثمرات کے لحاظ سے بھی دونوں مختلف ہیں۔ وہ شخص جو دولت ایمان سے بہرہ مندی کی وجہ سے اس کی راہ میں اپنا مال صرف کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے اور ہر نیک بات کی عمل سے تصدیق کرتا ہے اس کے لئے تیسیر کی نعمتیں اس کی طرف سے مرحمت ہوتی ہیں اور جو بخل اور بے پروائی کا اظہار کرتا ہے اور اسلام کو جھٹلاتا ہے وہ مشکلات میں گرفتار ہوگا اور اس کو توفیق حسرت عنایت ہوتی ہے۔

ایسا شخص جب قیامت میں ہلاکت اور بربادی محسوس کرے گا۔ اس وقت دیکھے گا کہ وہ مال و دولت جس کی وجہ سے اس نے ایمان کی متاع عزیز کو ٹھکرایا تھا، اس کے بالکل کام نہیں آتا ہے۔

حل لغت

تَلَظّٰی۔ شعلہ زن ہوتی ہے۔

۱۸- اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰیۚ ○
۱۸- جو اپنا مال دیتا ہے کہ پاک ہو جائے ○

۱۹- وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤیۙ ○
۱۹- اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا وہ بدلہ دے ○

۲۰- اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰیۚ ○
۲۰- مگر اپنے بلند مرتبہ رب کے چہرہ کی تلاش میں دیتا ہے ○

۲۱- وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ع ○
۲۱- اور ضرور وہ عنقریب راضی ہوگا ○

(۹۳) سُوْرَةُ الضُّحٰی مَكِّیَّةٌ (۱۱)
آیاتھا ۱۱ — رکوعھا ۱

(۹۳) سورۂ ضحےٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- وَالضُّحٰیۙ ○
۱- دھوپ چڑھتے وقت کی قسم ○

۲- وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰیۙ ○
۲- اور رات کی جب چھا جائے ○

۳- مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰیؕ ○
۳- کہ تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا اور نہ بیزار ہوا ○

۴- وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰیؕ ○
۴- اور البتہ آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے ○

۵- وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیؕ ○
۵- اور البتہ عنقریب تیرا رب تجھے دیگا پھر تو راضی ہو جائے گا ○

وَالضُّحٰی ف اس زمانہ میں چند دنوں کے لئے نزول وحی میں توقف ہوگیا تھا تو مخالفین نے یہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاذ اللہ خدا نے اب اپنی توجہ ہٹالی ہے۔ اس پر ان آیات کا نزول ہوا اور بتایا کہ یہ بات غلط ہے۔ جس طرح آفتاب نکلتا ہے اور پھر جب تک اپنا دور ختم نہیں کر لیتا اس وقت تک غروب نہیں ہوتا اور جس طرح رات کی تاریکی چھا جاتی ہے اور صبح تک برابر قائم رہتی ہے۔ درمیان میں پلٹ نہیں جاتی۔ اسی طرح دنیائے روحانیت میں نبوت کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ حق صداقت کا خاور درخشاں نکلتا ہے۔ تب نا ممکن کہ وہ وقت سے پہلے بے توجہی کے اُفق میں غروب ہو جائے اور اگر تم اس کو سورج نہ قرار دے سکو تو پھر بھی یہ اگر رات اور تاریکی ہے۔ جب بھی وقت مقررہ تک اس کا قائم رہنا از بس ضروری ہے۔ بہر آئینہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہر دم اور ہر آن عنایات الٰہیہ کا ہجوم رہتا ہے اور کسی وقت بھی آپ توجہات آسمانی سے محروم نہیں رہتے۔ فرمایا کہ اگر آج کچھ تکلیف اور مصیبت کے دن ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آنے والے دن نہایت مبارک ہیں۔ سعادت اور کامیابی کے دن ہیں۔ مکے والے اگر آپ کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانتے تو ان کی محرومی اور بدبختی ہے۔ مدینے میں آپ کے استقبال اور خیر مقدم کی تیاریاں ہو رہی ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ وہاں قبولیت، فتوحات، غنائم اور مراتب اس قدر دیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے اور موجودہ غم و اندوہ بھول جائیں گے۔

ف ان آیتوں میں یہ بتایا ہے کہ آپ دیکھ لیجئے۔ ابتدا ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تربیت کا خاص خیال رکھا ہے۔ آپ یتیم پیدا ہوئے تو دادا نے آغوش شفقت میں لے لیا۔ دادا نے آنکھیں بند کیں تو جوانی تک آپ کے چچا ابو طالب ساتھ رہے اور انتہائی محبت کے ساتھ آپ کی مدد کی۔ جب آپ کو ایک عظیم خدمت کے لئے منتخب فرمایا ہے تو کیا آپ سے بے اعتنائی اور بے توجہی کا سلوک کیا جائیگا پھر سب سے بڑی روحانی امانت جو فرمائی وہ یہ تھی کہ روح کے شوق اور جستجوئے حق کی پیاس کی تسکین کا سامان بہم پہنچایا اور آپ کو ایک مکمل دستور العمل رحمت فرمایا جو سارے عالم انسانی کے لئے باعث صد برکت و سعادت ہے۔ مالی طور پر آپ کو غنی کیا اور قیصر و کسریٰ کے غنائم آپ کے عقیدت مندوں میں بانٹا اور جو بوریا اور چٹائی بھی نہ رکھتے تھے، اُن کو دیبا و قاقم کے فرش عطا کئے کہ ان کو اپنے پاؤں تلے بچھائیں۔ اور جو کھانے پینے سے عاجز تھے، وہ مرغ و ماہی سے کام و دہن کی تواضع کرنے لگے۔

حل لغات

وَالضُّحٰی۔ چاشت کا وقت + سَجٰی۔ ڈھانپ لے۔ چھا جائے۔ قَلٰی۔ ناراض ہوا + وَلَلْاٰخِرَةُ۔ عاقبت یا ہجرت کے بعد کی زندگی۔

۶- اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝
۶- کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا، پھر جگہ دی ۝

۷- وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۝
۷- اور تجھے رستہ نہ جانتا پایا سو (تجھے) رستہ دکھایا ۝

۸- وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ۝
۸- اور تجھے محتاج پایا، سو تونگر کر دیا ۝

۹- فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝
۹- اور جو یتیم ہو، اس کو نہ دبا ۝

۱۰- وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝
۱۰- اور جو سائل ہو، اس کو نہ جھڑک ۝

۱۱- وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝
۱۱- اور جو تیرے رب کا احسان ہے اُس کو بیان کر ۝

(۹۴) سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ (۱۲) — (۹۴) سُورۂ الم نشرح

آیاتہا ۸ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝
۱- کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا ۝

۲- وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝
۲- اور ہم نے تجھ پر سے تیرا بوجھ اُتار دیا ۝

۳- الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝
۳- جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی ۝

۴- وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝
۴- اور تیرے ذکر کا آوازہ بلند کیا ۝

۵- فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝
۵- سو بے شک سختی کے ساتھ آسانی ہے ۝

ف فرمایا۔ ان انعامات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اظہار تشکر کے طور پر یتیموں کے حق میں بدرجۂ غایت شفیق ہو جائیں۔ ان پر سختی نہ کریں اور سائل کو نہ جھڑکیں اور اپنے قول و فعل سے اپنے رب کی نعمتوں کا اظہار کرتے رہیں۔

ف حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے کفار مکہ جب یہ کہتے کہ اگر آپ اسلام کی منادی کو چھوڑ دیں تو ہم آپ کو افلاس و فقر سے نکال کر مال و دولت کی وادی میں لا متمکن کریں۔ تو آپ ایک قلبی کوفت محسوس کرتے۔ آپ کو یوں معلوم ہوتا کہ میرا افلاس گویا حق و صداقت کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہے۔ اس پر بطور تسلی و تسکین وحی کے فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ دنیا کی مشکلات کے ساتھ اللہ نے آپ کے لئے دنیا و عقبیٰ کی سہولتیں مقدر کر رکھی ہیں۔ ایک وقت آنے والا ہے کہ یہ مال و زر پر ناز کرنے والے آپ کی اور مسلمانوں کی فارغ البالی کو دیکھ کر جلیں گے اور اس وقت یہ جانیں گے کہ اسلام فقر و افلاس کا نام نہیں ہے۔ بلکہ فضل و دولت اور یسر و آسانی کا نام ہے۔

حلِ لغات

وَجَدَكَ ضَآلًّا۔ قطبی نے تو ضلالت کے معنی ضلالت و کفر کے ہی لئے ہیں اور یہ وہ جسارت ہے جس کو نقل کرنے میں قلم کا جگر شق ہو جاتا ہے۔ مگر امام رازی نے کوئی بیس وجوہ تاویل کا ذکر کیا ہے۔ جن میں سے ایک وجہ جو پسندیدہ ہے۔ یہ ہے کہ ضلالت کے معنی محبت اور شوق کے بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وارفتگی و محبت کے متعلق ان کے لڑکوں نے کہا تھا۔ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے آپ کو بدرجۂ غایت حق و صداقت کا عاشق و متجسس پایا۔ اور پھر اس جاں نثار محبت کی تسکین یوں کی کہ آپ کو پورا انعام معرفت عطا کیا۔ فافہم و تامل۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ معنی یہ ہیں کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سینہ مبارک کو وساوس اور ہموم سے پاک کیا۔ اور علم سے بھرا اور اس میں کونین کی وسعت پیدا کی۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ سنت کے تحفظ کی طرف اشارہ ہے یعنی جس طرح متن قرآن سینوں میں محفوظ ہے اسی طرح آپ کی سیرت سہو و نسیان سے بلند و بالا رکھی جائے گی۔ جو اس متن کی عملی شرح ہے۔

۶- إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○	۶- اور آسانی کے ساتھ سختی ہے ○
۷- فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○	۷- سو جب تو فارغ ہو تو محنت (ریاضت) کر ○
۸- وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ○	۸- اور اپنے رب کی طرف دل لگا ○

ع ۱۹

آیاتہا ۸ (۹۵) سُورَةُ التِّينِ مَكِّيَّةٌ (۲۸) رکوعہا ۱

(۹۵) سورۂ تین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ○	۱- انجیر اور زیتون (یعنی مولد و مبعث مسیحؑ) کی قسم ○
۲- وَطُورِ سِينِينَ ○	۲- اور طور سینین پہاڑ (یعنی مبعث موسیٰؑ) کی بھی ○
۳- وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ○	۳- اور اس امن والے شہر (مکہ یعنی مولد و مبعث محمدؐ) کی بھی ○
۴- لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ○	۴- کہ ہم نے آدمی کو خوب سے خوب اندازہ (یعنی خوبصورت) پیدا کیا ○
۵- ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ○	۵- پھر ہم نے اسے سب نیچوں سے نیچے پھینک دیا ○

سُورَةُ التِّين

ف اس وقت جبکہ دنیا میں انسانیت کی توہین ہو رہی تھی اور انسانیت کے لئے خود انسانوں کے دلوں میں کوئی جذبۂ عزت و احترام نہ تھا۔ اس وقت جب پتھر پوجے جاتے تھے۔ درخت محترم تھے۔ دریا مقدس تھے۔ قبریں اور مزار قابل عزت و شرف تھے۔ انسان کی حیثیت محض حقیر و بیچارگی کی تھی۔ اس وقت جبکہ کلیسا سے اس کو ابدی و ازلی گنہگار کا سرٹیفکیٹ مل چکا تھا اور ہندو نقطۂ نگاہ سے اس کی تناسخ کے آہنی چکر سے رہائی ناممکن تھی اور یہ موجودہ زندگی تعبیر قرار دی جا رہی تھی سابقہ کئی ہزار گناہوں کا۔ اسلام اٹھا اور ان سے انسانی شرف و فضیلت کے عالم بوسیدہ کو پھر سے جلا دی اور علی الاعلان کہا کہ انسان کو بہترین انداز میں پیدا کیا گیا ہے۔ یہ اس لئے نہیں منصۂ شہود پر آیا ہے کہ شجر و حجر کے سامنے سر جھکائے بلکہ اس لئے آیا ہے کہ ساری کائنات اس کے سامنے جھکے اور اس کی بزرگی اور برتری کا اقرار کرے۔ یہ فطرت کے اعتبار سے گناہگار نہیں ہے۔ اور اپنی ساخت کے اعتبار سے اشرف المخلوقات ہے۔ پہلی دفعہ دنیا میں آیا ہے کہ بدو بحر میں اپنی زندگی کا علم گاڑے۔ ثبوت یہ ہے کہ انسانی عظمت و بزرگی کی تاریخ پر غور کرو۔ ارض کو دیکھو جس میں حضرت مسیح علیہ السلام اپنی رفعت کا اعلان کیا۔

ارض زیتون یعنی ملک شام کو ملاحظہ کرو کہ بڑے بڑے جلیل القدر انبیاء کا مہبط و مسقط ہے۔ طور پر جلوہ فرمائی کے واقعات پر غور کرو کہ موسیٰ علیہ السلام کی جلالت و بزرگی پر شاہد ہے اور پھر فخر موجودات سید کون و مکان اور صاحب بلد امین کی شان دیکھو۔ تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ انسانیت کا رتبہ کتنا بلند اور ارفع ہے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو انسانیت کے افق کو تابناک اور روشن بنا دیتی ہے اور جس کی وجہ سے انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس دنیا کی تگ و دو میں حوصلہ مندانہ حصہ لے۔

حل لغات

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔ یعنی جب عبادات سے فارغ ہو جائے تو کھڑا ہو جا۔ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ اور جو کچھ مانگنا ہے اللہ سے مانگ۔ وَالتِّينِ۔ ناصرہ سے تعبیر ہے۔ وَالزَّيْتُونِ ارض شام سے مراد ہے۔ وَطُورِ سِينِينَ۔ وہ پہاڑ مقصود ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرف ہم کلامی حاصل کیا۔ تَقْوِيمٍ۔ ترکیب۔ ساخت۔ انداز۔ صورت۔ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ۔ یعنی اصل اور فطرت کے اعتبار سے تو انسان نیک اور صالح ہے۔ مگر کبھی کبھی خواہشات کی پیروی میں اس مقام فضیلت سے نیچے اتر آتا ہے۔

٦- إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝

٦- مگر جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے، اُن کے لئے بے انتہا اجر ہے ۝

٧- فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ ۝

٧- پھر اس کے بعد ایسی کیا چیز ہے جو جزا و سزا کے دن، کی تکذیب کرتی ہے ۝

٨- أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝

٨- کیا اللہ سب حاکموں سے بہتر حاکم نہیں ہے ۝

سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ (٩٦)

آیاتها ١٩ — (١) — رکوعها ١

(٩٦) سُورۂ علق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

١- اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝

١- اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا ۝

٢- خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

٢- انسان کو پھٹکی سے بنایا ۝

٣- اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝

٣- پڑھ اور تیرا رب بہت کرم کرنے والا ہے ۝

٤- الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

٤- جس نے قلم سے علم سکھایا ۝

٥- عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

٥- آدمی کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا ۝

٦- كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝

٦- ہرگز نہیں، آدمی البتہ سرکشی کرتا ہے ۝

٧- أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝

٧- جب اپنے آپ کو بے پرواہ دیکھتا ہے ۝

٨- إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ۝

٨- بے شک تیرے رب کی طرف لوٹ جانا ہے ۝

٩- أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ۝

٩- بھلا تُو نے اس (ابُو جہل) کو دیکھا جو منع کرتا ہے ۝

سُورَةُ الْعَلَقِ

ان پانچ آیتوں میں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ علم کا حصول ایک مذہبی اور دینی فریضہ ہے اور پیغمبر کو جس بات کی اولاً تلقین کی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ اِقْرَأْ۔ ہاں یہ علم اس نہج سے ہو کر خالق کی طرف راہ نمائی کرے۔ گمراہی اور ضلالت کو نہ پھیلائے۔

ابُو جہل کی گستاخی ان آیتوں میں ایک خاص اقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب عبدِ کامل اظہار عبودیت و نیاز مندی کے لئے اللہ کے حضور میں کھڑے ہوتے ہیں تو ایک بدبخت ازلی مضحکہ اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان کو ان کے سامنے جھکنے نہیں دوں گا اور اگر اب کی جھکیں گے تو ان کی گردن ناپوں گا۔ گویا نماز سے روکتا ہے۔ عبادت سے منع کرتا ہے۔ محض اس جرم میں کہ وہ راہِ راست پر گامزن کیوں ہیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کی کیوں تلقین کرتے ہیں۔ یہ محروم و بدنصیب دلائلِ نبوت کو دیکھتا ہے اور تکذیب و رُوگردانی کرتا ہے۔ کیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کی ان حرکات کو جانتا ہے۔ یہ عبدِ کامل حضورؐ ہیں، علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور یہ بدبخت ازلی ابوجہل ہے۔

حلِ لغات

عَلَقٍ۔ جرثومۂ حیات، جو رحم سے چپک جاتا ہے۔

۱۰۔ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی ؕ

۱۰۔ ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے

۱۱۔ اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَانَ عَلَی الۡهُدٰۤی ۙ

۱۱۔ بھلا دیکھ تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا

۱۲۔ اَوۡ اَمَرَ بِالتَّقۡوٰی ؕ

۱۲۔ یا پرہیزگاری کا حکم دیتا

۱۳۔ اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ؕ

۱۳۔ بھلا دیکھ تو اگر اُس نے (قرآن کو) جھٹلایا اور مُنہ موڑا

۱۴۔ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ؕ

۱۴۔ کیا اُس نے یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے

۱۵۔ کَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَهِ ۬ۙ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ

۱۵۔ ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے

۱۶۔ نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ

۱۶۔ وہ پیشانی جو جھوٹی گنہگار ہے

۱۷۔ فَلۡیَدۡعُ نَادِیَهٗ ۙ

۱۷۔ پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس کو بلائے

۱۸۔ سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَةَ ۙ

۱۸۔ ہم بھی (سیاست کرنے کو) دوزخ کے فرشتوں کو بلائیں گے

۱۹۔ کَلَّا ؕ لَا تُطِعۡهُ وَ اسۡجُدۡ وَ اقۡتَرِبۡ ۩ (السجدة) (ع)

۱۹۔ ہرگز نہیں تو اس کی نہ مان اور سجدہ کر اور قریب ہو

(۹۷) سُوۡرَةُ الۡقَدۡرِ مَکِّیَّةٌ (۲۵) — آیاتها ۵ — رکوعها ۱

(۹۷) سورہ قدر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚۖ

۱۔ بیشک ہم نے یہ (قرآن) شب قدر میں اُتارا ہے

۲۔ وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ

۲۔ اور تو کیا سمجھا شب قدر کیا ہے؟

ف فرمایا کہ اس معاند کو بغض و عداوت کے جذبات سے باز آجانا چاہئے۔ مال و جاہ کے غرور میں شان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس درجہ گستاخانہ کلمات کا اظہار نہ کرنا چاہئے کہ اس کو اس کی پُر غبار پیشانی سے جو کذب و خطا سے آلودہ ہے پکڑ کر گھسیٹا جائیگا اور ذلیل کیا جائے گا۔ یہ اللہ کی اٹل وعید ہے۔ جس کے واقع ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ یہ جائے اور ہم نشینوں کو حمایت کے لئے بلائے۔ ہم بھی اپنے فرشتوں کو بلا رہے ہیں۔ ہم کہے دیتے ہیں کہ یہ اپنی تمام مساعی تحقیر میں ناکام رہے گا اور آپ بدستور اطاعت و سجدہ میں قرب خداوندی کے حصول میں کوشاں رہیں گے۔

چنانچہ بالکل یہی ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشن کامیاب ہوا۔ سینکڑوں جبینیں اطاعت و سجدہ میں خدا کے سامنے جھک گئیں۔ اور غزوۂ بدر میں اس کی لاش کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا اور بتا یا گیا کہ کلمۂ حق کی کامیابی یقینی اور ناگزیر ہے اور اس کے سامنے جھکنے والے بندوں کے قدموں میں خدائی کو جھکایا جاتا ہے۔

حل لغت

عَبۡدًا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی عبودیت و بندگی کا کامل نمونہ۔

نَسۡفَعًا۔ نسفع کے معنی جھلس دینے اور آلودہ کر دینے کے ہیں۔

اَلزَّبَانِیَة۔ عذاب کے فرشتے۔

۳۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝	۳۔ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے ۝
۴۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝	۴۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے اُترتے ہیں ۝
۵۔ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝	۵۔ ہر کام کے لئے وہ صبح کے نکلنے تک سلامتی ہے ۝

آیاتہا ۸ — (۹۸) سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۰) — رکوعہا ۱

(۹۸) سورۂ بیّنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱۔ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝	۱۔ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ منکر ہیں، وہ بغیر اس کے باز آنے والے نہ تھے کہ اُن کے پاس کھلی دلیل آئے ۝
۲۔ رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝	۲۔ (یعنی) خدا کی طرف کا ایک پیغمبر جو پاک ورق پڑھ کر سنائے ۝

سورۃ القدر

جس طرح اماکن اور مقامات میں کچھ جگہیں زیادہ شرف اور فضیلت کی حامل ہوتی ہیں اور جس طرح اشخاص و افراد میں کچھ لوگ زیادہ مرتبہ اور درجے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ دن اور کچھ راتیں اپنے اندر نسبتاً برکات کا زیادہ سرمایہ رکھتی ہیں۔ ایامِ رمضان سال بھر کے دنوں میں پُر سعادت اور ثواب اُخروی کے اعتبار سے افضل ہیں اور اس کی راتیں تمام راتوں سے زیادہ پُر نور اور بابرکت ہیں۔ اور پھر جب کسی رمضان کی رات کو یہ شرف بھی حاصل ہو جائے کہ اس میں قرآن کا نزول ہوا ہے تو اس کی بزرگی اور عظمت کتنی بڑھ جائے گی۔ اس کا اندازہ کچھ ارباب بصیرت و معرفت ہی کر سکتے ہیں۔

ف فرمایا۔ لیلۃ القدر، یہ فضیلت و بزرگی کی رات جس میں حق و صداقت اور نور و معرفت کا یہ پیغام نازل ہوا ہے۔ عبادت و زہد اور تقویٰ و بزرگی اور قبول و قرب کے لحاظ سے ایک ہزار مہینے کی راتوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور بالخصوص حضرت جبریل علیہ السلام ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اُترتے ہیں۔ یہ رات سراپا سلامتی کی رات ہے۔ یہ اپنی انھیں برکتوں کے ساتھ فجر تک رہتی ہے۔

واضح رہے کہ جمہور مفسرین کی رائے میں یہ رمضان کے عشرۂ آخر میں ایک رات ہے۔

نفسِ بیّنہ

ف اہلِ کتاب اور مشرکین مکہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ ہم اس وقت تک اپنے عقائد مرسومہ کو نہیں چھوڑ سکتے جب تک کہ وہ شخصیت موعودہ نہ آ جائے جس کا ذکر کتب مقدسہ میں ہے۔ وہ ہمارے لئے زبردست دلیل اور بُرہان ہے۔ وہ آئے اور پاک اوراق اس پیغام کے ہم کو سنائے جن میں تمام کتابوں کا نچوڑ اور عطر ہے۔ ہم اس کو تسلیم کرلیں گے اور اس کے کہنے سے تمام خرافات کو ترک کر دیں گے۔ مگر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ یہی اہلِ کتاب صاف مُکر گئے۔ جبکہ ان کے پاس حجت حق آگئی اور دلائل و براہین سے اس نے ثابت کر دیا کہ میں وہی ہوں جس کا ذکر پہلی کتابوں میں ہے اور جس کے انتظار میں تم نے اب تک عقائد کفریہ کو نہیں چھوڑا ہے اور اس طرح وہ اُن کے لئے بجائے اجتماع اور نکتہ مرکزی تھا۔ افتراق اور اختلاف کا موجب بن گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ خواہش جس کا اظہار وہ بار بار کرتے تھے۔ خلوص اور دیانت داری پر مبنی نہیں تھی اور یہ آواز اُن کے دل سے نہیں نکلی تھی۔ یا کم از کم یہ لوگ اس وقت اس آواز کی اہمیت کو نہیں سمجھتے تھے۔

حلِ لغات

مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ ہزار مہینوں سے۔ عمر بھر سے۔
صُحُفًا مُّطَهَّرَةً۔ پاک صحیفے۔

۳- فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○

۳- جن میں مضبوط کتابیں (یعنی مضامین) مندرج ہوں اور جن لوگوں کو کتاب ملی ہے ○

۴- وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○

۴- انھوں نے تب ہی تفرقہ ڈالا۔ جب کہ اُن کے پاس کھلی دلیل[1] آچکی ○

۵- وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ○

۵- اور (حالانکہ) اُن کو اس کے سوا کچھ حکم نہیں ملا تھا کہ ابراہیم کے طریقے کے مطابق اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ خالص اللہ کی عبادت ہو اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مضبوط (لوگوں کا) دین ہے[2]

۶- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○

۶- بیشک جو لوگ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے وہ جہنم میں جائیں گے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہی ساری خلقت میں بدترین[3] ہیں ○

ف[1] ان آیتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لفظ بیّنہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اہلِ بصیرت کے لئے خود آپ کا وجود، آپ کی اخلاقی رفعت اور آپ کی شخصیت ایک دلیل ہے سچائی کی اور صداقت کی۔ آپ کو نفس دعویٰ کے اثبات کے لئے کسی خارجی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ آپ کا وجود مبارک بجائے خود ایک علم ہے، ایک ثبوت ہے اور ایک آئینہ ہے۔ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے نقطۂ نگاہ میں یہ جامعیت موجود ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جس قدر صحائف کا نزول ہو چکا ہے ان سب کی تعلیمات بطور اصول و اساس کے اس میں موجود ہیں۔ اس میں تورات بھی ہے اور انجیل بھی۔ زبور بھی ہے اور صحفِ ابراہیم بھی اس لئے اگر مسلمان کے پاس قرآن موجود ہے تو وہ ان سب کتابوں کے لئے بطور معیار کے ہے۔ جتنی الہامی کتابیں اس وقت انسانی ہاتھوں میں موجود ہیں ان کی ایک ہی پرکھ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ان کی تعلیمات اس کے مطابق ہیں تو درست ہیں اور اگر اس کے مطابق نہیں ہیں تو غلط ہیں۔

ف[2] یعنی اللہ کے پیغمبر بلا تخصیص مکان اور زمان کے جہاں کہیں اور جب کبھی تشریف لائے۔ انھوں نے ایک ہی پیغام کی تلقین کی ہے اور ایک ہی نصب العین کی طرف بلایا ہے اور وہ پیغام اور نصب العین یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ ایک خدا سے محبت ہو۔ ایک خدا کا خوف دلوں میں جاگزین ہو اور ایک خدا ہو، جس کے لئے عقیدت اور نیاز کے جذبات مختص ہوں۔ پھر یہ کہ اس کی عبادت میں سرگرمی کا اظہار کیا جائے اور ان شرائط و آداب کو ملحوظ رکھا جائے جو اقامتِ صلوٰۃ کے لئے ضروری ہیں اور اللہ کی راہ میں باقاعدہ زکوٰۃ ادا کی جائے اور قوم و ملت کی جملہ ضروریاتِ اقتصادی کو اپنے سامنے رکھا جائے۔

ف[3] اہلِ کتاب اور مشرکین کا گروہ جن لوگوں نے ان اصولوں کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ کائنات میں بدترین لوگ ہیں کہ ہدایت و سعادت کے ہمیشہ طالب رہے اور جب وہ ہدایت اور سعادت متشکل ہو کر ان کے سامنے آموجود ہوئی تو انھوں نے انکار کر دیا۔ اور بہترین خلائق وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنھوں نے دولتِ ایمان سے اپنے دامنِ عقیدت کو بھر لیا اور اعمالِ صالحہ سے اپنی عاقبت سنوار لی۔ ان کا مقام جنت ہے۔ خدا اُن سے خوش ہوگا اور یہ خدا سے خوش ہوں گے۔

حلِ لغات

الْبَيِّنَةُ۔ یعنی وہی سابقہ شخصیت۔

مُخْلِصِينَ۔ اخلاص کے ساتھ۔ ریاکاری اور خود غرضی سے الگ ہو کر۔

دِينُ الْقَيِّمَةِ۔ ایسا دین جس پر عمل کرنے سے قوموں میں قوت اور توانائی پیدا ہوتی ہو اور جس کی تعلیمات سے اُن کی دینی اور دنیوی تمام ضروریات پوری ہوتی ہوں۔

۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝

۷۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے۔ وہی ساری خلقت میں بہتر ہیں ۝

۸۔ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

۸۔ اُن کا بدلہ اُن کے رب کے پاس رہنے کے باغ ہیں۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرا ۝

(۹۹) سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ (۹۳) — ۹۹ سورۂ زلزال

آیاتها ۸ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝

۱۔ جب زمین اپنے بھونچال سے ہلائی جائے گی ۝

۲۔ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝

۲۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال ڈالے گی ۝

۳۔ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝

۳۔ اور انسان کہے اسے کیا ہوگیا ۝

۴۔ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝

۴۔ اُس دن زمین اپنی خبریں بتائے گی ۝

۵۔ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝

۵۔ اس لئے کہ تیرا رب اُسے حکم دے گا ۝

۶۔ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝

۶۔ اُس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے۔ تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں ۝

سورۂ زلزال

ف سابقہ سورۃ کا اختتام ان آیتوں پر ہوا تھا کہ منکرین بدترین خلائق ہیں اور ان کو جو سزا ملے گی۔ وہ بھی بدترین مقام پر فائز ہوں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ یہ وقت مکافات اور جزا کا کب آئے گا۔ جب نفخہ ثانیہ کے وقت زمین میں ایک شدید حرکت اور جنبش ہوگی۔ اور زمین اپنے تمام ذخائر و خزائن اُگل دے گی۔ اس وقت یہ لوگ کہیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اس وقت یہ بے زبان زمین بتائے گی کہ اس کے سینے پر انسانوں نے کیسی معصیت کوشی کی زندگی بسر کی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس نوع کی تلقین کر رکھی ہوگی۔ یہ وہ دن ہوگا جب لوگ گروہ در گروہ موقف حساب سے واپس ہوں گے۔ وہ لوگ دیکھیں گے کہ ذرہ برابر نیکی جو ہے وہ بھی درج فہرست ہے اور ذرہ برابر برائی جو ہے، وہ بھی رقم ہے اور پورے پورے انصاف وعدل سے کام لیا گیا ہے۔

حل لغات

اَثْقَالَهَا۔ بوجھ یعنی خزائن جو زمین میں پنہاں ہیں۔
مِثْقَالَ۔ ایک وزن ہے جو تقیل کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔

۷- فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝	۷- سو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اُسے دیکھ لے گا ۝
۸- وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝	۸- اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہے وہ (بھی) اُسے دیکھ لے گا ۝

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ (۱۰۰) (۱۴) — آیاتہا ۱۱ — رکوعہا ۱

۱۰۰ سورۂ عادیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝	۱- قسم ہے ہانپ کر دوڑنے والوں (گھوڑوں) کی ۝
۲- فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝	۲- پھر پتھر جھاڑ کر آگ نکالنے والوں کی ۝
۳- فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝	۳- پھر صبح ہوتے چھاپہ مارنے والوں کی ۝
۴- فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝	۴- پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں ۝
۵- فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝	۵- پھر اس وقت فوج میں گھس جاتے ہیں ۝
۶- اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝	۶- بے شک انسان اپنے رب کا ناشکر گذار ہے ۝
۷- وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝	۷- وہ اس چیز سے پورا خبردار ہے ۝
۸- وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝	۸- اور وہ مال کی محبت میں سخت ہے ۝

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰت

ف ان آیتوں میں نہایت ہی لطیف پیرایہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان اپنے رب کی رحمتوں اور بخششوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ اسے تو چاہئے تھا کہ جس طرح اس نے اس کو عدم سے وجود بخشا ہے۔ گویائی کی قوت عطا فرمائی ہے۔ سمجھ دی ہے اور سارے عالم کائنات کو اس کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ ہر آن اس کے سامنے جھکا رہتا ہے اور کبھی اس کے حکموں کی تعمیل سے انحراف نہیں کرتا۔ اللہ کی نعمتیں اور انعامات اس درجہ زیادہ ہیں کہ ان کا احصار ہی ناممکن ہے اور اگر انسان چاہے بھی کہ ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرے جو اس پر واجب ہے تو کبھی اس فرض کو ادا نہ کر سکے۔ اگرچہ ہر بُنِ مُو زبانِ سپاس بن جائے اور ہر زبان وقفِ حمد و ستائش ہو جائے۔ اللہ کے بے شمار فضل و بخشش کا تقاضا تو یہ تھا کہ حضرت انسان بکمال وفاداری اپنی جان تک اس کی محبت میں لٹا دیتا اور دریغ نہ کرتا۔ مگر اس میں تو اتنی وفاداری بھی نہیں ہے جتنی ایک جانور میں ہوتی ہے۔ گھوڑوں کو دیکھئے کہ مالک کے ساتھ ایک ادنیٰ سا تعلق ہے۔ مگر اس کے اشارے پر کس طرح اپنی جان تک خطروں میں ڈال دیتے ہیں۔ میدانِ جہاد میں تلوار

اور نیزوں کی چھاؤں میں دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ نتھنوں سے آگ برستی ہے۔ ٹاپ پتھروں سے متصادم ہوتے ہیں اور شعلے نکلتے ہیں دشمنوں کی صفوں میں صبح تک جا پہنچتے ہیں اور حملہ کر دیتے ہیں۔ غبار اڑاتے ہوئے زوروں میں اور سپاہیوں کی صفوں میں بلاخوف گھس جاتے ہیں اور دادِ شجاعت و فرمانبرداری دیتے ہیں۔ کیا یہ جگرداری، یہ محبت، یہ وفا اور یہ جذبۂ ایثار انسانوں میں بھی ہے؟ کیا یہ لوگ بھی اللہ کے لئے اتنی شدید محنت اور قربانی کو برداشت کر سکتے ہیں؟ فرمایا۔ انسان ناشکری کے ساتھ مال و منال کی محبت میں گرفتار ہے اور اس مُبالغے کے ساتھ گرفتار ہے کہ ایک لمحہ اس سے علیحدگی گوارا نہیں کرتا۔ کیا اس کو معلوم نہیں ہے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے۔ جبکہ تمام لوگ قبروں سے اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے اور اُن کے سینے کے تمام بھید ظاہر ہوں گے۔ اُس وقت علیم و خبیر خدا اُن کو اُن کے کئے دھرے کی سزا دے گا اور ان کو بتلائے گا کہ ان ارذل ترین خواہشات کا یہ احترام کس درجہ سزا کا موجب ہے۔

حلِ لغات

ضَبْحًا۔ ہانپنا۔ نَقْعًا۔ غبار۔

لَكَنُوْدٌ۔ ناشکر۔

۹- اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝
۹- کیا وہ نہیں جانتا جبکہ جو کچھ قبروں میں ہے اُٹھایا جائے گا ۝

۱۰- وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝
۱۰- اور جو دلوں میں ہے ظاہر کیا جائے گا ۝

۱۱- اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝
۱۱- بیشک اُس دن اُن کے رب کو ان کی سب خبر ہے ۝

آیاتها ۱۱ — (۱۰۱) سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۰) — رکوعها ۱

(۱۰۱) سُورۂ قارعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اَلْقَارِعَةُ ۝
۱- کھڑکھڑانے والی ۝

۲- مَا الْقَارِعَةُ ۝
۲- کیا ہے کھڑکھڑانے والی ۝

۳- وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝
۳- اور تو کیا سمجھا ہے کیا ہے کھڑکھڑانے والی ۝

۴- يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝
۴- جس دن آدمی بکھرے ہوئے پتنگوں کی مانند ہونگے ۝

۵- وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝
۵- اور پہاڑ دُھنی ہوئی رُوئی کی مانند ہوں گے ۝

۶- فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝
۶- سو جس کی تولیں بھاری ہوں گی ۝

۷- فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝
۷- وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا ۝

۸- وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝
۸- اور جس کی تولیں ہلکی ہوں گی ۝

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

ف اس سُورت میں قرآن حکیم نے جو نظریہ نجات کے متعلق پیش کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہی قرینِ عقل و ثواب ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ فطرت کا مطالبہ تم سے یہ نہیں ہے کہ تم زندگی کے تمام شعبوں میں سو فی صدی نیک اور اطاعت شعار رہو اور تم سے کوئی فکر و خیال کی لغزش اور عمل کی کوتاہی سرزد ہی نہ ہو۔ بلکہ مطالبہ یہ ہے کہ حتی الامکان نیک اور صالح بننے کی کوشش کرو اور اس طرح ایماندارانہ اور محتاط زندگی بسر کرو۔ اور یہ کہ بحیثیتِ مجموعی تمہارے اعمال میں نیکی اور صبر و تقویٰ اور پاکیزگی کے عناصر زیادہ ہوں۔ یہ معیار کم نہ ہونے پائے۔ کیونکہ اگر دفترِ اعمال میں بُرائیاں زیادہ ہیں اور نیکیاں کم تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تم نے دنیا میں حق و صداقت پر عمل پیرا ہونے کی کوئی مخلصانہ جد و جہد نہیں کی۔ اس لئے سزا ملے گی اور جہنم میں جاؤ گے۔ قرآن حکیم چونکہ خدائے علیم و خبیر کی کتاب ہے اس لئے اس میں انسانی فطرت کی پُوری کمزوریوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

خدا کو معلوم ہے کہ یہ تقاضائے بشری کے خلاف ہے کہ اس سے کلیتۃً نیکی اور تقویٰ کا مطالبہ کیا جائے اور اس کو ایسی مشکل میں ڈال دیا جائے جس سے یہ کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اس پر لا یطاق بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ یہی وہ بات تھی جس کو عیسائیت نے نہیں سمجھا اور یہ قاعدہ وضع کیا کہ چونکہ انسان کا بالکل گناہ سے پاک ہونا محال ہے۔ اس لئے کفارہ کی ضرورت ہے۔ حالانکہ کلیتۃً پاکیزگی کا فطرت مطالبہ ہی نہیں کرتی۔ تا بہ کفارہ چہ رسد؟
واضح رہے کہ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ نیکیوں کی تعداد زیادہ ہو اور بُرائیوں کی تعداد کم ہو۔ بلکہ جو شے یہاں ملے گی وہ شمنیت یا قیمت ہوگی جس کو اعمال سے متعلق کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک بُرائی تمام نیکیوں کو ضائع کردے اور اسی طرح ایک نیکی تمام دفترِ گناہ دھو ڈالے۔
اصل مقصود وہ قدر و قیمت ہے جو اعمال کے ساتھ ان کی اہمیت کی وجہ سے وابستہ ہے۔

---

۹ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ○	۹- اس کی ماں (یعنی ٹھکانا) ہاویہ ہوگی ○
۱۰- وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ○	۱۰- اور تو کیا سمجھا ہے وہ کیا ہے؟ ○
۱۱- نَارٌ حَامِيَةٌ ○	۱۱- دہکتی آگ ہے ○

آیاتہا ۸ (۱۰۲) سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ (۱۶) رکوعہا ۱

(۱۰۲) سُورۂ تکاثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
۱- أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ○	۱- کثرتِ حرص نے تمہیں غفلت میں ڈال دیا ○
۲- حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○	۲- یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے ○
۳- كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ○	۳- نہیں نہیں، تم آگے جان لوگے ○
۴- ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ○	۴- پھر نہیں نہیں، تم آگے جان لوگے ○
۵- كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ○	۵- ہرگز نہیں، اگر تم یقین کا جاننا جانتے ہوتے۔ (تو غافل نہ ہوتے) ○
۶- لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ○	۶- تم ضرور دوزخ دیکھو گے ○
۷- ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ○	۷- پھر ضرور اسے تم یقین کی آنکھ سے دیکھو گے ○
۸- ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ○	۸- پھر اس دن تم سے ضرور نعمت کی حقیقت پوچھی جائیگی ○

سُورَةُ التَّكَاثُرِ

ف لھو کے معنی غفلت و نسیان کے ہیں اور غرض یہ ہے کہ جس چیز نے تم کو بھلا رکھا اور غفلت میں ڈال رکھا ہے، وہ دنیاوی تفاخر میں افزائش کا جذبہ ہے۔ تم لوگ پوری زندگی اس حرص کی تکمیل میں صرف کر ڈالتے ہو کہ کیوں کر ہزاروں کو لاکھوں اور لاکھوں کو کروڑوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور رات دن اسی فکر میں غلطاں و پیچاں رہتے ہو کہ کن ذرائع اور کن وسائل سے عزت و جاہ اور نفس کی آسودگیوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ موت آ جاتی ہے اور تمہارے ارادے دہیں ختم ہو جاتے ہیں۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا اور قطعی معلوم ہو جائے گا کہ دنیا طلبی کے یہ جذبات اُخروی زندگی کے لئے کتنا مضر تھے۔ تم جہنم کو دیکھو گے اور عین الیقین تم کو حاصل ہو جائے گا کہ یہی وہ مقامِ غضب و سخط ہے جس کا تم مسخر اڑایا کرتے تھے۔ اس وقت تم سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ دولت کو کن کن جگہوں میں صرف کیا تھا۔

حلِ لغت

فَأُمُّهُ۔ تو اس کی جگہ یا ٹھکانا۔
حَامِيَةٌ۔ گرم دہکتی ہوئی۔
اَلتَّكَاثُرُ۔ جذبۂ افزائش دولت۔

آیاتہا ۳	سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ (۱۰۳) (۱۳)	رکوعہا ۱	(۱۰۳) سُورۂ عصر مکی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- وَالْعَصْرِ ○

۱- عصر (اُترتے دن) کی قسم ○

۲- اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○

۲- بے شک انسان ٹوٹے میں ہے ○

۳- اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ ع

۳- مگر جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور (نیز) ایک دوسرے کو صبر کی (وہ ٹوٹے میں نہیں) ○

آیاتہا ۹	سُوْرَۃُ الْهُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ (۱۰۴) (۳۲)	رکوعہا ۱	(۱۰۴) سُورۂ ہمزہ مکی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ○

۱- ہر ایک عیب پکڑنے والے غیبت کرنے والے کی خرابی ہے ○

۲- الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ○

۲- جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا (اور خدا کا حق نہ دیا) ○

۳- يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ○

۳- سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اسے رکھے گا ○

سورۃ العصر

ف۱ اس مختصر سی سورت میں انسانیت کی پوری تاریخ مضمر ہے۔ جتایا گیا ہے کہ تم عصر و زمانہ کے اوراق اُلٹ جاؤ۔ جو قومیں اس معمورۂ ارضی پر جلوہ گر ہوئیں اُن میں تمھیں ایک حقیقت نظر آئے گی اور وہ یہ ہے کہ جن قوموں نے فطرت کے قوانین کی رعایت کی اور اللہ کے احکام کو تسلیم کیا۔ وہ زندہ ہیں اور جنھوں نے مخالفت کی اور سرکشی و بغاوت کا اظہار کیا۔ وہ مٹ گئیں۔ یہی وہ راز ہے قوموں کے فنا اور بقا کا۔ جس کو اکثر لوگوں نے نہ سمجھا اور ابدی خسارے اور گھاٹے کو خرید لیا۔

سورۃ الھمزۃ

ف۱ اس سورہ سے کوئی متعین شخص مراد نہیں ہے۔ بلکہ صنادید قریش کی اخلاقی حالت عام طور پر یہی تھی کہ یہ لوگ مسلمانوں کی تنقیص کرتے۔ ان کے عیوب بھری محفلوں میں ازراہِ کبر و تحقیر بیان کرتے اور ہنستے۔ اور سب سے بڑا عیب جو ان کی نظر میں کھٹکتا تھا وہ ان کی خدا دوستی اور توحید سے محبت تھی۔ اس بنا پر یہ لوگ دلوں میں بغض اور حسد کی آگ پنہاں رکھتے تھے اور موقع بموقع طعن و تشنیع سے ان کے دلوں کو چھیدتے۔ دن رات مال کی محبت اور حصول میں سرمست رہتے۔ گن گن کر لاتے اور لا لا کر گنتے اور یہ سمجھتے کہ یہ دولت و ثروت ہمیشہ ان کے پاس رہیگی فرمایا کہ یہ خیال محض غلط ہے۔ ع

این خیال است و محال است و جنوں

حلِ لغات

تَوَاصَوْا۔ تلقین کی۔ فہمائش کی۔
هُمَزَةٍ۔ چغل خور۔ پس پشت عیب نکالنے والا۔
لُمَزَةٍ۔ طعن و تشنیع کرنے والا۔

۴- كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝	۴- ہرگز نہیں وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا ۝
۵- وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝	۵- اور تو کیا سمجھا کیا ہے روندنے والی ۝
۶- نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ ۝	۶- اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ۝
۷- الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْـِٕدَةِ ۝	۷- وہ آگ جو دلوں کو جھانک لیتی ہے ۝
۸- إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝	۸- اس آگ میں وہ بند کر دیئے جائیں گے ۝
۹- فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝	۹- لمبے لمبے ستونوں میں ۝

ع ۲۹

آیاتہا ۵	(۱۰۵) سُورَةُ الْفِيلِ مَكِّيَّةٌ (۱۹)	رکوعہا ۱	۱۰۶ سورۂ فیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ ۝	۱- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ۝
۲- أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝	۲- کیا اس نے اس کا داؤ غلط نہیں کر دیا ۝

ف دنیا میں یہ لوگ اپنے آپ کو معزز سمجھے ہوئے ہیں۔ مگر ان کا ٹھکانا ایسی جگہ ہے جو ان کے نشۂ دولت اور غرور کو توڑ کر رہے گی اور جانتے ہو کہ یہ غرور اور تجبّر کو توڑ دینے والی چیز کون ہے۔ یہ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے۔ جو دل کی گہرائیوں تک پہنچ جائے گی۔ یہ آگ لمبے لمبے شعلوں میں گھیرے ہوں گے اور یوں معلوم ہوں گے کہ گویا طویل ستونوں میں کھڑے ہیں۔

سُورَةُ الفیل

ف اس سورت میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک اصول و شعائر کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت بذات خود فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو جو مکلف بنایا ہے تو محض ان کی قوتِ ایمانی کی آزمائش کے لئے۔ ورنہ حاشا اللہ بغیر اللہ تعالیٰ کی اعانت اور فضل کے حقیر ترین دشمن پر بھی قابو پالینا دشوار ہے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ جب تک اس کے ماننے والوں میں غیرت و حمیت کا جذبہ باقی رہتا ہے۔ وہ ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس کے دین کی حفاظت کریں اور حفاظت کے ضمن میں خون کا آخری قطرہ بھی بہا دینے سے دریغ نہ کریں۔ اور جب یہ جذبہ مفقود ہو جائے اور جب ایسی ہمت اور شجاعت والی جماعت باقی نہ رہے۔ جو جان نچھاور کر کے ملت اور اس کے شعائر کی حفاظت کر سکے۔ اس وقت وہ براہ راست اپنی قدرت اور حکمت کو بروئے کار لاتا ہے اور دین کو اعدائے دین کے چنگل سے چھڑا لیتا ہے۔ بات یہ تھی کہ ابرہہ نامی ایک شخص اس لئے کہ کعبہ کی مرکزیت کو ختم کر دے دستہ ہاتھیوں کا ایک لشکر لے کر یمن سے چلا۔ تاکہ کعبہ والوں پر دھاوا بول دے اور اللہ کے اس گھر کو ڈھا دے۔ جس کو ابراہیم علیہ السلام کے مبارک اور بابرکت ہاتھوں نے بنایا تھا۔ مگر جب وہ وہاں آیا تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ کسی گروہ نے کوئی مزاحمت نہیں کی صرف ایک عبدالمطلب نکلے اور وہ بھی اپنے اونٹوں کی تلاش میں۔ اس نے ان سے کہا کہ اپنے اونٹوں کی تو تجھے فکر ہے، مگر کعبہ کی فکر نہیں۔ یہ دیکھو کہ سیاہ ہاتھیوں کا ایک طوفان ہے جو تباہی اور بربادی کے لئے امڈا چلا آ رہا ہے۔ عبدالمطلب حقیقتِ حال کو بھانپ گئے اور کمزور ہونے کی وجہ سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے تھے۔ کہنے لگے۔ سردست تو مجھے صرف اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔ یہ اگر واقعی اللہ کا گھر ہے تو وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔

حلِ لغات:- اَلْحُطَمَة۔ جہنم کا نام ہے۔ اصل معنی توڑ دینے والی ◆ مُؤْصَدَةٌ۔ آگ کے احاطہ کو ایک گھر کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کے دروازے بھیڑ دیئے گئے ہوں۔

۳- وَّ اَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۝	۳- اور اُن پر پرندوں ف کے جھنڈ کے جھنڈ بھیجے ۝
۴- تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝	۴- جو کنکر کی پتھریاں اُن پر پھینکتے تھے ۝
۵- فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝	۵- پھر انہیں ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس ۝

(۱۰۶) سُوْرَةُ قُرَیْشٍ مَكِّیَّةٌ (۲۹) — (۱۰۶) سُورۂ قریش[1]

آیاتها ۴ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝	۱- قریش کو اُلفت دلانے کے لئے ۝
۲- اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝	۲- انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر کی اُلفت دلانے کے لئے ۝
۳- فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۝	۳- تو چاہئے کہ اس گھر (کعبہ) کے رب کی عبادت کریں ۝
۴- الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝	۴- جس نے بھوک میں انہیں کھانا دیا اور خوف سے انہیں امن بخشا ۝

(۱۰۷) سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّیَّةٌ (۱۷) — (۱۰۷) سُورۂ ماعون

آیاتها ۷ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱- اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝	۱- بھلا تُو نے اُسے بھی دیکھا جو انصاف کے دن کو جھٹلاتا ہے ۝

ف جب وہ حرم کی حد میں پہنچے تو عجیب وغریب پرندوں کے غول کے غول آئے اور انہوں نے کنکریاں مار مار کر ابرہہ کے لشکر کو بدحواس کر دیا ان کنکریوں میں کچھ عجیب طرح کی سمیت تھی کہ جس کی وجہ سے ان کو چیچک نکل آئی اور وہیں میدان میں سارا لشکر موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ اور بقولے وہ کنکر بندوق کی گولی کی طرح لگے۔ جن سے وہ ساری فوج فی الفور ہلاک ہو گئی۔

سُورۃ القریش

ف بیت اللہ کی وجہ سے قریش کی مرکزیت قائم تھی۔ اس لئے گرمی اور جاڑے میں جہاں جاتے عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے کہ اللہ کے گھر کے مکین ہیں۔ فرمایا کہ اس پڑوس کے سبب سے اللہ نے تمہیں قحط اور افلاس سے محفوظ رکھا ہے اور اس کی حفاظت کر کے تمہیں تباہی اور بربادی سے بچایا ہے۔ کیا یہ نعمت اتنی بڑی نہیں ہے کہ تم کو احساس ہو اور تمہیں اللہ کے آستانۂ شفقت وجلال پر جھکا دے۔

حل لغت

اَبَابِیْلَ۔ عصف بعصف۔ غول کے غول۔
اَلدِّیْن۔ روزِ جزا۔

[1] اس سُورت کا تعلق سُورۂ فیل سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے ہاتھی والوں کو اس لئے غارت کیا ہے کہ قریش کو سفر میں کسی طرح کی مزاحمت نہ رہے۔ تو انہیں بھی چاہئے کہ خدا وند کریم کی بندگی کریں۔

۲- فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَۙ

۲- سو یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے ○

۳- وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِؕ

۳- اور فقیر کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا ○

۴- فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَۙ

۴- سو اُن نمازیوں کی خرابی ہے ○

۵- الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَۙ

۵- جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں ○

۶- الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَۙ

۶- وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ○

۷- وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۠

۷- اور برتنے کی چیز مانگی نہیں دیتے ○

ع

(۱۰۸) سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ (۱۵)

آیاتها ۳ — رکوعها ۱

(۱۰۸) سورۂ کوثر مکی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ

۱- (اے نبیؐ!) ہم نے تجھے کوثر دی ○

۲- فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْؕ

۲- سو تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر ○

سُورَةُ الْمَاعُوْن

ف ان آیات سے شخص معین مراد نہیں ہے بلکہ اس وقت کے عام سرمایہ دار مراد ہیں کہ ان کی ذہنیت اس قسم کی تھی کہ یہ اللہ سے نہیں ڈرتے تھے اور عیش و عشرت میں اس چیز کا کبھی خیال نہیں کرتے تھے کہ ہمیں اللہ کے سامنے ایک دن ان رنگ رلیوں کا جواب دینا ہے۔ یہ فواحش اور برائیوں پر تو بے دریغ روپیہ خرچ کر دیتے تھے۔ لیکن اگر کوئی یتیم بے نوا آ جائے تو اس کو ڈانٹ دیتے تھے۔ ان کے دلوں میں کبھی یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا تھا کہ اپنی ثروت میں مسکینوں اور غریبوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کی ادنیٰ ضروریات بھی پوری کی جائیں۔ یہ لوگ محض سنگ دل اور بداخلاق تھے اور کئی صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی سرمایہ داری کی یہی ذہنیت ہے۔ اس میں ذرہ برابر کمی نہیں پیدا ہوئی۔ آج بھی یہ شراب پر، ڈربی پر، گھوڑ دوڑ پر، بجوئے پر اور فیشن پر ہزاروں روپے روزانہ صرف کر سکتا ہے۔ مگر اس کے پاس روپیہ نہیں ہے تو خدا کے لئے اور صرف قومی اور ملی ضروریات کے لئے نہیں ہے۔

اس کے بعد ان لوگوں کے لئے اظہار تاسف کیا ہے جو مال و دولت کے حصول میں تو سرگرم ہیں مگر خدا کے آگے جھکنے میں سست ہیں۔ جو نمازیں پڑھتے ہیں مگر سہو و غفلت کے ساتھ محض ریاکارانہ اور جہاں کچھ ہاتھ سے دینا پڑے وہاں ان کو تامل نہیں ہوتا ہے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ قسمت کے لئے خدا کے نام پر تو کچھ نہ دیا جائے اور چند ریاکارانہ سجدوں سے اس کو خوش کر لیا جائے۔

سُورَةُ الْكَوْثَر

عین اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناکامی اور نامرادی کے طعنے دئیے جا رہے تھے اور اپنی کامرانیوں پر مسرت و ابتہاج کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ عین اس وقت جب کہ مکہ کی سرزمین بھی آپؐ کے عقیدت مندوں کے لئے باوجود وسعت کے تنگ ہو رہی تھی اور کفار کے دام و لیتے یہ تھے کہ اس شمع ہدایت و عرفان کو ایک قلم بجھا دیا جائے۔ یہ بشارت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خیر کثیر کے انعامات سے نوازا ہے۔ آپؐ کے رتبہ و درجہ میں اضافہ ہو گا آپؐ کے اعوان و انصار بڑھیں گے اور آپؐ کے فتوحات مادی و روحانی کا دائرہ وسیع ہو گا۔ اس لئے آپؐ گھبرائیں نہیں اور برابر صبر و سکون کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کریں اور اس کے لئے قربانی کرنے میں مصروف رہیں۔ آپؐ کے دشمن سب کے سب رسوا ہوں گے۔ ذلیل ہوں گے اور بے نام و نشان ہو جائیں گے۔ دیکھئے کہ آج اس محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام زندہ ہے جس کی انتہائی مخالفت کی جاتی تھی اور ان لوگوں کا وجود تک نظر نہیں آتا جو مخالف تھے۔

حل لغات:- اَلْمَاعُوْن- ہر ضرورت کی چیز۔
اَلْكَوْثَر- خیر کثیر۔ وَانْحَرْ- قربانی کر۔
اَلْاَبْتَر- بے نام- بے اولاد۔

۳- اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ | ۳- بیشک جو تیرا دشمن ہے وہی بے نام ہے ۝

(۱۰۹) سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ (۱۸) — آیاتها ۶ — رکوعها ۱

(۱۰۹) سورۂ کافرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ | ۱- تو کہہ اے کافرو ۝

۲- لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ | ۲- جسے تم پوجتے ہو اُسے مَیں نہیں پُوجتا ہوں ۝

۳- وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ | ۳- اور جسے مَیں پُوجتا ہوں اسے تم پُوجنے والے نہیں ۝

۴- وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ | ۴- اور نہ مَیں پُوجنے والا ہوں جسے تم نے پُوجا ۝

۵- وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ | ۵- اور نہ تم پُوجنے والے ہو جسے مَیں پُوجتا ہوں ۝

۶- لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ | ۶- تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ۝

(۱۱۰) سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ (۱۱۴) — آیاتها ۳ — رکوعها ۱

(۱۱۰) سورۂ نصر ؁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

۱- اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ | ۱- جب اللہ کی مدد اور فتح پہنچ چکی ۝

۲- وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ | ۲- اور تُو نے دیکھ لیا کہ آدمی اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہو رہے ہیں ۝

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ

؁ یعنی مَیں تمہارے عقائد شرکیہ سے بالکل متنفر ہوں اور کسی شکل اور کسی عنوان بھی تمہارے ساتھ متفق نہیں ہو سکتا۔ نہ تو یہ ممکن ہے کہ مَیں ان بتوں کے سامنے جھکوں جن کے سامنے تم جھکتے ہو اور نہ وہ طریق عبادت اختیار کر سکتا ہوں جو تم نے اختیار کر رکھا ہے میرا مسلک ہر آئینہ میرے لئے ہے جس میں کوئی تبدیلی اور ترمیم نہیں ہو سکتی اور تمہارا مسلک تم کو مبارک ہو۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ

؁ یہ سورۃ فتح مکہ سے قبل مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس میں اس فتح کا ذکر ہے کہ وہ وقت بالکل قریب ہے کہ آپ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے اور آپ دیکھیں گے کہ کیوں کر لوگ اس فتح و نصرت سے متاثر ہو کر فوج در فوج اور کارواں در کارواں اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہیں۔ بات یہ تھی کہ وہ سعادت مند رُوحیں جنہوں نے اسلام کو دلائل کی روشنی میں دیکھا اور اس کی حقانیت میں ان کو بالکل شک و شبہ نہیں رہا۔ وہ مکہ میں اس وقت حلقہ بگوش اسلام ہو چکی تھیں جب کہ اسلام ظاہری شان و شکوہ کا بالکل حامل نہیں تھا۔ مگر ایک تعداد کثیر ایسے لوگوں کی تھی، جن کی انجام کار پر نظر تھی۔ ان کی رائے تھی کہ دیکھنا چاہئے اسلام کو فتح و نصرت سے بہرہ وافر ملتا ہے یا نہیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر اسلام کے ساتھ خدا ہے۔ حق و صداقت اور سچائی ہے تو یہ غالب ہو کر رہے گا اور اگر یہ غلط ہے اور باطل تو مٹ جائے گا۔ جب ان لوگوں نے دیکھ لیا اور مشاہدہ کر لیا کہ باوجود کفر کی قوت اور ظاہری ٹھاٹ و دبدبے کے اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور مسلمان فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ اللہ کا دین ہے۔ اس لئے جوق در جوق یہ لوگ آئے اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے

۳۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝	۳۔ تو اب تو اپنے رب کی تعریف ف کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے (اُمّت کے) گناہ بخشوا بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے ۝
آیاتہا ۵ (۱۱۱) سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ (۶) رکوعہا ۱	(۱۱۱) سورۂ لہب ف
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۝
۱۔ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝	۱۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ آپ بھی ٹوٹ گیا ۝
۲۔ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝	۲۔ اس کا مال جو اس نے کمایا تھا اس کے کچھ کام نہ آیا ۝
۳۔ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝	۳۔ عنقریب وہ لپٹیں مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا ۝
۴۔ وَّامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝	۴۔ اور اس کی عورت بھی جو سر پر ایندھن لئے پھرتی ہے ۝
۵۔ فِي جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝	۵۔ اس کی گردن میں کھجور کی کھال کی رسی ہے ۝

ف فرمایا۔ چونکہ آپ کی اور آپ کے دین کی نصرت و اعانت مقدرات میں سے ہے۔ اس لئے آپ حمد و ستائش میں مصروف رہیں اور اللہ کے باب میں ہر طرح کے سُوءِ ظن سے بچیں۔ یقیناً اللہ تواب اور رحیم ہے۔

سُورۃ اللّھب

ف ابُولہب کنیت ہے۔ اصلی نام عبد العزّٰی تھا۔ لعب کے معنی آگ اور شعلے کے ہیں۔ وجہ مناسبت یہ ہے کہ اس کے رُخسارے آگ کی طرح روشن تھے۔ یہ اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل بنت حرب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سخت معاندین میں سے تھے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جاتے۔ وہاں ابُولہب ان کو بدنام کرنے کے لئے پہنچ جاتا اور ہر شرارت میں پیش پیش رہتا۔ اور اُمِّ جمیل جنگل سے خود کانٹے کاٹ کر لاتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے راستے میں بچھا دیتی۔ اس پر ان آیتوں کا نزول ہُوا کہ ابُولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ نہ دنیا اس کی سنورے اور نہ عاقبت۔ یہ ہلاک ہو اور اس کا مال اور اس کی اولاد اس کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں۔ شعلہ زن آگ میں جلائے اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل بھی۔ جو خار دار لکڑیاں لاد لاد کر لاتی۔ جہنّم میں اس کے گلے میں ایک مضبوط بٹی ہوئی رسّی ہوگی۔ تحقیر اور تذلیل کے لئے۔

حلِّ لغات

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ اس کے معنی بعض کے نزدیک چغل خور کے ہیں۔
فِي جِيْدِهَا۔ اس کی گردن میں۔

سورۃ اخلاص (۱۱۲)	سورۃ الاخلاص مکیۃ (۱۱۲) (۲۲) رکوعہا ۱ آیاتہا ۴
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
۱- تو کہہ وہ اللہ ایک ہے ○	۱- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○
۲- اللہ نراد دھار ہے ○	۲- اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○
۳- نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ○	۳- لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○
۴- اور اُس کے جوڑ کا کوئی نہیں ○	۴- وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

سورۃ فلق (۱۱۳)	سورۃ الفلق مکیۃ (۱۱۳) (۲۰) رکوعہا ۱ آیاتہا ۵
(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
۱- تو کہہ میں صبح کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں ○	۱- قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○
۲- اُس چیز کی بُرائی سے جو اُس نے پیدا کی ○	۲- مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○
۳- اور اندھیرا کرنے والی کی بُرائی سے جب چھا جائے ○	۳- وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○
۴- اور گرہوں پر پھونک مارنے والی عورتوں کی بُرائی سے ○	۴- وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ ○
۵- اور حاسد کی بُرائی سے جب وہ حسد کرے ○	۵- وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○

سورۃ الاخلاص

ف احد کا اطلاق جب اس طریق سے ہو تو اس کے معنی بجز ذات صمدیت کے اور کچھ نہیں ہوتے۔ غرض یہ ہے کہ اس کی ذات ہر نوع کے تکثر و تعدد سے پاک ہے۔

سورۃ الفلق

ف یہ سورۃ استعاذہ ہے۔ اس میں مرد مسلم کو بتایا گیا ہے کہ اس کو ہر شر اور فتنہ کی بات سے احتراز کرنا چاہئے اور اللہ سے نیک توفیق مانگنا چاہئے کہ وہ اس کو جسم اور رُوح کی ہر آزمائش سے بچائے اور اپنی آغوش پناہ میں لے لے۔

حل لغات

اَلصَّمَدُ۔ ایسی بے نیاز اور بلند ذات جس کی بے نیازی بر بنائے صمدیت ہو۔
کُفُوًا۔ برابر۔ ہم جنس۔ مانند۔ جتا۔
اَلنَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ۔ جادوگرنیاں۔ ابو مسلم کی رائے میں اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو عزائم رجال میں التواء و انفساخ پیدا کر دیتی ہیں۔

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ (۲۱) (۱۱۴) آیاتہا ۶ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱- قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○

۲- مَلِكِ النَّاسِ ○

۳- اِلٰهِ النَّاسِ ○

۴- مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ○

۵- الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○

۶- مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

سورۂ ناس (۱۱۴)

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- تُو کہہ میں آدمیوں کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں ○

۲- آدمیوں کے بادشاہ کی ○

۳- آدمیوں کے معبود کی ○

۴- وسوسہ (خیال) ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کی بدی سے ○

۵- وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ (خیال) ڈالتا ہے ○

۶- جنوں سے اور آدمیوں سے ○

سُورۃ النّاس

ف۱ یہ سورۃ بھی سورۃ استعاذہ ہے۔ اس میں یہ بتایا ہے کہ سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑی آزمائش یہ ہے کہ ایک مرد مومن شیطان کے دھوکے میں نہ آ جائے اور اس کے وسوسے سے متاثر ہو کر بے دین اور ملحد نہ ہو جائے۔ اس لئے اس سے بچنا اور احتراز کرنا از بس ضروری اور لازم ہے۔ مگر اس سے وہی شخص اپنے دامن کو بچا سکتا ہے جو اللہ کی ربوبیت عامہ پر ایمان رکھتا ہو۔ صرف اسی کو مالک اور آقا قرار دیتا ہو اور اسی کو معبود و محبوب سمجھتا ہو۔ فرمایا کہ یہ شیطان جو چھپ کر وار کرتا ہے اور تقویٰ و زہد کا جامہ پہن کر گمراہ کرتا ہے۔ کبھی انسان کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی جنوں کی صورت میں۔ اس کا کام صرف اس قدر ہے کہ قلب میں وسوسے اور ملحدانہ خیالات پیدا کرے۔ اس میں یہ قوت نہیں ہے کہ جبراً قلب و دماغ کی قوتوں پر چھا جائے۔

واضح رہے کہ اس طرح کے شیاطین کا تخیل جو ہم کو نظر نہ آتے ہوں اور قلب پر براہ راست اثر انداز ہو سکتے ہوں عقلاً ممنوع اور محال نہیں۔ کیونکہ جب ہم ایسے جراثیم فرض کر سکتے ہیں جو بدن میں گھس جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے اور ان کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو ایسے جراثیم شر کیوں تسلیم نہیں کر سکتے جو صرف قلب میں یہ کام کریں اور خیالات کی بارود میں آگ لگا دیں۔ اور جذبات جو پہلے سے موجود ہیں ان کو بھڑکا دیں۔ اصل میں شیطان کے انکار کا باعث وہ فتنہ دہریت تھا جو آج سے چند سال قبل یورپ کے مادی علوم کی وجہ سے پیدا ہو گیا اور جس کی بنا پر یہ کہا گیا کہ جنوں کا وجود محض افسانہ ہے۔ مگر اب یہ وہم ایک حقیقت بن چکا ہے اور تسلیم کر لیا گیا ہے کہ فضا میں بے شمار قوتیں اس نوع کی موجود ہیں۔ جن کو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ مگر وہ اپنا کام کر رہی ہیں اور وہ قوتیں دل اور دماغ کو جب چاہیں استعمال کر سکتی ہیں۔ چنانچہ اسی خیال کے مطابق اب وہاں کئی روحانیتین کی مجلسیں بن گئی ہیں اور ان ارواح سے گفتگو اور مکالمہ کرتی رہتی ہیں اور اب یہ حقیقت ہے کہ جنوں کا بھی اسی طرح وجود ہے۔ جس طرح ہمارا۔

حل لغت

اَعُوْذُ۔ پناہ میں آتا ہوں۔

اَلْوَسْوَاسِ۔ برے برے خیالات کا دل میں سے گزرنا۔

اَلْخَنَّاسِ۔ منظر عام سے ہٹ کر گمراہ کرنے والا۔ یعنی جو کھلم کھلا مقابلے میں نہ آتا ہو۔

۸۷۶۳

تَمَّتْ بِالْخَيْر

کاتب الحروف سید احمد خوشنویس لاہور

دعاء ختم القرآن

صدق الله العلي العظيم وصدق رسوله النبي الكريم ○ ونحن على ذلك من الشاهدين ○
ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم ○ اللهم ارزقنا بكل حرف من القرآن حلاوة وبكل
جزء من القرآن جزاء ○ اللهم ارزقنا بالألف ألفة وبالباء بركة وبالتاء توبة وبالثاء ثوابا
وبالجيم جمالا وبالحاء حكمة وبالخاء خيرا وبالدال دليلا وبالذال ذكاء وبالراء رحمة وبالزاء
زكوة وبالسين سعادة وبالشين شفاء وبالصاد صدقا وبالضاد ضياء وبالطاء طراوة
وبالظاء ظفرا وبالعين علما وبالغين غنى وبالفاء فلاحا وبالقاف قربة وبالكاف
كرامة وباللام لطفا وبالميم موعظة وبالنون نورا وبالواو وصلة وبالهاء هداية
وبالياء يقينا ○ اللهم انفعنا بالقرآن العظيم ○ وارفعنا بالآيت والذكر الحكيم ○
وتقبل منا قراءتنا وتجاوز عنا ما كان في تلاوة القرآن من خطأ أو نسيان أو تحريف كلمة
عن مواضعها أو تقديم أو تأخير أو زيادة أو نقصان أو تأويل على غير ما أنزلته
عليه أو ريب أو شك أو سهو أو سوء الحان أو تعجيل عند تلاوة القرآن أو كسل
أو سرعة أو زيغ لسان أو وقف بغير وقوف أو ادغام بغير مدغم أو اظهار بغير بيان أو
مد أو تشديد أو همزة أو جزم أو اعراب بغير ما كتبه أو قلة رغبة ورهبة عند
آيات الرحمة وآيات العذاب فاغفر لنا ربنا واكتبنا مع الشاهدين ○ اللهم نور قلوبنا
بالقرآن وزين أخلاقنا بالقرآن ونجنا من النار بالقرآن وادخلنا في الجنة بالقرآن
اللهم اجعل القرآن لنا في الدنيا قرينا وفي القبر مونسا وعلى الصراط نورا وفي الجنة
رفيقا ومن النار سترا وحجابا وإلى الخيرات كلها دليلا فاكتبنا على التمام وارزقنا
أداء بالقلب واللسان وحب الخير والسعادة والبشارة من الإيمان ○ وصلى الله
تعالى على خير خلقه محمد مظهر لطفه ونور عرشه سيدنا محمد وآله وأصحابه
أجمعين وسلم تسليما كثيرا ○